Marfat.com

مناجات بدر گاہِ ربُّ العالمین

امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو ۔۔۔ جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو ۔۔۔ شادئ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ ﷺ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات ۔۔۔ ان کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ داروگیر ۔۔۔ امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے ۔۔۔ صاحبِ کوثر شہِ جودو عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر ۔۔۔ سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمئ محشر سے جب بھڑکیں بدن ۔۔۔ دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں ! ۔۔۔ عیب پوشِ خلق، ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں ۔۔۔ ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندہ بے جا رلائے ۔۔۔ چشمِ گریانِ شفیعِ مرتضیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں ۔۔۔ انکی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پل صراط ۔۔۔ آفتابِ ہاشمی نورالہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے ۔۔۔ ربِّ سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی یہ دعائے نیک میں تجھ سے کروں ۔۔۔ قدسیوں کے لب پہ آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے ۔۔۔ دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ ؐ کا ساتھ ہو

Marfat.com

زیر رحمت: امام الانبیاء امام المرسلین سید الاولین والآخرین نور مجسم محمد مصطفی ﷺ

Marfat.com

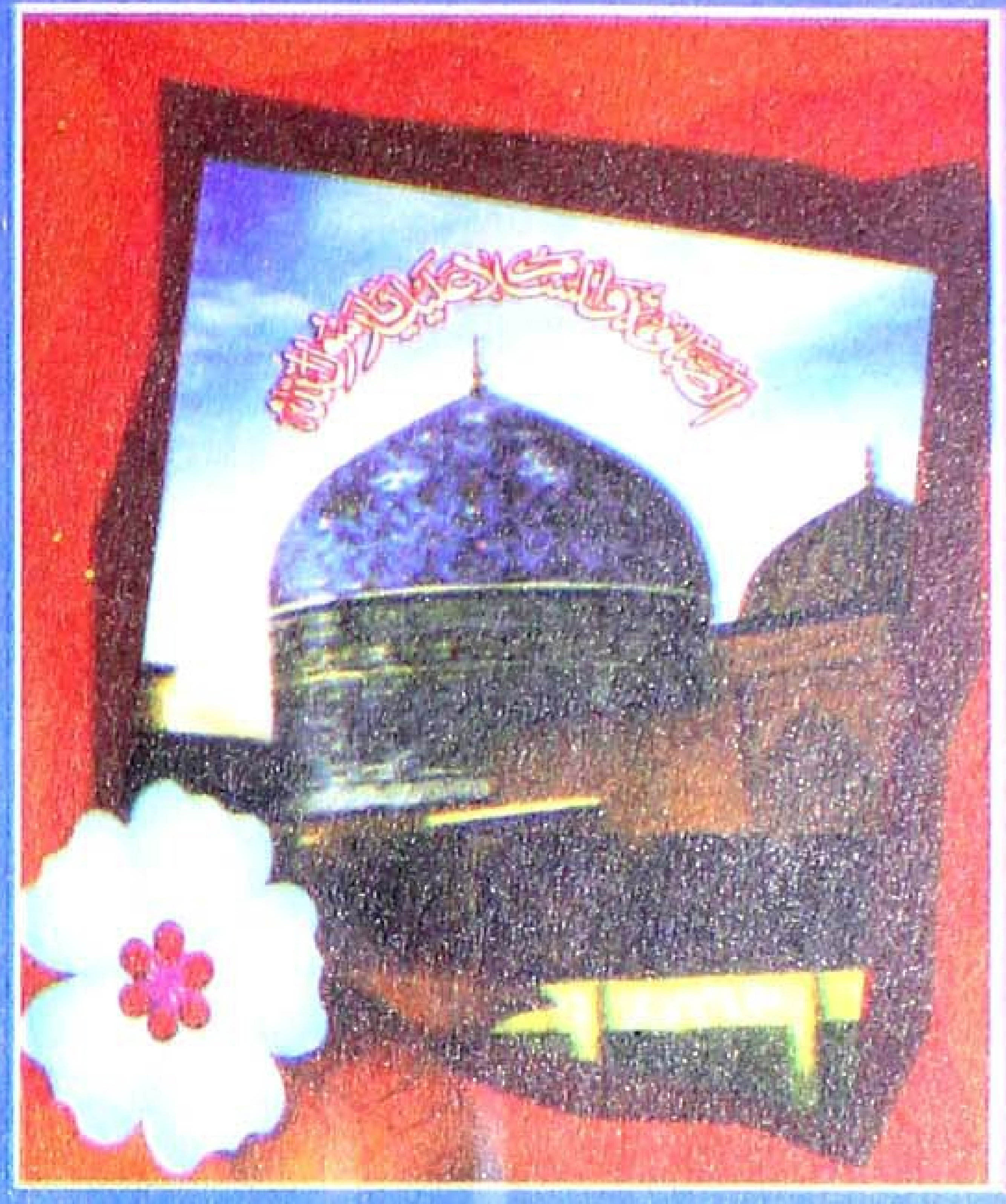

زیر کرم: غوث صمدانی، شہباز لامکانی، قطب ربانی،
محبوب سبحانی محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ

زیر عنایت: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ

Marfat.com

زیر التفات: حضرت فیض درجت رہبر شریعت امام اہل سنت عاشق رسول ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

زیرظل روحانیت: شیخ القرآن والحدیث، استاذ الاساتذہ، سند المدرسین، قطب عالم، برہان العارفین حضرت علامہ الحاج
ابوالفیض محمد عبدالکریم ابدالوی چشتی رضوی نوراللہ مرقدہ۔

Marfat.com

زیرنگاہ کرم: جانشین شیخ الحدیث، استاذ العلماء، مفکر اسلام، پیر طریقت، حضرت علامہ الحاج صاحبزادہ محمد نور المصطفٰے رضوی چشتی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین درگاہ عالیہ ابوالفیض علیہ الرحمہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

زیرفیض: فخر مشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ شرقپور شریف

Marfat.com

چوہدری عباس ہنجرا خادم مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ (Sponsor)

Marfat.com

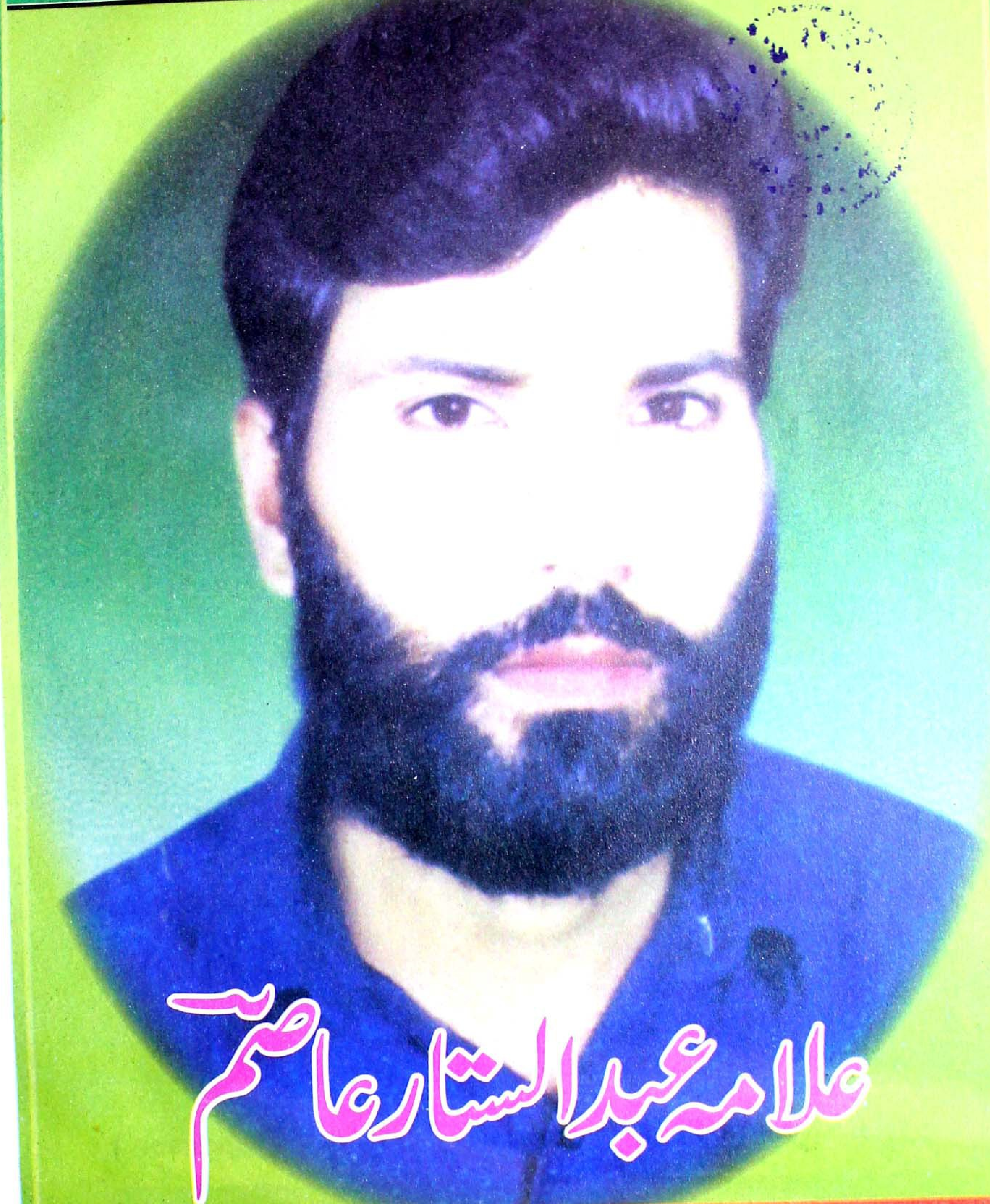

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- ذرّہ سے آفتاب
ترتیب وتحقیق ---------- علامہ عبدالستار عاصم
سال اشاعت ---------- مارچ 2005ء
تعداد ---------- 2000
طابع ---------- اے ایچ پرنٹرز کراچی
کمپوزنگ ---------- ایم اے زیڈ کمپوزرز کراچی
سرورق ---------- عزیز الرحمان
ناشر ---------- القلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل
قیمت ---------- 500روپے (پاکستان)40پاؤنڈ، 50ڈالر

ویب سائٹ------ www. asam . com . pk
E- mail : asim666321@ yahoo.com
فون:0333-4393422
092-04931-813092 / 0304-4301758

ڈاک کا پتہ

اکرام اللہ بانی القلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، قیوم چوک عالمگیر روڈ پرانا شہر شیخوپورہ پنجاب پاکستان۔
رانا اعجاز احمد جنرل سیکرٹری القلم فاؤنڈیشن اعجاز یونانی دواخانہ برکی روڈ شیخوپورہ۔

Marfat.com

81035

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے مگر خرید کر انمول کر دیا

یہ کتاب

نہ صرف مسلم لیگ (ن) سندھ کے ترجمان

بلکہ شریف خاندان کے سنجیدہ قدر دان

سید محمد حیدر شاہ

سے منسوب کی جاتی ہے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ

پیش لفظ

صحافت میرا پروفیشن ہے اور سماجی خدمت میرا مشن ،اس حوالہ سے دنیا بھر کے سماجی خادم میرے اپنے ہیں اور میں ان کا ہوں خلق خدا کے یہ خادم دنیا میں کہیں بھی ہوں میں لاشعوری طور پر ان سے باخبر رہتا ہوں۔ 3 ماہ قبل جدہ (سعودی عرب) میں جلاوطنی کے دوران داعی اجل کو لبیک کہہ جانے والے سماجی خادم میاں محمد شریف کو بھی میں اپنے ملک کے بڑے بڑے سماجی خادموں مثلاً عبدالستار ایدھی اور محترم مجید نظامی کے قبیل کا سماجی خادم تصور کرتا ہوں ؎ چوٹ محسوس ہم نے دل پہ کی شاخ سے پھول جب گرا کوئی

میاں محمد شریف مرحوم کے تمام حالات زندگی میری نظر میں تھے اور سیاست و امور حکومت کے اطوار بھی میرے سامنے تھے۔ یہ بھی سیدھی سی بات ہے کہ میاں محمد شریف مرحوم نے بلاشبہ اپنی محنت سے ہی اپنے خاندان کو ذرہ سے آفتاب بنا دیا تھا دولت و اقتدار سے مالا مال کر دیا تھا مگر ایک بات جس نے مجھے یہ کتاب مرتب کرنے کا ارادہ فراہم کیا وہ یہ ہے کہ مرحوم میاں محمد شریف مرحوم کی شخصیت و کردار پر نہ صرف پاکستان کے تقریباً ہر بڑے اور حق گو ادیب دانشور صحافی تجزیہ نگار اور کالم نگار نے انتہائی خلوص اور تحسین کے ساتھ تحاریر رقم کیں بلکہ تمام قومی اخبارات نے خصوصی ایڈیشن بھی شائع کئے جب کہ قلمکاروں کی اس داد و تحسین کا یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے یہ کتاب محض میاں محمد شریف مرحوم کی تعریف و توصیف کے لیے ہی مرتب نہیں کی جا رہی بلکہ اس میں سب کچھ پاکستان بھر کے عوام وخواص کی زبان کا کہا اور قلم کا لکھا ایک ترتیب کے ساتھ مرتب کیا جا رہا ہے تا کہ یہ امر ثابت ہو جائے کہ ایک مخلص سماجی خادم حکومت میں ہو یا ایام جلاوطنی میں اسے اس کے حصے کا خراج اور نیک نامی مل جاتی ہے دوسری بات یہ کہ اس عظیم سماجی خادم (میاں محمد شریف) کے جانشینوں نے اپنے والد کی تدفین کو سیاست کے لئے استعمال کرنے سے گریز کیا اور فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا یہ بھی اسی سماجی خادم کی تربیت کا اثر ہے کہ اس کی فرمانبردار اولاد کے فیصلے نے حکومت وقت کے جبر اور رعونت کا چہرہ بے نقاب کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

علامہ عبدالستار عاصم

قومی کالم نویس

☆☆☆

Marfat.com

کتاب ملنے کے پتے

Riasat book Depot,Bahawalpur,
Modern book Depot,Sialkot,
Mirza & Brothers, Gujrat,
Ph:0433-521794-524411
Iqbal Pervaze,Gujranwalal,
Rehamat Book stall, Okara.
Pakistan book Depo, Larkana
Sindh kitabghar, Mirpur Kas
Chaudhray amant ali,Rehim Yaar Khan
Chaudhray brothers, Sadiqabad

Foreign Distributors:
M/S.INDO PAK VIDEO INC,D.B.A video palace,22324
West devon chicago,ILL
60695(U.S.A)Ph:372 262 2929Fax:312 262 3990

M.S.Unique Gift Rc video conversion
13679E.colorado street.
Bridgeville,PA15017,pittsburgh,U.S.A
Ph:(412)221-1339Fax:4122213760

M/S sub rung centre 131,Green Street
,E78JF,london U.K
Ph:018-4724146,Fax:0044-181472416

National News Agency
Asad chamber, Ground Floor, Shambhu Nath Road Near Passport Ofice
,Saddar, Karachi-74400
Tel:5681520-5688828Fax:5682391

Local Distributors
Chaudhry news agency ,Lahore
Ph:042-7236688-7124584
Kitab Ghar, Rawalpindi
Ph:051-5552927-539380
Zarbagh Khan news agency,peshawer
Ph:091-213525
M.M.trader,Quetta
Ph:081-843229-837672
Al-Sheikh newspaper agency, Multan
Ph:061-587272
Railway book stall, Faislabad
Ph:041-621298
Hussaini book depot, Sukhur,
Ph:071-83766
Shah latif kitabgar,Hyderabad
Hakim Ijaz Ahmad Younani Dawakhana
Doshera Ground Sheikhupura, Punjab.

Marfat.com

M/S.Rolex book&Music Shop 81-83,Wilmslow Road.Rusholme Manchester, M145sU.Ph:0161225-4448,Fax:0161-225-4884.

M/S Oriental star aguncies limited 548-550,Moseley Road, Brimnghm B 129AD, U.K.Ph:44(0)121 449 6437,Fax:44(0)121 449 5404.

M/S book centre,express house white abbey road Bradford, West Yorkshire bd&bej U.K Ph:0274-727864(2lines)Fax:0274-728136.

M/Sal ababala publishers and dist.p.o box no.87754,Riyadh,Saundi arabia.Ph:01-4731010Fax:014730161.

M/S al adbia publishers anddist.po box no.41073 jeddah,saudi arabia Ph:02-6715788,Fax:02-6712827.

M/S Seema cold store po box no 20503 manama bahrain.Ph:223354,Fax:2451074.

Yunus Cultural book shop p.o.box no.2357-211 salalah sultanate of Oman Ph:296269,Fax291188.

M/S.al adabla publishers and dist.p.o.box,no158,dhahran, Saudi arabia.Ph:03-8645121-954869 Fax03-8951355.

M/S. al adabla publishers and dist.p.o.bob no 648-Madina ,saudi arabia,Ph:648226449,Fax:648229861.

M/S al shahwani library.p.o.box no.74Doha,Qatar.Ph:423528.Fax:361093.

M/S asian press distraibution p.o.box 580,Elmsford ny10523new york (USA) .

M/S ste.w. s-s(wembley super star)10-rue jarry 75010 paris ph. 45230022 fax .45231926.m/s.idara muhammad anwar soofirathkes gata -7-0558 oslo ,norway .ph.2384267,fax .2380613.welcomebook shop sheikh hamdan colony ,belhasa bldg.karama.dubai p.o box 27869,dubai.ph.04-3961016.

☆☆☆

Marfat.com

حسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	کالم نویس	صفحہ نمبر
1	سرفہرست	حافظ شفیق الرحمٰن	1
2	مضبوط قوت ارادی کے مالک......میاں شریف	پرویز بشیر	10
	میاں شریف کے انتقال پر سروے	صہیب مرغوب	13
3	میاں شریف کی وفات کے بعد شریف خاندان کیا اہم فیصلے کریگا۔	سہیل وڑائچ	17
	میاں شریف......جدید نظریات کے مالک	وکیل انجم	19
	میاں شریف ایک اعلیٰ منتظم	سید انور قدوائی	21
	میاں محمد شریف کی رحلت	اداریہ جنگ	23
4	پاکستان کے لئے فولادی عزم رکھنے والا انسان	نعیم مصطفیٰ	24
	جاتی امراء امرتسر سے جاتی امراء لاہور تک	نعیم مصطفیٰ	27
	عجب آزاد مرد تھا۔	مجیب الرحمٰن شامی	31
5	بڑے میاں صاحب بہت یاد آتے ہیں	ممتاز شفیع	33
6	لازم ہے زمانے پہ	مبین رشید	39
	پاکستانی سیاست کا اہم باب	حافظ امیر علی اعوان	42
7	مسلسل جدوجہد پر یقین	مزمل سہروردی	46
	میاں محمد شریف ایک عہد ساز شخصیت	سرفراز سید	49
8	ایک عظیم پاکستانی	اداریہ ماہنامہ شہ رگ پاکستان	51
	ہم ایک گھنے سائے سے محروم ہو گئے	انٹرویو نواز شریف	53
	وہ تو سراپا خوبی تھے	انٹرویو شہباز شریف	56
	وہ بہت خیرات کرتے تھے	انٹرویو حمزہ شہباز	58
	خاندان میں ان کا کردار چھتری کی طرح تھا	انٹرویو سلمان شہباز	62
	میں نے زندگی میں ایسا صالح شخص نہیں دیکھا	انٹرویو خواجہ منظور حسن	64

Marfat.com

	میاں شریف اپنے ملازمین سے بہت شفقت فرماتے تھے	انٹرویو مختار حسین	66
	ریاضت وسخاوت میں بے مثل شخصیت	علامہ عبدالستار عاصم	68
	میاں شریف ایک اصول پسند ایڈمنسٹریٹر	الیاس قریشی سے انٹرویو	70
	میاں محمد شریف ......ایک مسحور کن شخصیت	خواجہ افتخار	71
	مردآہن وبادشاہ گر	ادیب جاودانی	73
	میاں محمد شریف ایک مومن شخصیت	محمد طاہر بٹ	75
	میاں محمد شریف ......پارس پتھر	محمد ادریس ناز	78
9	جنازوں کی دہشت	زاہدہ حنا	80
	میاں محمد شریف کی واپسی	صوفیہ بیدار	82
	سفرآخرت کا احوال	نورین طلعت عروبہ (جدہ)	84
10	جاتی امراء کے ستون	تنویر قیصر شاہد	86
11	یادوں کے پھول	اکرام اللہ	91
12	''ایک داستانوی کردار''،''ایک غیر معمولی شخص''	عطاءالحق قاسمی	94
13	یہ موقع استقبال کا نہیں/رواداری کا ترنم	ڈاکٹر اجمل نیازی	97
14	میاں محمد شریف ایک بادشاہ گر	چوہدری عباس ہنجرا	101
15	طاقت کا نشہ	عطاالرحمٰن	107
	اسامہ/میاں محمد شریف مرحوم	ایضاً	108
16	اتفاق واتحاد کی علامت	ڈاکٹر شہزاد علی	110
	درویش میاں محمد شریف کا چہلم	ایضاً	112
17	میاں محمد شریف مرحوم اور سیاست	صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری۔	115
18	کرن سے آفتاب	اداریہ ماہنامہ ضیائے حرم	117
19	بڑے میاں صاحب کی رخصتی	توفیق بٹ	119
	اخلاقی وسیاسی روایات کا سرکاری انتقال	ایضاً	121
20	میاں محمد شریف ......صبح زندگی سے شام زندگی تک	انوار حسین حقی	123
	میاں محمد شریف کا سفرآخرت	ایضاً	127
21	جاتی امراء سے جاتی امراء تک	عبدالقادر حسن	129

Marfat.com

22	وضعداری کی نئی مثال	عباس اطہر	131
23	دو ہاتھ	جاوید چوہدری	133
24	میں نے دیکھا	فرخ سعید خواجہ	135
25	میاں محمد شریف کی یاد میں	مصطفیٰ صادق	137
26	مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے	سجاد میر	139
27	میاں شریف کی کامیابیاں اور ان کی وفات کے متوقع اثرات	نواز ملک	141
28	شریف خاندان کے ساتھ غیر شریفانہ سلوک	شاہ محی الحق فاروقی	144
29	ایک سو فیصد پاکستانی کی رحلت	اعجاز حفیظ خان	146
30	مقام عبرت	ڈاکٹر طاہر مسعود	148
31	فانی میاں محمد شریف لافانی ہو گئے	اسد اللہ غالب	150
32	میاں محمد شریف کی تاریخی جدوجہد	سید انور قدوائی	151
33	اناللہ وانا الیہ راجعون	نذیر ناجی	153
34	تعزیت کس سے کروں	رفیق غوری	155
35	میاں نواز شریف سے چند گذارشات	غیاث الدین جانباز	157
36	اباجی انتقال کر گئے	پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی	159
37	میاں محمد شریف ایک کامیاب شخص	عمر فاروق منان	161
38	والد کی تدفین کی رسومات	سلمان غنی	163
39	میاں محمد شریف کی وفات پر حکومتی رویہ	جبار مفتی	165
40	میاں محمد شریف آس پاس موجود رہیں گے	ابن صحرا	166
41	نیک اور دین دار شخص کا سفر آخرت اور سیاست	منیر احمد بلوچ	168
42	میاں محمد شریف مرحوم	عرفان صدیقی	170
43	فراخ دلی دکھانے کا موقع	صدیق اظہر	173
44	زود پشیمانی	ڈاکٹر حسین احمد پراچہ	175
45	پہچان	رفیق عالم	177
46	گزرے ہوئے کچھ دنوں کی یادیں	امیر نواز نیازی	179
47	قومی منظر نامہ	اعجاز الحق	181

Marfat.com

48	میاں محمد شریف کے مردہ جسم پر عائد پابندیوں کے سیاسی نتائج	جاوید سید	184
49	میاں محمد شریف اللہ کو پیارے ہو گئے	محمد سلیم بٹ	186
50	جنازے پر سیاست	رانا شفیق پسروری	188
51	ابا جی	فیصل بٹ	190
52	میاں محمد شریف کے چالیسویں کا اجتماع	سعادت خیالی	192
53	Mian Sharif's Achievements and the impact of his Death	(Nawaz Malik)	195
54	منظوم خراج	(رانا شبیر احمد شبیر)	199
55	میاں محمد شریف مرحوم کے قریبی عزیزوں اور مرکزی قائدین کے تاثرات		200
56	بیرون ملک مقیم پاکستانیوں اور غیر ملکیوں کے تاثرات		211
57	پنجاب، اسلام آباد اور آزاد کشمیر سے تعلق رکھنے والی سیاسی وسماجی شخصیات کے تاثرات		220
58	صوبہ سندھ سے تعلق رکھنے والی سیاسی وسماجی شخصیات کے تاثرات		273
59	صوبہ سرحد اور بلوچستان کی ممتاز شخصیات کے تاثرات		281

Marfat.com

Marfat.com

سرِفہرست

حافظ شفیق الرحمان ایک منجھے ہوئے اور حق گو کالم نویس ہیں۔ انہوں نے بے باکی سے حقائق بیان کر کے میاں محمد شریف مرحوم کو بڑی بے ساختگی سے خراج تحسین پیش کیا ہے وقت اور اقتدار کے تغیر وتبدل کے بعد عصر حاضر کے چند نامی گرامی علماء کی وابستگیوں اور حمایتوں کے تبدیل ہو جانے پر حافظ شفیق الرحمان نے علماء ''موصوف'' پر جو مثبت تنقید کی ہے وہ بڑی دل نشیں ہے اپنے انداز کی وجہ سے حافظ صاحب کی تحاریر نے اس کتاب میں مرکزی تحاریر ہونے کا مقام حاصل کیا ہے ان کی یہ تین تحاریر سرفہرست کے طور پر شائع جارہی ہیں۔

میاں محمد شریف......ایک ناقابلِ شکست فولادی شخصیت

یہ کیسا اتفاق ہے کہ نیلے آکاش کی بوڑھی آنکھیں عالیشان محلات میں کتنے جنم لینے والوں کو خس پوش کاشانوں میں زندگی کی آخری سانسیں لیتے ایڑیاں رگڑتے اور دم توڑتے دیکھتی ہیں وہ اس بے بسی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوتے ہیں کہ دوگز زمین بھی کوئے یار میں نہیں ملتی۔ اور یہ کیسا حسن اتفاق ہے کہ بسا اوقات کچے گھروندوں، خاک آلودہ کوچوں، غبار پوش بستیوں اور ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں جنم لینے اور پرورش پانے والے جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کے جنازے محلات سے اٹھتے گام گام ماتم ہوتا اور ان کی موت کو ایک عہد ایک ادارے ایک تہذیب ایک دور ایک دبستان کی موت تصور کیا جاتا ہے اگر کسی کو اس پر اعتراض نہ ہو تو میں یہ بات بلا خوفِ لومتہ لائم کہنے کی جسارت کرونگا کہ وہ تمام بڑے لوگ جنہوں نے اپنے زور بازو سے تاریخ کے دھارے کا رخ موڑا ہے محلات میں نہیں جھونپڑیوں میں پیدا ہوئے تھے مرشد اقبالؒ نے کہا تھا اور سچ کہا تھا۔ ''بڑے لوگ ہمیشہ چھوٹے گھروں میں جنم لیتے ہیں''

امرتسر کے چھوٹے سے غیر معروف قصبہ ''جاتی امراء'' کے ایک غریب افلاس زدہ اور مفلوک الحال گھرانے میں 84 برس قبل جنم لینے والے محمد شریف کے بارے کسے علم تھا کہ ایک دن اس کا شمار اس خطہ کی سیلف میڈ خوشحال ترین شخصیات میں ہوگا۔ جاتی امراء کے غریب الغربا قسم کے گھروندے کا یہ فرد جب اس دنیا سے رخصت ہوا تو اسے ارباب عالم جاتی امراء میں جنم لینے والے رئیس الامراء قرار دینے پر مجبور تھے۔ جاتی امراء کے اس چھوٹے سے ڈھول سے اٹے تاریکی میں ڈوبے اور غربت میں گھرے قصبہ میں محمد شریف کی ولادت نے اس قصبہ کو خطے کا ایک معروف ترین قصبہ بنا دیا۔ اس قصبہ میں اکثریت سکھ آبادی کی تھی۔ ان کا زیادہ تر انحصار زمینداری اور زراعت کاری پر تھا۔ اس قصبہ میں چند گھرانے مسلمانوں کے بھی تھے گویا صحرا میں چند نخلستان بھی آباد تھے۔ ان گھرانوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی معاشی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ ان کی اکثریت دستکار محنت کشوں پر مشتمل تھی محنت مزدوری ان کا طغرائے امتیاز اور کسب حلال کے لئے جانفشانی ان کا نشان اختصاص تھا۔ یہ دستکار محنت کش اس قصبہ اور اس سے متصل قصبات ودیہات میں تلاشِ روزگار کے لئے سرگرداں رہتے۔ وہ رزق حلال کی تلاش میں بسا اوقات دوسرے شہروں کو بھی نکل جاتے۔ گھوم پھر کر محنت مزدوری کرنا ان کا معمول تھا۔ وہ دانے دُنکے کی تلاش میں نکلنے والے پرندوں اور پکھیروؤں کی طرح فجر دم گھروں سے نکلتے اور دیپ جلے گھروں کو لوٹتے۔ بعض اوقات انہیں کام مل جاتا اور بسا اوقات وہ خالی جیب اور خالی ہاتھ پژمردہ چہروں

Marfat.com

کے ساتھ اپنے اہل خانہ کو یہ بدخبری سناتے نظر آتے کہ ان کا رزق آج بھی آسماں سے نہیں اترا ان کے دستر خوان پر اکثر بھوک آراستہ ہوتی۔ عورتیں بچوں کا دل بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا کو چولہے پر دھر دیتیں۔ بچے چولہے کے اردگرد ہنڈیا کے پکنے کے منتظر رہتے ہنڈیا پکنے کا نام ہی نہ لیتی تھک ہار کر بچے چولہے کے اردگرد بچھے ٹاٹ پر سو جاتے گویا سامعین انتظار ہی میں تھک جاتے اور خطیب خطبے کے لئے کھڑا نہ ہوتا۔

جاتی امراء کے ان دستکار محنت کشوں میں بعض جولاہے تھے بعض موچی، بعض ترکھان، بعض لوہار اور بعض بڑھئی۔ درمیانے اور بڑے زمینداروں کی حویلیوں اور ڈیروں کی تعمیر میں مطلوب کام یہ مسلم کاریگر ہی کرتے۔ یہ ڈیرے اور یہ حویلیاں انہی کے ہنر کار اور ہنر آفریں خلاق ہاتھوں کی صناعی اور شہکار ہوتے۔ یہ محنت کش روزگار کی پیاس بجھانے کے لئے اپنے سخت جان ہاتھوں سے ہر روز ایک کنواں کھودتے۔ معاشی حوالے سے ان کے حالات پسماندگی کے آخری نکتے کو چھو رہے تھے۔ جاتی امراء میں میاں شریف کا آبائی گھر چند مرلوں پر محیط تھا۔ درو دیوار شکستہ وخستہ تھے۔ عسرت اور تنگدستی کے سائے خشت خشت پر سایہ فگن تھے۔ کچی مٹی سے چنی دیواروں پر ایک مدت سے اداسی بال کھولے سو رہی تھی۔ غزل کے شہنشاہ میر نے کہا تھا۔ کہ اس نے سینکڑوں غم جمع کئے اور ایک دیوان کیا غریبوں کے گھر بھی درحقیقت میر کے دیوان کا مجسم استعارہ ہوتے ہیں۔ آسودگی اور آسائش کی چاندنی ان گھروں کے آنگنوں میں نہیں اترتی۔ وہ سوچا کرتے کہ آخر یہ کیا ستم ظریفی ہے کہ خوشحالی اور فارغ البالی کی رس بھری گھٹائیں افق پر جب بھی گھر کر آتیں اور آسمانوں پر طائفہ در طائفہ اور خیل در خیل چھا جاتیں لیکن ”صحراؤں“ کو نظر انداز کر کے یہاں سے بن برسے گزر جاتیں اور دور دراز سمندروں میں جا کر جل تھل کر دیتی ہیں۔ تفکر و تدبر سے نا آشنا امارت زادوں کا کہنا ہے کہ افلاس رسیدہ گھرانوں میں جنم لینے والے شہریوں کا مقدر اسی قسم کی سوچوں کی چتاؤں میں جل بجھ کر راکھ ہو جاتا ہے۔ غربت گزیدہ گھروں کا ماحول اتنا ملول وافسردہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر مکین کا چہرہ مفلس کے چراغ کی طرح بجھا بجھا نظر آتا ہے جب کسی گھر کا چولہا بجھ جائے تو چہروں کی رونقیں اور آنکھوں کی تابانیاں از خود چلی جایا کرتی ہیں ایسے میں کون ہے جو جھاڑ، فانوس، قالین، ظروف، فرنیچر اور اطلس وحریر کے پردوں سے آراستہ آرام دہ اور کشادہ گھر کا تصور بھی کر سکتا ہے۔ غریب زادوں کے لئے یہ تمام اشیاء شجر ہائے ممنوعہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ غربت کی آغوش میں آنکھ کھولنے والوں کی زندگی کی آخری سانس کی مشعل گل ہونے تک بے تکان اور بلا توقف سخت جان جدوجہد کا محور و مرکز باسی روٹی کے چند ٹکڑے اور تازہ پانی کے چند گھونٹ بن کر رہ جایا کرتے ہیں۔ یہاں اس حقیقت سے بھی چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ تاریک حالات کا یہ حوصلہ شکن جبر محمد شریف ایسے پُرعزم غریب زادوں کے دلوں کے آتش دانوں میں امنگوں اور ترنگوں کے ایسے شعلوں کو روشن و رخشاں کرتا ہے کہ ان کی روشنی میں جب وہ زندگی کی شاہراہ پر جادہ پیما ہوتے ہیں تو اس کا ذرہ ذرہ چراغ طور اور مینارۂ نور بن جایا کرتا ہے۔

جاتی امراء کے ایک محنت کش کے گھر میں جنم لینے والے ساتوں بھائیوں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے اردگرد گلی محلے میں قطار اندر قطار بجھے چہرے دیکھے۔ یہ ساتوں بھائی حوصلہ مند تھے۔ باہمت تھے جذبوں اور ولولوں سے ان کے دل لبریز تھے۔ کچھ کر گزرنے کی لگن ان ساتوں بھائیوں کے چہروں پر عزم تازہ کی ضیاء بن کر لو دے رہی تھی۔ وہ غریب گھروندے میں ضرور پیدا ہوئے تھے۔ لیکن ان کے چہرے بھی روشن تھے اور دل بھی آفتاب عالم تاب کی طرح روشن تھے۔ وہ اپنے مستقبل کے ہاتھوں کو اپنے خونِ جگر کی حنا سے منقش اور رنگین بنانے کے جذبے لے کر کم سنی ہی میں اپنی جنم بھومی سے تہی دامن تہی دست اور تہی جیب نکلے۔ وہ ایک اجنبی اور نامانوس شہر میں داخل ہوئے۔ وہ شہر جسے دنیا عروس البلاد لاہور کے نام سے جانتی ہے۔

وہ جانتے تھے کہ اس قصبہ میں آگے بڑھنے کے امکانات معدوم ہیں۔ وہ حوصلہ مند پیراک تھے۔ جاتی امراء کی یہ چھوٹی سی ندی ان کے

Marfat.com

ذوقِ پیرا کی کی تسکین نہ کرسکتی تھی۔سو بڑے سمندروں کی کھوج میں یہ ساتوں بھائی بے سروسامانی کے عالم میں اپنے گھر سے نکلے۔سفر وسیلہ ظفر ہوتا ہے امرتسر سے قریب ترین شہر لاہور تھا۔وہ بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں اس شہر میں پردیسیوں کی طرح داخل ہوئے وہ نئے شہر میں داخل ہوئے تو روزگار کے نئے امکانات کی کھوج میں انہوں نے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا۔وہ ایک اجنبی اور نامانوس شہر میں داخل ہوئے تھے وہ شہر جسے دنیا عروس البلاد لاہور کے نام سے جانتی ہے۔لاہور بھی پنجاب کا ایک بڑا شہر تھا یہاں بہتر اور متنوع کاروباری اقتصادی اور معاشی سرگرمیاں پھل پھول رہی تھیں۔چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں سے بڑے شہروں میں داخل ہونے والے دیہاتیوں اور قصباتیوں کے لئے بڑے شہر سنہرے مواقع اور نئے امکانات کا استعارہ ہوا کرتے ہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بڑے شہروں میں دیہاتوں اور قصبوں سے آنے والے دیہاتیوں اور قصباتیوں میں مقامی شہریوں کی نسبت آگے بڑھنے کا جوش وجذبہ زیادہ ہوتا ہے قصبے اور دیہات سے شہر میں داخل ہونے والا پردیسی درحقیقت کچھ پانے کے لئے بہت کچھ کھوکر آتا ہے۔وہ اپنا گاؤں گھر والدین ،بہن بھائی ،سنگی ساتھی اور بہت سی یادیں چھوڑ کر آتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ جب چند برس بعد وہ اپنے قصبے اور دیہات کی جانب واپس لوٹے تو اس کے ہمجولی اور ساتھی اس کے حالات اور شخصیت کو ہر جہت ،رخ ،سطح اور سمت سے بدلا ہوا پائیں ،غریب قصباتی اور افلاس زدہ دیہاتی مثبت تبدیلیوں کی آس میں نئے شہروں میں داخل ہوتے ہیں۔

ذرا سوچئے!میاں شریف کے بھائیوں میں سے جب پہلا بھائی اس نئے شہر میں داخل ہوا ہوگا تو یہ شہر یقیناً اسے شہر ناپرساں کی مانند دکھائی دیا ہوگا۔امید وبیم اور سوچوں کی ادھیڑ بن میں وہ اس شہر میں بہتر روزگار اور مواقع کی تلاش میں جانے کہاں کہاں گھوما ہوگا۔پہلی رات اس نے کہاں بسر کی ہوگی کسی سرائے میں فٹ پاتھ پر یا کسی باغیچہ میں جاتی امراء سے اس نئے شہر میں پہنچنے والے میاں محمد شریف کے بھائی یقیناً اس کے لئے جہاں ایک طرف سنگ ہائے میل کی حیثیت رکھتے تھے وہاں وہ اس کے لئے امید کی کرن بھی تھے امرتسر سے 4 کلومیٹر کی دوری پر واقع ایک گاؤں کے اسکول میں زیر تعلیم محمد شریف بھی لاہور آنے کے لئے بیتاب تھے تاکہ وہ اپنے بھائیوں کا ہاتھ بٹا سکیں۔کسی نہ کسی طرح وہ لاہور پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ان کے بھائی ابھی تک گردشِ حالات سے نبرد آزما تھے۔ان کی معاشی حالت دگرگوں تھی ابھی اس شہر نے ان کے لئے اپنی آغوشِ شفقت وانہ کی تھی اور اس دست شفقت کا سایہ ان کے سروں سے ابھی کافی فاصلے پر تھا۔تنگدستی وفاقہ مستی نے شہر میں بھی ان کا تعاقب جاری رکھا ابھی تک وہ غربت وعسرت کا محاصرہ توڑنے میں کامیاب نہ ہوئے تھے ان کا ہاتھ تنگ تھا لیکن دل کشادہ تھا اسی سبب محمد شریف کی آمد پر انہوں نے اس کا استقبال کھلے بازوؤں سے کیا جیسے تیسے انہیں اسکول میں داخل کروادیا گیا۔وہ مسلم ہائی اسکول رام گلی میں چھٹی جماعت میں داخل ہوئے بھائیوں کی آمدنی اس حد تک محدود تھی کہ وہ نو وارد بھائی کی اسکول فیس بھی ادا کرنے کی استطاعت اور سکت نہ رکھتے تھے۔اسکول ہیڈ ماسٹر کے نام فیس معافی کی درخواست دی گئی۔فیس معاف ہوگئی اور محمد شریف نے یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔جلد ہی انہیں احساس ہوا کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ انہیں بھی کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔گرد وپیش کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ کتابیں اور الفاظ بہت کچھ ہونے کے باوجود روٹی کا بدل نہیں ہوسکتے۔سوانہیں دوران تعلیم بھی محنت مزدوری کو اپنا شعار بنانا پڑا۔دن کے اجالے میں وہ تعلیم حاصل کرتے اور جب سورج کا سفینہ اپنے نارنجی بادبان سمیٹ کر مغرب کی گلاب رنگ جھیل میں ڈوبنے کی تیاری کرتا تو محمد شریف ایک فیکٹری میں کام کرنے کے لئے داخل ہورہے ہوتے۔قدرت نے انہیں زبردست ہنرمندانہ ذہن اور کاریگرانہ تخلیقی صلاحیتیں ودیعت کی تھیں اسکول کی تعلیم مکمل ہوئی تو وہ ایک ہنرمند کاریگر بن چکے تھے وہ بیک وقت ایک اچھے طالب علم اور ماہر کاریگر بن چکے تھے۔اس خداداد اہلیت پر وہ یقیناً بارگاہ رب العزت میں سجدہ ہائے

Marfat.com

تشکر بجالاتے ہونگے ۔ دل کو تھاماان کا دامن تھام کے میرے دونوں ہاتھ نکلے کام کے

ان کے سینے کے آتش دان میں آگے بڑھنے، نام پیدا کرنے، کتاب زندگی کا نیا ورق الٹنے، اپنا جہاں آپ پیدا کرنے، اپنا زمانہ آپ بنانے، اپنی کدال سے اپنی شاہراہ آپ تعمیر کرنے، تاریک ماحول میں اپنے حصے کی شمع جلانے اور اپنی ہی خاک سے شعلۂ سینائی عیاں کرنے کا بے پناہ جذبہ، بے کنار حوصلہ، بے انت ولولہ، بے کراں جستجو اور بے مثال آرزو کی سنہری چنگاریاں درخشندہ تھیں وہ لڑکپن کی چوکھٹ پر پہلا قدم دھرتے ہی یہ جان چکے تھے۔ بقا کی فکر کرخود ہی زندگی کے لئے زمانہ کچھ نہیں کرتا کبھی کسی کے لئے

میٹرک کے بعد انہوں نے عہد ساز اور تاریخ ساز اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا۔ یہ کالج بھی ریلوے روڈ پر ہی واقع تھا۔ یاد رہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ان دنوں چوک دالگراں میں مقیم تھے۔ چوک دالگراں سے اسلامیہ کالج چار پانچ منٹ کی پیدل مسافت پر ہے اب محمد شریف سونڈ بونڈ کا لجییٹ بن چکے تھے۔ اسکول کی طرح کالج کے زمانہ میں انہوں نے رزق حلال کی تلاش نہ چھوڑی کالج میں داخلہ کے بعد انہوں نے حاجی دین محمد کی فیکٹری ایم ایس اینڈ کمپنی میں ملازمت اختیار کرلی۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہاں 30 دن مسلسل کام کرنے کے بعد انہیں 14 آنے ملا کرتے تھے یہاں انہوں نے پونے دو ماہ کام کیا وہ محنتی تھے لیکن اپنی محنت کا مناسب معقول موزوں معاوضہ حاصل کرنا بھی اپنا حق جانتے تھے چھٹی جماعت سے اب تک وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ لگا تار محنت مزدوری کر رہے تھے۔ چھ سات سال کی جمع پونجی 310 روپے کے ''خطیر سرمائے'' میں بدل چکی تھی اب ان کے دل میں ملازمت کی بجائے اپنا کاروبار شروع کرنے کی امنگ بیدار ہو چکی تھی ان کی تعلیم اور عملی دانائی نے انہیں باور کرادیا تھا کہ ان میں اتنی اہلیت اور صلاحیت ہے کہ شبانہ روز جہد مسلسل کے بدولت وہ اسے ترقی دے سکیں۔ ناامیدی مایوسی اور قنوطیت تو نوجوان محمد شریف کو چھو کر بھی نہ گزری تھی۔ ان کی نگاہ ہمیشہ آدھے بھرے ہوئے گلاس پر رہی وہ اور ان کے بھائی 310 روپے لے کر نکلے اور حاجی فیروز دین کے پاس جا پہنچے۔ اس رقم سے انہوں نے بھی بھٹی خریدی۔ بھٹی کی تنصیب کے لئے جگہ کی تلاش شروع ہوئی اور جلد ہی انہیں مطلوبہ جگہ بھی 13 روپے ماہانہ کرایہ پر مل گئی۔ محمد شریف نے بھٹی کی تنصیب کی تو دوسرے بھائیوں نے بھی ادھر ادھر نوکری کرنے کی بجائے اپنے بھائی کا دست وبازو بننا بہتر جانا۔ ساتوں بھائیوں نے مل کر کام شروع کیا تو خلق خدا اور دنیا ان کے مثالی بھائی چارے اور لائق رشک اتفاق کی داد دینے پر مجبور ہوگئی۔ محمد شریف اور ان کے بھائیوں نے ثابت کردکھایا کہ اتفاق میں واقعتاً برکت ہوتی ہے۔

حافظ شفیق الرحمٰن۔ روزنامہ دن لاہور

☆☆☆

Marfat.com

میاں محمد شریف کے تابوت کی ہیبت

میاں محمد شریف کی داتا صاحب میں نماز جنازہ کی ادائیگی پر حکومت کی جانب سے پابندی لگانے کے اقدام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ارباب حکومت شریف فیملی کی بے پناہ مقبولیت سے بری طرح خائف اور لرزہ براندام ہیں۔ ان ارباب حکومت کو اس امر کا بھی قوی احساس ہے کہ بنیادی طور پر وہ قطعاً سیاسی لوگ نہیں ہیں بلکہ اتفاقاتِ زمانہ اور حوادثِ روزگار نے پاور پالیٹکس کی عنان تصرف اور زمام اختیار ان کے ہاتھوں میں عبوری دور کے لئے تھما دی ہے وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے اقتدار و اختیار کے بظاہر فولادی قلعے کی حیثیت سمندر میں گھرے نمک کے محل سے زیادہ نہیں۔ وہ اس امر کا احساس بھی رکھتے ہیں کہ ان کا اقتدار آندھیوں کے چوراہے میں رکھا ہوا ایک ایسا دیا ہے جس کی لوؤں کو کسی بھی وقت کوئی تھپیڑ بآسانی گل کر سکتا ہے۔

مقامِ حیرت ہے کہ اندر کے خوف، باطنی دہشت اور داخلی ہراس نے انہیں ایک 84 سالہ بوڑھے کی میت جو ائیر ٹائیٹ تابوت میں مدفون تھی سے بھی ڈرا کر رکھ دیا ان ڈرے سہمے خوفزدہ اور ہراساں ارباب حکومت کو سراسیمگی نے اس حد تک عدم توازن کا شکار بنا دیا کہ وہ یہ تک بھول گئے کہ تابوتوں میں مدفون میتیں، تابوت توڑ کر میدان عمل میں نکلنے کی سکت نہیں رکھا کرتیں۔ اس سے قیاس کر لیجئے کہ وہ ارباب حکومت جو شریف فیملی کے ایک ضعیف العمر بزرگ کی بے جان لاش سے اس حد تک ڈرتے ہوں وہ اس فیملی کے متحرک فعال، مستعد اور عوام کے دلوں کی دھڑکن کی حیثیت رکھنے والے سیاسی رہنماؤں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی زندہ، بیدار اور پائندہ سیاسی مقبولیت، ہر دلعزیزی اور محبوبیت سے کس حد تک خائف ہونگے۔

یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف اربابِ حکومت ہیں کہ تمام ریاستی مشینری، حکومتی جاہ و جلال، سرکاری طمطراق اور فورسز کا دبدبہ اور ہیبت انہیں اپنے حصار میں لئے ہوئے ہے اور دوسری طرف ہزاروں میل دور جلاوطنی کی سزائے ناروا کاٹنے والا ایک ایسا سیاسی خاندان ہے جو اپنے محبوب ترین والد کی تدفین کے ایشو پر حکومتی عذر ہائے لنگ کے روبرو سر جھکانے پر آمادہ نہیں ہوا۔ دیارِ حجاز میں جلاوطنی کاٹنے والے اس خاندان کے سیاسی افراد اگر حکومتی دعوؤں کے مطابق عوامی مقبولیت اور تائید و حمایت سے محروم ہو چکے ہیں تو انہیں اپنے والد کی تدفین کی آخری رسومات میں شرکت کی اجازت کن انجانے وسوسوں اور بے نام خدشوں کی بنیاد پر نہ دی گئی۔ کیا یہ باور کر لیا جائے کہ وردی کی بیساکھی کے سہارے چلنے والے ''جمہوری تیمور'' شریف برادران کی مقبولیت سے آج بھی لرزاں و ترساں ہیں۔ حکمرانوں کی یہ ہیبت زدگی ناقابلِ فہم ہے ان کا اپنا دعویٰ ہے کہ شریف برادران آئندہ دو چار برس تک ''مبینہ ڈیل'' کے تحت وطن عزیز واپس لوٹنے کے بھی مجاز نہیں۔ یہ مبینہ ڈیل کوئی آسمانی صحیفہ نہیں اور نہ ہی اس کی شرائط کوئی الہامی آیات تھیں کہ اس میں ناگزیر حالات میں بھی ترمیم و تغیر نہیں کیا جا سکتا۔ ترمیم و تغیر کی گنجائش ہر آن موجود رہتی ہے ''کیونکہ ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں''۔

میں یہاں یہ بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ بہتر ہوتا کہ حکومت فراخدلی، عالی ظرفی اور برداشت سے کام لیتی۔ وہ بجائے اس امر کا انتظار کرتی کہ میاں نواز شریف، شہباز شریف، سابق خاتونِ اوّل کلثوم نواز یا میاں عباس شریف کی طرف سے وطن عزیز میں اپنے والد محترم کی آخری

Marfat.com

رسومات میں شرکت کے حوالے سے باقاعدہ ''عاجزانہ ملتمسانہ اور مؤدبانہ'' درخواست دی جاتی، ارباب حکومت ازخود اس المناک موقع پر کشادہ ظرفی کا مظاہرہ کرتے اور اعلان کرتے کہ شریف فیملی سے تعلق رکھنے والے سابق وزیراعظم، سابق وزیراعلیٰ پنجاب اور سابق رکن قومی اسمبلی جب چاہیں وطن عزیز آسکتے ہیں اس موقع پر مروجہ قواعد وضوابط کو ریلیکس بھی کیا جاسکتا تھا۔ وہ انہیں دعوت دے سکتے تھے کہ آپ تشریف لائیں اپنے والد کی تدفین کی آخری رسومات میں شرکت کریں اور غم کے اس موقع پر اپنے ہمدردوں اور بہی خواہوں کے تعزیتی پیغامات، خیالات، جذبات ومحسوسات سے دلدہی اور دلآسائی کے بعد واپس لوٹ جائیں۔ یقیناً اس سے کوئی قیامت نہ ٹوٹ پڑتی بلکہ عوام کی نگاہوں میں حکومت کا مسخ شدہ امیج قدرے بہتر ہو جاتا کوئی مانے یا نہ مانے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر ارباب حکومت کے بدوضع رویوں اور نازیبا اقدامات نے ان کی ساکھ کو عوامی حلقوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے والد کی وفات کی اطلاع کے پاکستان پہنچتے ہی مقامی مسلم لیگی تنظیم نے اعلان کیا تھا کہ ان کی میت کی وطن عزیز واپسی کے بعد ان کی نماز جنازہ حضرت علی ہجویریؒ کے مزارِ پرُ انوار کے احاطہ میں ادا کی جائے گی، شروع میں حکومت کی طرف سے اس ضمن میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرنے کا عندیہ ظاہر کیا گیا لیکن بعد ازاں جانے کس کے ''قیمتی مشورہ'' پر یہ ''عاقبت نااندیشانہ'' فیصلہ کیا گیا کہ میاں محمد شریف کی میت لاہور پہنچتے ہی تابوت کو بذریعہ ہیلی کاپٹر فوری طور پر رائیونڈ منتقل کر دیا جائے تا کہ لاہور میں ان کی نماز جنازہ ادا نہ کی جاسکے۔ سو ایسا ہی ہوا جیسے ہی ان کی میت لاہور ائیر پورٹ پر پہنچی تو غیر اعلانیہ طور پر سیل شدہ ائیر پورٹ کے رن وے ہی سے ان کے جسدِ خاکی کو ایک ہیلی کاپٹر میں منتقل کیا گیا اور اسے سیدھا رائیونڈ جاتی امراء فارم پہنچا دیا گیا۔ صاف ظاہر ہے یہ تمام اقدامات حفظ ماتقدم کے طور پر کیے گئے۔

یکم نومبر کو نماز فجر کے فوری بعد ضلعی انتظامیہ کی طرف سے حضرت علی ہجویریؒ کے مزارِ پرُ انوار کی جانب جانے والے تمام راستوں پر پولیس کی بھاری نفری تعینات کی جاتی ہے تو اس کا دوٹوک اور واضح مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہری انتظامیہ کو اس امر کا خدشہ ہے کہ کہیں امن وامان کی صورتحال ان کے قابو سے باہر نہ ہو جائے یہ تو طے ہے کہ میاں محمد شریف کا تابوت جونہی نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے شہر کے وسط میں واقع حضرت علی ہجویریؒ کے مزارِ پرُ انوار اور اس سے متصلہ مسجد کے احاطہ میں لایا جاتا تو زندہ دلانِ لاہور کی ایک بڑی تعداد یقیناً اس میں شرکت کرتی۔ یہاں یہ واضح رہے کہ مشرقی روایات کے مطابق وطن عزیز کے باسی کسی بھی شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کے موقع پر اپنے تمام سابقہ اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیا کرتے ہیں موت اختلافات کے دروازوں کو بند کر دیا کرتی ہے ایسے جذباتی مواقع پر سکیورٹی اہلکاروں کی بھاری بھرکم نفری کی تعیناتی نماز جنازہ ایسی مذہبی رسم کی ادائیگی کے خواہاں شہریوں کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ تنکوں کے بس میں کہاں ہوتا ہے کہ وہ ساحل شکن سیلابوں کا راستہ روک سکیں۔ 31 اکتوبر ہی سے فصیل کے اندر واقع شہر اور فصیل سے باہر وہ تمام بستیاں جو داتا صاحبؒ کے قرب وجوار میں واقع ہیں ان کے ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد اس جنازہ میں شرکت کے لئے پختہ ارادہ اور عزم صمیم کر چکا تھا۔ موت کے موقع پر زندہ دلان لاہور ماضی کی تمام رنجشوں، شکر رنجیوں، اختلافات حتیٰ کے دشمنیوں تک کو بھی فراموش کر دیا کرتے ہیں یہ لاہوریوں کی وہ منفرد خصوصی روایت ہے جس کے سبب اس شہر کے باسیوں کو خطے میں فراخدل، عالی ظرف، کشادہ ذہن اور وسیع النظر تسلیم کیا جاتا ہے یوں تو میاں محمد بخش صاحبؒ سوا صدی قبل یہ فرما گئے تھے۔

دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مر جانا

حافظ شفیق الرحمٰن۔ روزنامہ دن لاہور

Marfat.com

درباری علماء اور میاں محمد شریف کی نمازِ جنازہ

کون ہے جو لاہوریوں کی اس روایت سے بخوبی واقف نہ ہو کہ یہ خوشی کی کسی تقریب میں شریک ہوں نہ ہوں غم کی تقریبات میں ضرور شریک ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ غم ایک مشترکہ اثاثہ ہے۔ خاص طور پر کسی عزیز کی موت کا دکھ کرب اور صدمہ ہر ذی نفس کو ضرور سہنا پڑتا ہے۔

مجھے تو حیرت اس پریس ریلیز پر ہوئی ہے جو ایک مؤقر قومی روزنامہ میں یکم نومبر کو شائع ہوئی۔ آپ بھی اس کی چند سطور ملاحظہ کیجئے۔

''لاہور (پ، ر) علامہ مقصود احمد قادری خطیب جامع مسجد داتا دربار، مولانا فضل رحیم نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا عبدالخبیر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور، صاحبزادہ مولانا محمد عثمان نوری صاحب نوری مسجد ریلوے اسٹیشن لاہور اور قاری عبدالسلام خطیب مسجد نیلا گنبد نے کہا ہے کہ داتا صاحبؒ کے مزار اور مسجد کو سیاسی مقاصد کیلئے استعمال نہ کیا جائے۔ ایک اخباری بیان میں ان علماء کرام نے کہا ہے کہ میاں شریف کے جنازہ کے لئے داتاؒ کے مزار کا انتخاب سیکیورٹی کے حوالے سے بھی مسائل پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہے''۔

ایک طرف تو علمائے کرام سے منسوب یہ خبر اخبارات کے صفحات کی رونق بن رہی تھی اور دوسری طرف پنجاب کے وضعدار وزیر اعلیٰ اخبار نویسوں کو پورے ایقان و طمانیت کے ساتھ بتا رہے تھے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے داتا دربار میں میاں شریف کی نماز جنازہ کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی بلکہ حکومت پنجاب نے پولیس کو واضح ہدایات دی تھیں کہ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے داتا دربار آنے والے افراد کو بالکل نہ روکا جائے اور انہیں فری ہینڈ دیا جائے۔

میں تو ان علماء پر حیران ہوں کہ جو صاحب سے زیادہ صاحب کے وفادار بننے کے چکر میں اپنی حیثیت، تشخص اور ساکھ ہی کو طاقِ نسیاں کا گلدستہ بنا بیٹھے۔ علامہ مقصود احمد قادری، مولانا عبدالخبیر آزاد اور اوقاف کے کئی ملازم علماء کے حوالے سے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ یہ وہ علمائے دربار و سرکار ہیں جو کل تک میاں محمد شریف کی ایک بالواسطہ ٹیلی فونک کال پر اڑ کر اتیج بلاک ماڈل ٹاؤن اور رائیونڈ فارم نیازمندانہ پہنچ جایا کرتے تھے۔ انہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو باخبر حلقوں کو سب کچھ یاد ہے۔ عبدالخبیر ان دنوں کم سن ہوا کرتے تھے البتہ اپنے والد گرامی مولانا عبدالقادر آزاد کی انگلی پکڑ کر ایسے موقعوں پر وہ بھی میاں شریف کے آستانے پر حاضری کو اپنے لئے مایہء ناز و افتخار گردانا کرتے تھے۔ جب میاں محمد شریف کے صاحبزادگان اقتدار و اختیار کی بلند ترین شہ نشینوں پر فروکش تھے تو نامی گرامی علماء میں سے اکثر آستانہ شریفیہ و اتفاقیہ پر گاہے ماہے حاضری کو حصول عنایات دارین کا ذریعہ جانا کرتے تھے۔ ماڈل ٹاؤن اور رائیونڈ کے در و دیوار نے علامہ مقصود احمد قادری کو تو اس آستانہ پر مدتوں اظہار ارادت مندی کا شرف حاصل کرتے دیکھا ہے۔ میں خرقہ ہائے سالوس میں ملبوس و ملفوف کئی مقصود احمد قادریوں کو علم و فضل اور زہد و پارسائی کے دعوؤں کے باوجود امیرانِ شہر کی چوکھٹوں پر دست بستہ خدامانِ ادب کی طرح سرِ احترام اور گردنِ نیاز خم کئے دیکھتا ہوں تو عربی کے مشہور نابغہ کا یہ قول یاد آتا ہے۔

''نعم الامیر علیٰ باب الفقیر و بئس الفقیر علیٰ باب الامیر''

(بہترین صاحبِ ثروت وہ ہے جو کسی درویش کی کٹیا کے روبرو دست بستہ احتراماً ایستادہ ہو اور بدترین درویش وہ ہے جو کسی دنیادار

Marfat.com

دولت مند کے دروازے پر نگاہیں جھکائے فدویانہ کھڑا ہو)۔

اس موقع پر میرے حافظے کی لوح پر امام غزالی کے اس زوال نا آشنا قولِ بلیغ کے تابندہ وتاباں الفاظ ابھر رہے ہیں۔

"ففساد الرعایا بفساد الملوک، و فساد الملوک بفساد العلماء وفساد العلماء باستیلاء حب المال و الجاہ"

("رعایا میں بے اعتدالی حکمرانوں کی بے اعتدالی کے سبب پیدا ہوتی ہے۔حکمران اس وقت بے اعتدالی کی پگڈنڈیوں کے مسافر بنتے ہیں جب علماء بگاڑ کی شاہراہوں پر جادہ پیما ہوتے ہیں اور علماء کے فکر وعمل اور سیرت وکردار کا قوام اس وقت بگڑتا ہے جب ان کے دلوں کو مال وجاہ کی اندھی محبت اپنی گرفت میں لے لیتی ہے")

باوثوق ذرائع کے مطابق میاں محمد شریف کی داتا دربار میں نمازِ جنازہ پڑھانے کی مخالفت کی تجویز کے اصل پیشکار علامہ مقصود احمد قادری ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز ہی تھے۔انہوں نے ہی بیان کو وقیع بنانے کے لئے مختلف علماء سے ٹیلی فونک رابطے کئے۔علامہ صاحب اور ان کے ہمنوا علمائے کرام اور فضلائے عظام نواز شریف اور شہباز شریف کے عہد اقتدار میں میاں محمد شریف کو ولی کامل قرار دیا کرتے تھے۔اس شہر میں بہت سے لوگ ذاتی طور پر جانتے ہیں کہ علامہ صاحب کے طائفہ کے کئی دستار پوشوں کا معمول تھا کہ وہ شریف فیملی کے مرحوم سربراہ سے مختلف مدوں میں متعدد بار لاکھوں کے نذرانے وصول کیا کرتے تھے۔علامہ صاحب کو کبھی تنہائی نصیب ہو اور مراقبے کی حالت میں وہ آنکھیں بند کر کے اپنے سینے کے سفینے کا جائزہ لیں تو وہ پل بھر میں اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جس میاں شریف کی داتا دربار میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے عمل کی انہوں نے مخالفت کی اس مردِ شریف نے ان گنت مواقع پر ان کے دامنِ ضرورت کو بیش قیمت جواہر سے مالا مال کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔

مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ مولانا فضل رحیم کا نام ان کی مرضی، منشاء اور اجازت کے بغیر محکمہ اوقاف کے بزرج مہران نے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے بیان کو معتبر اور ثقہ بنانے کے لئے شامل کر دیا ہے۔یہ بات تو مولانا کے بدترین دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ذاتی طور پر ایک نہایت ہی شریف النفس، پارسا اور پرہیزگار آدمی ہیں۔انہیں اس امر کا احساس ہے کہ وہ اس عظیم باپ کے بیٹے ہیں کہ جس نے کبھی درباداری نہیں کی۔ان کے والد گرامی مفتی محمد حسن سے جو بھی ملتا، ایک طرف جہاں اس کا ایمان تازہ ہو جاتا دوسری طرف اس کے حافظے کی کیاریوں میں علامہ اقبال کا یہ شعر بھی لہلہانے لگتا۔

نہ تخت وتاج میں ہے نے لشکر وسپاہ میں ہے ۔۔۔ جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے!

اس بیان میں مولانا فضل رحیم کا اسم گرامی، بالائی اشارے پر محض برائے وزن بیت شامل کیا گیا۔ان کا موقف ہے کہ "میاں محمد شریف کے انتقال پُر ملال کی خبر سنتے ہی جامعہ اشرفیہ کے اکابر علماء، اساتذہ اور طلباء کا ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس ہوا۔اس اجلاس کی صدارت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی نے کی۔مولانا اشرفی نے خطاب کرتے ہوئے میاں محمد شریف کی زندگی کے روشن پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔آخر میں ان کی کامل بخشش، درجات کی بلندی اور ان کے پسماندگان کے لئے اس ناقابلِ تلافی نقصان پر صبرِ جمیل کی دعا مانگی گئی۔"

آپ تو جانتے ہیں کہ اس قسم کے اکثر بیانات محکمہ اوقاف کے میرمنشی تیار کرتے اور سرکاری رسوخ بروئے کار لا کر مجبور علماء کے نام سے جاری کر دیتے ہیں۔علامہ مقصود، عبدالخبیر آزاد، قاری عبدالسلام ایسے بیچارے سرکاری ملازمین اگلے گریڈ میں پروموشن کی آس میں اوقاف کے مجاز حکام کی اس قسم کی ناملائم فرمائشیں پورا کرنا اپنی نوکری کا حصہ جانتے ہیں۔

Marfat.com

جہاں تک عبد الخبیر آزاد کا تعلق ہے تو اس کا کل اثاثہ پدرم سلطان بود ہے۔ عباؤں، قباؤں، عصاؤں، عماموں، دستاروں اور اسناد فضیلت کے بارگراں تلے دبی اس مخلوق کو چشم آفتاب نے صبح و مسا کوئے اقتدار و اختیار میں یہ عقیدت مندانہ ترانہ الاپتے دیکھا ہے۔ آئے ہیں تیرے در پہ تو کچھ لے کر ہی جائیں گے۔ وہ شاہی آستانوں کے سدابہار گداگر ہیں۔ ان کی کوئی رائے ذاتی رائے نہیں ہوتی۔ بیچارے روٹی ٹکر کے چکر میں حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ حسینؓ کے انکار کی طرح ڈٹنا انہوں نے سیکھا ہی نہیں۔ سچ پوچھیے تو میں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ بڑے بڑے علمائے کرام کے صاحبزادگان اندر خانہ خالی بوتلیں اور خالی ڈبے ہیں۔ اقبال نے تو عشروں قبل کہا تھا، زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن۔ یہ تفکر، تدبر، تفلسف، تفحص، تفقہ، تدین، تورع، تقشف، تقویٰ، زہد اور علم وعمل سے کلی طور پر بے بہرہ پائے گئے ہیں ۔

کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے
کام اٹھانہ اس فرقۂ زہاد سے کوئی

اس موقع پر میں خصوصی طور پر ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی الازہری کو ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں کہ تمام عواقب ونتائج اور خطرات وملکات سے بے نیاز ہو کر یہ درویش حقیقی جاتی امراء پہنچا اور میاں محمد شریف کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ کے بانی مفتی محمد حسن کے پوتے حافظ خالد حسن نے اس موقع پر ایک گفتگو میں انتہائی بیباکانہ انداز اور جرأت مندانہ الفاظ میں کہا ''بہتر ہوتا کہ ارباب حکومت میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو کاغذی چکر بازی میں پڑے بغیر اپنے والد محترم کی میت کی تدفین کے لئے کھلا اجازت نامہ دیتے۔ دنیا کا کوئی بھی قانون بیٹے کو باپ کے جنازے کو کندھا دینے سے نہیں روکتا۔ شریف برادران کو اپنے والدِ محترم کی آخری رسومات کی ادائیگی میں شرکت کا موقع فراہم کرنے کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے اگر ایسا کر لیا جاتا تو سچ جانئے اس اقدام سے حکومتی ساکھ اور وقار میں اضافہ ہوتا۔

حافظ شفیق الرحمٰن روزنامہ دن۔

☆☆☆

Marfat.com

ناکامیوں اور آزمائشوں کے دور میں انسان کے بنیادی انسانی درجات وکمالات اور بلندئ اقبال کا عمل تیزی سے انجام پاتا ہے اور اس عمل کا اندازہ اس وقت بخوبی ہو جاتا ہے جب بندہ عروج کی بلندی سے زوال کی پستی پر دھڑام کر کے گر جاتا ہے اور اسے زوال کی زیرو سے پھر اسی عزم لگن اور محنت سے سٹارٹ لینے کے لئے عروج میں تن آسان اور آسائش پرست ہو جانے کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا ہے لیکن اگر انسان زمانہء عروج میں بھی محنت اور اوقات نہ بھولے تو زوال کی کٹھن اور عمل طلب گھڑیاں بھی لطف دیتی ہیں اور قوت بازو پر بھروسہ رکھنے والے انسان کی منزل آسان کر دیتی ہیں میاں شریف مرحوم نے بھی اپنی زندگی میں کئی عروج وزوال دیکھے مگر ہر زوال ان کی قوت عمل سے عروج پر منتج ہوا۔ مرحوم کے عروج وزوال اور ہمت ومردانگی کی کئی مثالیں، اپنے دامنِ قرطاس میں لئے مورخہ یکم نومبر 2004ء کو شائع ہونے والے قومی اخبار روزنامہ جنگ کے خصوصی ایڈیشن کے چند مضامین ملاحظہ ہوں۔

مضبوط قوتِ ارادی کے مالک......میاں محمد شریف

میاں محمد شریف ایک جہدِ مسلسل کی علامت تھے اور آہنی عزم اور حوصلے کی مالک شخصیت تھے وہ بے پناہ نظم وضبط اور اصولوں کے پابند شخص تھے ارادے کی پختگی ان کا سنہری وصف تھا ان کی بہت سی خوبیاں ان کے صاحبزادوں نواز شریف شہباز شریف میں نظر آتی ہیں دینداری ،درویشی کا عنصر ان کے صاحبزادے عباس شریف میں نظر آتا ہے میاں محمد شریف ان نمایاں شخصیات میں شامل ہیں جنہوں نے غیر محسوس انداز میں پاکستان کی سیاسی اور اقتصادی صورتحال پر گہرے نقوش ڈالے وہ بے پناہ کامیاب صنعتکار تھے 1920ء میں وہ بھارت کے ضلع گورداسپور کے ایک قصبہ جاتی امراء میں پیدا ہوئے تقسیم ہندوپاک کے بعد اپنے چھ بھائیوں کے ساتھ مل کر ٹوٹے پھوٹے کاروبار کو از سر نو شروع کیا وہ محنت کی عظمت کی بہترین مثال تھے۔ انہوں نے لوہے کی بھٹی میں خود اپنے ہاتھوں سے کام کیا وہ کام کرنے کو شان سمجھتے تھے محنت اور بہترین منصوبہ بندی سے ان کے کاروبار نے شاندار ترقی شروع کر دی وہ آہستہ آہستہ ملک میں سکریپ اور لوہے کی انڈسٹری پر چھا گئے میاں شریف نے اپنے خاندان کو فہم و فراست اور تدبر سے متحد رکھا اور اتحاد کی بدولت انہوں نے اپنی فیکٹری کا نام اتفاق فاؤنڈری رکھا۔ 1960ء اور 70ء کی دہائی کے دوران اتفاق فاؤنڈری پاکستان کی بڑی سٹیل ملوں میں سے ایک تھی یہاں دوسری قسم کی بھاری مشینری بھی بننے لگی تھی۔

میاں شریف نے فلاحی اور رفاہی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا انہوں نے مساجد اور ہسپتالوں کی بنیاد رکھی اتفاق ویلفیئر کے زیرِ اہتمام انہوں نے غریبوں کی کفالت اور بحالی کے لیے نیٹ ورک بنایا وہ ہزاروں یتیموں اور بیواؤں اور معذور افراد کی نہایت خاموشی سے مدد کیا کرتے تھے یہ خوبی ان کے صاحبزادوں خاص طور پر نواز شریف میں خاص طور پر منتقل ہوئی ہے۔ ضیاء الحق دور میں انہوں نے اپنے بڑے بیٹے نواز شریف کو سیاست میں متعارف کرایا جو کہ سیاست میں انتہائی کامیاب ہوئے اور ملک کے دو مرتبہ وزیر اعظم بنے۔

1990ء میں نواز شریف کے وزیر اعظم بننے کے بعد بہت سے سیاسی بحران پیدا ہوئے لیکن ان تمام بحرانوں سے نواز شریف بخوبی نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان تمام میں میاں شریف کی فہم وفراست شامل تھی نواز شریف نے 1988ء سے 1990ء تک میاں شریف کی سربراہی میں ایک تجربہ کار سیاستدان کا کردار ادا کیا۔ چونکہ مجھے ادارہ جنگ کی طرف سے مسلم لیگ کی رپورٹنگ کی ذمہ داری سونپی گئی اس

Marfat.com

طرح 1985ء سے لے کر اب تک مجھے شریف خاندان کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا ہم یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ میاں شریف ہمیشہ خاموش اور پس منظر میں رہنے کے عادی تھے وہ میڈیا سے ہمیشہ خود کو دور رکھتے تھے۔ نہ تو انہوں نے کبھی میڈیا سے بات کی نہ کسی پریس کانفرنس میں شرکت کی۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ جب شریف سٹی ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور افتتاح کیا گیا تو دونوں موقعوں پر وہ میڈیا کے سامنے موجود رہے مگر انہوں نے میڈیا سے نہ کوئی بات کی اور نہ ہی تقریب میں کوئی خطاب کیا لیکن ان کی تقریب میں موجودگی اس بات کا مظہر تھی کہ ان کو ہسپتال اور سکولوں کے منصوبوں سے کس قدر گہری وابستگی تھی ان کی یہ دیرینہ عادت تھی کہ وہ تہجد کے بعد اتفاق ہسپتال اور پھر شریف سٹی ہسپتال جا کر مریضوں کی عیادت کرتے تھے اور وہاں پر انتہائی راز داری اور خاموشی کے ساتھ ضرورت مندوں کے مفت علاج کی ہدایات دیتے تھے مالی امداد ہو یا ادویات کی فراہمی انہوں نے کبھی ہاتھ نہ کھینچا۔

ایک موقع ایسا بھی آیا جب روز نامہ جنگ کے نمائندے کی حیثیت سے میں نے ان سے بات کی اور انہوں نے اخبار میں اس کو شائع کرنے کی اجازت بھی دی یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب 1990ء میں نواز شریف وزیر اعظم بنے اور عراق کویت جنگ کے دوران خطرات کے باوجود خلیجی ممالک کے دورے پر گئے۔ میں نمائندہ جنگ کی حیثیت سے میاں شریف سے ملاقات کرنے اور تاثرات حاصل کرنے کے لیے رائے ونڈ میں واقع ان کے فارم پر گیا میاں شریف انتہائی پرسکون انداز میں پودوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے اور پانی دے رہے تھے میں نے ان سے عراق جنگ کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ نواز شریف جن حالات میں وہاں گئے ہیں آپ کیا محسوس کرتے ہیں انہوں نے کہا عالم اسلام کے لیے میرے بیٹے کا مشن ہے اور وہ کامیاب ہو کر واپس آئے گا۔ مجھے اس کی زندگی کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کے وقار اور سلامتی کی زیادہ فکر ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کوئی بھی مشن خطرات کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اس موقع پر انہوں نے خلافِ معمول جنگ کے فوٹو گرافر کو تصویر بنانے کی بھی اجازت دی۔ اس موقع پر وہاں گنے کے رس سے دیسی گڑ بنایا جا رہا تھا۔ وہ ہمیں وہاں لے گئے اور گڑ بنانے والے کے پاس بیٹھ گئے۔ ہمیں تازہ اور گرم گرم گڑ کھلایا۔

ایک اور ملاقات جو قابلِ ذکر ہے 12 اکتوبر کے فوراً بعد ان کے رائے ونڈ پیلس میں ہوئی یہ ملاقات تقریباً بیس یا اکیس اکتوبر کو ہوئی۔ میں فوجی پہرے کے باوجود کسی نہ کسی طریقے سے اندر جانے میں کامیاب ہوا۔ وہاں پر میری بیگم کلثوم نواز اور میاں نواز شریف سے ملاقات ہوئی میں یہ سمجھتا تھا کہ میاں شریف انتہائی صدمے یا خوف کی حالت میں ہوں گے لیکن آن کے چہرے پر کسی قسم کی پریشانی اور تشویش نہ تھی میرے لئے یہ حیران کن بات تھی وہ 12 اکتوبر کے واقعے اور نواز شریف، شہباز شریف، حسین نواز، کیپٹن صفدر کی گرفتاری کے باوجود خاموش اور پرسکون تھے گھبرائے ہوئے نہیں تھے۔ انہوں نے مختلف سوالوں کے جواب میں انتہائی مختصر بات کی اور کہا کہ اللہ سب بہتر کر دے گا اس کے بعد وہ نماز پڑھنے چلے گئے۔ بیگم کلثوم نواز شریف نے کہا کہ میاں شریف انتہائی بلند حوصلہ اور فولادی عزم کے مالک ہیں ہمیں ان کو دیکھ کر حوصلہ ملتا ہے یہ وہ وقت تھا جب نواز شریف، شہباز شریف اور حسین نواز سے خاندان کے افراد کا کوئی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ ان کی صحت اور جانوں کے بارے میں کئی اندیشے گردش کر رہے تھے۔ اس واقعے سے میں ان کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔ اسی طرح جب میاں نواز شریف کے سسر ڈاکٹر حفیظ کا انتقال ہوا اور نواز شریف، شہباز شریف کو جیل سے تدفین کے سلسلے میں ریواز گارڈن لایا گیا تو وہاں پر بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے تھے۔ خاص طور پر جب حسین نواز آئے تو بہت سے لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ میں نے میاں شریف کو دیکھا انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو گلے لگایا۔ لیکن

Marfat.com

وہ ذرا بھر جذباتی نہ ہوئے۔ حسین نواز جن کے بارے میں 12 اکتوبر سے کوئی اطلاع نہ تھی جب یہاں پہنچے تو میاں شریف کے پاؤں چھوئے اور کہا کہ دادا جان آپ کی دعاؤں کے طفیل ہم اس مصیبت اور پریشانی سے باہر آجائیں گے۔ میاں شریف نے بس یہ کہا کہ حوصلہ رکھو۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب تک نواز شریف، شہباز شریف جیل میں رہے میاں محمد شریف ان سے ملاقات کے لیے وہاں نہ گئے وہ حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتے تھے کہ نہ تو وہ جذباتی ہیں نہ کمزور۔ ان کی اس طرح کی ثابت قدمی اور مضبوط قوت ارادی ان کی شخصیت کا سب سے بڑا جوہر تھا میاں شریف کی شخصیت تمام خاندان پر حاوی تھی وہ وقت کے پابند اور سخت اصولوں پر کاربند رہتے تھے ان کے فیصلے پورے خاندان میں بسر و چشم تسلیم کئے جاتے تھے۔

وقت نے یہ ثابت کیا کہ ان کے فیصلے درست ہوتے تھے کاروبار اور سیاست تک انہوں نے ہر قدم پر اپنے بیٹوں کی درست رہنمائی کی۔

میری ان سے آخری ملاقات ستمبر 2004ء کو جدہ میں ''سرور پیلس'' میں ہوئی جہاں میں نے تین دن ان کے گھر قیام کیا۔

پرویز بشیر۔

☆☆☆

Marfat.com

میاں شریف کے انتقال پر ایک سروے

میاں شریف کے انتقال کی خبر قومی سیاسی حلقوں میں نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی ان کی وفات سے پاکستان کی سیاست میں بھی نمایاں تبدیلیاں نظر آئیں گی خاص طور پر مسلم لیگ (ن) کی پالیسیوں میں بھی تبدیلی کے امکانات نظر آرہے ہیں آیئے اس بارے میں مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے باتیں کرتے ہیں اور ان کا نقطۂ نظر معلوم کرتے ہیں میاں شریف مرحوم کے دیرینہ ساتھی میاں محمد اظہر نے کہا کہ میاں صاحب بہت متحرک آدمی تھے اقتصادی ہی نہیں سیاسی سوچ کے مالک تھے۔انہوں نے اپنے خاندان کو بلندیوں تک پہنچایا ان کا خاندان آج جس مقام پر ہے میاں شریف مرحوم کی محنت اور کوششوں کا ثمر ہے۔وہ مرد بحران تھے برے وقت میں انہوں نے ہمیشہ اپنے خاندان کی مدد کی۔میں سمجھتا ہوں کہ ان کا انتقال شریف خاندان کے لیے بہت بڑا سیٹ بیک ہے۔وہ مجھ سے بھی ہمیشہ باپ کی طرح شفقت سے پیش آتے تھے۔جب میرے میاں نواز شریف کے ساتھ اختلافات پیدا ہوئے تو انہوں نے ہی رائے ونڈ بلوا کر صلح کرائی تھی۔ ہر سیاسی اتحاد اور جوڑ توڑ میں وہ بہت نمایاں کردار ادا کرتے تھے۔بلکہ میاں نواز شریف کو سیاست میں بھی وہی لائے تھے۔

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی سیکرٹری نشرواشاعت پیر اعجاز احمد ہاشمی نے کہا کہ ”میاں شریف صاحب کی شخصیت میں سادگی پیار، اخلاق اور محبت جھلکتی تھی۔وہ بہت مطمئن آدمی تھے۔میں نے انہیں کبھی پریشان نہیں دیکھا ڈسپلن ان کی شخصیت میں بہت نمایاں تھا جب میں ان سے رابطہ کرتا وہ نہایت محبت اور خلوص سے پیش آتے تھے ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ جب بھی ان کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا وہ ہمیشہ فرش پر ہی بیٹھ کر کھانا کھاتے رائے ونڈ کے گھر میں فرشی دستر خوان ہی بچھواتے تھے۔ایک مرتبہ انہوں نے بہت اصرار کیا کہ میں ان کی ملاقات مولانا شاہ احمد نورانیؒ سے کرواؤں انہوں نے مجھ سے کہا کہ مولانا نورانی ”ایک دینی اور سیاسی رہنما ہیں میں دین کے حوالے سے ان کا بہت زیادہ احترام کرتا ہوں۔میں انہیں اپنے گھر پر دعوت دیتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ آپ انہیں یہاں لے کر آئیں۔میاں شریف مرحوم نے یہ بھی کہا کہ نورانی ”صاحب سیاست میں کبھی نہیں جھکے کبھی اقتدار یا ایسی کسی منزل کے لیے کبھی خواہش کا اظہار نہیں کیا۔چنانچہ میں نے انہیں وقت لے کر دیا اور ہم سب نے اکٹھے کھانا کھایا۔اس وقت بھی فرشی نشست ہی لگائی گئی تھی۔ان کے کھانے میں دال چاول اور شلغم ضرور ہوتے تھے۔روٹی وہ سادہ کھاتے تھے“۔

”میاں صاحب کی سیاست پر گہری نظر تھی انہوں نے ہمیشہ حالات کو سدھارنے کے لیے اپنا کردار ادا کیا جب بھی جمعیت کو میاں نواز شریف سے کوئی شکایت پیدا ہوئی میں نے میاں شریف صاحب سے ہی رابطہ کیا انہوں نے ہمیشہ جواب دیا وہ فوری طور پر اپنے مینجر کی ڈیوٹی لگا دیتے تھے اور انہیں ہدایت کرتے تھے کہ وہ بات کر کے معاملہ حل کر کے مجھے بھی بتائیں چنانچہ کچھ دیر کے اندر ہی مینجر صاحب کی طرف سے جواب مل جاتا تھا۔وہ نہایت شفیق انسان تھے پابندی وقت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی وہ بے حد محنتی اور ڈسپلنڈ انسان تھے۔ بہت کم بولتے تھے سب کی باتیں سنتے تھے اور پھر اپنا فیصلہ سناتے تھے۔وہ اپنی رائے پر قائم رہتے تھے اور اپنی بات سے کبھی نہیں پھرتے تھے۔وہ جب تک پاکستان رہے صبح ٹھیک مقررہ وقت پر ہسپتال پہنچ جاتے تھے جہاں وہ گیارہ بجے تک لوگوں کے مسائل سنتے تھے اور ان پر ہدایات جاری کرتے تھے وہ تمام لوگوں سے

Marfat.com

خود ملنے کی کوشش کرتے تھے کہ ہسپتال میں اگر کوئی مشکل پیش آ رہی ہے تو اسے دور کیا جائے۔ وہ بہت کم بولتے تھے لیکن ٹو دی پوائنٹ بات کرتے تھے کہانیاں نہ سنتے تھے اور نہ سناتے تھے گھما پھرا کر بات کرنا پسند نہیں کرتے تھے اس لیے ان کے ساتھ ہونے والی مختصر ترین ملاقات بھی نہایت کامیاب رہتی تھی۔

ایک مرتبہ ایک غیر ملکی سفیر نے ملاقاتوں کے دوران اشارہ دیا کہ نواز حکومت ختم ہونے والی ہے۔ یہ بات میاں شہباز شریف تک پہنچی۔ میں بھی اس میٹنگ میں موجود تھا میاں شہباز شریف نے مجھ سے کہا کہ میں یہ بات میاں شریف کے علم میں لاؤں مگر میں نے کہا کہ یہ ان کا فیملی کا مسئلہ ہے وہ خود ایسا کریں اسی طرح ٹکٹوں کی تقسیم کا معاملہ بھی میاں شریف نے ہی حل کروایا تھا۔ مولانا نورانی مرحوم اور دوسرے اکابرین جمعیت کے اذہان میں یہ بات موجود تھی کہ میاں نواز شریف نے اپنے دورِ اقتدار میں جمعیت علمائے پاکستان میں دھڑے بندیوں کو جنم دیا ہے۔ میاں شریف مرحوم نے ان باتوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کی انہوں نے نورانیؒ مرحوم کے سامنے میاں نواز سے کہا کہ جس طرح میں آپ کا باپ ہوں اسی طرح مولانا نورانی بھی آپ کے بزرگ ہیں۔ آپ انہیں میرے جتنا ہی احترام دیں۔ انہوں نے نورانیؒ سے کہا کہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو آپ میرے علم میں لائیں نورانی صاحبؒ نے یہ وضاحت بھی کی کہ بعض دوسری حکومتی شخصیات جمعیت کی مخالف ہیں اور انہوں نے ایسا کیا ہے"۔

مسلم لیگ (ن) کے ایم پی اے اور شریف خاندان کے دیرینہ ساتھی چوہدری عبدالغفور خان نے میاں شریف کے بارے میں اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا "جس آدمی نے ماں کی گود میں جنم لیا ہے اس نے قبر کی آغوش میں جانا تو ہے مگر میاں شریف کے انتقال کی خبر سن کر میرا کلیجہ پھٹ گیا ہے۔ اتنا پیار کرنے والا لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے والا اور ان کے سر پر دست شفقت رکھنے والا آج ہم سے بچھڑ گیا ہے۔ ان کے دل میں ملک وملت اور اسلام کے لیے درد تھا۔ اسی لیے ان کی وفات جمعۃ المبارک کے روز اور رمضان المبارک میں ہوئی۔ ان کی نماز جنازہ سعودی عرب میں پڑھائی گئی میں جہاں اس وقت کھڑا ہوں وہاں ان کی تدفین کی جائے گی۔ قبر کیساتھ مسجد بنے گی جہاں ان کے لیے قرآن خوانی ہوا کرے گی۔ ہمارے نزدیک تو وہ اب بھی زندہ ہیں اور ان جیسے لوگ کبھی نہیں مرتے۔ ان کی زندگی کا ایک ایک منٹ طے شدہ شیڈول کے مطابق گزرتا تھا مخصوص وقت پر سوتے اور مقررہ وقت پر اٹھتے تھے کھانے پینے کا وقت مقرر تھا صبح اور شام کی ورزش کا وقت مقرر تھا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جاتی اگر کھانا شروع ہو گیا ہے تو بیچ میں کوئی شامل نہیں ہوتا تھا تمام اہلِ خانہ میز پر موجود ہوتے تھے رائے ونڈ کی مسجد کی اور نواز شریف ہسپتال کی تعمیر کی نگرانی انہوں نے خود کی باقاعدگی کے ساتھ ہسپتال کے تمام کمروں کا جائزہ لیتے تھے کوئی بھی خرابی فوری طور پر دور کرنے کی ہدایت کرتے تھے حتیٰ کہ باتھ روموں کا بھی جائزہ لیتے تھے گندا ہونے کی صورت میں اصلاح کی ہدایت کرتے تھے مریضوں سے ملتے تھے غریب مریضوں کے اخراجات معاف کر دیتے تھے کسی کو پریشان نہیں دیکھ سکتے تھے ایک دفعہ گردے کا ایک مریض پریشان دیکھا تو ہسپتال میں گردوں کے چھ یونٹ نصب کروا دیئے جہاں تمام علاج فری ہوتا ہے حتیٰ کہ مریض کو گھر سے پک کرنے کے لیے ہسپتال کی گاڑی جاتی ہے۔ ہر شخص کو دیکھ کر مسکرانا اور پھر گلے لگانا ان کا معمول تھا حالہی میں جب ان سے ملنے کے لیے سعودی عرب گیا تو انہوں نے دور سے دیکھتے ہی بلا لیا بچوں کی طرح پیار کیا انہوں نے خود میری خیریت معلوم کی انسان تو انسان وہ پودوں اور جانوروں کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے صبح اٹھ کر تمام پودوں کو چیک کرتے تھے کوئی ٹہنی ٹوٹی ہوئی دیکھ لیتے تو اس کے بارے میں پوچھتے کوئی گملہ یا پودا خشک نظر آتا تو سوال کرتے ایک مرتبہ وہ اپنے فارم پر موجود تھے کہ میں نے دیکھا کہ بھیڑ اور بکریاں آ رہی ہیں ایک مخصوص جگہ پر پہنچ کر بھیڑیں ایک طرف اور بکریاں دوسری طرف چلی گئیں میں یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا اور میاں

Marfat.com

صاحب سے پوچھا کہ یہ کیسے ہوا انہوں نے کہا کہ بیٹے یہ سب تربیت کا اثر ہے۔انہوں نے اپنے بچوں کی بھی تربیت بہت پیار اور شفقت سے کی۔ ان کے بیٹے بھی ان سے بہت پیار کرتے تھے۔میاں نواز شریف انہیں وہیل چیئر پر خود بٹھا کر لے جاتے تھے۔نواز شریف نے عشق کی حد تک اپنے والد سے پیار کیا۔باقی بیٹے بھی میاں شریف صاحب سے بے حد پیار اور محبت سے پیش آتے تھے۔بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ میاں نواز شریف نے اپنے باپ کا جو ادب واحترام کیا اسی کے طفیل وہ جیل سے نکل کر آج اللہ کے گھر موجود ہیں۔یہ میاں صاحب کی دعائیں تھیں جنہوں نے خاندان کو محفوظ رکھا۔میاں شریف صاحب کہتے تھے کہ جیل کے اندر قبریں نہیں بنتیں،جیل سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے''۔

میاں شریف کے بارے میں پیپلز پارٹی کے رہنما منیر احمد خان نے کہا''میں انہیں 1988ء سے دیکھ رہا ہوں۔میں سیاست میں تھا وہ بھی اپنی معمول کی سیر کے لئے روزانہ ماڈل ٹاؤن پارک میں آتے تھے۔وہاں میں انہیں ہر روز ایک ہی مقررہ وقت پر آتے جاتے دیکھتا تھا۔وہ زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔نہایت شریف النفس انسان تھے۔ان سے آخری ملاقات سعودی عرب میں نواب زادہ نصر اللہ خان کے ساتھ ہوئی تھی۔ہم سب نے وہاں میاں نواز شریف کی امامت میں اکٹھے نماز پڑھی تھی۔نواب زادہ نصر اللہ خان مرحوم کے ساتھ میاں شریف مرحوم نے بھی نماز پڑھی تھی۔میاں شریف نے نماز پڑھنے کے بعد ملک کی سلامتی کے لئے بھی دعا مانگی۔پھر انہوں نے نواب زادہ نصر اللہ کا بھی شکریہ ادا کیا کہ وہ اس عمر میں بھی بڑی ہمت اور جواں مردی سے جمہوریت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں''۔

خواجہ بدرالدین بانڈے بھی میاں شریف کے دیرینہ دوستوں میں شامل تھے۔اس حوالے سے طارق بانڈے بھی ان سے کافی ملاقاتیں کرتے رہے۔طارق بانڈے میاں شریف مرحوم کے بارے میں کہتے ہیں کہ''اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ میاں شریف مرحوم انتھک محنتی شخصیت تھے۔جب کسی کام میں ہاتھ ڈالتے تو پورے دل ودماغ سے کام لیتے تھے۔وہ اپنے خاندان میں سب سے ذہین اور فطین شخصیت تھے۔لیکن وہ سب کو ساتھ لے کر چلنے کی بھی خواہش رکھتے تھے۔انہوں نے خاندان کو جوڑنے کی کوشش کی تاہم جب خاندانوں میں کچھ اختلافِ رائے پیدا ہوا تو بھی انہوں نے پوری دانش مندی کا ثبوت دیا۔اور دیگر بھائیوں کو حصہ دے کر الگ ہو گئے''۔

''جب جنرل ضیاء الحق نے میاں شریف مرحوم سے سیاست میں آنے کی بات کی تو انہوں نے نواز شریف کو آگے کر دیا۔جب میاں صاحب وزیر اعلیٰ اور پھر وزیر اعظم بنے تو بھی ان کی تمام پالیسیوں کے پیچھے میاں شریف مرحوم کی شخصیت ہی موجود تھی۔ان میں یہ خوبی تھی کہ وہ تمام خاندانی امور میں صلح پسندی کا مظاہرہ کرتے تھے۔کئی مرتبہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف میں بھی اختلافِ رائے پیدا ہوا لیکن انہوں نے دونوں بھائیوں کو انتہائی قریب کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔جب میاں نواز شریف وزیر اعظم بنے تھے تو بعض حلقوں کا خیال تھا کہ شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ نہ بنایا جائے مگر میاں شریف نے مداخلت کی اور کہا کہ جب ایک خاندان نے محنت کی ہے اور اسے موقع بھی ملا ہے تو کیوں نہ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔اس موقع پر میاں نواز شریف کا موقف تھا کہ ہم نے چوہدری پرویز الٰہی کو وزیر اعلیٰ بنانے کا وعدہ کیا ہے۔اس پر عمل کرنا چاہئے تاہم میاں شریف کے کہنے پر شہباز شریف وزیر اعلیٰ بن گئے۔اس طرح وہ اگرچہ خاموش طبع تھے لیکن اس خاموش طبعیت کے پیچھے ایک گہری سوچ چل رہی ہوتی تھی جو بہت سے حکومتی اور سیاسی فیصلوں پر اثر انداز ہوتی تھی''۔

''وہ پانچ وقت کے نمازی تھے،غریبوں کا کافی احساس کرتے تھے۔اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق بسر کرتے تھے۔انہیں ایسا کوئی شوق نہ تھا کہ جس پر لوگ اعتراض کریں۔انہوں نے اپنے بچوں کو بھی مذہبی تعلیم دی۔انہوں نے اپنے آپ کو ایک اسلامی باپ کے طور پر ان

Marfat.com

کے سامنے بطور مثال پیش کیا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بھی خوشگوار موڈ میں رہتے تھے۔ لطیفے انجوائے کرتے تھے۔ انہوں نے کافی عرصہ پرانے شہر میں گزارا تھا۔ اس لئے انہیں اس سے الفت ہوگئی تھی"۔

"میں اب تھوڑا سا ذکران کے انتقال سے پیدا ہونے والے خلا کا کرونگا۔ مسلم لیگ کی سیاست میں بھی انہوں نے نمایاں کردار ادا کیا تھا بلکہ میں اگر یہ کہوں کہ شریف خاندان کے بیرون ممالک جانے میں بھی میاں صاحب کی سوچ کا عمل دخل تھا تو یہ غلط نہ ہوگا۔ جب انہیں بیرونِ ملک جانے کے بارے میں معاہدے کی پیش کش ہوئی تو میاں شریف نے ہی نواز شریف سے کہا کہ آپ یہ بات مان لیں اور پورے خاندان کو لے کر باہر چلے گئے۔ مگر اب ان کے جانے کے بعد نہ صرف نواز شریف کے خاندان میں بلکہ مسلم لیگ (ن) میں بھی بڑا خلا پیدا ہوسکتا ہے۔ مسلم لیگ کی کچھ پالیسیوں میں بھی تبدیلی ہوسکتی ہے۔ غرضیکہ جو سیاسی اور خاندانی سوچ انہوں نے دی ہے اور جس پر عمل ہو رہا تھا اب ان کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد صورتحال کیا رخ اختیار کرے گی؟ اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا"۔

صہیب مرغوب۔

☆☆☆

Marfat.com

میاں شریف کی وفات کے بعد شریف خاندان کیا اہم فیصلے کریگا؟

اتفاق برادرز کے کاروباری عروج اور شریف خاندان کے سیاسی اقتدار کے معمار میاں محمد شریف بہت ہی سادہ طبیعت کے مالک تھے گزشتہ سال جدہ میں سرور پیلس میں ایک ماہ سے زائد عرصہ قیام کے دوران انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔شریف خاندان اپنے والد کی بے پناہ عزت واحترام ملحوظ رکھتا تھا سابق وزیر اعظم نواز شریف کسی بھی گفتگو میں جب بھی اپنے والد سے وابستگی یا زندگی میں ان کی شاندار کامیابیوں کا ذکر کرتے تھے تو فرط محبت سے ان کی آنکھوں میں نمی تیر جاتی تھی۔جدہ میں جلاوطنی کے دوران شروع کے کچھ عرصے میں تو میاں شریف خاصے متحرک رہے۔لیکن گزشتہ ایک ڈیڑھ سال سے مسلسل بیماری کے سبب اب وہ زیادہ بول نہیں سکتے تھے اور نہ ہی خود اپنے طور پر چل پھر سکتے تھے۔ سرور پیلس میں یہ روزانہ کا معمول تھا کہ میاں شریف عصر سے مغرب تک بڑے ڈرائنگ روم میں موجود رہتے تھے۔وہ وہیل چیئر میں ہی عصر اور نماز مغرب ادا کرتے تھے۔دونوں نمازوں کے دوران ان کے ملازم انہیں کمرے کی بالکل مرکزی نشست پر بٹھا دیا کرتے تھے۔ان کے دائیں طرف کی قطار میں اپنے والد کی طرف رخ کر کے میاں نواز شریف بیٹھتے تھے جبکہ باقی حاضرین کمرے کی دوسری نشستوں پر بیٹھتے تھے۔اس ڈیڑھ گھنٹے کی نشست میں روزانہ پاکستانی اخبارات کی اہم خبریں اور اہم کالم اونچی آواز میں پڑھ کر سنائے جاتے تھے۔اسی دوران حاضرین محفل میں سیاست پر تبصرہ اور فقرے بازی بھی جاری رہتی تھی۔میاں نواز شریف اس محفل میں جب بات کرتے تھے ان کے مخاطب ان کے والد میاں شریف ہوتے تھے۔میاں نواز شریف کے بعض مزاحیہ تبصروں پر میاں شریف زیر لب مسکرا دیتے تو میاں نواز شریف کی خوشی قابلِ دید ہوتی تھی۔

جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے قریبی جامع مسجد جانا ان کا معمول تھا۔عام طور پر میاں شریف کو سہارا دینے کے لیے میاں نواز شریف اور حسین نواز شریف ان کے ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔میاں نواز شریف نے اپنے والد کے بارے میں بتایا کہ ان کی زندگی کے معمولات بہت ہی باقاعدہ رہے ہیں۔اپنی عملی زندگی میں وہ تہجد کے وقت اٹھ جایا کرتے تھے فجر کی نماز کے بعد سیر اور ورزش کیا کرتے تھے۔میاں شریف کی زندگی میں اتنی باقاعدگی تھی کہ ان کے معمولات دیکھ کر گھڑیاں درست کی جاسکتی تھیں۔میاں نواز شریف کے بقول میاں شریف کبھی کبھی انہیں اپنے ساتھ سیر اور ورزش کے لیے لے جایا کرتے تھے۔بچپن ہی سے میاں شریف اپنے بچوں کے ساتھ زندگی کے ہر معاملے پر گفتگو کے عادی تھے۔انہیں اپنی زندگی کے واقعات سے آگاہ رکھا تھا۔جاتی امراء میں میاں شریف اور ان کے بھائیوں کی ابتدائی زندگی کی بات ہو یا لاہور میں کاروبار شروع کرنے کی بات ہو یا میاں شریف کی شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال سے ملاقات کا یادگار واقعہ ہو یا جہلم کے جنگلات میں میاں شریف کے ایک بھائی کے لٹنے کا سانحہ ہو، ہر واقعہ کے بارے میں میاں شریف اپنے بیٹوں کو آگاہ رکھتے تھے۔اپنی زندگی کے آخری دنوں میں میاں محمد شریف کا زیادہ وقت مذہبی کتابوں کو پڑھنے میں گزرتا تھا۔انہیں شروع سے ہی مذہب سے گہری وابستگی رہی ہے۔نعت گوئی پنجابی شاعری سننا انہیں خصوصی طور پر پسند تھا۔مشہور نعت خواں عبدالرحمٰن جامی کئی کئی دن جدہ میں قیام کیا کرتے تھے اور میاں شریف کو صوفی شاعر میاں محمد بخشؒ کا کلام اور پنجابی شاعری سنایا کرتے تھے۔

میاں شریف نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں تمام مصروفیات سے ریٹائرمنٹ لے لی تھی حتیٰ کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں

Marfat.com

خاندانی، کاروباری اور سیاسی معاملات کا انچارج میاں نواز شریف کو بنا دیا تھا۔ یوں اپنی زندگی میں ہی انہوں نے میاں نواز شریف کو مستقبل کے لیے خاندان کا سربراہ بنا دیا تھا۔ والد صاحب سے محبت میں میاں شہباز شریف اور میاں عباس شریف بھی کسی سے کم نہیں تھے۔ میاں عباس شریف کا تو صبح شام معمول تھا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ کافی وقت گزارا کرتے۔ حسین نواز کو اپنے دادا کے ساتھ بہت وقت گزارنے کا موقع ملا۔ رائے ونڈ میں قیام کے دوران بھی دادا، دادی کے ساتھ حسین نواز اور ان کی بیگم قیام پذیر رہے۔ میاں شریف کو بچوں کی مذہبی تعلیم سے گہری دلچسپی رہی۔ نواز شریف کی نعت گوئی اور ان کے حسنِ قرأت کی بات ہو یا حسین نواز شریف کے خوبصورت لحن میں قرآنِ پاک پڑھنے کا معمول ہو ان سب کے پیچھے میاں شریف ہی کی تربیت تھی۔ خدمتِ عامہ کے حوالے سے بھی میاں شریف ہمیشہ سے سرگرم رہے۔ اتفاق ہسپتال کا قیام ہو یا پھر شریف ہسپتال یا ایجوکیشنل ٹرسٹ، وہ ہر وقت پراجیکٹس کے لیے تیار رہتے۔

شریف خاندان کے سیاست میں آنے سے لے کر جدہ جانے تک ہر فیصلے میں میاں شریف کا نام لیا جاتا رہا۔ میاں نواز شریف نے اس حوالے سے بتایا کہ وہ تمام فیصلوں میں والد کی رہنمائی لیتے رہے ہیں کیونکہ ان میں سیاسی بصیرت موجود ہے۔ میاں نواز شریف نے یہ بھی بتایا کہ کلثوم نواز شریف کو سیاسی میدان میں اتارنے کا فیصلہ میاں شریف ہی کا تھا۔ کیونکہ خاندان کے باقی تمام افراد تو جیل میں تھے اور ظاہر ہے کہ شریف خاندان بیگم کلثوم نواز کے سیاست میں آنے کو بہت بڑا فیصلہ سمجھتا ہے۔ کیونکہ اسی سبب شریف فیملی نے رہائی پائی۔ میاں شہباز شریف کا خیال ہے کہ ان کے والد انسانی بھلائی اور عوامی خدمت کے مشورے دیتے تھے اور چونکہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں رول ماڈل ہیں اسی طرح ان کے مشورے اور گائیڈ لائن ہر شعبے میں کامیابی کے لیے مفید رہے ہیں ویسے تو اولاد کے لیے باپ کی موت کا صدمہ برداشت کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن میاں نواز شریف کیلئے اپنی والدہ سے خصوصی محبت کے حوالے سے یہ سانحہ بہت ہی غم ناک ہوگا۔ اپنے والد کے ساتھ انہیں زندگی کے آخری چند سالوں میں بہت زیادہ وقت گزارنے کا بھی موقع مل گیا۔ والد کی وفات کے بعد وہ زندگی کے مشکل اور اہم سیاسی فیصلے کر سکتے ہیں۔ ذاتی حوالے سے میاں شریف میں انکساری بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے نوکروں تک کا احترام اور محبت ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔ ان کے ملازمین میں ایک بار جو اُن کے پاس آ گیا وہ مشکل ہی سے کام چھوڑ کر گیا۔ سادگی کا یہ عالم تھا ساری عمر انتہائی سستا شلوار قمیض پہنا عام طور پر وہ سفید رنگ ہی کے کپڑے پہنتے تھے، بہت چینج بھی کرتے تھے تو سیاہ رنگ کی واسکٹ پہن لیا کرتے۔

جدہ میں آنے والے مہمان ان سے ملتے تھے تو کبھی اپنا ایک ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے بلکہ ہر مہمان سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے تھے۔ جدہ میں ایک ڈیڑھ ماہ کے قیام کے بعد میں رخصت ہونے لگا تو رخصت کرنے کے لیے خصوصی طور پر نیچے کی منزل میں آئے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کر کے رخصت کیا۔ میاں شریف کی وفات کے بعد شریف خاندان انتہائی جذباتی دور سے گزرے گا۔ اس دور میں انتہائی اہم سیاسی فیصلے بھی کرنے پڑیں گے وہ فیصلے کیا ہونگے یہ سامنے آنے میں شاید زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

سہیل وڑائچ۔

☆☆☆

Marfat.com

میاں شریف...... جدید نظریات کے مالک

ماضی کی سیاست میں بادشاہ گر کا مقام رکھنے والے اتفاق گروپ آف انڈسٹری کے بانی 84 سال کی عمر میں جدہ میں وفات پا گئے۔ انہوں نے صنعتی شعبے میں بے شمار کامیابیاں حاصل کیں 1920ء میں پیدا ہونے والے میاں شریف نے بھرپور زندگی گزاری اور پاکستان کی سیاست میں انہیں اہم مقام حاصل تھا۔ انتہائی غربت میں زندگی گزارنے والے میاں شریف لاہور سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں جاتی امراء میں پیدا ہوئے جو کہ امرتسر کے قریب ہے۔ میاں صاحب کے والد میاں رمضان حکمت کا کاروبار کرتے تھے جس سے اوسط درجے کا گھر چلانے کی آمدنی ہو جاتی تھی۔ تھوڑی بہت ان کی زمین بھی تھی جو کلر تھی جاتی امراء گاؤں میں ہندو اور سکھ گھرانوں کی اکثریت تھی صرف میاں رمضان کا گھرانہ ہی مسلمان تھا میاں رمضان انتہائی سخت گیر تھے وہ نماز اور اصولوں کو ترجیح دیتے تھے میاں شریف کو تعلیم کا شوق تھا وہ پیدل چھ میل چل کر سکول جاتے تھے میاں شریف کو گھر کے حالات کا اندازہ تھا شوق کے باوجود 1935ء میں میاں شریف نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور لوہا پگھلانے کی ایک بھٹی سے کاروبار کا آغاز کیا لوگوں کا خیال تھا کہ یہ کاروبار تجربے کے بغیر نہیں چل سکے گا لیکن میاں شریف نے ہمت نہ ہاری انہوں نے محسوس کر لیا کہ امرتسر سے زیادہ لاہور میں ان کے ترقی کرنے کے امکانات ہیں میاں شریف نے لاہور میں بہت کم عرصے میں قدم جما لیے اور کاروبار بھی تیزی سے ترقی کرنے لگا تھا آپ کو اپنے والد میاں رمضان سے بہت محبت تھی مذہب سے گہری وابستگی اور اصول پسندی انہوں نے اپنے والد سے ہی سیکھی تھی۔ دونوں نے ان کی ترقی کے راستے کھولے لاہور آنے کے بعد میاں شریف کو جاتی امراء کی یادیں ستاتی رہتی تھیں خاص طور پر وہ اپنے والد رمضان کو بہت مس کرتے تھے اور انہیں قیام پاکستان سے پہلے لاہور آنے کی دعوت دیتے رہے۔ بیگم کلثوم نواز کے مطابق پاکستان بننے سے پہلے ہی میاں صاحب نے لاہور میں اپنا گھر بنا لیا تھا اور میاں صاحب کے مالی حالات بھی بہتر ہو گئے تھے۔ ان کے پاس گاڑی بھی تھی اور ٹیلی فون کی سہولت بھی۔ ساتوں بھائی ایک ہی گھر میں رہتے تھے اور ایک ہی جگہ کھانا کھاتے تھے۔ ساتوں بھائیوں کا کھانا ایک ہی کچن میں تیار ہوتا تھا۔ میاں شریف کے ساتھ امرتسر سے ان کے چھوٹے بھائی میاں محمد شفیع، برکت، محمد بشیر بھی لاہور میں آ گئے میاں برکت اور میاں شفیع نے رہائش کا بندوبست کر لیا۔ قیام پاکستان کے بعد میاں صاحب کی پوری فیملی لاہور منتقل ہو گئی اور کاروبار بھی ترقی کی طرف چل نکلا۔ ساتوں بھائیوں کا جیسے جیسے کاروبار ترقی کرتا گیا اسی طرح ان میں اتحاد اور اتفاق بھی بڑھتا گیا۔ ایک روز میاں برکت نے تمام بھائیوں کو اکٹھا کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ کاروبار سب بھائیوں کی مشترکہ ملکیت ہے لہٰذا کارخانے کا نام بدل دینا چاہیے۔ سب بھائیوں نے مل کر طے کیا کہ نئے کاروبار کا نام ''اتفاق'' ہوگا یہ نیا نام سارے خاندان کے باہمی مثالی اتفاق کی علامت تھا وہ اکٹھے رہتے تھے اکٹھے کھاتے پیتے تھے گھر کا کوئی معاملہ ہو سب مل کر غور و خوض کر کے باہمی صلاح و مشورے سے طے کرتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم سے پہلے ہی انہوں نے نو ے ریلوے روڈ پر واقع ایک حویلی خرید لی یہ حویلی کافی بڑی تھی اور درمیان میں ایک فوارہ بھی تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد دنیا بھر کے کارخانے متاثر ہوئے ہندوستان کے کارخانے بھی اس کی زد میں آئے لیکن میاں شریف کا کام متاثر نہ ہوا۔ البتہ اس کے کاروبار میں تھوڑی سی مندی نے اپنا کام ضرور دکھایا سارے کاروبار کے روحِ رواں میاں شریف تھے اور کاروباری

Marfat.com

حلقے میں بابو شریف کے نام سے مشہور تھے کاروبار کی وسعت کے ساتھ ساتھ مزدوروں اور کاریگروں میں بھی اضافہ ہوا۔ جنگِ عظیم کے فوراً بعد غالباً 1945ء میں اتفاق کے ایک انگریز گاہک نے بابو شریف سے ذکر کیا کہ کراچی میں ایک انگریز سکریپ سے کاسٹ آئرن بنانے میں مہارت رکھتا ہے انہوں نے اس انگریز کا پتہ لیا جو کراچی میں قیام پذیر تھا۔ میاں شریف کو ایک ایسے ہی ماہر کی اشد ضرورت تھی اور اس انگریز سے ملاقات نے میاں شریف فیملی کی کایا پلٹ دی اسی طرح وہ بے کار لوہا کاسٹ آئرن میں تبدیل کر کے پائیدار کل پرزے فولادی آلات اور مصنوعات تیار کرتے اس کے بعد آسودگی خوشحالی کے باوجود خاندان کے رہن سہن سادگی اور کفایت شعاری میں کوئی فرق نہ آیا اسی زمانے سے تمام بھائیوں کو محنت، جفاکشی انسان دوستی، مذہب سے محبت اور بیواؤں حاجت مندوں کی امداد کر کے راحت محسوس ہوتی تھی سب بھائی کارخانے میں محنت کرتے کئی کئی گھنٹے لگاتار کام کرتے کبھی کبھار سب بھائی تفریح کے لیے فلم بھی دیکھنے چلے جاتے یہ خاموش فلموں کا دور تھا میاں صاحب کو تھیٹر زیادہ پسند تھا اس زمانے میں آغا حشر کے ڈرامے پیش کئے جاتے تھے جو کافی مقبول تھے میاں شریف کو حقہ نوشی پسند نہیں تھی اس زمانے میں سگریٹ نہیں ہوتے تھے میاں برکت، میاں شفیع اور میاں بشیر کو حقہ نوشی کی عادت تھی اور یہ کارخانے میں بھی حقہ نوشی کر لیتے تھے۔ مگر جیسے ہی میاں شریف آتے تو حقہ ادھر ادھر کر لیتے تھے جب اتفاق کارخانے کی بنیاد پڑی تھی اس وقت تک کسی کی شادی نہیں ہوئی تھی لیکن 1945ء تک تمام بھائیوں نے شادیاں کر لیں۔ سب سے آخر میں میاں شفیع نے شادی کی تھی۔ شادیوں کے باوجود تمام بھائیوں نے میانہ روی اور انکساری کو اپنائے رکھا بچوں کی تعلیم کے لیے بھی اس زمانے کے معیاری سکولوں کا انتخاب میاں شریف کی مشاورت سے ہی کیا جاتا۔ قیام پاکستان کے بعد میاں شریف نے کوٹ لکھپت کے صنعتی علاقے میں سات سو کنال اراضی خریدی اسی طرح 1955ء میں یہاں میاں برادران نے اتفاق فاؤنڈری قائم کی۔ میاں شریف نے اس وقت قائم ڈھلائی کی تمام بھٹیوں کا جائزہ لیا اور ان سے بہتر انداز کی فاؤنڈری قائم کی 1960ء کے عشرے میں فاؤنڈری میں توسیع کی گئی اور یہاں زرعی آلات بنانے شروع کئے بعد میں فیکٹری میں مزید توسیع کی گئی۔

اس زمانے میں تعمیرات کے آلات بنانے کی مشینری نہیں تھی میاں شریف نے فیکٹری میں توسیع کر کے روڈ رولر اور بھاری مشینری کے حصے تیار کرنا شروع کر دیئے۔ اس وقت تک تمام بھائیوں میں میاں شریف کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ میاں شریف اتفاق فاؤنڈری کے بانی ہی نہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنے خاندان کے درمیان بھی اتحاد اور اتفاق قائم کیا ہوا تھا۔ انہوں نے جس انداز سے اپنے چھوٹے بھائیوں کو پاکستان کے اہم گروپ آف انڈسٹریز میں داخل کیا تھا اس کے پیچھے ان کی بے پناہ محنت اور جدوجہد شامل تھی جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سقوط مشرقی پاکستان کے بعد اقتدار سنبھالا تو ان کا خیال تھا کہ پاکستان میں غربت کا اہم سبب صنعت کار ہیں۔ جو غریبوں کا استحصال کر کے خود امیر ہو جاتے ہیں لیکن غریب بے چارے غریب ہی رہتے ہیں۔ انہوں نے ملک بھر کے صنعتی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے اس اقدام سے میاں شریف بھی متاثر ہوئے اور ان کے کئی صنعتی یونٹ حکومت کی تحویل میں چلے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اپنی تجارتی اور صنعتی سرگرمیوں کو نئے سرے سے منظم کیا۔

وکیل انجم۔

☆☆☆

Marfat.com

میاں محمد شریف......ایک اعلیٰ منتظم

میاں محمد شریف کی زندگی کا سب سے بڑا حسن یہ تھا کہ وقت کی پابندی کرتے تھے اور ہر کام باقاعدگی سے کیا کرتے تھے ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ سب سے پہلے ایک منصوبہ تجویز کیا جاتا جس پر تمام بھائی آپس میں مشاورت کر کے اس کی منصوبہ بندی کرتے منصوبہ بندی اور اس پر عملدرآمد کی حکمت عملی مرتب کرنا میاں محمد شریف کی ذمہ داری تھا اور اس کے بعد تمام بھائی پراجیکٹ کی تعمیر و تکمیل پر لگ جاتے اور جب تک پراجیکٹ مکمل نہ ہو جاتا یہ سب پراجیکٹ کی جگہ پر موجود رہتے۔کوئی سائٹ پراجیکٹ ہو یا دفتر کے امور میاں محمد شریف اس حوالے سے نظم وضبط کا بڑا خیال رکھتے تھے۔تمام بھائیوں اور ان کے اہل خاندان کو ایک سی مراعات دی جاتی تھیں اور میاں شریف سمیت سب بھائیوں کی ماہانہ تنخواہ بھی مقرر تھی اور سب کی ایک ہی تنخواہ تھی۔میاں شریف اس طور ایک منفرد شخصیت ہیں جنہوں نے ایک چھوٹی سی فاؤنڈری میں ملازم کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا اور اپنی محنت لگن اور خلوص کی بناء پر ایک وقت وہ بھی آیا کہ وہ صنعتی ایمپائر کے مالک تھے۔یہ ایمپائر ایشیا کی سب سے بڑی اتفاق فاؤنڈری کے علاوہ اتفاق گروپ چار شوگر، پانچ ٹیکسٹائل ملز، ایک بڑے انجینئرنگ کے ادارہ اور ایک پیپر ملز پر مشتمل تھا۔وہ شاہ خرچی، نمود و نمائش کے بڑے خلاف تھے۔نہ خود ساری عمر ایسا کیا اور نہ ہی کسی کو کرنے دیا، ہمیشہ سادگی سے زندگی بسر کی ایک اہم بات یہ تھی کہ وقت کی بڑی پابندی کیا کرتے تھے شادی بیاہ کے خصوصی موقع پر بھی حکم تھا کہ بارات وقت مقررہ پر آئے اور اس میں کوئی تاخیر نہ ہو۔وہ ایک شخص کی ڈیوٹی لگا دیتے تھے جس کی یہ ذمہ داری ہوتی تھی کہ بارات کو وقت پر پہنچنے کا اہتمام کرے۔

شریف برادران میں آپس میں بڑی محبت احترام اور اخلاص تھا میاں شریف کے بڑے بھائی میاں محمد شفیع سب سے پہلے امرتسر سے لاہور آئے اور سرائے سلطان میں ایک فونڈری میں ملازمت اختیار کی۔جہاں وہ فورمین بن گئے۔بعد میں انہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کو اس ادارے میں ملازم کرایا اور اپنے بھائی میاں محمد شریف کو میٹرک تک تعلیم دلوائی۔ابھی یہ سب بھائی کام کرتے تھے کہ میاں محمد شریف نے تجویز دی کہ اپنی فونڈری بنائی جائے۔چنانچہ 1940ء میں سرائے سلطان میں اتفاق فونڈری کی ابتداء کی گئی مین پلاننگ میاں شریف کی ذمہ داری تھی۔میاں محمد شفیع فونڈری ماسٹر تھے۔میاں بشیر اور میاں معراج دین سائٹ پر موجود رہتے تھے۔تعمیر وغیرہ کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی تھی جبکہ سب سے بڑے بھائی میاں محمد برکت ان سب کی تربیت اور نگرانی کرتے تھے کہ کوئی بھائی ادھر ادھر نہ جائے۔اس کے بعد انہوں نے ریلوے روڈ اور اردو بازار میں دو برف خانے بھی قائم کئے۔قیام پاکستان کے وقت ان کے کام نے اور ترقی کی یہاں تک کہ 1960ء میں انہوں نے کوٹ لکھپت میں اراضی خرید کر بڑے پراجیکٹ کا آغاز کیا۔ان کے ایک قریبی عزیز کا کہنا ہے کہ میں نے میاں شریف جیسا انتھک شخص نہیں دیکھا جب کوئی پراجیکٹ شروع کرتے تو وہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا تھا وہ اس کی تکمیل میں دن رات لگے رہتے۔جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ درست ہے کہ میاں محمد شریف ایک بڑے اچھے منتظم اعلیٰ تھے تو ان کا کہنا تھا کہ یہ درست ہے اور ایک بڑے اعلیٰ منتظم ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جو بھی پراجیکٹ شروع کیا وہ انتہائی کامیاب ہوا۔ذوالفقار علی بھٹو نے برسر اقتدار آ کر انجینئرنگ کے ادارے قومی تحویل میں لے لیے ان میں اتفاق فونڈری بھی شامل تھی میاں محمد شریف نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اللہ رزق کے لیے اور دروازے کھول دے گا اس وقت

Marfat.com

میاں محمد شریف نے مختلف ناموں سے سٹیل کا کاروبار کرنے کے لیے چار ادارے قائم کئے اور 1974ء میں دبئی گئے جہاں انہوں نے گلف سٹیل ملز کے نام سے ایک فونڈری قائم کی جب تک مکمل نہیں ہوئی میاں شریف وہاں مقیم رہے۔ 1981ء میں مرحوم ضیاء الحق دور میں اتفاق فونڈری شریف برادران کو واپس دے دی گئی اگرچہ فونڈری خسارے میں تھی اور اس کی عمارات اور سٹاک کو بھی نقصان پہنچا تھا مگر میاں محمد شریف اس فونڈری کی بحالی کے کام پر مصروف ہو گئے چند ماہ و سال میں نہ صرف اتفاق کی پیداوار میں قابلِ قدر اضافہ ہوا، اس کے مال کی ساکھ پیدا ہوئی بلکہ یہ ملک میں شوگر ملز کی مشینری بنانے والا پہلا ادارہ تھا اتفاق نے بنگلہ دیش اور کئی اور ممالک میں شوگر ملز کی مشینری بھی فروخت کی۔ میاں شریف نے اپنے صنعتی اداروں اور دفاتر میں ایک ڈسپلن قائم کر رکھا تھا کسی کو بھی دفتری طریقے سے ہٹ کر کام کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ میاں نواز شریف ہوں یا میاں شہباز شریف سب کو اس ڈسپلن کی پابندی کرنا ہوتی تھی اور یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ میاں صاحب اپنے دفاتر و ملز کے افسر و اہلکاروں کا بڑا خیال رکھتے تھے بلکہ ان سے بھائیوں اور بچوں کی طرح سلوک کرتے تھے۔ وہ ان کے دکھ غم اور خوشی میں شریک ہوتے اور اچھے کام کی تعریف بھی کرتے اور ترقی بھی دی جاتی تھی اتفاق گروپ ملک کی ایک بڑی صنعتی ایمپائر تھی اس کے مالک ہونے کے باوجود میاں شریف میں رتی بھر غرور یا تمکنت نہ تھی وہ سادہ لباس پہنتے تھے اور کبھی بھی قیمتی بڑی کار نہیں رکھی جب ماڈل ٹاؤن میں سات بھائیوں کی کوٹھیاں تعمیر کی گئیں تو ان کا رقبہ نقشہ ایک ہی تھا بعد میں اولاد نے ان کی توسیع و تعمیر کی ہے۔ خاندان کے زیرِ تعلیم بچوں کو دو سو روپے ماہانہ جیب خرچ دیا جاتا تھا اور تعلیم مکمل کر کے جو لوگ فیکٹری دفتر میں کام کرتے تھے انہیں باقاعدہ ماہانہ تنخواہ دی جاتی تھی اور بعد میں میاں محمد شریف نے اپنی زندگی میں ساتوں خاندانوں میں جائیداد کا بٹوارہ کر دیا اس وقت ان کے ایک بھائی میاں بشیر بھی حیات تھے اب ان کے صرف ایک بھائی میاں معراج دین حیات ہیں اور وہ بھی ایک مدت سے علیل ہیں یہ میاں محمد شریف کی تربیت ہے کہ اس وقت ان کے ایک بھائی کے بیٹوں نے بھی صنعتی ایمپائر قائم کر رکھی ہے گویا ملک کی صنعتی ترقی میں اس خاندان کا ایک قابلِ ذکر ہی نہیں باعثِ افتخار کردار ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ لوہے کی صنعت میں میاں محمد شریف نے جو خدمات سرانجام دی ہیں اس حوالے سے ان کے چاہنے والے انہیں پیار و عقیدت سے ''مردِ آہن'' کہتے ہیں۔

سید انور قدوائی

☆☆☆

81035

Marfat.com

میاں محمد شریف کی رحلت

پاکستان کے ممتاز صنعتکار اور سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے والد الحاج میاں محمد شریف 84 سال کی عمر میں جدہ میں انتقال کر گئے وہ طویل عرصہ سے بیمار تھے کہ گزشتہ روز شام کو افطاری کے بعد دل کا دورہ پڑا جس میں وہ جانبر نہ ہو سکے۔میاں محمد شریف پاکستان کی تاریخ میں منفرد صنعت کار کی حیثیت رکھتے تھے۔وہ ایک محنت کش غریب خاندان کے فرد تھے۔انہوں نے اپنے چھ بھائیوں کے ساتھ مل کر قیام پاکستان سے قبل لاہور میں محنت مزدوری سے زندگی کا آغاز کیا اور آہستہ آہستہ لوہے کی بھٹی سے اتفاق فاؤنڈری بنالی اور بعد ازاں اتفاق سٹیل مل کے علاوہ بھی کئی کارخانے اور فیکٹریاں شروع کر دیں۔1972ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے زمانہ میں ان کی سب سے بڑی مل اتفاق فاؤنڈری کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا تو میاں شریف پاکستان سے عرب امارات منتقل ہو گئے جہاں انہوں نے سٹیل مل لگائی پاکستان میں ضیاء الحق کے برسر اقتدار آنے کے بعد انہیں اتفاق فاؤنڈری تجویز کردہ نقصان کے بعد واپس کر دی گئی اور انہوں نے نہایت محنت سے اپنے کاروبار کو کئی گنا بڑھایا۔ٹیکسٹائل اور شوگر ملیں بھی لگالیں۔الحاج میاں محمد شریف نے اپنی محنت، ذہانت اور معاملہ فہمی سے ایک بہت بڑی صنعتی ایمپائر قائم کی۔جو بہت سے لوگوں کے لیے حسد اور رشک کا باعث بنی۔ذاتی طور پر وہ بہت دین دار، عبادت گزار اور مخیر شخص تھے۔انہوں نے پاکستان کی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ایک مضبوط اور مستحکم مالی اور معاشی حیثیت حاصل کر لینے کے بعد انہوں نے اپنے بیٹوں کو سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دی۔اور ان کی نگرانی میں ان کے بیٹے مختصر وقت میں سیاست کے بلند ترین مقامات پر پہنچے۔میاں محمد شریف نہایت خوش قسمت باپ ہیں کہ ان کے بیٹے کاروباری، سیاسی اور قومی معاملات میں ان کے مشورہ کے بغیر کچھ نہ کرتے تھے۔آخری عمر میں انہیں ملک سے جلاوطنی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔اور وہ گزشتہ چار برسوں سے سعودی عرب میں مقیم تھے جہاں ان کا زیادہ تر وقت بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں عبادات و حاضری میں گزرتا رہا۔ان کی زندگی میں حکومت اور شریف فیملی کے درمیان مفاہمت ہو جاتی تو مرحوم آخری ایام وطن کی سر زمین پر بسر کر لیتے لیکن شاید اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔

اداریہ روزنامہ جنگ لاہور 31 اکتوبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

ایک بے یارومددگار مسافر کو اگر شدت سے پیاس لگی ہو اور اُسے کہیں دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نظر نہ آئے وہ دیوانہ وار پانی کی تلاش میں پھر رہا ہوحتیٰ کہ پیاس کی شدت سے وہ موت وحیات کی کشمکش تک پہنچ جائے۔ پھر یکا یک بادل آئیں اور اس پیاسے کے اردگرد جل تھل کر جائیں تو وہ شخص یقیناً خوش ہوگا اسے یہ پیاس تمام عمر نہ بھولے گی وہ اپنی باقی تمام زندگی میں پیاسوں کا ہمدرد رہے گا بالکل اسی طرح جس طرح میاں محمد شریف غربت سے امارت تک آنے کے بعد غریبوں کو نہیں بھولے تھے اور اپنی کمائی میں سے غرباء ومساکین کا حصہ سب سے پہلے ان تک پہنچاتے تھے۔ ذیل میں میاں محمد شریف مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے مورخہ یکم نومبر 2004ء اور مورخہ چار نومبر 2004ء کو شائع ہونے والی روزنامہ پاکستان کی دو خصوصی اشاعتوں کے تمام مضامین اور محترم جناب مجیب الرحمان شامی صاحب کا تحریر کردہ اداریہ بھی شکریہ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

پاکستان کے لیے فولادی عزم رکھنے والا انسان

پاکستان کے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے والد گرامی میاں محمد شریف جمعہ مبارک کی شب جدہ کے یونائیٹڈ ڈاکٹرز ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی عمر ۸۴ برس تھی اور وہ گزشتہ چار سال سے سعودی عرب میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ انہیں خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ ۱۰ دسمبر ۲۰۰۰ء کو علی الصبح ملک بدر کر کے سعودی عرب بھجوا دیا گیا تھا۔ جب شریف فیملی کو جلاوطن کیا گیا اس وقت بھی اس خاندان کے سربراہ میاں محمد شریف سخت علیل تھے۔ تاہم اس علالت کے باوجود وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کاروباری اور خاندانی امور بطریقِ احسن نپٹاتے رہے۔ اگرچہ وہ عملی طور پر میدان سیاست میں نہیں اترتے تھے لیکن واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ میاں نواز شریف کی وزارت عظمیٰ کے دونوں ادوار اور میاں شہباز شریف کے بطور وزیر اعلیٰ پنجاب اہم معاملات کے ماسٹر مائینڈ میاں شریف ہی ہوا کرتے تھے۔ وہ اپنی بے پناہ سیاسی سمجھ بوجھ کی بنا پر ان دنوں بادشاہ گر کے طور پر مشہور تھے۔

میاں محمد شریف مرحوم نے جہاں تجارت میں دیانتداری اور نیک نیتی کو اپنا شعار بنائے رکھا وہاں سیاست میں بھی ہمیشہ شرافت اور دیانت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ اپنے اہلخانہ کو بھی یہی تلقین کرتے رہے۔ وہ امرتسر سے متصل بھارتی قصبہ جاتی امراء میں پیدا ہوئے اور وہیں سے ہلکی پھلکی تجارت سے اپنے کاروبار کا آغاز کیا۔ قیام پاکستان سے قبل ہی میاں محمد شریف اپنے اہلخانہ کے ساتھ جاتی امراء سے پنجاب منتقل ہو گئے تھے اور لاہور میں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں انہوں نے برانڈرتھ روڈ کی رام گلی (جسے اب رحمٰن گلیاں کہا جاتا ہے) میں لوہے کے سکریپ کا کام شروع کیا۔ ابتدا میں وہ ایک معمولی سے کاروباری تھے۔ تاہم اپنی دیانتداری، محنت، خداترسی اور ملنساری کی بنا پر وہ بہت جلد ایک بڑے صنعت کار بن گئے۔ برانڈرتھ روڈ کی رام گلی میں سٹیل سکریپ کی معمولی دکان سے شروع ہونے والا کاروبار جلد ہی اتفاق سٹیل مل کی شکل اختیار کر گیا۔

میاں محمد شریف مرحوم خود اس بات کا تذکرہ فخر سے کیا کرتے تھے کہ میں نے اپنے تجارتی کیریئر کا آغاز 1940ء میں بھارتی حکومت

Marfat.com

سے 500 روپے قرض لے کر کیا تھا۔ وہ قیام پاکستان کے بعد اپنے 6 بھائیوں اور دیگر اہلخانہ کے ساتھ مستقل طور پر رحمٰن گلیاں میں واقع حکیم کے ایک مکان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ 1973ء میں جب اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے نیشنلائزیشن پالیسی کے تحت بیشتر نجی ادارے اور صنعتیں قومیائی تو اس دوران اتفاق فونڈری بھی قومی تحویل میں لے لی گئی۔ جس کے بعد میاں محمد شریف نے 1974ء میں شریف گروپ آف انڈسٹریز قائم کی۔ تب وہ باقاعدہ ایک بڑے صنعتکار کے طور پر سامنے آئے۔

1984ء میں جب جنرل غلام جیلانی مرحوم نے میاں محمد نواز شریف کو اپنی کابینہ میں بطور وزیر خزانہ شامل کیا تو میاں محمد شریف مرحوم نے پنجاب کی سیاست میں دلچسپی لینا شروع کر دی اور بیٹے نواز شریف کو جو ابھی میدان سیاست میں نوخیز اور نوآموز تھے کی مختلف انداز سے رہنمائی کی۔ یہی ان کی گائیڈ لائن تھی جس کی بدولت شریف خاندان آج تجارت اور سیاست دونوں میں ایک منفرد اور نمایاں مقام کا حامل ہے۔ میاں شریف مرحوم کی ساری زندگی محنت سے عبارت ہے۔ وہ دن رات محنت کے قائل تھے اور اپنے عزیز واقارت سے اکثر کہا کرتے تھے کہ میں آج جو کچھ ہوں یا میری معاشرے میں جو بھی عزت ہے وہ میرے خدا کی دین اور میری محنت کا ثمر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرحوم نے اپنی شبانہ روز محنت کے بل بوتے پر نہ صرف خود اعلیٰ مقام حاصل کیا بلکہ ان کا سارا خاندان آج جس مقام پر ہے وہ بھی میاں شریف ہی کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ ایک معمولی سے سکریپ ڈیلر کا بڑے صنعتکار کے طور پر سامنے آنا اور اتنے قلیل عرصہ میں ایک بڑے صنعتی گروپ کا سربراہ بننا یقینی طور پر غیر معمولی بات ہے۔ میاں شریف مرحوم 6 ٹیکسٹائل ملز اور چار شوگر ملز کے علاوہ اتفاق فونڈریز کے بھی چیئرمین تھے۔ یہ تو تھی ان کی پیشہ ورانہ جدوجہد لیکن دوسری جانب وہ ایک بہت بڑے سماجی اور رفاہی کارکن بھی تھے۔ جن کے رفاہی منصوبوں کی فہرست بھی بڑی طویل ہے۔ اتفاق ہسپتال، شریف میڈیکل سٹی، غریبوں کیلئے بے شمار ہسپتال اور ڈسپنسریاں، سکولز اور خواتین کی بہبود کے ادارے ایسے فلاحی کاموں کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

مرحوم نے اپنی پوری زندگی یہ معمول بنا رکھا تھا کہ وہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہر خاص و عام کو ملتے تھے۔ ضعف اور ناسازیٔ طبع کے باعث اگر خواص سے ملاقات نہ بھی ہو تو کچھ نہیں لیکن عام افراد سے ضرور ملا کرتے تھے۔ اتفاق مسجد کے اندر اور باہر تو نادار لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہوتی۔ میاں شریف ان سے اس انداز میں ملتے جیسے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک ملتے ہیں۔ مستحق اور نادار افراد کی خبرگیری اور مدد ان کا معمول تھا۔ ضرورت مند گھرانوں کے بچے بچیوں کی شادی سے لیکر گھروں کے اخراجات تک کا اہتمام اس طور پر کرتے تھے کہ کسی دوسرے کو خبر تک نہ ہوتی۔ اپنے گھریلو ملازمین اور اداروں کے سٹاف سے مشفقانہ رویہ اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کو معمول بنا رکھا تھا۔ اسی لئے میاں صاحب مرحوم کی طویل عرصہ تک خدمت کرنے والے ذاتی ملازم معروف کو جب ان کے انتقال کی خبر ملی تو اس کی ہچکی بندھ گئی اور کئی گھنٹے تک وہ بے ہوشی کے عالم میں رہا۔ یہ ملازم شریف خاندان کی جلاوطنی کے وقت ان کے ساتھ جدہ چلا گیا تھا اور میاں شریف کی آخری سانسوں کے وقت بھی ان کی خدمت گزاری کر رہا تھا۔ اس ملازم سے جب بات کی گئی تو اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا ''میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور میاں عباس شریف یتیم نہیں ہوئے بلکہ آج میں یتیم ہو گیا ہوں۔ میرے سر سے سایۂ پدری اٹھ گیا ہے۔ میاں شریف ولی اللہ تھے۔ ہم نوکروں کو بیٹا سمجھتے تھے اور ہمیشہ بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے''۔

رائے ونڈ فارم پر کام کرنے والے بعض دیگر ملازمین ملک خلیل، رشید، غلام نبی، راشد اور تاج وغیرہ نے بھی اس قسم کے جذبات کا اظہار

Marfat.com

کرتے ہوئے کہا کہ ہم بے سہارا ہو گئے۔ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔رائے ونڈ فارم اور میاں صاحبان کی رہائش گاہوں پر کام کرنے والے سبھی ملازمین نے اس بات پر سخت دکھ اور قلق کا اظہار کیا کہ ہم لوگ آخری وقت میاں صاحب کی خدمت اور دیدار کرنے سے محروم رہے۔ان خادمین کا کہنا تھا کہ ہمیں عمر بھر اس بات کا دکھ رہے گا کہ وہ جلاوطنی میں چل بسے۔

شریف خاندان کے مختلف افراد کے ساتھ بطور سیکرٹری خدمات انجام دینے والے مختار نے مرحوم میاں شریف کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا''ہمارے خاندان کا سربراہ چلا گیا۔وہ درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔وہ دل گرفتگی کے عالم میں اس دنیا سے گئے۔انہیں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے اقتدار چلے جانے کا دکھ نہیں تھا بلکہ انہیں اپنے پیارے وطن پاکستان سے جلاوطن ہونے کا غم کھائے جا رہا تھا اور وہ اپنی وطن واپسی کی خواہش سینے میں لئے اس جہانِ فانی سے چلے گئے''۔مختار صاحب نے میاں شریف مرحوم کی ذاتی زندگی کے حوالے سے بتایا کہ وہ زیادہ دوست نہیں بناتے تھے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ انہوں نے اپنے کاروبار اور اپنے گھر والوں سے دوستی کر رکھی تھی۔انہوں نے کاروباری زندگی کے بارے میں کہا کہ میاں صاحب کاروبار میں شراکت کے قائل نہیں تھے۔یہاں تک کہ کبھی کسی قریبی عزیز کو بھی کاروباری راز داں نہیں بنایا، وہ صبح شام محنت کرنے کے عادی تھے۔اکثر و بیشتر صبح سویرے دفتر آتے اور رات گئے تک مسلسل کام کرتے۔ہلکا پھلکا کھانا کھاتے اور نماز پڑھتے۔پھر کام میں لگ جاتے تھے۔اسی بنا پر انہوں نے چھوٹے سے کاروبار کو اپنی محنت سے ایک پوری سلطنت میں تبدیل کر دیا تھا۔

مرحوم کے پوتے حسین نواز اور حمزہ شہباز نے اپنے دادا کے انتقال پُر ملال کے بعد اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا''ہمارا گھر سربراہ سے خالی ہو گیا ہے۔وہ ایسا سہارا تھے جس کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی۔وہ ہمارے دادا تھے لیکن ہمیشہ انہوں نے ہمیں باپ کی سی شفقت دی۔وہ ہمیشہ اہل خانہ خصوصاً بیٹوں میں اتحاد و اتفاق کے لئے دعا گو رہتے تھے۔وہ فرشتہ صفت انسان تھے خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے''۔شریف فیملی کے لوگوں نے بتایا کہ میاں صاحب نے واضح الفاظ میں وصیت کی تھی کہ مجھے شریف میڈیکل کمپلیکس کے احاطہ میں سپردِ خاک کیا جائے۔

نعیم مصطفےٰ اشاعت خاص روزنامہ پاکستان لاہور یکم نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

جاتی امراء امرتسر سے جاتی امراء لاہور تک......جہدِ مسلسل

اقتصاد و معیشت کے نشیب و فراز اور دنیا کے ہنگاموں سے بے نیاز موسم گرما کی ایک جلتی ہوئی دوپہر کو دو نوجوان چوک دالگراں سے ذرا آگے ریلوے روڈ لاہور پر عجیب ہیئت کذائی میں پھرتے نظر آتے ہیں۔ مضبوط و توانا جسم والے گھبرو نوجوان پسینے میں شرابور، تہبند باندھے، کندھے پر قمیض ڈالے پر تجسس نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہیں۔ شکل وصورت سے دیہاتی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ دیہاتی ضلع امرتسر کے ایک گاؤں جاتی امراء سے روزگار کی تلاش میں لاہور آئے ہیں۔ دونوں آپس میں بھائی ہیں۔ بڑے کا نام برکت ہے، چھوٹا شفیع کہلاتا ہے۔ ان کے دامن تعلیم یا کسی قسم کی فنی تربیت سے یکسر خالی ہیں لیکن اس کے باوجود بڑے پر امید ہیں۔ شائد اس لئے کہ وہ کسی بڑی نوکری کے آرزومند نہیں۔ وہ محنت مزدوری کرنے آئے ہیں اور انہیں اپنی قوت بازو پر بھروسہ ہے۔ اور ان کی پیشانی کا پسینہ ان کیلئے سب سے بڑی سفارش ہے۔ وہ کافی دیر تک ادھر ادھر مارے مارے پھرتے رہے۔ بالآخر ان کی کوشش بار آور ثابت ہوتی ہے اور انہیں لوہے کی ایک بھٹی پر کام مل جاتا ہے۔ سخت گرمی کے موسم میں کھولتا ہوا لوہا سانچوں میں انڈیلنا آگ میں جھلسنے کے مترادف ہے۔ مگر وہ خوشی خوشی یہ مشقت قبول کر لیتے ہیں۔ انہیں روزانہ ایک عام مزدور سے قدرے زیادہ اجرت ملے گی۔ دونوں ایک روپیہ روزانہ کما لیں گے۔ برکت اور شفیع کے لئے یہ رقم جیسے قارون کا خزانہ ہے کہ وہ اپنے جسم و جاں کا رشتہ بھی برقرار رکھ سکیں گے اور جاتی امراء میں اپنے خاندان کی ضروریات کے لئے کچھ نہ کچھ پس انداز بھی کر سکیں گے۔ ان کے بوڑھے والدین، ایک بہن اور پانچ چھوٹے بھائیوں کا اب بخوبی گزارہ ہو سکے گا۔

برکت اور شفیع نے قریب ہی شب بسری کا اہتمام کر لیا ہے۔ دونوں چار پانچ آنے میں صبح کی نہاری اور دو وقت کی دال روٹی پر گزارہ کر لیتے ہیں۔ باقی رقم وہ بچا لیتے ہیں۔ دونوں زیادہ تر وقت بھٹی پر گزارتے ہیں وہ کئی کئی گھنٹے اوورٹائم لگاتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ رقم کما سکیں۔ ان کی کوئی تفریح نہیں۔ وہ کمائی کرنے آئے ہیں۔ برکت عملی طور پر کنبے کا سربراہ ہے۔ ضعیف والدین اور سات چھوٹے بہن بھائی اسے ہی خاندان کا بڑا سمجھتے ہیں۔ اپنے والد کی پہلی بیوی کا اکلوتا بیٹا برکت سوتیلا ہونے کے باوجود احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سبھی گھر والے اسے ''بھاؤ'' کہتے ہیں۔ اسے بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ اس کی والدہ وفات پا چکی ہے لیکن وہ اپنی سوتیلی ماں کو حقیقی ماں سمجھتا ہے۔ وہ ہر مہینے بڑی باقاعدگی سے چھٹی کے دن گاؤں جاتا ہے اور سودا سلف خرید کر مہینے بھر کا راشن ڈال آتا ہے۔ گاؤں سے لاہور آتے ہوئے وہ اپنے چھوٹے بھائی شفیع کے لئے دیسی گھی لے آتا ہے۔

وقت گزرتا رہا۔ چند سال بعد برکت اور شفیع یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ دو چھوٹے بھائیوں کو بھی لاہور لے آنا چاہئے۔ چنانچہ محمد بشیر اور محمد شریف بھی لاہور آ جاتے ہیں۔ بشیر اپنے دو بڑے بھائیوں کی طرح کورا ان پڑھ ہے۔ وہ برکت اور شفیع کے ساتھ بھٹی پر کام کرنے لگتا ہے۔ شریف کا لکھنے پڑھنے کی طرف رجحان ہے۔ چنانچہ اسے سکول میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔ برکت اب پہلے سے بھی زیادہ محنت کے ساتھ کام کرتا ہے تاکہ اپنے ''پڑھاکو'' بھائی کو بہتر خوراک اور لباس مہیا کر سکے۔ برکت اس کی ہر آسائش کا خیال رکھتا ہے۔ سارے گھر والے شریف سے بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ انہیں یقین ہے کہ شریف پڑھ لکھ کر خاندان کے سارے دکھ دور کر دے گا۔ وہ تمام گھر والوں بالخصوص برکت کا سرمایۂ افتخار ہے۔

Marfat.com

سارے بھائی بڑے محنتی ہیں اور ان میں حیرت انگیز طور پر اتفاق واتحاد ہے۔ وہ ہر مہینے کچھ نہ کچھ پس انداز کر لیتے ہیں۔ جب ان کی پونجی میں اضافہ ہونے لگتا ہے تو شریف خاندان کا حساب کتاب سنبھال لیتا ہے۔ وہ ایک طرح کا اکاؤنٹنٹ ہے۔ روپے پیسے کے تمام معاملات شریف کے ذمے ہیں۔ بے پایاں محنت ومشقت کی بدولت خاندان کچھ آسودگی محسوس کرتا ہے تو وہ ایک قدر بڑا مکان کرائے پر لے لیتے ہیں اور خاندان کے باقی افراد بھی لاہور آجاتے ہیں۔ شریف کے سوا باقی سب بھائی بھٹی پر کام کرنے لگ جاتے ہیں وہ خوب محنت کرتے ہیں اور 1939ء تک ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی بھٹی لگانے اور اپنا کاروبار شروع کرنے کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں۔ شریف نے اب اتنی تعلیم حاصل کرلی ہے کہ وہ چھوٹا موٹا کاروبار بخوبی چلاسکتا ہے۔ اپنا کاروبار شروع کرنے کے بارے میں سارے بھائی مزید غور کرتے ہیں اور جب مجوزہ کاروبار کے تمام پہلوؤں پر غور وخوض کے بعد قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے تو شریف منصوبے کے اخراجات کا اندازہ کرتا ہے۔ منصوبے کے لئے جتنی رقم درکار ہے وہ ابھی پوری نہیں ہوئی۔ انہیں مزید پانچ سو روپے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر کاروبار شروع نہیں ہوسکتا۔ سوچ وبچار کے بعد شریف اپنے چچا کے پاس امرتسر جاتا ہے۔ چچا آسودہ حال ہے لیکن اس کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ چچا سے اپنا مسئلہ بیان کرتا ہے اور اسے پانچ سو روپے کی رقم قرض حسنہ کے طور پر مل جاتی ہے۔ رقم جمع ہوتے ہی منصوبے پر کام کا آغاز کر دیا جاتا ہے۔ اب پانچ بھائی اپنی بھٹی پر کام شروع کرتے ہیں اور دو بھائی بدستور ملازمت کرتے رہتے ہیں۔ کہ خدانخواستہ اگر اپنا کاروبار ناکام ہو جائے تو گھر کا نان ونفقہ تو چلتا رہے۔

بھائیوں کی شب وروز محنت اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے منصوبہ کامیاب ہوا اور کاروبار چل نکلا۔ اب ساتوں بھائی اپنی بھٹی پر کام کرنے لگے۔ مقابلہ اگر چہ بڑا سخت تھا لیکن دوسرے کاروباری مخالفین کے مقابلہ میں انہیں یہ سہولت حاصل تھی کہ بھٹی پر سب بھائی کام کرتے تھے۔ دوسرے مخالفین کو کاریگر اور مزدور تلاش کرنے پڑتے تھے۔ پھر یہ معیاری اشیاء تیار کرتے تھے اور آرڈرز کی جلد از جلد تکمیل کر دیتے تھے۔ ان کے نرخ بھی مناسب تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ساکھ قائم ہوگئی اور کاروبار خوب بڑھنے پھولنے لگا۔ ابتداء میں ''شریف برادرز'' کے نام سے کاروبار شروع کیا گیا تھا شاید اسی لئے سارا انتظام والنصرام محمد شریف کے ہاتھ میں تھا۔ ایک روز بھاؤ برکت نے سب بھائیوں کو اکٹھا کیا اور یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ کاروبار سب بھائیوں کی مشترکہ ملکیت ہے لہٰذا کارخانے کا نام بدل دینا چاہئے۔ لہٰذا سب بھائیوں نے مل کر طے کیا کہ نیا نام ''اتفاق'' ہوگا۔ یہ نیا نام سارے خاندان کے باہمی اتفاق کی علامت بھی تھا۔ وہ اکٹھے رہتے تھے اکٹھے کھاتے پیتے تھے۔ گھر کا کوئی معاملہ ہو سب مل کر غور وخوض کر کے باہمی صلاح ومشورے سے طے کرتے تھے۔

یہ غالباً 1945ء کا ذکر ہے۔ ''اتفاق'' کے ایک انگریز گاہک نے ایک روز بابو شریف سے اپنے ایک ہم وطن کا ذکر کیا جو کراچی میں رہتا تھا اور بیکار لوہے مثلاً سکریپ وغیرہ سے کاسٹ آئرن بنانے میں غیر معمولی مہارت رکھتا تھا۔ بابو شریف نے اس گاہک سے اس کا پتہ پوچھا اور ایک تعارفی خط لے کر کوئی وقت ضائع کئے بغیر کراچی روانہ ہو گئے۔ بابو شریف نے کراچی میں اس انگریز سے چند ملاقاتیں کیں۔ اسے ''اتفاق'' میں ملازمت کی پیش کش کی جو اس نے قبول کر لی۔ چند روز بعد بابو شریف اس انگریز ماہر کو اپنے ساتھ لاہور لے آئے۔ اس انگریز ماہر کے آنے سے ''اتفاق'' کی کایا پلٹ گئی۔ اور اتفاق والوں کے ہاں دولت کی ریل پیل ہونے لگی۔ چنانچہ ایک بھائی کا کہنا ہے ''ہم کوڑیوں کے مول بیکار لوہا خریدتے اور اسے دیگی لوہے (کاسٹ آئرن) میں تبدیل کر کے بڑے پائیدار کل پرزے، آلات اور دیگر آہنی مصنوعات تیار کرتے''۔

آسودگی، خوشحالی اور ترقی اس خاندان پر مہربان تھی۔ لیکن اس کے باوجود اہل خاندان کے رہن سہن کے انداز میں کوئی فرق نہ آیا۔

Marfat.com

سادگی، کفایت شعاری، انسان دوستی اور مذہب سے محبت ان کی گھٹی میں پڑی تھی۔ محنت و جفاکشی ان کا شیوہ تھا اور یتیموں، بیواؤں، حاجت مندوں کی امداد کر کے انہیں راحت محسوس ہوتی تھی۔ سب بھائی ہمیشہ کی طرح محنت کرتے کئی کئی گھنٹے لگاتار کام کرنا ان کی عادت تھی۔ ان کی سب سے بڑی تفریح یہ تھی کہ کبھی کبھار منڈوے، سنیما یا تھیٹر چلے جاتے تھے۔ یہ خاموش فلموں کا دور تھا۔ بعض تھیٹر آغا حشر کاشمیری کے ڈرامے پیش کرتے تھے جو بڑے مقبول ہوتے تھے۔ برکت، شفیع اور بشیر تینوں بھائیوں کو حقہ نوشی کی عادت تھی۔ وہ بھٹی پر ملازمت کے دنوں بھی کش لگایا کرتے تھے۔ ان کی یہ عیاشی اپنے کارخانے میں بھی جاری رہی، لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ وہ بابو شریف کی موجودگی میں حقہ سے اجتناب کرتے تھے۔ حالانکہ بابو شریف ان سے بہت چھوٹے تھے۔ یہ احترام بابو شریف کی قابلیت، تعلیم اور کاروباری صلاحیتوں کی بنا پر تھا۔

آسودگی کے زمانہ میں کم و بیش سبھی بھائی اب اس عمر میں پہنچ گئے تھے۔ جب انسان گھر بسانے اور عملی زندگی میں قدم رکھنے کی فکر کرتا ہے، چنانچہ سب بھائیوں کی یکے بعد دیگرے شادی ہوگئی۔ برکت نے اس سلسلے میں بھی ایثار کا مظاہرہ کیا اس نے سب سے بعد میں شادی کی۔ بہر کیف 1940ء کے عشرے کے وسط میں ایک دو برس بعد تک سب بھائیوں کے گھر آباد ہوگئے انہیں روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی۔ دولت ان پر مہربان تھی۔ شرافت ان کے قدم چومتی تھی۔ وہ اگر چاہتے تو شہر کے دولت مند خاندانوں میں شادی کر سکتے تھے لیکن انہوں نے دولت اور وجاہت کے بجائے انکساری اور میانہ روی کو شعار بنایا اور متوسط خاندانوں سے رشتے استوار کیے۔ شادیاں ہوئیں تو دوسری نسل بھی ابھرنے لگی۔ اس اثناء میں پاکستان بھی معرض وجود میں آگیا۔ شادیاں کرنے کے بعد سب بھائی صاحب اولاد ہونے لگے۔ پہلے ادریس پھر نواز اور ان کے بعد جاوید، فاروق اور یوسف پیدا ہوئے۔ ان کی عمروں میں بس دو ایک سال کا فرق ہے۔ حویلی کے باہر دربان اور رات کو صدر دروازے کے طاق میں کرنیں بکھیرتا ہوا بڑا سا دیا مالکان کی امارت و ثروت کا مظہر تھا۔ دولت کی ریل پیل کے باوجود ان کے معمولات زندگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ شریفانہ سادہ زندگی بدستور ان کا شعار رہا۔ پھر انہوں نے ایک کار خرید لی۔ یہ ایک سیاہ شیورلیٹ گاڑی تھی۔ گھر اور کاروبار کی طرح یہ گاڑی بھی سب کی مشترکہ ملکیت تھی۔ جسے اپنے روایتی جمہوری انداز میں سبھی استعمال کرتے تھے۔ بابو شریف کو اب لوگ میاں صاحب کہنے لگے تھے۔ باقی بھائیوں کے نام کے ساتھ بھی اب لفظ میاں کا اضافہ ہوگیا تھا۔ خاندان کی افزائش ہوئی اور حالات سازگار ملے تو میاں شریف نے خاندانی کاروبار کو بھی وسعت دینا شروع کی۔ میاں شریف اگرچہ ہر معاملے میں ہر قدم پر سب بھائیوں سے مشورہ کرتے تھے لیکن قطعی فیصلہ انہی کا ہوتا تھا۔ سب بھائی ان کی صائب رائے اور قوت فیصلہ پر اعتماد کرتے تھے۔

دوسری نسل ذرا بڑھی پھولی تو ان کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ تمام بچوں کو یکے بعد دیگرے مختلف تعلیمی اداروں میں داخل کیا گیا۔ سب سے بڑا بچہ ادریس تھا۔ اسے پنجاب سول سیکرٹریٹ کے قریب جان میکڈونلڈ سکول میں داخلہ ملا۔ نواز شریف اپنے تایازاد ادریس سے دو سال چھوٹے تھے۔ انہیں سینٹ انتھونی ہائی سکول میں داخلہ ملا۔ باقی بچے ریلوے سٹیشن کے قریب پاکستان ویسٹرن ریلوے کے سکول میں داخل ہوئے۔ یوں تو سبھی بچے ذہین تھے لیکن کسی بچے نے تعلیمی زندگی میں کسی انتہائی غیر معمولی کارگزاری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ شاید اس کا سبب یہ تھا کہ بھی بڑوں کو یہ احساس تھا کہ سب بچوں نے بڑے ہو کر خاندانی کاروبار سنبھالنا ہے جس کے لئے کسی انتہائی غیر معمولی تعلیمی کارکردگی کی ضرورت نہیں۔

اس زمانے میں میاں شریف نے کوٹ لکھپت کے صنعتی علاقے میں سات سو کنال اراضی خرید لی۔ اس زمانے میں میاں شریف نے سات سو کنال کا یہ سارا قطعہ دس لاکھ روپے میں خریدا تھا۔ 1955ء میں میاں برادران نے اتفاق فاؤنڈری قائم کی۔ کوٹ لکھپت میں ڈھلائی کی

Marfat.com

عام بھٹیوں سے ذرا بہتر انداز کی فاؤنڈری قائم کی گئی تھی۔ 1960ء کے عشرے میں فاؤنڈری میں توسیع کی گئی اور میاں صاحبان نے زرعی آلات بنانے شروع کردیئے۔ بعد میں فیکٹری میں مزید توسیع کی گئی۔ اب فیکٹری میں روڈ رولر اور مختلف اقسام کی مشینری کے حصے تیار ہونے لگے۔ اس وقت تک اتفاق فاؤنڈری بیکو (بٹالہ انجینئرنگ کمپنی جواب پیکو یا پاکستان انجینئرنگ کمپنی بن چکی ہے) کے بعد دوسری سب سے بڑی سٹیل فیکٹری بن چکی تھی۔ اور پنجاب کا کم وبیش ہر کاشت کار اتفاق کے نام سے واقف ہو چکا تھا۔ اس زمانے میں میاں برادران نے شاہدرہ کے قریب جرنیلی سڑک (جی ٹی روڈ) پر اتفاق ٹیکسٹائل ملز قائم کی۔ یہ ساڑھے بارہ ہزار کلو کی گنجائش کی ٹیکسٹائل ملز تھی۔ 1960ء کے عشرہ کے آخر تک خاندان میں دوسری نسل کے کم وبیش تمام بڑے بچے گریجوایشن کر چکے تھے۔ انہیں جونیئر حیثیت میں اپنی مختلف فیکٹریوں میں ملازمت دے دی گئی۔ اس وقت تک خاندان کے سبھی افراد 90 ریلوے روڈ والی حویلی میں رہتے تھے۔ مشترکہ خاندان کا نظام اس حد تک کارفرما تھا کہ خاندان کے تمام لڑکے حویلی کی چھت پر کرکٹ اور کبڈی کھیلتے اور کبھی کبھی باکسنگ کے مقابلے بھی ہو جاتے۔ خاندان کی بچیاں البتہ لڑکوں سے الگ رہتی تھیں۔ لڑکیوں اور لڑکوں کے آزادانہ میل جول سے اجتناب ہی برتا جاتا تھا۔ خاندان میں تمام امور خواہ نجی ہوں یا کاروباری بدستور باہمی مشورے سے طے ہوتے۔ خاندان میں کوئی رنجش کوئی چپقلش نہیں تھی۔ سب کے دن مزے سے گزر رہے تھے۔

میاں خاندان کے افراد اب ریلوے روڈ کی حویلی سے ماڈل ٹاؤن کے ایچ بلاک میں اپنی نوتعمیر شدہ کوٹھیوں میں منتقل ہو چکے تھے۔

میاں محمد شریف اور ان کے خاندان کے جاتی امراء امرتسر سے جاتی امراء لاہور تک کے سفر کی یہ کہانی 1998ء کے سیارہ ڈائجسٹ میں شائع ہوئی تھی۔ میاں شریف نے بھرپور زندگی گزاری۔ تاہم 12 اکتوبر 1999ء کے بعد کے نامساعد حالات شاید ان کی زندگی کا کٹھن مرحلہ تھا لیکن وہ بھی انہوں نے بڑی جانفشانی سے طے کیا اور 29 اکتوبر 2004ء کو جلاوطنی کے دوران جدہ میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

میاں برادران ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں سخت پریشان ہوئے۔ اتفاق گروپ کے اثاثے کسی معاوضہ کے بغیر سرکاری تحویل میں لے لئے گئے تھے البتہ انہیں بانڈز دے دیئے گئے جو پندرہ سال سے پہلے نہیں بھنائے جا سکتے تھے۔ ان کی حیثیت کاغذ کے پرزوں سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کے باوجود میاں برادران نے ہمت نہ ہاری۔ اپنے دوستوں کی اعانت اور غیر ملکی بنک سے قرضوں کی بدولت انہوں نے کچھ نئے صنعتی یونٹ قائم کئے مگر وہ چھوٹے تھے اور اتفاق فاؤنڈری سے ان کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ جولائی 1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ انقلاب حکومت کے کچھ عرصہ بعد جب سرکاری ملکیت میں لئے گئے صنعتی یونٹوں کی واپسی کا عمل شروع ہوا تو اتفاق فاؤنڈری بھی واگزار ہوئی اور میاں فیملی ایک بار پھر دولت میں کھیلنے لگی۔

نعیم مصطفیٰ۔ اشاعت خاص روزنامہ پاکستان لاہور یکم نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

''عجب آزاد مرد تھا''

شریف خاندان کی صنعتی ایمپائر کے بانی جناب نواز شریف اور جناب شہباز شریف کے والد اور پاکستان کے ایک بے حد ممتاز محنتی اور پرُعزم انسان میاں محمد شریف نے جدہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ دیا۔ان کی طبیعت ایک عرصے سے خراب چلی آرہی تھی۔وہ پاک سرزمین میں سانس لے رہے تھے۔لیکن ان کے دل پر جلاوطنی کا بوجھ بھی تھا۔وہ پاکستان جس میں انہوں نے ایک چھوٹے سے کارخانے سے اپنی صنعتی زندگی کا آغاز کیا تھا اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اتفاق گروپ کی بنیاد رکھی تھی اور پھر اسے بامِ عروج تک پہنچایا تھا۔جس کی محبت ان کی نس نس میں سمائی ہوئی تھی جس کی صنعتی ترقی کا خواب انہوں نے دیکھا اور جسے بامِ عروج تک پہنچانے کا سودا ان کے سر میں سمایا ہوا تھا۔اس کے دروازے ان پر بند ہوگئے وہ اس میں قدم رکھنے کے بھی مجاز نہ رہے اور انتظار کی جان لیوا گھڑیاں بالآخران کی جان لے گزریں۔

میاں محمد شریف اور ان کے خاندان نے کئی نشیب وفراز دیکھے۔وزارتِ عظمیٰ کا منصب بھی حصے میں آیا۔مسلم لیگ کو نئی زندگی بخشنے اور برسوں بعد ایک عوامی طاقت بنانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔پنجاب کی وزارتِ اعلیٰ بھی نصیب ہوئی۔بہت کچھ پانے کے بعد بہت کچھ چھِن گیا،میاں محمد شریف نہ عروج میں اترائے اور نہ مصیبت میں گھبرائے۔وہ توانائی اور رہنمائی کا سرچشمہ بنے رہے ان کی تربیت کا یہ اعجاز تھا کہ وزیر اعظم ہوکر بھی میاں نواز شریف ان کی جوتیاں خود سیدھی کرتے تھے اور ان کی راہ میں آنکھیں ہی نہیں دل بچھاتے تھے ان کے ایک اشارے پر سب کچھ نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ہر ہفتہ وار تعطیل کو ان کی خدمت میں لاہور حاضر ہونا اپنا دینی فریضہ سمجھتے اور اسلام آباد کو یکسر فراموش کردیتے۔میاں محمد شریف نظم وضبط کے پابند اور واضح نظریات رکھنے والے شخص تھے۔انہوں نے لوہے کے کاروبار میں عروج حاصل کیا اور خود بھی لوہا بن کر رہے۔انہیں جھکایا جاسکتا تھا نہ دبایا۔موڑا جاسکتا تھا۔نہ توڑا۔انہوں نے 1970ء کے انتخابات میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کا ساتھ دیا تھا۔دونوں لاہور کے ایک حلقے سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑ رہے تھے۔

بھٹو صاحب نے ان کی یہ ''گستاخی'' معاف نہیں کی۔اقتدار تک پہنچے تو اتفاق فونڈریز کو نیشنلائز کرلیا۔وہ خالی ہاتھ ایک بار پھر شاہراہ زندگی پر پہلا قدم رکھنے پر مجبور ہوگئے۔بھٹو صاحب نے ان کی جائیداد اور ان کے کاروبار کو تو تباہ کردیا۔لیکن ان کے اعصاب پر اثر انداز نہ ہوسکے۔ قیامت کی رات بھی وہ منہ اندھیرے حسب معمول اٹھے اور اپنے دن کا آغاز تہجد کی نماز اور سیر سے کیا۔گوالمنڈی کی ایک ''کوٹھڑی''میں جابیٹھے اور پھر وہی بھٹی دہکادی۔جس سے برسوں پہلے پالا پڑ چکا تھا۔گوالمنڈی کے بعد متحدہ عرب امارات میں جاکر کاروبار کو منظم کیا لیکن ہاتھ نہ پھیلایا۔کسی فانی انسان کے آگے جھکنا انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔وہ صرف اور صرف اپنے رب کے حضور خود کو جھکانا جانتے تھے۔بھٹو صاحب کا اقتدار رخصت ہوا۔جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء نے اس کی جگہ لی تو ایک بیرونی دورے کے دوران میاں محمد شریف سے ان کی ملاقات ہوگئی۔انہوں نے انہیں واپس آکر کاروبار سنبھالنے کی پیشکش کی اور مرجھائی ہوئی اتفاق انڈسٹریز کو انہیں واپس دے دیا گیا۔ایک بار پھر ان کی محنتوں نے صنعتوں کو زیر کرکے دکھادیا۔

میاں محمد شریف سیاستدان نہیں تھے۔لیکن سیاست کو تبدیل کرنے کا جذبہ ان کے دل میں تھا وہ سب سے پہلے اپنے بڑے بیٹے نواز

Marfat.com

شریف کومیدان میں لائے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس فرزند دِلبند نے میدان مار لیا۔لوگوں کے دلوں میں گھر بنالیا اور ایوان اقتدار پر بھی جھنڈا لہرا ہی نہیں گاڑ بھی دیا۔

جناب نواز شریف نے سیاست میں کیا پایا اور کیا کھویا۔اسے کیا دیا اور اس سے کیا لیا اس پر ہر شخص کی رائے مختلف ہوسکتی ہے ان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کی فہرست الگ الگ مرتب کی جاسکتی ہے ان کے مثبت اور منفی اقدامات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ انہوں نے پاکستان کی سیاسی زندگی پر ناقابل فراموش اثرات چھوڑے اور آج بھی ان کی شخصیت توانا اور تروتازہ ہے 12 اکتوبر کی فوجی کارروائی نے انہیں ایوانِ اقتدار سے نکال کر قید کی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں پہنچادیا۔میاں محمد شریف بھی نظر بند ہوئے ان کے پورے خاندان کو شدید ابتلا کا سامنا کرنا پڑا۔لیکن ان کے افکار وکردار کو متاثر نہ کیا جاسکا۔انہوں نے اپنی بہو کلثوم کو میدان میں اتار کر حالات کو ایک نیا ابھار دے دیا۔رہائی کے بعد بھی وہ تر وتازہ تھے۔ ملنے والوں سے بس یہی کہتے جب انعامات بڑے ہوتے ہیں تو آزمائشیں بھی بڑی ہوتی ہیں۔آزمائش کا یہ عرصہ بھی گزر جائے گا۔جناب نواز شریف کے مختلف فیصلوں پر ان کے اثرات کے بارے میں مختلف لوگ مختلف آراء رکھتے ہیں۔یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو تجزیہ نگاروں کے لئے خاص ہے اس کا جائزہ لیا جاتا رہے گا۔

میاں محمد شریف نے اپنے لشکر کو از سرِ نو ترتیب دیا اور اپنے بیٹوں کو جیل سے نکلوا کر پورے خاندان سمیت جدہ لے جانے میں کامیاب ہوگئے۔وہاں وہ سٹیل مل لگانے کے لئے سرگرم عمل ہوگئے۔لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد ان کی صحت جواب دے گئی۔دل کے مریض تو وہ تھے ہی جس میں اضافہ ہوتا گیا،وہ وہیل چیئر پر حرم شریف آتے اور ان کے فرمانبردار بیٹے......نواز شریف......خود ان کی ''چیئر'' چلا کر لاتے۔

میاں محمد شریف کی زندگی میں کئی سبق پوشیدہ ہیں وہ فرشتے نہیں انسان تھے ان سے غلطیاں بھی سرزد ہوئیں لیکن ان کی خوبیوں کا پلڑا بہت بھاری ہے۔قومی زندگی میں کردار ادا کرنے کے خواہشمند ان کی غلطیوں سے بھی سیکھ سکتے اور ان کی خوبیوں سے بھی بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔وہ ایک باہمت پر عزم محنت پر یقین رکھنے والے کام کام کا نمونہ بن جانے والے انسان تھے۔پاکستان کی تاریخ پر ان کے اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکے گا۔محنت اور ہمت سے آگے بڑھنے اور ستاروں پر کمندیں ڈالنے والوں میں ان کا نام نمایاں اور اونچا رہے گا۔حق مغفرت کرے ،عجب آزاد مرد تھا۔

مجیب الرحمٰن شامی۔اداریہ روزنامہ پاکستان لاہور

☆☆☆

Marfat.com

ممتاز شفیع ایک کہنہ مشق اور سینئر رائٹر ہیں مؤرخہ 4 دسمبر 2004ء کو روزنامہ پاکستان نے ایک اور خاص اشاعت کا اہتمام کیا جس میں ممتاز شفیع صاحب نے میاں محمد شریف مرحوم کی ذاتی عادات اور لوگوں کیساتھ ان کے سلوک کو بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے ان تمام حقائق کے راوی دیگر شخصیات کے علاوہ عبدالغفور خان ایم پی اے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر پنجاب اسمبلی بھی ہیں جو کہ نہ صرف میاں فیملی کے ایک فرد کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ شریف خاندان کی جلاوطنی کے بعد ان کے رائیونڈ فارم کے انچارج اور کنجی بردار بھی ہیں اس اشاعت میں میاں شریف مرحوم کے ذاتی ملازموں اور چوبیس گھنٹے ان کے پاس رہنے والے دیگر لوگوں کی آراء کو شامل کیا گیا ہے۔ملاحظہ ہو۔

”بڑے میاں صاحب بہت یاد آتے ہیں کاش......وہ کچھ عرصہ اور زندہ رہتے“۔

وہ کمرہ دس فٹ لمبا اور آٹھ فٹ چوڑا ہے جس میں لکڑی سے بنائے گئے دو سادہ بیڈر کھے ہوئے ہیں داخلی دروازے کے ساتھ ہی پرانے ماڈل کا ایک فریج پڑا ہے اس پر اس سے بھی زیادہ پرانے ماڈل والے دو ٹائم پیس رکھے ہیں ان کے ساتھ ایک موم بتی اور اگر بتی کا پیکٹ پڑا ہوا ہے یہ وہ کمرہ ہے جس میں سابق وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف اور سابق ایم این اے عباس شریف کے والد محترم میاں شریف (مرحوم) رہا کرتے تھے میاں محمد شریف کا نام تاریخ کا حصہ بن چکا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کی مدد سے لوہا پگھلانے والی ایک معمولی بھٹی اور اس کے ساتھ خراد مشینوں کے مالک سے ترقی کر کے ملک کی سب سے بڑی اتفاق فونڈریز بنائی اور اپنے بیٹوں کو نہ صرف اتفاق گروپ آف انڈسٹریز بنا کر دی اور پھر جب انہوں نے سیاست میں پس منظر میں رہتے ہوئے دلچسپی لی تو ان کا ایک بیٹا محمد نواز شریف اس ملک کا دو مرتبہ وزیر اعظم بنا جبکہ دوسرا بیٹا پاکستان کا وزیر اعلیٰ بنا کہ بڑے بڑے پھنے خان قسم کے بیورو کریٹس ہی نہیں اکھڑ اور اڑیل ارکانِ اسمبلی بھی ذرا سنبھل اور سوچ سمجھ کر بات کیا کرتے تھے میاں محمد شریف نے اپنے بھائیوں کی سخت محنت اور بھرپور مدد کے ساتھ اتنی دولت کمائی کہ وہ صرف بیس سال کے اندر اربوں کے مالک بن گئے میاں محمد شریف ابتدا ہی سے خدا ترس غریبوں کے ہمدرد انتہائی مخیرّ اور رحمدل تھے وہ ایک کامیاب صنعتکار کے طور پر ہی مشہور نہیں ہوئے انہیں ناداروں بیواؤں یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی دل کھول کر مدد کرنے والے اللہ کے نیک بندے کی حیثیت سے بھی بڑی شہرت ملی اپنے بھائیوں کی مدد سے وہ مالی طور پر مستحکم ہوئے اور پھر اپنے تینوں بیٹوں کی بہتر تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی محمد نواز شریف اور شہباز شریف تو بیک وقت صنعت و تجارت اور سیاست میں آگے بڑھے البتہ تیسرے بیٹے محمد عباس شریف کا دنیا داری سے زیادہ روحانیت کی طرف رجحان تھا۔

دراصل میاں محمد شریف بہترین پلانر اور منتظم تھے اور انہوں نے اپنی ان خداداد صلاحیتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھایا وہ خود پس منظر میں رہے لیکن اپنے دونوں بیٹوں محمد نواز شریف اور شہباز شریف کو سیاست میں عروج تک پہنچایا خدمت خلق صنعت و تجارت اور سیاست میں حیران کن کارنامے انجام دینے کے بعد انہوں نے رائیونڈ کے علاقے میں اپنے خاندان کے لیے زرعی فارم بنایا کہ اس کی دھوم اندرون ملک ہی نہیں دنیا کے بہت سے ملکوں میں بھی پہنچی میاں محمد شریف نے شریف میڈیکل اینڈ ایجوکیشنل سٹی بھی بنایا جہاں تعلیم اور علاج معالجے کی جدید ترین سہولتیں مہیا کیں اور غریبوں اور ناداروں کے لیے مفت علاج کا بندوبست کیا۔کہا جاتا ہے کہ شریف خاندان سے حسد کرنے والوں اور مخالفین نے اس زرعی

Marfat.com

فارم اور میڈیکل اینڈ ایجوکیشنل سٹی کے بارے میں کئی بے بنیاد اور غلط کہانیاں عوامی حلقوں میں پھیلا دیں اس کے باوجود لوگ اعتراف کرتے تھے کہ میاں محمد شریف نے میڈیکل اینڈ ایجوکیشنل سٹی قائم کرکے بہت اچھا کام کیا خاص طور پر دل اور گردے کے مریضوں کے لیے مفت علاج کی سہولت کے حوالے سے شریف خاندان کو بہت اچھے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ میاں محمد شریف نے جتنے بھی اہم کام کئے اور کارنامے انجام دیئے ان پر کسی نہ کسی شکل میں تنقید ہوتی رہی ہے مثلاً اتفاق فونڈریز جب جنرل ضیاء الحق کے دور میں دوبارہ میاں محمد شریف کو ملی (بھٹو دور میں اس صنعتی ادارے کو بطورِ خاص سرکاری تحویل میں لے لیا گیا کہا جاتا ہے کہ یہ کام بھٹو نے سیاسی انتقام لینے کے لیے کیا تھا) تو اس کے بعد اس ادارے کے لیے نہایت سستے نرخوں پر سکریپ مہیا کیا گیا پھر جب میاں نواز شریف وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب بنائے گئے تو حکومتی وسائل بھی استعمال کئے گئے خصوصاً واپڈا حکام سے ملی بھگت کرکے مالی فائدہ اٹھایا گیا تاہم جتنے بھی الزامات لگائے گئے وہ کسی بھی مرحلے اور پلیٹ فارم پر ثابت نہیں کئے جا سکے حتیٰ کہ جب 1988ء کے انتخابات کے بعد محمد نواز شریف پنجاب میں حکمران بنے اور مرکز میں محترمہ بینظیر بھٹو نے حکومت بنائی تو ان میں شدید مخالفت اور رسہ کشی شروع ہوگئی اس وقت شریف خاندان کو نشانہ بنانے کے لیے تمام حکومتی ایجنسیوں کے ذریعے چھان بین ہوئی لیکن کوئی ایسی بات معلوم نہ ہو سکی جس کی بنیاد پر شریف خاندان کے خلاف کارروائی کی جا سکتی واپڈا حکام نے چھاپے مار کر فونڈریز کے میٹر چیک کئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا الٹا واپڈا کو زائد رقم کی واپسی کا بندوبست کرنا پڑا بیرون ملک سے بڑی مقدار میں سکریپ لے کر کراچی کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہونے والے بحری جہاز جوناتھن کو ان لوڈ ہونے کی اجازت دینے میں جان بوجھ کر تاخیر کی گئی اور اس طرح شریف خاندان کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا۔ سیاست اور حکومتی معاملات میں میاں محمد شریف کی مداخلت کے حوالے سے بھی کئی داستانیں مشہور ہوئیں ان داستانوں میں جنرل (ر) غلام جیلانی سے جنرل جہانگیر کرامت اور پیر پگاڑا سے غلام اسحاق خان تک متعدد اہم شخصیات کے نام سننے میں آتے رہے زرعی فارم کے لیے زمینوں کے حصول اور رہائشی یونٹس کو عظیم الشان محلات قرار دینے اور بجلی و ٹیلیفون سے لے کر سڑکوں کی سہولت کے لیے سرکاری وسائل کے استعمال کی باتیں بھی سنی گئیں میڈیکل اینڈ ایجوکیشنل سٹی میں مخصوص مقاصد کے تحت سہولتوں کی فراہمی کے الزامات بھی سامنے آتے رہے ان تمام باتوں کے باوجود میاں محمد شریف کی عبادت گزاری اور خدا ترسی کا سبھی اعتراف کرتے رہے اپنے ہی نہیں پرائے بھی حتیٰ کہ سخت مخالف بھی ان کی اس خوبی کو سراہتے رہے میاں محمد شریف کو آہنی اعصاب کی مالک شخصیت کے طور پر بھی خاصی شہرت ملی وہ اپنے ارادوں میں اٹل اور کبھی نہ جھکنے والے سمجھے جاتے تھے جب بھٹو دور میں اتفاق فونڈریز کو سرکاری تحویل میں لیا گیا تو کسی بھی بڑے اور کامیاب صنعتکار کے لیے یہ بہت بڑا دھچکا ہو سکتا تھا مگر میاں محمد شریف کے پائے استقامت میں اس وقت بھی کوئی لغزش نہ آئی ان کی زندگی میں البتہ دو ایسے مواقع ضرور آئے جن سے وہ ہل کر رہ گئے تھے انہیں پریشانی ضرور ہوئی مگر وہ جھکنے کے لیے تیار نہ ہوئے پہلی بار وہ اس وقت پریشان ہوئے جب خاندانی تنازع عام ہو گیا اور اخبارات میں بھی اس بارے میں خبریں شائع ہوئیں جبکہ دوسری مرتبہ جب 12 اکتوبر 1999ء کو ان کے بیٹے محمد نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور پھر چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے احکامات پر خاندان کے مردوں کو گرفتار کر لیا گیا بیشتر لوگوں کے بارے میں کئی ہفتوں تک یہ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ میاں محمد شریف کو گرفتار نہ کیا گیا مگر وہ تنہا ہو کر رہ گئے تھے۔ یہ بھی ایک طرح کی سزا ہی تھی وہ اس مرحلے کو امتحان بھی کہتے تھے۔ شریف خاندان اقتدار سے محرومی کے بعد ایک سال سے زائد عرصہ تک شدید نوعیت کی کشمکش کا شکار رہا۔ اس دوران میاں محمد شریف یہی کہتے رہے کہ حالات تبدیل ہوں گے اور ہم تمام لوگ ایک مرتبہ پھر مل کر بیٹھیں گے اور جو لوگ قید و بند کی صعوبتیں

Marfat.com

برداشت کررہے ہیں انکے امتحان کا وقت بھی ختم ہوجائے گا پھر یہ ہوا کہ ایک حیران کن خبر سب نے سنی شریف خاندان خصوصی طیارے میں سعودی عرب چلا گیا اس کو جلا وطنی ہی نہیں ہجرت بھی کہا گیا حکومت کی جانب سے دعویٰ کیا جاتا رہا ہے کہ شریف خاندان نے خود ایک معاہدے کے لیے پیش رفت کی اور اسی معاہدے کے تحت تمام لوگ سعودی عرب گئے سعودی عرب میں قیام کے دوران میاں محمد شریف نے اپنی گفتگو معمول سے کم کر دی وہ اپنے ملنے والوں حتیٰ کہ رشتہ داروں سے بھی حال چال پوچھنے اور خیریت معلوم کرنے کے علاوہ گفتگو نہیں کرتے تھے انہیں اپنے وطن خاص طور پر زرعی فارم سے دور زندگی بسر کرنے کا بہت زیادہ دکھ اور غم تھا انہیں کئی مرتبہ محمد نواز شریف اور شہباز شریف نے مشورہ دیا کہ وہ چند ہفتوں یا دنوں کے لیے پاکستان چلے جائیں مگر وہ کہتے ''نواز جس طرح اکٹھے وہاں سے سعودی عرب آئے تھے اسی طرح یہاں سے بھی اپنے پاک وطن اکٹھے ساتھ ہی جائیں گے'' یوں تین سال دس ماہ گزر گئے اور ایک روز اچانک میاں محمد شریف کے انتقال کی خبر آ گئی شریف خاندان ہی نہیں عام لوگوں کے لیے بھی یہ بہت بڑا صدمہ تھا تاہم تمام افراد نے اس مرحلے پر بڑے حوصلے صبر و تحمل اور بردباری کا ثبوت دیا میاں محمد شریف کی میت ان کی وصیت کے مطابق پاکستان بھجوائی گئی تاکہ انہیں زرعی فارم میں شریف فیملی کے لیے مخصوص قبرستان میں سپرد خاک کیا جا سکے ان کی میت پاکستان پہنچی ۔میت کو نہایت عزت واحترام کے ساتھ شریف فیملی کے لیے مخصوص قبرستان میں دفن کیا گیا مسلم لیگ (ن) کے رہنماؤں اور کارکنوں کے علاوہ تقریباً تمام دوسری سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کیساتھ عوامی حلقوں نے بھی ان کی میت کو کچھ اسی طرح کندھا دیا کہ بعض حلقے حیران رہ گئے کیونکہ اس واقعہ سے شریف خاندان کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا میاں محمد شریف کی ذات بلاشبہ ایک داستان بن گئی ہے ان کے حوالے سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ باتیں ان کی یاد رہیں گی زرعی فارم پر شریف خاندان کے متعدد ملازمین سے گفتگو ہوئی جبکہ میاں محمد شریف کے ہم زلف خواجہ منظور حسن سے خصوصی بات چیت کا بھی موقع ملا خواجہ صاحب فخریہ بیان کرتے ہیں کہ وہ میاں محمد شریف کے ہم زلف ہیں اور جب شریف خاندان سعودی عرب جا رہا تھا تو انہیں بلا کر میاں شریف نے کہا کہ لو جی خواجہ صاحب ہم تو یہاں سے جا رہے ہیں یہ سب کچھ آپ کے حوالے ہے آپ ہر فیصلہ کرنے کے مجاز ہوں گے اور آپ کا فیصلہ حتمی ہوگا اس وقت اتفاق گروپ آف انڈسٹریز کے چند اعلیٰ ملازمین بھی موجود تھے میاں شریف نے کہا کہ آپ خواجہ صاحب کی معاونت کریں گے اگر خواجہ صاحب کوئی مسئلہ حل نہ کر سکیں تو پھر آپ بھی ان کی مدد کریں گے خواجہ منظور حسن نے بتایا کہ جب شریف خاندان لاہور میں آ کر سرائے سلطان میں مقیم ہوا تو اس وقت میں امرتسر سے لاہور آ کر ان سے ملا کرتا تھا اس وقت میں پڑھتا تھا میری شادی اپنی تایا زاد کے ساتھ ہوئی جو میاں شریف کی اہلیہ شمیم بیگم کی چھوٹی بہن ہیں میاں شریف نے جب اپنے لوہے کے کاروبار میں ترقی کر لی تو اس وقت انہوں نے سیاست میں آنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا وہ صرف صنعت و تجارت میں آگے بڑھنا چاہتے تھے ذوالفقار بھٹو نے اقتدار سنبھالا تو اتفاق فونڈریز کو سرکاری تحویل میں لینے کی باتیں ہونے لگیں ان دنوں میاں شریف کو یہ پریشانی نہیں تھی کہ ان کے خون پسینے کی کمائی سے بننے والے بڑے صنعتی ادارے کو بھٹو حکومت ان سے چھین لے گی بلکہ انہیں فکر اس لیے تھی کہ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ بڑا ادارہ تباہ برباد ہو جائے گا خواجہ منظور حسن نے بتایا کہ نواز شریف، شہباز شریف اور عباس شریف کو دین داری، عشق رسولؐ، سیاسی شعور اور بزرگوں کا احترام کرنا اپنے والد سے ورثے میں ملا نواز شریف بہت نرم دل ہیں جب وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے تو میں سیون کلب روڈ گیا مجھے اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی پتہ چلا کہ نواز شریف کسی تقریب میں جا رہے ہیں ۔مین گیٹ کے ساتھ ہی ایک طرف کھڑا ہو گیا نواز شریف کا کارواں جب چلا تو مجھے دیکھ کر نواز شریف نے گاڑی روک لی باہر آ کر پوچھا کہ آپ کیسے آئے ہیں؟ میں نے اپنا کام بتایا انہوں نے مجھ سے فائل لے کر کار کے بونٹ پر کاغذات

Marfat.com

رکھے اور ہدایت جاری کردی میں نے کہا کہ کوئی ایسا بندوبست ہونا چاہیے تاکہ مجھے گیٹ پر نہ روکا جائے نواز شریف نے مجھ سے میری ڈائری لی اور اس کے صفحے پر لکھا خواجہ صاحب جب بھی آئیں مجھے فوراً اطلاع کر کے ان سے میری ملاقات کروائی جائے اس کے بعد مجھے کبھی ان سے ملاقات میں پریشانی نہ ہوئی ہے۔ اس مقابلے میں شہباز شریف ہوتے تو شاید غصے میں آجاتے اور ملازمین کی اچھی طرح خبر لیتے کیونکہ وہ بچپن ہی سے قدرے سخت گیر اور جذباتی ہیں ایک بار یہ گاڑی چلا رہے تھے ان کی طالب علمی کا زمانہ تھا میں ان کے ساتھ والی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا اچانک ایک ریڑھی والا اور ایک کار سوار ان کی گاڑی کے سامنے آگیا اور غلط طریقے سے کراس کرنے لگا ہم نے اسے منع کیا تو وہ باز نہ آیا اور ہم پر غلط طریقے سے گاڑی چلانے کا الزام لگایا اس کی یہ بات سن کر شہباز شریف کو ایک دم غصہ آگیا وہ گاڑی سے باہر نکل آئے مگر خوش قسمتی سے دو تین افراد نے معاملہ سنبھال لیا اور بات نہ بڑھی دراصل شہباز شریف کوئی غلط بات سن کر برداشت نہیں کر سکتے آج بھی وہ غلط بات سن کر اسی طرح مشتعل ہو جاتے ہیں لیکن وہ بدتمیزی یا بدتہذیبی ہرگز نہیں کرتے ہمیشہ مہذب انداز سے گفتگو کرتے ہیں یہ سب کچھ میاں شریف کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ جب میاں نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹا تو اس وقت خواجہ منظور حسن عمرہ ادا کرنے گئے ہوئے تھے واپسی پر کئی ہفتے تک انہیں میاں محمد شریف سے ملنے کی اجازت نہ ملی پھر آہستہ آہستہ صورتحال بہتر ہوگئی تو میاں شریف سے ملاقات ہونے لگی وہ زیادہ پریشان نہیں تھے پھر جب وہ سب لوگوں کے ساتھ سعودی عرب جا رہے تھے تو اس وقت بھی بے حد مطمئن تھے سعودی عرب میں ان سے اکثر فون پر بات ہوتی رہی تھی اس کے بعد کئی مرتبہ میں سعودی عرب جا کر ان سے ملا ان کی صحت پہلے جیسی نہیں رہی تھی اس لیے وہ بہت کم گفتگو کیا کرتے تھے ان سے آخری ملاقات ہوئی تو اس موقع پر بھی وہ بہت کم بولے بس حال چال پوچھا خیریت معلوم کر کے وہ خاموش ہو گئے میں نے ان کا پروگرام پوچھا مگر انہوں نے کچھ نہ بتایا پھر ان کے انتقال کی خبر آگئی اور آج وہ ہمارے درمیان میں نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی دین داری اور خدا ترسی سے موجودہ دور کے ولی اللہ تھے کاش وہ مزید کچھ عرصہ زندہ رہتے۔

خواجہ منظور حسن نے ایک نوجوان محمد افضل کو ملوایا جو اس یونٹ کا باورچی ہے میاں محمد شریف کو وہ گھی کے بغیر کھانے تیار کر کے کھلاتا تھا اس نوجوان نے کہا کہ بڑے میاں صاحب جیسے لوگوں کی کمی ہمیشہ محسوس ہوتی رہتی ہے وہ بہت جلد ہم سے رخصت ہو گئے چوہدری عبدالغفور خان معروف مسلم لیگی رہنما ہیں وہ رائیونڈ سے ایم پی اے بھی ہیں وہ اکثر رائیونڈ جا کر میاں شریف کو ملا کرتے تھے انہوں نے میاں شریف صاحب کے حوالے سے اپنی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہا کہ میرا ان کے ساتھ تعلق تیرہ سال پرانا ہے میں اکثر شام کے وقت میاں شریف کے پاس جایا کرتا تھا اکٹھے نماز پڑھتے چوہدری عبدالغفور نے بتایا کہ جب جنرل پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا تو اس کے بعد وہ یہی کہا کرتے تھے کہ جو کچھ ہوا ہے اللہ کریم کا فیصلہ ہے رب تعالیٰ کے ہر حکم اور فیصلے کی تعمیل کرنا ہمارا اولین فرض ہے اللہ جو کرتا ہے وہ بہتر ہوتا ہے وہ نواز شریف اور شہباز شریف کے سیاسی دوستوں کی بے وفائی پر بھی برہمی کا اظہار نہیں کرتے تھے کبھی کسی کو انہوں نے لوٹا وغیرہ نہیں کہا بلکہ جب بھی سیاسی دوستوں کی بیوفائی کا ذکر ہوتا تو کہتے تھے کہ اللہ انہیں اچھائی کی توفیق دے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے چوہدری عبدالغفور خان نے بتایا کہ جب شریف خاندان کی کردار کشی ہو رہی تھی تو اس وقت بھی میاں محمد شریف نے صبر اور حوصلے سے کام لیا البتہ اتنا ضرور کہا کہ غلط اور بے بنیاد باتیں ہم سے منسوب کرنے والے بڑی زیادتی کر رہے ہیں چوہدری عبدالغفور نے بتایا کہ نواز شریف نے کئی بار کہا کہ ابا جی آپ اکثر لاہور رائیونڈ کو یاد کرتے ہیں آپ چند ہفتوں کے لیے پاکستان چلے جائیں اس کے جواب میں میاں محمد شریف کہتے تھے کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا نواز میں آپ سب لوگوں کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا جس طرح

Marfat.com

اکٹھے سعودی عرب آئے ہیں اسی طرح پاکستان بھی اکٹھے ہی جائیں گے بلاشبہ میاں شریف صاحب بڑے حوصلے اور صبر کرنے والے تھے ان کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ کبھی پورا نہیں ہو سکے گا۔ زرعی فارم میں ملازم غلام نبی سے گفتگو ہوئی تو اس نے بتایا کہ میاں شریف صاحب کبھی نہیں ڈانٹتے تھے اگر نقصان ہو جاتا تھا تو وہ کہا کرتے تھے کہ اس واقعہ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ یا تو کام کرنے والے نالائق اور بے ہنر ہیں یا پھر مالک بدقسمت ہے جسے یہ نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے غلام نبی نے بتایا کہ نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ ہونے کے بعد میں 18 اکتوبر 1999ء کو وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد گیا اور وہاں سے سامان لے کر رائیونڈ فارم آیا یہاں فوجیوں نے مجھے بھی نظر بند کر دیا لیکن کوئی سختی نہیں کی گئی ہم فارم سے باہر نہیں جا سکتے تھے ویسے بڑے میاں صاحب سے ہم آزادی سے ملا کرتے تھے جو کام وہ بتایا کرتے تھے ہم تعمیل کرتے تھے جب نواز شریف پر مقدمہ چل رہا تھا تو میں کراچی میں جا کر ان سے ملا نواز شریف نے کہا کہ ابا جی سے کہنا آپ سے ملاقات ہونی چاہیے میں نے یہاں آ کر بڑے میاں صاحب کو وہ پیغام دے دیا یہ سن کر فوراً میاں صاحب نے مجھ سے کہا سنو تم دوبارہ نواز سے ملو تو کہنا کہ مسٹر آپ سے ہماری ملاقات کسی جیل میں کبھی نہیں ہوگی بلکہ آپ کی اور ہماری ملاقات اسی زرعی فارم میں ہوگی یہ اتفاق کہہ لیجیے کہ چند دنوں بعد ہی شریف فیملی کے اہم فرد ڈاکٹر عبدالحفیظ کا انتقال ہو گیا اور میاں برادران کو پیرول پر رہا کر دیا گیا سب لوگ یہاں ایک دوسرے سے اس طرح گلے ملے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی خوشی کے آنسوؤں سے بھیگ گئیں بڑے میاں صاحب نے کہا نواز دیکھو میں تم سے گھر میں ملا ہوں جیل میں ملاقات نہیں ہوئی۔

مرزا گلریز بیگ اور ناصر اقبال خان کا تعلق مسلم لیگ کے لاہور کے میڈیا سیل سے ہے انہوں نے کہا کہ میاں محمد شریف نے بے شمار دولت کمائی اللہ نے اقتدار کو ان کے گھر کی لونڈی بنایا انہیں اور ان کے خاندان کو عالمی سطح پر شہرت حاصل ہوئی اس کے باوجود میاں محمد شریف کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہیں آئی وہ اپنے زرعی فارم کے ملازمین کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ وہ ایک دینی مدرسہ بنانا چاہتے تھے جہاں ملازمین کے بچے دینی تعلیم سے آراستہ ہو سکیں یہ سوچ اور فکر کسی عام آدمی کی نہیں ہو سکتی یقیناً میاں محمد شریف غیر معمولی شخصیت تھے وہ زرعی فارم کے قبرستان میں اپنے لیے قبر خود تیار کرنا چاہتے تھے لیکن سعودی عرب جانے کی بنا پر وہ ایسا نہ کر سکے۔

لیگی کارکنوں نشان علی اور انور حسین نے میاں محمد شریف کی قبر پر فاتحہ خوانی کے بعد گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہم بڑے میاں صاحب کی شفقت سے محروم ہو گئے ہیں ہم نے میدان نہیں چھوڑا جبکہ بڑے بڑے لیڈر میاں صاحب کا ساتھ چھوڑ گئے ہم لوٹا نہیں ہوئے اسی لیے ہم خود کو لوٹا ہونے والوں سے بہت بہتر سمجھتے ہیں۔

سکیورٹی ملازم محمد رمضان نے بتایا کہ وہ کئی سال سے اس فارم پر ڈیوٹی دے رہا ہے بڑے میاں انتہائی غریب پرور تھے ہم سے سکیورٹی کے حوالے سے ان کے احکامات کی تعمیل میں کبھی کوئی کمی ہو جاتی تو آرام سے سمجھایا کرتے تھے ہم نے انہیں کبھی غصے میں نہیں دیکھا تھا زرعی فارم کے مین گیٹ پر تعینات محمد عباس نے بتایا جب بڑے میاں صاحب کا جنازہ یہاں پہنچا تو جی چاہا کہ تابوت سے لپٹ کر روتا رہوں کبھی میں ان کے لیے اس وقت گیٹ کھولتا تھا جب وہ زندہ تھے پھر وہ وقت آ گیا کہ ان کا مردہ جسم تابوت میں بند تھا اور مجھے اس کے لیے دروازہ کھولنا پڑا میرا دل خون کے آنسو روتا رہا۔ بعد میں میں نے بھی ان کا آخری دیدار کیا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بہت جلد اپنے پاس بلا لیتا ہے کاش وہ چند سال اور بھی ہمارے ساتھ زندہ رہتے۔

ملک محمد نواز کا تعلق ملتان سے ہے وہ میاں محمد شریف کے دیرینہ دوست ہیں انہوں نے بتایا کہ میرا اور میاں محمد شریف کی دوستی کا آغاز 1982ء میں ہوا تھا آج میں میاں شریف کے مویشی فارم کے انچارج کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہا ہوں انہوں نے بتایا کہ میں اور میاں

Marfat.com

شریف اکثر گھومتے رہتے تھے انہیں عارفانہ کلام پسند تھا وہ میاں محمد بخشؒ کا کلام بڑے شوق سے سنتے تھے ان کی اپنی آواز بہت اچھی تھی چنانچہ جب میں ان کی توقع کے خلاف میاں محمد بخشؒ کا کلام گا کر سنایا کرتا تھا تو پھر وہ خود اونچی آواز سے گایا کرتے تھے عام طور پر ہماری نشستیں شام سے شروع ہو کر رات کو ختم ہوا کرتی تھیں ہم ایک دوسرے سے مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ مویشی فارم میں بھینسوں کے رکھوالے نے بتایا کہ ایک بھینس جو میاں شریف کی چہیتی تھی وہ بھی ان کے انتقال کے بعد اداس رہتی ہے بڑے میاں صاحب اکثر اسے آ کر تھپکیاں دیا کرتے تھے اور وہ اس کی عادی ہو گئی تھی اب وہ شام کے وقت اکثر اس راستے کی جانب دیکھتی رہتی ہے جس پر چل کر میاں محمد شریف وہاں آیا کرتے تھے میاں محمد شریف کو جس جگہ دفن کیا گیا ہے وہ درختوں اور کھیتوں سے گھری ہوئی ہے اپنی زندگی میں میاں شریف نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ جگہ شریف فیملی کے قبرستان کے لیے مخصوص ہوگی یہ دو ایکڑ اراضی ہے اس کے جنوب کی طرف ایک دینی مدرسہ بنایا جائے گا ابھی ایک کمرہ تعمیر ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ آئندہ سال بڑے میاں صاحب کی برسی کے موقع پر شایان شان مدرسہ تعمیر کر لیا جائے گا شاید اس وقت تک میاں محمد شریف کی قبر کو باقاعدہ مزار کی شکل بھی دے دی جائے اگر ملکی حالات اور سیاست میں کوئی بڑی تبدیلی آئی تو پچھلے کئی برسوں سے بے رونق اس زرعی فارم کی رونقیں بھی بحال ہو سکتی ہیں۔

ممتاز شفیع روزنامہ پاکستان لاہور، اشاعت خاص۔

☆☆☆

Marfat.com

نواز شریف نہ تو روایتی جاہ وحشمت کا قائل ہے اور نہ ہی کسی خاندانی طمطراق اور جاگیردار کا وارث بلکہ وہ تو ایک مزدور کا بیٹا ہے وہ اس فولادی عزم رکھنے والے محنت کش کا بیٹا ہے جو اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک پسماندہ گاؤں سے لاہور شہر آ گیا اور مسلسل محنت اور دکھیوں کی خدمت سے صاحب ثروت وعزت ہو گیا تھا جو اپنے غریب ہم وطنوں کو کبھی نہیں بھولتا تھا اور ہر تہوار پر غریبوں کو پرخلوص تحفے بھیج کر نبیٔ رحمت کی سنت کو تازہ کیا کرتا تھا اور جس نے کمال حکمت اور دور اندیشی سے اپنے ایک ہمدردِ قوم بیٹے نواز شریف کو اعلیٰ قومی و عالمی سطح کا سیاسی قائد بنا دیا تھا اور اس ہمدردِ قوم نواز شریف کو قوم کی ہمدردی کی سزا اس طرح ملی کہ ان کے پورے خاندان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ میاں محمد شریف مرحوم کی جلاوطنی میں موت اور پاکستان میں تدفین کے حوالے سے مختلف تحاریر پر مشتمل یکم نومبر 2004ء کا روزنامہ نوائے وقت لاہور کا خاص شمارہ ملاحظہ ہو۔

لازم ہے زمانے پہ کرے قدر ہماری

دو مرتبہ ملک کے منتخب وزیراعظم اور ایک مرتبہ پنجاب کے وزیراعلیٰ رہنے والے میاں محمد نواز شریف اور سابق وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے والدِ محترم مردِ آہن ممتاز صنعت کار میاں محمد شریف جمعہ کی شب سعودی عرب کے وقت کے مطابق آٹھ بج کر سولہ منٹ پر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔

ان کی عمر 84 برس تھی اگرچہ ان کی اصل شہرت ایک ممتاز صنعت کار اور فلاحی ورکر کی تھی لیکن میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف جیسے ہونہار سیاستدانوں کے والد ہونے کے ناطے ان کے صاحبزادے ہی ان کی شناخت بن گئے۔ شاید اسی لیے وہ زندگی بھر وطن کی مٹی میں اپنے خون پسینے سے لکھے جانے والے عظمت وہمت کے اس بلند پیکر کو نہ چاہتے ہوئے بھی آخری سانسیں دیارِ غیر میں لینا پڑیں کیونکہ 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد 9 دسمبر 2000ء کو انہیں زبردستی سعودی عرب جلاوطن کر دیا گیا جہاں میاں شریف نے بےبسی کے عالم میں اس جہان فانی کو خیرباد کہہ دیا ۔

مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور　　　رکھ لی میرے خدا نے میری بے کسی کی شرم

1920ء میں مشرقی پنجاب میں امرتسر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع غیر معروف قصبہ ''جاتی امراء'' میں ایک مفلوک الحال گھرانے میں آنکھ کھولنے والے میاں محمد شریف نے ہمت واستقلال سے کامیابی کی وہ منزلیں طے کیں جس کا اکثر لوگ محض خواب ہی دیکھ پاتے ہیں۔ بچپن سے ہی ان نیلگوں آنکھوں میں کچھ کرنے کا جذبہ موجود تھا۔ چھ چھوٹے بھائیوں کا بڑا بھائی ہونے کے ناطے کندھوں پر ذمہ داری زیادہ تھی شاید اس لئے قدرت نے ان میں خودداری اور آگے بڑھنے کی تڑپ یکجا کر دی تھی۔ پاکستان اور اسلام سے محبت کا جذبہ اس قدر عروج پر تھا کہ 1940ء میں ہی دو بھائیوں کے ہمراہ سرحد پار کر کے لاہور آ گئے اور ریلوے روڈ پر اتفاق فاؤنڈریز کی چھوٹی سی ورکشاپ قائم کی۔ اس قت ان کا کل اثاثہ پانچ سو روپے تھا۔ اس دوران انہوں نے کئی چھوٹے موٹے کام بھی کرنے شروع کر دیئے۔ سختی کے اس دور میں انہوں نے لوہے کے راڈوں کو سیدھا کرنے کا کام اپنے ہاتھ سے شروع کیا۔ پسینے سے شرابور اس شخص کا جلالی چہرہ ملک کے روشن مستقبل کی کہانی سنا رہا تھا۔ جب تھوڑا استحکام آیا تو سریا فروخت کرنے کا کاروبار شروع کیا اب تھوڑی سی سہولت یہ ہو گئی کہ لوہا کوٹنے کی بجائے وہ سریا فروخت کر کے اپنا گھربار چلانے لگے۔

Marfat.com

ایوب خان کے دور میں 1960ء میں انہوں نے اپنا کارخانہ ریلوے روڈ کوٹ لکھپت منتقل کرلیا جو آج بھی اتفاق فاؤنڈری کے نام سے موجود ہے اور عظمت و ہمت کی ایک انمٹ داستان پیش کر رہا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کا دوران کیلئے ایک کٹھن ترین دور ثابت ہوا کیونکہ ان کے نام نہاد اسلامی سوشلزم نعرے کے بعد تمام نجی صنعتوں کو زبردستی سرکاری تحویل میں لے لیا گیا۔ حتیٰ کہ میاں شریف کی گاڑیاں تک ضبط کرلی گئیں۔ لیکن ان سب کے باوجود میاں شریف کے ماتھے پر ہلکی سی شکن تک نہ آئی۔ حالانکہ ان کے حریف سی ایم لطیف اس واقعہ سے اس قدر ٹپٹائے کہ اپنی بقیہ جمع پونجی سمیٹتے ہوئے ہمیشہ کیلئے پاکستان کو خیرباد کہہ دیا اور اپنی باقی زندگی جرمنی کے ایک گمنام گاؤں میں بسر کردی۔

میاں شریف نے طویل محنت اور جدوجہد کو اکارت ہوتا دیکھنے کے باوجود حالات کے جبر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اگلے ہی دن حسب معمول کام پر روانہ ہوگئے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ 1940ء میں جدوجہد کا آغاز کرتے وقت ان کے دو بھائیوں نے انہیں کندھا فراہم کیا تو اس بار ان کے نوجوان بیٹوں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے انہیں سفر کی تھکن کا احساس نہ ہونے دیا۔ فولادی عزم و ہمت کے مالک اس شخص نے پیپلز پارٹی کے سخت دور میں بھی اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ اس بار لوہے کی فیکٹریوں کے ساتھ ساتھ شوگر ملوں کی بھی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے کاروبار کو نہایت وسیع کرلیا۔ صدر ضیاء الحق نے قومیائی گئی فیکٹریوں کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے وہ فیکٹریاں میاں شریف کو واپس کردیں جنہوں نے اسے پرانی یاد سمجھتے ہوئے قبول کیا اور ایک بار پھر اسے نئی زندگی عطا کی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جنرل ضیاالحق نے یہ فیکٹریاں میاں شریف کو دے کر کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ میاں شریف نے ان خستہ حال فیکٹریوں کو زندگی دے کر ملک و قوم کی خدمت کی۔ ضیاء الحق کے دور میں گورنر غلام جیلانی کی حکومت میں ان کے صاحبزادے میاں نواز شریف کو وزیر خزانہ بنادیا گیا اور یوں ان کی قسمت کا ستارہ بلند ہونے لگا جس کے بعد وہ پنجاب کے وزیراعلیٰ اور 1990ء میں پاکستان کے وزیراعظم منتخب ہوگئے۔ بینظیر حکومت کے دوسرے دور میں روایتی سیاسی چپقلش کے نتیجے میں شریف فیملی بالخصوص میاں شریف کو سخت ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑا جب بینظیر حکومت نے میاں شریف کو حوالات میں بند کردیا اور میاں شریف کے ماتھے پر چوٹ بھی آئی لیکن ثابت قدم اور سعادت مند بیٹوں نے دل پر پتھر رکھ کر اس صدمہ کو برداشت کیا۔ جلد ہی بینظیر بھٹو کو بھی احساس ہوگیا کہ ان سے یہ سنگین غلطی سرزد ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جلد ہی میاں شریف کی رہائی کا حکم دے دیا۔

1993ء اور 1996ء کے عرصے میں میاں شریف کو اپنی زندگی کے ایک اور اہم بحران کا سامنا کرنا پڑا جب جائیداد کے مسئلے پر بھائیوں کے درمیان اختلافات گھر کی چاردیواری سے عدالت کی دہلیز پر پہنچ گئے لیکن اس کٹھن گھڑی میں میاں شریف نے ایک شجر سایہ دار کا کردار ادا کرتے ہوئے تمام اختلافات کا سر کچل دیا۔ نیا دور نواز شریف کی عظمت کا دور تھا جب وہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ اس دوران انہوں نے کئی بحرانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور نہایت کامیابی سے اپنی وزارت عظمیٰ کے تین سال مکمل کئے تھے کہ 12 اکتوبر 1999ء کو فوجی شب خون کے نتیجے میں انہیں اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے اور یوں اس نیک صفت، شریف النفس اور بلند ہمت انسان میاں شریف کو اپنے بیٹوں کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں ایسے میں سعودی عرب میں ان کے دیرینہ دوست شہزادہ عبداللہ نے انہیں مدد فراہم کی اور ان کی بحفاظت سعودی عرب منتقلی کو یقینی بنایا۔

میاں شریف بنیادی طور پر ایک صنعتکار تھے لیکن اپنے سیاسی تجربے اور بصیرت کی بدولت اپنے صاحبزادے میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو انہوں نے سیاست کے میدان میں ایسا بلند مقام دلوایا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پچھلے بیس سالوں میں پاکستانی سیاست

Marfat.com

میں ان کا کردار کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگر چہ انہوں نے باقاعدہ طور پر کوئی سیاسی عہدہ قبول نہ کیا اور نہ ہی سیاسی میٹنگز میں شریک ہوتے تھے لیکن ملک سے محبت کے جذبے سے سرشار ہونے کے ناطے ہر لمحہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ وہ ایک سیلف میڈ شخصیت تھے اور ہمیشہ اس بات پر فخر کرتے رہے کہ ایک چھوٹی سی ورکشاپ سے تن تنہا کام کا آغاز کرنے والے شخص نے بعد میں صنعتکاروں کیلئے ایسی مثال قائم کی جس پر ایک دنیا رشک کر سکتی ہے۔

میاں شریف اپنے شروع کے دنوں کا ایک واقعہ اکثر لوگوں کو سنایا کرتے کہ ایک دفعہ عید کے دن قریب تھے اس لئے انہوں نے اپنے جیب خرچ سے پیسے جمع کرنا شروع کر دیئے تاکہ عید والے دن ایک نیا سوٹ پہن سکیں۔ بالآخر عید سے چند دن قبل وہ ایک نیا جوڑا سلوانے میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے یہ جوڑا بغل میں دبایا اور عید منانے کے لئے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوگئے۔ سخت گرمی کے دن تھے۔ اس لئے تھکن سے چور ہوگئے۔ راستے میں ایک درخت نظر آیا تو ستانے کے لئے وہاں نیم دراز ہوگئے لیکن سوٹ کو اپنا سرہانا بنالیا تاکہ ایک طرف سرہانے کا کام دے تو دوسری طرف چوروں کی دسترس سے بھی محفوظ رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ گہری نیند سو گئے کیونکہ جب کافی دیر بعد انکی آنکھ کھلی تو چور ان کا وہ جوڑا چرا کر لے جا چکے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ ہر سال سینکڑوں مزدوروں اور کارکنوں کو عید کا خصوصی جوڑا سلوا کر تحفتاً پیش کیا کرتے تھے۔

طبیعت میں سادگی اور انکساری اس حد تک تھی کہ ہر سال لاکھوں لوگوں کو عید گفٹ دیا کرتے تھے جس پر کروڑوں روپیہ خرچ کر دیتے تھے اتفاق ہسپتال شریف میڈیکل سٹی شریف تعلیمی کمپلیکس کا قیام ایک کے بعد ایک خواب کی تعبیر تھی جنہوں نے انہیں ایک لازوال مقام عطا کر دیا۔ اپنے آبائی گاؤں جاتی امراء میں بھی ایک سکول اور ہسپتال بنایا۔ بچپن اور محنت ومشقت کے دنوں کے واقعات اکثر اپنے دوستوں کو سنایا کرتے تھے کیونکہ انہیں اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ محنت ہی میں عظمت ہے۔ لاتعداد یتیموں، بیواؤں اور معذوروں کی مدد کے لئے اتفاق ہسپتال باقاعدگی سے تشریف لے جایا کرتے تھے اور اکثر مریضوں کے متعلق ہسپتال کے ایم ایس کو خود ہدایات دیتے تھے کہ ان سے کسی قسم کے اخراجات نہ لئے جائیں یا اس کی فیس میں اتنی کمی کر دی جائے اس سے ان کی مریضوں کے ساتھ خصوصی محبت اور شفقت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ میاں شریف کا اپنے کاروبار سے زیادہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوششیں کرنا ان کے غریب پرور اور فرشتہ صفت انسان ہونے کا ثبوت ہے اپنی فیملی کو یکجا رکھنے کے لئے انہوں نے ماڈل ٹاؤن میں اکٹھے گھر تعمیر کئے۔ رائے ونڈ میں کاروباری ادارے اور فارم ہاؤس بنانے کے ساتھ ساتھ اتفاق ہسپتال ''شریف میڈیکل سٹی'' شریف مسجد کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جہاں دس ہزار سے زائد غرباء ومساکین کو ہر ماہ کھانا کھلایا جاتا ہے۔

ان کے صدر دفتر ریلوے ہیڈ کوارٹرز کے سامنے ایک لاکھ حاجت مند جمع ہو جاتے تھے۔ جہاں دل کھول کر ان کی مدد کی جاتی تھی۔ غربت کی آغوش میں آنکھ کھولنے والے محمد شریف کو غریب کے بجھتے ہوئے چولہوں اور گھر کے کونوں میں بکھرے ہوئے روٹی کے باسی ٹکڑوں کا بخوبی احساس تھا۔ شاید اس لئے تمام عمر اس کوشش میں گزاری کہ کسی طرح غریب زادوں کے آتش دانوں میں جیسے تیسے امنگوں کی خواہشات کا ایسا راشن ڈال دیا جائے جو انہیں ایک صبح پرنور کی امید دلاتا رہے۔ منکسر المزاجی، تحمل، برداشت، بردباری اور اعلیٰ اخلاق کے پیکر میاں محمد شریف بلاشبہ بڑے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی آن و شان اور خدمت خلق کے علمبردار میاں محمد شریف کی مغفرت کرے اور ان کے عزیز واقارب اور بہی خواہوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

لازم ہے زمانے پہ کرے قدر ہماری   ہم لوگ قمر لوٹ کے آیا نہیں کرتے

مبین رشید۔ روزنامہ نوائے وقت اشاعت خاص یکم نومبر 2004ء

Marfat.com

میاں شریف...... پاکستانی سیاست کا اہم باب

امرتسر بھارت کے قصبے جاتی امراء سے ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے جنم لینے والے میاں محمد شریف اپنی محنت سے پاکستان کے بڑے صنعتکاروں کی صف میں شامل ہوئے اتفاق فاؤنڈری بڑھ کر اتفاق گروپ آف کمپنیز بنی اور اللہ کا کرم یہاں تک ہوا کہ ان کا ایک بیٹا وزیراعظم تھا اور دوسرا سب سے بڑے صوبے کا وزیراعلیٰ بنا۔ امرتسر کا جاتی امراء نہ رہا تو رائے ونڈ لاہور کے قریب جاتی امراء بسایا جسے لوگ محل سے تشبیہہ دیتے ہیں اور اب میاں شریف اسی کے نواح میں خاک نشین ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ میاں محمد شریف نے اپنی محنت، جانفشانی اور ایمانداری سے صنعت وحرفت اور سیاست کی دنیا میں ایک ایسا دور گزارا ہے کہ جس کی خواہش ہر کوئی کرتا ہے مگر وہ اس لحاظ سے منفرد ہیں کہ ان کے سخت ترین مخالفین بھی ان کے خلاف کوئی الزام نہ تراش سکے۔ میاں محمد شریف ایک سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ انہیں اپنے وطن کی مٹی سے اتنی محبت تھی کہ وہ ''دیس نکالا'' ملنے کے بعد سعودی عرب میں ہر وقت پاکستان کو ہی یاد کرتے رہتے تھے۔ اک سچے مسلمان اور پکے عاشق رسول ﷺ کا جنازہ حرم پاک میں پڑھایا گیا۔ یہ ایک ایسی سعادت ہے کہ جس کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں بسی ہوئی ہے۔ وقت ایک جیسا نہیں رہتا، بتانے والے بتاتے ہیں کہ میاں شریف ایک معمولی آدمی سے اس ملک کے بہت بڑے صنعتکار بنے اور انہوں نے وزیراعظم پاکستان اور وزیراعلیٰ پنجاب کے والد ہوتے ہوئے بھی جہاں خدا ترسی اور دوستوں سے محبت نہ چھوڑی۔ وہاں وہ ایک زندہ دل آدمی بھی تھے۔ دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر خوش ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت ہی مضبوط اعصاب کے مالک بھی تھے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیاست اور سیاستدانوں کو جتنا نقصان خود سیاستدانوں نے پہنچایا ہے کسی اور نے اتنا نقصان نہیں پہنچایا۔ پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوسرے دور کی بات ہے بےنظیر بھٹو وزیراعظم تھیں جب کہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کی پارٹنر مسلم لیگ (ج) کے میاں منظور احمد وٹو وزیراعلیٰ تھے۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ میاں نواز شریف اور ان کی فیملی کو سبق سکھایا جائے تو سب سے پہلے ماڈل ٹاؤن میں شریف برادران کے گھروں کے سامنے لگے ہوئے آہنی جنگلوں کو ہٹانے کا پروگرام بنایا گیا۔ کارروائی شروع ہوئی تو بڑی بڑی کرینوں اور بلڈوزروں کے ذریعے ان جنگلوں کو ہٹانا شروع کر دیا گیا مگر شریف فیملی نے اس پر کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہ کیا اس دوران سب کیا دیکھتے ہیں کہ میاں محمد شریف اپنے شیڈول کے مطابق چھڑی ہاتھ میں پکڑے ایک محافظ کے ساتھ صبح کی سیر کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں ان کے چہرے پر اطمینان طاری تھا وہ سامنے پارک میں پہنچے جہاں سے فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے اتفاق مسجد میں چلے گئے۔ ان جنگلوں کو ہٹانے کی کارروائی سے حکومت کی انتقامی کارروائی پوری نہ ہوئی تو میاں محمد شریف کو ان کے دفتر سے زبردستی اٹھایا گیا۔ انتقامی سیاست میں حکومت کے اس حد تک چلے جانے سے میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو سخت اذیت پہنچی مگر خود میاں محمد شریف کے پائے استقامت میں کوئی لغزش نہ آئی۔ اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو کسی کمپرومائز سے منع کر دیا اور سیاست میں مردانہ وار جرأت سے حالات کا مقابلہ کرنے کا درس دیا۔ اس خاندان پر یہ بھی خدا کا کرم ہوا کہ جس وزیراعلیٰ کے دور میں ان کے خلاف سخت انتقامی کارروائیاں ہوئیں لیکن جب اس وزیراعلیٰ پر کڑا وقت آیا تو جس گھر کے جنگلے گرائے گئے تھے میاں منظور وٹو کو اسی گھر میں پناہ لینا پڑی۔ میاں محمد شریف نے ابتدا میں اپنے تمام بھائیوں کو اکٹھا رکھا اور پھر جب خاندان مزید بڑا ہو گیا تو پھر اپنے تینوں

Marfat.com

بیٹوں کو اکٹھا رکھنے میں کردار ادا کیا وہ اس ملک کی تقدیر کے بڑے بڑے فیصلوں میں شامل ہوتے تھے اور میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے اپنے والد کو جو احترام دیا وہ بھی قابلِ رشک ہے یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے سیاسی ذہن مختلف تھے اور ہیں میاں شہباز شریف فوج کے ساتھ متصادم سیاست نہیں چاہتے تھے۔ مگر دونوں بھائیوں کو اکٹھا رکھنے میں میاں شریف نے انتہائی اہم کردار ادا کیا اور دونوں بھائیوں نے اپنی رضا کے خلاف وہی کیا جو ان کے والد بزرگوار نے چاہا۔ میاں شہباز شریف فوجی حکومت سے سمجھوتہ کر کے سعودی عرب نہیں جانا چاہتے تھے مگر اس موقع پر بھی ان کے والد کا فیصلہ اٹل ثابت ہوا۔ پاکستان کی طرف سے ایٹمی دھماکہ کرنے کا فیصلہ ہو یا محمد رفیق تارڑ کو صدر پاکستان کے منصب پر فائز کرنا ہو۔ ان تمام فیصلوں میں میاں شریف کا عمل دخل شامل تھا۔ ان کے دونوں صاحبزادے ان سے مشورہ لیتے تھے۔

میاں محمد شریف عام لوگوں کے لئے دل میں بہت درد رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک معمولی آدمی سے اپنا جو سفر شروع کیا تھا اسے وہ کبھی بھولتے نہیں تھے۔ انہوں نے رائے ونڈ میں غریب اور عام لوگوں کے لئے شریف میڈیکل اور ایجوکیشنل سٹی قائم کیا۔ میاں محمد شریف نے اپنے بیٹوں کے ذریعے سیاست میں بھی رواداری اور ملنساری کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ میاں محمد شریف کو ان کے احترام کی بنا پر شریف فیملی کے اکثر دوست اور بڑے بڑے بیوروکریٹ بھی ''اباجی'' کہتے تھے۔ ان کی وفات سے ملکی سیاست سے محبت، شفقت اور رواداری کا ایک باب اپنے اختتام کو پہنچ گیا ہے۔ وہ ایک ایسے بزرگ تھے جن کا سب احترام کرتے تھے۔ ان کے جنازے اور تدفین کو سیاست کی بھینٹ چڑھانا درست نہ تھا۔ اس موقع پر جتنی رواداری کا بھی مظاہرہ ہوتا کم تھا لیکن کیا کیا جائے کہ شاید پاکستان میں رائج سیاست کا یہی اصول ہے البتہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ میاں محمد شریف کی تدفین میں ان کے بیٹوں کو شرکت کی اجازت نہ دینے کا حکومتی فیصلہ ملکی سیاست میں دوررس نتائج مرتب کرے گا۔

دو مرتبہ ملک کے وزیر اعظم اور ایک مرتبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہنے والے میاں محمد نواز شریف اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے والدِ محترم مردِ آہن ممتاز صنعتکار میاں محمد شریف جمعہ کی شب سعودی عرب کے وقت کے مطابق 16-8 منٹ پر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کی عمر 84 برس تھی۔ اگرچہ ان کی اصل شہرت ایک ممتاز صنعتکار اور فلاحی ورکر کی تھی لیکن میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف جیسے ہونہار سیاستدانوں کے والد ہونے کے ناطے ان کے صاحبزادے ہی ان کی شناخت بنے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر اپنے وطن کی مٹی میں اپنے خون پسینے سے عزم و ہمت کی تاریخ لکھنے والے عظمت و ہمت کے اس بلند پیکر کو نہ چاہتے ہوئے بھی آخری سانسیں دیارِ غیر میں لینا پڑیں کیونکہ 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف کا تختہ الٹنے کے بعد 9 دسمبر 2000ء کو انہیں زبردستی سعودی عرب جلاوطن کر دیا گیا جہاں میاں محمد شریف نے بے بسی کے عالم میں اس جہانِ فانی کو خیر باد کہہ دیا۔

1920ء میں مشرقی پنجاب میں امرتسر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع غیر معروف قصبہ ''جاتی امراء'' میں ایک مفلوک الحال گھرانے میں آنکھیں کھولنے والے میاں محمد شریف نے اپنی ہمت و استقلال سے کامیابی کی وہ منزلیں طے کیں جس کا اکثر لوگ محض خواب ہی دیکھ پاتے ہیں۔ بچپن سے ہی ان نیلگوں آنکھوں میں کچھ کرنے کا جذبہ موجود تھا۔ چھ چھوٹے بھائیوں کا بڑا بھائی ہونے کے ناطے کندھوں پر ذمہ داری زیادہ تھی شاید اسی لئے قدرت نے ان میں خودداری اور آگے بڑھنے کی تڑپ یکجا کر دی تھی۔ پاکستان اور اسلام سے محبت کا جذبہ اس قدر عروج پر تھا کہ 1940ء میں دو بھائیوں کے ہمراہ سرحد پار کر کے لاہور آ گئے اور ریلوے روڈ پر اتفاق فاؤنڈریز کے نام سے چھوٹی سی ورکشاپ قائم کی۔ اس وقت ان کا کل اثاثہ پانچ سو روپے تھے۔ اسی دوران انہوں نے کئی چھوٹے موٹے کام بھی کرنے شروع کر دیئے سختی کے اس دور میں انہوں نے

Marfat.com

لوہے کے راڈوں کو سیدھا کرنے کا کام اپنے ہاتھ سے شروع کیا پسینے سے شرابور میاں شریف شلوار قمیض میں ملبوس ہاتھ میں ہتھوڑا پکڑے خود لوہے کے سریئے پر ضربیں لگا کر اسے سیدھا کرتے۔ تھکاوٹ سے چور اور پسینے سے شرابور اس شخص کا جلالی چہرہ ملک کے روشن مستقبل کی کہانی سناتا رہا۔ جب تھوڑا استحکام آیا تو سریا فروخت کرنے کا کاروبار شروع کیا۔ اب تھوڑی سی یہ سہولت ہوگئی کہ لوہا کوٹنے کی بجائے سریا فروخت کر کے وہ اپنا گھر بار چلانے لگے۔ ایوب خان کے دور میں 1960ء میں انہوں نے اپنا کارخانہ ریلوے روڈ سے کوٹ لکھپت منتقل کر لیا جو آج بھی اتفاق فاؤنڈری کے نام سے موجود ہے اور عظمت و ہمت کی انمٹ داستان پیش کر رہا ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کا دور ان کے لئے اک کٹھن ترین دور ثابت ہوا کیونکہ ان کے نام نہاد اسلامی سوشلزم کے نعرے کے بعد تمام نجی صنعتوں کو زبردستی سرکاری تحویل میں لے لیا گیا حتیٰ کہ میاں شریف کی گاڑیاں تک ضبط کر لی گئیں لیکن ان سب کے باوجود میاں شریف کے ماتھے پر ہلکی سی شکن تک نہ آئی۔ حالانکہ ان کے حریف سی ایم لطیف اس واقعہ سے اس قدر سٹپٹائے کہ اپنی بقیہ جمع پونجی سمیٹتے ہوئے ہمیشہ کے لئے پاکستان خیر باد کہہ دیا اور اپنی باقی زندگی جرمنی کے ایک گمنام گاؤں میں بسر کر دی۔

میاں شریف نے اپنی طویل محنت اور جدوجہد کو اکارت ہوتا دیکھنے کے باوجود حالات کے جبر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اگلے ہی دن حسب معمول کام پر روانہ ہو گئے فرق صرف اتنا تھا کہ 1940ء میں جدوجہد کا آغاز کرتے وقت ان کے دو بھائیوں نے انہیں کندھا فراہم کیا تو اس بار ان کے نوجوان بیٹوں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے انہیں سفر کی تھکن کا احساس نہیں ہونے دیا۔ فولادی عزم و ہمت کے مالک اس شخص نے پیپلز پارٹی کے سخت دور میں بھی اپنی جدوجہد جاری رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے سات نئی صنعتوں کی بنیاد رکھ دی اس بار لوہے کی فیکٹریوں کے ساتھ ساتھ شوگر ملوں کی بھی بنیاد رکھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے کاروبار نہایت وسیع کر لیا۔ صدر ضیاء الحق نے قومیائی گئی فیکٹریوں کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے وہ میاں شریف کو واپس کر دیں جنہیں انہوں نے پرانی یاد سمجھتے ہوئے قبول کر لیا اور ایک بار پھر اسے نئی زندگی عطا کی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے یہ فیکٹریاں میاں شریف کو دے کر کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ میاں شریف نے ان خستہ حال فیکٹریوں کو زندگی دے کر ملک و قوم کی خدمت کی۔ ضیاء الحق کے دور میں ان کے صاحبزادے میاں نواز شریف کو وزیر خزانہ بنا دیا گیا اور یوں ان کی قسمت کا ستارہ بلند ہونے لگا جس کے بعد وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ اور 1990ء میں پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہو گئے۔ بے نظیر حکومت کے دوسرے دور میں روایتی سیاسی چپقلش کے نتیجے میں شریف فیملی بالخصوص میاں شریف کو سخت ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑا جب بے نظیر نے میاں شریف کو حوالات میں بند کر دیا اس دوران میاں شریف کے ماتھے پر چوٹ بھی آئی لیکن ثابت قدم اور سعادت مند بیٹوں نے دل پر پتھر رکھ کر اس صدمے کو برداشت کر لیا۔ جلد ہی بے نظیر بھٹو کو بھی احساس ہوا کہ اس نے سنگین غلطی کی ہے یہی وجہ ہوئی کہ انہوں نے جلد ہی میاں شریف کی رہائی کا حکم دے دیا۔ 1993ء اور 1996ء کے عرصے میں میاں شریف کو اپنی زندگی کے ایک اور اہم بحران کا سامنا کرنا پڑا جب جائیداد کے مسئلے پر بھائیوں کے درمیان اختلافات گھر کی چاردیواری سے عدالت کی دہلیز پر پہنچ گئے تو اس کٹھن گھڑی میں بھی میاں شریف نے ایک شجر سایہ دار کا کردار ادا کرتے ہوئے تمام اختلافات کا سر کچل دیا۔

نیا دور نواز شریف کی عظمت کا دور تھا جب وہ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے اس دوران انہوں نے کئی بحرانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور نہایت کامیابی سے اپنی وزارت عظمیٰ کے تین سال مکمل کئے تھے کہ 12 اکتوبر 1999ء کو فوجی شب خون کے نتیجے میں انہیں اقتدار سے ہاتھ دھونا پڑے اور یوں اس نیک صفت شریف النفس اور بلند ہمت انسان میاں شریف کو اپنے بیٹوں کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔

Marfat.com

ایسے میں سعودی عرب میں ان کے دیرینہ دوست شہزادہ عبداللہ نے انہیں مدد فراہم کی اور ان کی بحفاظت سعودی عرب منتقلی کو یقینی بنایا۔

میاں شریف بنیادی طور پر ایک صنعتکار تھے لیکن اپنے سیاسی تجربے اور بصیرت کی بدولت اپنے صاحبزادوں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو انہوں نے سیاست کے میدان میں وہ بلند مقام دلوایا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے پچھلے بیس سالوں میں پاکستانی سیاست میں ان کا کردار کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ انہوں نے باقاعدہ طور پر کوئی سیاسی عہدہ قبول نہ کیا اور نہ ہی سیاسی میٹنگز میں شریک ہوتے لیکن ملک سے محبت کے جذبے سے سرشار ہونے کے ناطے ہر لحہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے وہ ایک سیلف میڈ شخصیت تھے اور ہمیشہ اس بات پر فخر کرتے رہے کہ چھوٹی سے ورکشاپ سے تنِ تنہا کام کا آغاز کرنے والے شخص نے بعد میں صنعتکاروں کے لئے ایسی مثالیں قائم کی جس پر ایک دنیا رشک کر سکتی ہے۔

حافظ امیر علی اعوان۔ (چیئرمین آل پاکستان اعوان کونسل،

جنرل سیکرٹری پاک یو کے فرینڈ شپ ایسوسی ایشن

چیئرمین تحریکِ خلافتِ اسلامیہ پاکستان) نوائے وقت۔

☆☆☆

Marfat.com

علم سیاسیات کے مطابق سیاست ایک ایسا عمل ہے جو ہر وقت جاری رہتا ہے اس کے لئے کوئی علیحدہ سیاست کاری یا منصوبہ سازی نہیں ہوتی بلکہ عوامی رائے اور انفرادی کردار ہی سیاست میں کامیابیوں اور ناکامیوں کا سبب بنتے ہیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں سیاست کو الٹے معنوں میں لے لیا گیا ہے اور یہاں کی روایتی بھیڑ چال، برادری ازم، غنڈہ عناصر کا سیاست میں در آنا عوامی رائے کو مخالف جماعتوں کے ہاتھوں فروخت کر دینا اقتدار تک جانے کے لئے معصوم لوگوں کو آسائش اور اعتدال کے سہانے خواب دکھانا اور اقتدار میں جا کر عوام سے کیے ہوئے وعدوں سے مکر جانا جیسے عوامل نے پاکستانی عوام کو سیاست اور امورِ سیاست سے بیزار کر دیا ہے مگر عوام ملکی تاریخ کے تیسرے بڑے عوامی لیڈر نواز شریف کو آج جلاوطن ہونے کے باوجود بھی نہیں بھولے۔ اور گزشتہ دنوں ان کے والد کے رحلت فرما جانے پر جس طرح ملک بھر کے کروڑوں لوگوں نے اظہارِ رنج وغم کیا ہے وہ شریف برادران کی سیاسی مقبولیت اور میاں شریف مرحوم کے کردار کی عظمت پر مہرِ تصدیق ہے۔ ملک کے نمایاں روزنامہ خبریں نے اس سلسلہ میں خاص شمارہ شائع کیا ملاحظہ ہو۔

مسلسل جدوجہد پر یقین رکھنے والے میاں محمد شریف

میاں محمد شریف ایک مسلسل جدوجہد میں یقین رکھنے والے انسان تھے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود وہ جدید کاروبار کے تمام رموز سے واقف تھے۔ ان کے کاروباری حریف بھی ان کی کاروباری سوجھ بوجھ اور معاملہ فہمی کے معترف تھے۔ آجکل کے دور میں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ کاروباری مالک خود تو دفتر ٹائم پر نہیں آتے تاہم ملازمین سے یہ ضرور توقع رکھتے ہیں کہ وہ وقت پر دفتر آئیں۔ میاں شریف کی زندگی کا یہ اصول رہا ہے کہ وہ ہمیشہ دفتر آنے کے اوقات کی اس قدر پابندی کرتے تھے کہ ان کے دفتر پہنچتے ہی آپ اپنی گھڑی کا وقت ٹھیک کر سکتے ہیں۔ وہ دفتر میں شان وشوکت کے ساتھ کام کرنے پر یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ جن لوگوں نے ان کا دفتر دیکھا ہے انہیں معلوم ہے کہ وہ ایک سادہ سے چھوٹے سے کمرے میں بیٹھتے تھے جس کی دیواروں پر کچھ نہیں لگا ہوا تھا صرف ایک دریا کنارے کھڑی چند بطخوں والی ایک سینری ان کی نشست کے بالکل سامنے لگی ہوتی تھی جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا کہ ''موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں''۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ان کی زندگی کا نصب العین بھی یہی تھا کہ آدمی ہمیشہ سب کے درمیان میں رہے اور تنہا انسان کچھ نہیں ہے۔ وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے تھے کہ انسان تنہا کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اس لئے اس کو اکٹھے مل کر کامیابی کا سفر طے کرنا چاہیے۔ وہ زندگی ایک ٹائم ٹیبل سے گزارنے کے پابند تھے۔ اس لئے جس طرح ان کے دفتر پہنچنے کا ٹائم بھی فکس تھا اور اسی طرح ان کے دفتر سے جانے کا ٹائم بھی فکس تھا۔ ان کے دفتر میں میز بالکل صاف رہتی اور غیر ضروری فائلیں اور کاغذات وہ اپنی ٹیبل پر رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے جب بھی کوئی شخص انہیں ملنے کے لئے ان کے دفتر گیا تو اسے ان کی میز بالکل صاف نظر آئی۔ وہ پین کی بجائے پنسل سے کام کرنا زیادہ پسند کرتے تھے اور جو بھی فائل ان کے سامنے رکھی جاتی اسے التواء میں ڈالنے کی بجائے فوری طور پر اس پر فیصلہ کرتے۔ انہیں اپنے دفتر میں کام کرنے والے اپنے قریبی ملازمین سے بے حد پیار تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنی کاروباری ٹیم کو تبدیل نہیں کیا بلکہ ان کا ہر قریبی ملازم فخر سے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے اتنے سال ان کے ساتھ کام کیا ہے۔ وہ کاروبار کو مسلسل وسعت دینے پر یقین رکھتے تھے اسی لئے ان کے فرزند اور سابق وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بے نظیر کی وزارتِ عظمیٰ کے دور میں جب مرکزی اور

Marfat.com

صوبائی حکومت کی لڑائی کے ساتھ ساتھ سیاسی لڑائی بھی عروج پر تھی تو سیاسی مصلحتوں کے پیش نظران کا یہ خیال تھا کہ شریف خاندان کو اپنے کاروبار کو فی الحال مزید وسعت نہیں دینی چاہیے اور ابھی حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ مزید کوئی کارخانہ نہ لگایا جائے۔ مگر میاں شریف نے ان دلائل کو رد کرتے ہوئے نیا کارخانہ لگایا اور کہا کہ اس طرح سفر کو روکا نہیں جاسکتا۔

وہ بلاشبہ ایک سیلف میڈ انسان تھے جنہوں نے زندگی کا سفر صفر سے شروع کیا اور کامیابی کی بلندیوں کو تسخیر کیا۔ اپنی 84 سالہ زندگی کا عملی آغاز انہوں نے 1940ء میں بیس سال کی عمر میں اتفاق فاؤنڈریز ورکشاپ سے کیا یہ ایک محدود پیمانے پر کاروبار تھا اور عرف عام میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایک لوہے کی بھٹی سے انہوں نے اپنا کاروبار شروع کیا۔ میاں شریف کے سات بھائی اور ایک ہمشیرہ تھیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی کاروباری ترقی کا راز ان کے بھائیوں کے درمیان اتفاق تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے کاروبار کا نام بھی اتفاق رکھا۔ اسی اتفاق کی بناء پر 1960ء میں انہوں نے اپنا کارخانہ ریلوے روڈ سے کوٹ لکھپت منتقل کیا تو وہ اپنے ساتھ اپنے ساتوں بھائیوں کے گھر بھی ماڈل ٹاؤن لے گئے ماڈل ٹاؤن کے یہ سات اکٹھے گھر بہت عرصہ تک اس خاندان کے اتفاق اور بھائی چارے کی مثال رہے اور پھر نواز شریف کی وزارتِ عظمیٰ کے دور میں جب دولت کی تقسیم پر میاں شریف اور ان کے بھائیوں کی اگلی نسل لڑ پڑی تو میاں شریف اور ان کے بھائی خاندان کی اس لڑائی کو خاندان کے اندر حل کرنے میں ناکام رہے جس کی بنیاد پر یہ لڑائی نہ صرف میڈیا کے ذریعے اخبارات کی زینت بنی بلکہ اس نے اس خاندان کے مثالی اتفاق کی ساکھ کو بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس لڑائی کے اس طرح زبان زدِ عام ہونے نے اس خاندان کے جہاں مثالی اتفاق کو نقصان پہنچایا وہاں ان کی دولت کے ذرائع کو بھی مشکوک بنایا۔ تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں اس خاندان کا شیرازہ بکھرا، تاہم اس کے بعد میاں شریف نے اپنی اولاد کو بالکل اسی طرح اکٹھے رکھنے کے لئے توانائیاں صرف کرنی شروع کردیں جس طرح انہوں نے ایک موقع پر اپنے تمام بھائیوں کو ایک ساتھ رکھنے کے لئے کوشش کی تھی۔ اس طرح میاں شریف کی شخصیت کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک ناکامی سے ناامید ہونے والے انسان نہیں تھے بلکہ ہر موقع پر اپنے لئے ایک نئی راہ تلاش کر لیتے تھے۔

میاں شریف کو شروع سے ہی ایک ساتھ اکٹھے شہر سے دور بڑی بڑی عالیشان رہائش گاہوں میں رہنے کا شوق تھا اسی لئے انہوں نے جب ماڈل ٹاؤن میں اپنے اور اپنے بھائیوں کی ایک جیسی رہائشگاہیں تعمیر کیں تو وہ اس وقت میں شہر سے دور اور بڑی اور اکٹھی رہائش گاہیں اپنی مثال آپ تھیں۔ اس کے بعد جب انہوں نے رائے ونڈ روڈ پر جاتی امراء کے نام سے اپنی جگہ پر رائے ونڈ فارم کے نام سے اپنی اولاد کے لئے نئی رہائش گاہیں تعمیر کیں تو یہ بھی ان کے اسی فلسفہ کی عکاسی تھی۔ رائے ونڈ فارم کے نام سے بنائی جانے والی ان رہائش گاہوں کی تعمیر میں میاں شریف نے نہ صرف ذاتی طور پر بہت دلچسپی لی بلکہ اس کی تعمیر کے ابتدائی دنوں میں میاں شریف دوپہر کو دفتر سے واپسی کے بعد شام کو وہاں ضرور جاتے اور اس کی تعمیر کے ایک ایک پہلو پر خود نظر رکھتے۔

میاں شریف رات کو دیر تک جاگنے کو پسند نہیں کرتے تھے اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ عزیز واقارب اور خود اپنے گھر میں رات گئے تک ہونے والی تقاریب میں وہ حصہ نہیں لیتے تھے بلکہ نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے بعد وہ سونے کے لئے اپنے کمرے میں چلے جاتے تاہم وہ صبح تہجد کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے بلکہ جب تک ان کی صحت نے اجازت دی تو وہ تہجد اور فجر کی نماز کے بعد صبح کی سیر کرنا پسند کرتے رہے اس دوران آندھی ہو یا طوفان وہ صبح کی سیر کرنے میں ناغہ نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ میاں منظور احمد وٹو کے دورِ وزارتِ اعلیٰ میں جب ان کے گھر پر ایل ڈی

Marfat.com

اے نے ساری رات آپریشن کیا اور اِرد گرد لگے ہوئے جنگلے کو گرایا تو اس رات جب بلڈوزروں نے ان کے گھر پر ساری رات چڑھائی رکھی تو آپ اپنے مقررہ وقت پر صبح کی سیر کے لئے گھر سے باہر نکلے اور اپنے معمولات زندگی میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک مضبوط اعصاب کے مالک انسان تھے اور برے سے برے حالات میں بھی اپنے معمول کے کام انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دے لیتے تھے۔

میاں شریف گھر میں سب کے ساتھ مل کر ایک مقررہ وقت پر کھانا کھانا پسند کرتے بلکہ اگر گھر میں کوئی موجود ہے اور کھانے کے وقت کھانے کی میز پر نہیں آیا تو میاں شریف اس کو برا سمجھتے اس لئے اکثر یہ بھی دیکھا گیا کہ میاں نواز شریف نے جب گھر میں دوپہر کے کھانے کے لئے دوستوں کو مدعو کیا تو اس کے باوجود بھی میاں نواز شریف اور شہباز شریف کی یہ بھی عادت تھی کہ جب وہ کھانے کے لئے کھانے کی میز پر آتے تو تالی بجاتے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تالی اس بات کا اعلان ہوتا کہ گھر میں جو جو موجود ہے وہ کھانے کی میز پر آ جائے۔ میاں شریف ایک نہایت مذہبی شخصیت کے مالک تھے انہوں نے ساری عمر نمازوں کی بے انتہا پابندی کی اور ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کی۔

میاں شریف سماجی بھلائی کے کاموں پر بھی پختہ یقین رکھتے تھے شریف خاندان کے سیاست میں آنے سے قبل سے میاں شریف کئی بیواؤں کی مالی امداد کرتے تھے اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنے دفتر میں ایک آدمی رکھا ہوا تھا جو نہ صرف اس بات کا خیال رکھتا تھا کہ بیواؤں کے جو وظائف مقرر کیے گئے ہیں وہ انہیں وقت پر مل رہے ہیں بلکہ اس حوالہ سے جو نئی درخواستیں میاں شریف کو موصول ہوتیں اور ان میں جن کو میاں شریف مدد کے قابل سمجھتے ان کی تحقیق بھی اسی آدمی کے ذمہ ہوتی تا کہ صرف حق داروں کو ہی ان کا حق ملے اور کوئی جھوٹ بول کر ناحق حق داروں کا حق نہ لے لے۔ سماجی بھلائی کے کاموں میں اس دلچسپی کے باعث ہی میاں شریف نے اتفاق ہسپتال میں غریب مریضوں کے علاج کی خود نگرانی کی اور بعد ازاں جب وہ رائے ونڈ منتقل ہوئے تو وہاں بھی شریف میڈیکل سٹی قائم کیا اور رائے ونڈ منتقل ہونے تک انہیں اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ جس خاندانی اتفاق کی بنا پر وہ اپنے منصوبوں کا نام اتفاق رکھتے وہ اب نہیں رہا اس لئے انہوں نے اس کا نام شریف میڈیکل سٹی رکھا۔

میاں شریف کے بارے میں ایک عمومی تاثر یہی ہے کہ وہ ایک سنجیدہ طبیعت انسان تھے مگر انہیں ہیر سننے کا بے حد شوق تھا اس مقصد کے لئے انہوں نے گھر میں ایک شخص ملازم بھی رکھا ہوا تھا جس کا کام صرف ان کے فارغ وقت میں انہیں ہیر اور دوسرا عارفانہ کلام سنانا تھا۔ ان کے ایک قریبی ملازم نے نمائندہ خبریں کو بتایا کہ میاں شریف خود مہنگی گاڑی رکھنے پر یقین نہیں رکھتے تھے بلکہ کافی عرصہ تک وہ ایک پرانی گاڑی ہی استعمال کرتے رہے حالانکہ اس وقت ان کی اولاد بلکہ ان کے پوتوں کے استعمال میں مرسڈیز جیسی مہنگی گاڑیاں تھیں۔ ان کے اس قریبی ملازم کے مطابق اکثر شام کو جب میاں شریف باہر جاتے تو اپنے ہیر اور عارفانہ کلام سنانے والے اس ملازم کو ساتھ لے جاتے اور ایک دفعہ جب یہ باہر گئے تو ان کی گاڑی خراب ہو گئی تو وہ جب اپنی گاڑی کو دھکا لگوانے کے لیے مدد کی تلاش میں تھے ایک نوجوان نے ان کی گاڑی کو دھکا لگایا جب میاں شریف کے ملازم نے اس نوجوان کو بتایا کہ یہ نواز شریف کے والد ہیں تو اس نوجوان کو یقین نہیں آیا۔ نواز شریف کے والد خراب گاڑی میں سفر کر رہے ہیں۔ میاں شریف کو اپنی اولاد اور آگے خصوصاً اپنے پوتے پوتیوں سے بہت پیار تھا اور وہ ہمیشہ ان کی ہر خواہش کی تکمیل کی کوشش کرتے۔ ان کا یہ پیار پاکستان کی مشرقی روایات کا بھرپور عکاس تھا۔

مزمل سہروردی روزنامہ خبریں اشاعت خاص 2 نومبر 2004ء

☆☆☆

میاں محمد شریف ایک عہد ساز شخصیت

میاں محمد شریف چلے گئے ان کے ساتھ ایک پورا عہد اٹھ گیا۔ ان کا نام ملک کی معیشت میں خاص طور پر فولاد کی صنعت اور پھر ملک کی سیاست کے مدو جذر کیلئے ایک معتبر اور اہم حوالہ بن گیا۔ وہ کسی سیاسی پارٹی کے رکن یا عہدیدار نہیں تھے۔ کبھی کسی بھی سطح کے سیاسی انتخابات یا مہم میں حصہ نہیں لیا۔ کسی جلسے جلوس میں شریک نہیں ہوئے کبھی کوئی سیاسی بیان بازی نہیں کی مگر پھر بھی ملک کی سیاست پر ان کا جتنا گہرا اثر رہا اس کی مثال شاذ ہی کہیں مل سکتی ہے۔ وہ صحیح معنوں میں بڑے عہد ساز انسان تھے سیاست کے میدان میں پہلی بار ''اباجی'' کی اصطلاح، نے ایک استعارہ کی شکل اختیار کی۔ انہوں نے ملک کی معیشت کو آگے بڑھانے میں بھی بے حد مؤثر اور فعال کردار ادا کیا۔ ہر قسم کے مشکل حالات کو خندہ پیشانی اور صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ خاندان کے اندر سخت نظم وضبط نافذ کیا ان کے دور میں پورا خاندان کھانے کیلئے ایک ہی دستر خوان پر جمع ہوتا تھا۔ تہجد گزار بے حد عبادت گزار، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اسلامی شعائر کی مکمل پابندی کرنے والی عظیم شخصیت تھے۔

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں نے ملک کی سیاست معیشت اور دوسرے شعبوں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ انہوں نے 6 بھائیوں کے ساتھ مل کر صرف 500 روپے سے فولاد سازی کا کام ایک چھوٹی سی بھٹی سے کیا اور پھر نہ صرف ملک میں نجی سطح پر سب سے بڑی بلکہ بعد میں سعودی عرب میں ایشیا کی سب سے بڑی سٹیل ملز قائم کر دی۔ سیاست میں ان کی سوجھ بوجھ اور تدبر کا یہ عالم تھا کہ وہ بیک وقت ایک وزیر اعظم اور ایک وزیر اعلیٰ بیٹے کی سیاست کو مانیٹر کرتے اور فیصلوں میں ان کی رہنمائی کرتے تھے۔ میاں محمد شریف حقیقی معنوں میں ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ ان کی زندگی کے بہت سے پہلو اہم اور قابل ذکر ہیں۔ عمر بھر دامن صاف اور اجلا رہا۔ بے حد عبادت گزار، متقی اور صاف شفاف زندگی کی شہرت رکھنے والی شخصیت بہت سی دولت کمائی اور بہت سی دولت خاموشی اور کسی نمائش کے بغیر ضرورت مند اور محتاج لوگوں میں تقسیم بھی کر دی۔

میاں محمد شریف کا ملکی سیاست پر کتنا اثر تھا اس کی ایک مثال تو اس واقعہ سے ملتی ہے جو بینظیر بھٹو کے عہد اقتدار میں انہیں لاہور میں ایمپریس روڈ پر واقع ان کے دفتر سے محض اس لیے گرفتار کیا گیا کہ حکومت کے خیال میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی ساری سیاست کا محور میاں شریف ہی تھے۔ پنجاب کے سابق گورنر اور مسلم لیگ کے رہنما میاں محمد اظہر کے الفاظ میں میاں محمد شریف نے نہایت محنت سچائی اور دیانت کے ساتھ پوری فیملی کو سیاست کے کاروبار میں اونچا مقام دیا۔ ان کے مشورے بے لاگ اور سچائی پر مبنی ہوتے تھے۔ میاں محمد شریف مرحوم میاں محمد اظہر کے والد بزرگوار میاں فضل محمد کے گہرے دوست اور مشیر تھے۔ دونوں نے فولاد کی صنعت سازی میں اہم کردار ادا کیا میاں محمد شریف کی ذاتی شرافت، بزرگانہ شفقت طبیعت کی نرمی اور تحمل کا تو ان کے سیاسی اور دوسرے مخالفین نے بھی بھرپور اعتراف کیا ہے انہیں خراج تحسین پیش کرنے والوں میں پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف، وزیر اعظم شوکت عزیز، مسلم لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ وفاقی وزیر اعجاز الحق اور دوسرے وزراء اور مسلم لیگ (ن) کے بے شمار سرکردہ رہنما اور کارکن شامل ہیں۔ ان کی زندگی میں ان سے سیاسی اختلاف رکھنے والے افراد بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ میاں شریف نے ہمیشہ صاف ستھرے کردار کا مظاہرہ کیا۔ کبھی بیان بازی یا

Marfat.com

سیاست میں نہیں الجھے کسی کے ساتھ سخت کلامی نہیں کی کسی سے کوئی ذاتی مخاصمت ظاہر نہیں کی۔ان کے خاندان میں جائیداد کی تقسیم کا جھگڑا باہر نکل کر عدالتوں تک پہنچا تو اسے بھی میاں محمد شریف نے اپنی فہم وفراست اور تحمل وتدبر کے ساتھ نمٹالیا۔وہ جب تک جئے بھرپور طریقے سے جئے۔ دوبار ملک بدر ہونا پڑا مگر کبھی بلند آواز سے شکوہ نہیں کیا۔ان کی بزرگی اور دیانت داری کا ہر کوئی اعتراف کرتا تھا۔میاں محمد اظہر نے بجا طور پر کہا ہے کہ وہ ہم سب کیلئے باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔

میاں منظور احمد وٹو کا شریف خاندان سے 20 برس سے زیادہ عرصہ تک رابطہ رہا۔ان کے بقول آخری دور میں ان کے میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف سے سیاسی اختلاف رہے مگر میاں محمد شریف کے ساتھ دیرینہ نیازمندی اور احترام کا رشتہ بدستور قائم رہا۔میاں منظور وٹو کہتے ہیں کہ میاں محمد شریف کی اپنے دونوں بیٹوں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی سیاست اور سیاسی فیصلوں پر گہری نظر ہوتی تھی۔کوئی کابینہ بنانا ہوتی یا اس کے وزراء کی تعداد ناموں تک کا فیصلہ بھی میاں محمد شریف کی حتمی رائے کے تابع ہوا کرتا تھا۔میاں نواز شریف نے چیف جسٹس آف پاکستان کے ساتھ مل کر دہشت گردی کے انسداد کیلئے جو عدالت بنائی تھی۔اس کے قیام میں بھی میاں شریف نے اہم کردار ادا کیا میاں منظور وٹو کے مطابق میاں نواز شریف اپنے دوسرے دور میں بہت طاقت ور وزیراعظم بن گئے تھے۔انہوں نے چیف جسٹس،فوج کے چیف آف سٹاف اور ملک کے صدر تک کو الگ ہونے پر مجبور کر دیا۔ان کے ان تمام بڑے بڑے فیصلوں میں بھی میاں شریف کا بہت عمل دخل تھا۔

میاں منظور وٹو کا کہنا ہے کہ میاں محمد شریف مرحوم کی اولاد ان کا جتنا احترام کرتی تھی اس کی مثال اب کم ہی ملتی ہے۔ان کے تینوں بیٹے اور آگے ان کی اولادیں میاں شریف صاحب کے سامنے ہمہ تن مؤدب رہتی تھیں۔میاں نواز شریف نہایت طاقت ور وزیراعظم تھے مگر ان کے پرائیوٹ سیکرٹری کو بعض اوقات میاں شریف سے وزیراعظم کی بات کرانے کیلئے طویل عرصہ تک ٹیلی فون ہولڈ کرنا پڑتا تھا۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ میاں محمد شریف خود سیاسی شخصیت نہیں تھے۔وہ کسی سیاسی پارٹی کے رکن نہیں تھے۔کبھی بلدیات یا اسمبلی وغیرہ کا انتخاب نہیں لڑا مگر انہوں نے ملک کے سیاسی میدان میں گہرے نقوش مرتب کیے۔وہ یکے بعد دیگرے دو بیٹوں کو سیاست میں لائے اور انہیں بلند ترین سیاسی مقامات تک پہنچا دیا۔ انہوں نے زندگی میں جتنی محنت کی اس کی مثال عام آدمی نہیں دے سکتا۔صبح چار بجے اٹھ جانا چھ بجے اپنے کام پر پہنچ جانا اور پھر مسلسل رات گئے تک کام کرنا انہی کا کمال تھا۔

ان کے دل کا آپریشن ہوا کئی بار انجو پلاسٹی ہوئی وہ مسلسل ورزش بھی کرتے تھے اور آخر دم تک چلتے پھرتے رہے۔میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلو بہت نمایاں ہیں انہوں نے ایک محنت کش کے طور پر بے مثال محنت کی۔ابتدائی دور میں تعلیم کے ساتھ محنت مزدوری تک کی۔ملک میں فولاد کے علاوہ شوگر اور دوسری فیکٹریوں کے مالک ہونے کے باوجود ان کی طبیعت میں غرور وتکبر پیدا نہیں ہوا۔ان کی ذاتی زندگی بہت سادہ غذا اور لباس بہت سادہ تھے۔انہوں نے دو ہسپتال اور متعدد مساجد تعمیر کرائیں بے شمار رفاہی اور فلاحی اداروں اور مستحق افراد کی اعانت کی۔ بے شمار افراد نے ان کی چٹوں پر ان کے ہسپتالوں میں مفت علاج کی سہولتیں حاصل کیں۔ان کی محنت اور استقامت کا ایک قابلِ ذکر مظاہرہ یہ تھا کہ بھٹو دور میں اتفاق ملز کو قومیا لیا گیا تو میاں شریف نے بھٹو حکومت ختم ہونے کے بعد صفر کی سطح سے دوبارہ کام شروع کیا اور پھر اسے عروج پر پہنچا دیا۔

سرفراز سید روزنامہ خبریں (خصوصی ایڈیشن)

☆☆☆

جو شخص روزانہ لاکھوں روپے عوام کی فلاح اور دکھی انسانیت کی خدمت پر صرف کرتا ہو وہ عوام کا کتنا ہمدرد ہوگا۔ اس نے اپنی اولاد کو کیا تربیت دی ہوگی؟ یہی ناں کہ غریب کی مدد کرو، دکھیوں کے دکھ دور کرو، انہیں انصاف مہیا کرو۔ ملک پر اللہ کے قانون کے نفاذ کے لئے کوشش کرو۔ اسی تربیت کا اثر تھا کہ میاں نواز شریف نے دوبار اسٹیبلشمنٹ کو للکار کے عوام کے بھر پور مینڈیٹ کے ساتھ ملک پر حکومت کی۔ مگر نواز شریف کو اس کی سزا دی گئی اس کا جرم یہ ہے کہ اس نے عام پاکستانی کی فلاح کی بات کی ہے وہ غریب گھرانے کا چشم و چراغ ہے وہ غریب کا ہمدرد ہے وہ اپنے والد کا فرمانبردار بیٹا ہے اس کے والد کو بھی سزا ملی اسے بھی تین دن حوالات میں رہنا پڑا اور یہاں کا روایتی جبر سہنا پڑا اس جبر کا احوال اور میاں شریف کی محنت وریاضت کے بارے میں ان کی اولاد کے تاثرات۔ ان سے روزمرہ معاملات کرنے والے ان کے ملازمین کے خیالات اور کالم نویسوں علامہ عبدالستار عاصم، خواجہ افتخار، ادیب جاودانی، محمد طاہر بٹ اور محمد ادریس ناز کی تحریروں پر مشتمل تجزیات ومشاہدات کی تفصیل اپنے دامن میں لئے ہوئے ماہنامہ شہ رگ پاکستان مونی روڈ لاہور کے ماہ دسمبر 2004ء کو شائع ہونے والے خصوصی ایڈیشن کے بعض منتخب حصے ملاحظہ ہوں۔

ایک عظیم پاکستانی کے لئے نذرانہ عقیدت

پاکستان کے ممتاز ترین صنعت کار، خدمت خلق کے علمبردار جناب میاں محمد شریف جدہ میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف، سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور سابق رکن قومی اسمبلی میاں محمد عباس شریف کے والد گرامی قدر تھے لیکن ان کی پہچان نامور بیٹوں سے نہیں بلکہ وہ ایک معمولی مزدور سے ترقی کر کے بہت بڑی صنعتی سلطنت قائم کرنے والے صنعت کار فلاحی اداروں کے معمار اور سب سے بڑھ کر غریب اور بے سہارا عوام کے مسیحا کی حیثیت سے شہرت کے حامل تھے۔ میاں محمد شریف مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار تھے، جلاوطنی کے عذاب نے انہیں مزید کمزور کر دیا تھا۔ جمعہ 29 اکتوبر کو افطاری کے بعد انہیں دل کا دورہ پڑا طبی امداد فراہم کی گئی مگر وہ جانبر نہ ہوسکے۔ مرحوم نے وصیت کی تھی کہ انہیں جاتی امراء رائے ونڈ میں دفن کیا جائے۔ تاہم جسد خاکی وطن واپس لانے سے قبل اتوار کو حرم شریف میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ حکومت نے ان کے بیٹوں کو وطن واپسی کی اجازت نہیں دی اس لئے چند ملازمین کے ساتھ ان کی میت یکم نومبر کو لاہور پہنچی شریف فیملی کے اعلان کردہ پروگرام کے مطابق نمازِ جنازہ مسجد داتا دربار میں ادا کی جانی تھی لیکن حکومت نے میت کو لاہور ائیر پورٹ سے ہی زبردستی بذریعہ ہیلی کاپٹر رائے ونڈ پہنچا دیا جس کی بنا پر داتا دربار مسجد میں غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی جبکہ رائے ونڈ میں نمازِ جنازہ کے بعد ہزاروں افراد کی موجودگی میں جسدِ خاکی کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

میاں محمد شریف مرحوم 1920ء میں امرتسر کے نواحی قصبہ جاتی امراء میں ایک کسان جناب محمد رمضان کے ہاں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے بڑے بھائی کے پاس لاہور آ گئے۔ جہاں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری بھی کرتے رہے۔ وہ سات بھائی تھے۔ تین میاں شریف مرحوم سے بڑے اور تین چھوٹے، سب بھائی انہیں ''باؤ'' کہتے تھے۔ اس باؤ جی نے تھوڑے سے پیسوں سے ایک بھٹی خریدی اور سات بھائیوں نے مل کر کاروبار شروع کر دیا دن رات کی محنت ومشقت، سوجھ بوجھ اور سب بھائیوں کے اتفاق واتحاد کے باعث کاروبار میں دِن دگنی، رات چوگنی ترقی ہوتی گئی اور 60ء کے عشرے میں ان کی اتفاق فاؤنڈری پاکستان کے بہت بڑے فولاد سازی کے ادارے میں تبدیل

Marfat.com

ہوگئی۔ 1970ء کے انتخابات میں ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں ڈاکٹر جاوید اقبال سامنے آئے تو میاں صاحب نے انہیں ٹرانسپورٹ فراہم کی، جس کا انتقام لینے کے لئے بھٹو نے برسرِ اقتدار آنے کے بعد 1972ء میں اتفاق فاؤنڈریز کو قومی تحویل میں لے لیا۔ میاں محمد شریف نے پریشان ہونے کی بجائے ایک بار پھر نئے سرے سے کاروبار کا آغاز کیا دبئی بھی گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے کئی فیکٹریاں قائم کرلیں اور اتفاق برادرز ایک بہت بڑی صنعتی سلطنت میں تبدیل ہوگیا۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں انہوں نے اپنے بڑے بیٹے میاں نواز شریف کو میدان سیاست میں اتار دیا۔ مرحوم میاں صاحب کاروباری فہم و ذکاوت رکھنے کے ساتھ ساتھ سیاسی بصیرت کے بھی حامل تھے۔ چنانچہ ان کی رہنمائی میں نواز شریف ترقی کرتے گئے دوبار میاں نواز شریف وزیراعلیٰ پنجاب اور پھر دوبار ملک کے وزیراعظم منتخب ہوئے دوسرے صاحبزادے میاں شہباز شریف بھی وزیراعلیٰ پنجاب منتخب ہوئے اور ایک بہترین ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی انقلاب کے بعد پہلے میاں شریف کے بیٹوں اور پوتوں کو قید وبند کی صعوبتوں سے گزارا گیا اور پھر مرحوم سمیت سارے خاندان کو 10 دسمبر 2000ء کو سعودی عرب جلاوطن کردیا گیا جہاں وہ وطن کی یاد میں تڑپتے ہوئے انتقال فرما گئے اور یوں پاکستان کی اقتصادی، سیاسی اور سماجی تاریخ کا ایک باب ختم ہوگیا۔

میاں شریف مرحوم انتہائی نیک سیرت، شریف النفس انسان، تہجد گزار و پرہیز گار مسلمان اور پاکباز و دیانتدار تاجر تھے۔ ساری زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق پاکبازی سے گزاری۔ بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کے صاف ستھرے کردار پر حرف گیری نہیں کرسکا۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ غریب سے بے حد محبت کرتے تھے۔ انہوں نے غریبوں اور بے سہارا افراد کے لئے نہ صرف وظائف مقرر کر رکھے تھے بلکہ نوعِ انسانی کی خدمت کے لئے لاہور میں اتفاق ہسپتال رائے ونڈ میں شریف میڈیکل سٹی، شریف ایجوکیشن کمپلیکس اور متعدد رفاہی ادارے قائم کئے۔ میاں شریف عزم وحوصلہ اور صبر واستقامت کے پیکر تھے بڑی سے بڑی آزمائش میں بھی نہ جھکے اور نہ گھبرائے بلکہ اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ انہوں نے دنیوی اعتبار سے بے حد عروج دیکھا۔ اور بہت دولت کمائی لیکن فخر وغرور کی بجائے سادگی اور عجز وانکسار ان کا شیوہ رہا اور اپنی اولاد کو بھی اصول پسندی انصاف اور سادگی کا درس دیتے رہے۔ ساری دینی وسیاسی جماعتوں نے میت کے ساتھ نواز شریف، شہباز شریف کی وطن واپسی کا مطالبہ کیا قومی اخبارات میں درجنوں کالم شائع ہوئے لیکن نہ صرف وفاقی حکومت نے بیٹوں کو اپنے والد کی آخری رسومات میں شرکت سے محروم رکھا بلکہ شرافت کی علمبردار صوبائی حکومت نے بھی داتا دربار مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی اور میت کو زبردستی قبل از وقت جائے تدفین پر بھیج دیا گیا اور یوں نیک نامی کی بجائے اپنے دامن میں سیاسی انتقام کی بدنامیاں بھرلیں۔

میاں شریف نے ملک کی اقتصادی وصنعتی ترقی اور عوام کی فلاح وبہبود کے لئے جو شاندار خدمات انجام دیں، ان کا اعتراف زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد نے کیا ہے اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کئے جبکہ ممتاز دانشوروں اور صحافیوں نے کالم تحریر کئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کی روح کو ہمیشہ آسودہ رکھے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اہل خانہ اور پاکستانی قوم کو یہ صدمہ برداشت کرنے اور مرحوم کی خوبیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اداریہ شہ رگِ پاکستان۔ خالد محمود شاہ (ایڈیٹر)

☆☆☆

ہم ایک گھنے سائے سے محروم ہو گئے ہیں

سابق وزیر اعظم پاکستان اور قائد مسلم لیگ (ن)

میاں محمد نواز شریف کے اپنے والد مرحوم کے متعلق تاثرات

ایک مسلمان کی حیثیت سے میرا اس بات پر ایمان محکم ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہی پیدا کرتا ہے اور وہی مارتا ہے یہ بھی میرا ایمان ہے کہ موت کا ایک دن متعین ہے کوئی بھی ذی نفس اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اپنی مرضی سے زندگی کا ایک دن تو کیا ایک لمحہ بھی نہیں بڑھا سکتا۔ ہمارے والد محترم بھی ایک فانی انسان تھے فطرت کے قوانین کے مطابق انہیں ایک نہ ایک دن اس جہانِ فانی سے جانا تھا۔ رب کی طرف سے بلاوا آیا اور وہ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے...... لیکن ان سب باتوں کے باوجود سارے حقائق کو جاننے کے باوجود مجھے ابھی یقین نہیں آرہا کہ ہمارے شفیق و خلیق والد ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔ اور ہم ان کا ہنستا مسکراتا نورانی چہرہ اب کبھی نہیں دیکھ سکیں گے ان کی حکمت و بصیرت سے بھر پور گفتگو اب ہم کبھی نہیں سن سکیں گے۔ اس بات کی صداقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے والدِ محترم بہت عمر رسیدہ تھے۔ ضعیف تھے۔ بیماری اور پے در پے صدمات نے انہیں بہت کمزور کر دیا تھا وہ چل پھر نہیں سکتے تھے اور میں خود وہیل چیئر پر لئے انہیں اِدھر اُدھر گھماتا رہتا تھا۔ پھر بھی ہمیں بہت بڑا سہارا تھا کہ وہ ہمارے درمیان موجود تھے۔ ان کا سایہ سروں پر موجود تھا ان کی موجودگی سے میں اپنے اندر ایک بہت بڑی طاقت محسوس کرتا تھا لیکن ان کی وفات نے ہمیں بے سہارا کر دیا ہے۔ ہم ایک گھنے سائے سے محروم ہو گئے ہیں میرے اندر سے جیسے کسی نے ساری طاقت ہی سلب کر لی ہے والدِ محترم کی موت کے صدمے نے میرے دل کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ باپ کی موت پر دکھ اور صدمہ فطری امر ہے لیکن ہمارے دکھ کا اندازہ شاید بہت کم لوگ کر سکیں گے۔ ہمارا دکھ اس لئے کئی گنا بڑھ گیا کہ ہمارے والد نے وطن سے سینکڑوں میل دور جلاوطنی کے عالم میں جان دی ہم ان کی میت کو اپنے کندھوں پر لیکر قبر کے پاس نہیں جا سکے ہم انہیں لحد میں نہیں اتار سکے ہم انہیں مٹی میں نہیں دے سکے۔ بہر حال ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں اللہ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ حرمین شریفین میں ان کی نمازِ جنازہ ادا ہوئی لاکھوں افراد نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ ہمیں جہاں یہ دکھ ہمیشہ تڑپاتا رہے گا کہ ہم ان کی آخری رسوم میں شریک نہیں ہو سکے وہاں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے انہیں اس مٹی میں دفن کرنے کی آخری خواہش بھی پوری کر دی۔ جس مٹی سے انہیں محبت تھی، جس مٹی سے ہمیں محبت ہے۔

ہر شخص کو اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے مجھے بھی اپنے والد سے بہت محبت تھی۔ وہ میرے باپ ہی نہیں میرے رہبر بھی تھے۔ میرے استاد بھی تھے۔ میرے مشیر بھی تھے میں ان سے دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ پیار بھی کرتا تھا اور ان کا احترام بھی کرتا تھا۔ میں ان سے خوفزدہ بھی رہتا تھا اور حد درجہ ادب بھی کرتا تھا لیکن دل کی ہر بات بھی کھل کر انہی سے کرتا تھا سب سے بڑی اولاد ہونے کے باعث مجھے دیگر بہن بھائیوں کی نسبت اپنے والد سے زیادہ قربت کا شرف حاصل رہا ہے۔ لیکن زمانۂ طالب علمی سے سیاست کے میدان میں داخل ہونے اور پھر حکومتی ذمہ داریوں کے باعث بہر حال مجھے ان سے دور بھی رہنا پڑتا تھا۔ لیکن گذشتہ چار سالوں کے عرصے میں مجھے دن رات ان کی قربت سے فیض یاب ہونے

Marfat.com

کا موقع میسر آیا مجھے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور تجربات سے آگاہی کا بہت زیادہ موقع ملا۔ والدِ محترم نے مجھ سے ہی کیا اپنی کسی اولاد سے کبھی اپنے ذاتی کام کے لئے نہیں کہا۔ وہ اپنا کام ہمیشہ خود کرتے تھے۔ ہماری خواہش اور کوشش کے باوجود انہوں نے ہم سے کبھی کوئی خدمت نہیں لی لیکن میری بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ زندگی کے آخری ایام میں مجھے ان کی خدمت کی دن رات سعادت حاصل ہوئی۔ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں جوتیاں پہناتا رہا میں انہیں سہارا دے کر اٹھاتا بٹھاتا رہا وہیل چیئر پر بٹھا کر انہیں سیر کراتا اور خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ میں لے جاتا رہا۔ گذشتہ چار سال کا عرصہ اس اعتبار سے میری زندگی کا قابلِ رشک عرصہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ میں ہمہ وقت اپنے والد کی قربت سے بہرہ ور ہوتا اور ان کی خدمت کی سعادت حاصل کرتا رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ میری تمام تر کوتاہیوں اور لغزشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ مجھے اس خدمت کے باعث آخرت میں اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔

جس طرح میں اپنے والد محترم سے بے حد محبت کرتا تھا اسی طرح وہ بھی مجھ سے بے حد پیار کرتے تھے۔ بے پناہ شفقت سے نوازتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی دوسری اولاد سے کم محبت کرتے تھے۔ وہ تو محبت اور شفقت کے سمندر تھے۔ ان کی محبت سب کے لئے تھی۔ سارے بیٹوں سے، بیٹی سے، بہوؤں سے ہم سب کے بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ وہ اپنے سارے عزیز واقارب حتیٰ کے ملازمین تک سے محبت کرتے تھے ان کے دکھ درد میں کام آتے تھے۔ ان کی شفقت سے سبھی لوگ فیضیاب ہوتے تھے البتہ ان کی محبت کا انداز ہر ایک سے مختلف ہوتا تھا یوں کہہ لیجئے کہ لوگ اپنے اپنے انداز سے ان کی محبت کو جانچتے تھے۔ غریبوں سے ان کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کروڑوں روپے ان میں بانٹتے تھے۔ ان کے لئے کپڑے اور سردیوں میں رضائیاں فراہم کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے ملازمین اور غریبوں کے بچوں کے لئے اسکول قائم کئے بیماروں کے علاج کے لئے ہسپتال بنائے۔ یہ سب اس بحرِ محبت کے محبتیں تقسیم کرنے کے ہی تو پہلو تھے۔

جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے والد محترم نے کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا انہوں نے کبھی کسی جماعت میں شمولیت نہیں کی، لیکن وہ سیاست کے اسرار ورموز سے بہت زیادہ آگاہی رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ سیاسی بصیرت عطا فرمائی تھی۔ جس طرح وہ اپنی فیکٹریوں اور کاروبار کے ہر گوشہ پر نظر رکھتے تھے۔ اسی طرح امور مملکت اور سیاست کے ہر پہلو پر بھی ان کی گہری نگاہ تھی۔ اسی لیے انہوں نے مجھے سیاست کی خار دار وادی میں اتارا اور انہی کی تربیت اور حوصلہ افزائی کے باعث میں بتدریج آگے بڑھتا رہا اور پہلے سب سے بڑے صوبے پنجاب کا وزیر اعلیٰ اور پھر دوبارہ وزارت عظمیٰ کے منصب تک پہنچا۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ میں اپنے والد محترم سے سیاسی معاملات میں مشورہ کیا کرتا تھا۔ ان سے رہنمائی حاصل کرتا تھا اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کبھی بھی ان کا کوئی مشورہ میرے لئے نقصان دہ ثابت نہیں ہوا۔ وہ ہمیشہ مجھے ملک کی تعمیر وترقی اور غریب عوام کی فلاح و بہبود کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ان کی زندگی سخت اصولوں پر مبنی تھی اور مجھے ہمیشہ اصولوں کی پابندی کا درس دیتے تھے۔ وہ ایک انصاف پسند انسان تھے کبھی انہوں نے کسی کا حق نہیں مارا اور اپنی اولاد کو بھی انصاف کرنے اور لوگوں کے حقوق فراہم کرنے کی تاکید کرتے تھے۔

ہمارے والدِ محترم کو اپنے وطن عزیز سے اپنی وطن کی مٹی سے بے حد پیار تھا اسی لئے انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں جاتی امراء میں دفن کیا جائے۔ حکومت کو چاہئے تھا کہ میت کے ساتھ ان کی اولاد کو اور دیگر اہلِ خانہ کو وطن آنے کی اجازت ہی نہیں دیتی بلکہ از خود پیشکش کرتی۔ مگر حکومت نے اس موقع پر بھی سیاسی اختلافات کو ہی پیشِ نظر رکھا۔ جنرل پرویز مشرف جو کبھی یہ Claim کرتے تھے۔ کہ وہ ہمارے والدِ

Marfat.com

محترم کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ان کی حکومت کے سفیر نے واضح طور پر یہ پیغام دیا کہ میرے شہباز شریف کے اور کلثوم نواز کے علاوہ باقی اہلِ خانہ میت کے ساتھ جا سکتے ہیں اور وہ بھی صرف تین دن وہاں ٹھہر سکتے ہیں ہم نے مشروط طور پر جانے کے لئے اجازت کی درخواست دینے سے انکار کر دیا۔ ہمارے والد نے ہمیں اللہ کے سوا کسی کے آگے جھکنے کا درس نہیں دیا حوصلے اور صبر کا درس دیا ہے۔ہم نے صبر کے ساتھ اپنے والد کی میت کو رخصت کر دیا۔

حکومت نے ہمارے والدِ محترم کی وفات کے موقع پر جس رویے کا اظہار کیا اس پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔لیکن میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ یہ دنیا فانی ہے اور جو بھی جاندار یہاں آیا ہے اسے موت کا ذائقہ چکھنا ہے مگر کچھ زخم ایسے ہوتے ہیں جو کبھی نہیں بھرتے دل پر لگے ہوئے کچھ گھاؤ ایسے ہوتے ہیں جن کی کسک ہمیشہ محسوس کی جاتی رہتی ہے کچھ نقصانات ایسے ہوتے ہیں جن کا کوئی مداوا نہیں کیا جا سکتا۔کسی بھی بیٹے کو اپنے والد کی میت کو لحد میں اتارنے سے روکنا میرے نزدیک ایک گناہ عظیم سے کم نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ علیم ورحیم ہے وہ نیتوں کا حال بھی جانتا ہے وہی سارے جہانوں کا مالک اور ہر شے پر قادر ہے اور وہی اس کا فیصلہ ضرور کرے گا۔

انٹرویو......فرخ شاہ مینجنگ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

میں اپنے والد کی کِن کِن خوبیوں کا ذکر کروں

وہ تو سراپا خوبی تھے

اپنے والد کے متعلق میاں محمد شہباز شریف کے خیالات

اپنے انتہائی شفیق، انتہائی محبت کرنے والے، نیک سیرت والدِ محترم کے بارے میں میں ابھی تک بات کرنے کا اپنے اندر حوصلہ نہیں رکھتا۔ ان کی زندگی میں اگر مجھ سے پوچھا جاتا تو میں بڑے ذوق وشوق کے ساتھ ہر پہلو پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتا لیکن اب جبکہ وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے ہیں اور ایسے حالات میں کہ ہمیں آخری رسومات میں بھی شرکت کا شرف حاصل نہیں ہو سکا تو پوری طرح جذبات کا اظہار ممکن نہیں ہے۔ بہرحال اس کیفیت میں ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں ہی کچھ بیان کر سکتا ہوں۔

میرا طالب علمی کا زمانہ تھا جب میں نے اپنے والدِ محترم کو ایک انتہائی محنت کرنے والے انتھک انسان کے روپ میں دیکھا۔ ان کی زندگی کا ہر دن کاروبار کی ترقی اور غریبوں کی فلاح و بہبود میں گزرتا تھا۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ ان کی زندگی میں دن رات کی کوئی تمیز نہیں تھی انہوں نے اپنے دن رات بس کام، کام اور فلاح و بہبود کے لئے وقف کرر کھے تھے۔ وہ سمجھتے تھے اور کہا بھی کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زندگی ملک وقوم کیلئے ایک امانت ہے اور حقیقی معنوں میں وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کیلئے ایک امانت کے طور پر بسر کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت اس کے بندوں میں بانٹتے رہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے ملک وقوم کی ترقی کیلئے صنعتیں لگاتے رہے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد جب مجھے کاروبار میں ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا تو میں نے جہاں انہیں ایک انتہائی شفیق باپ پایا، وہاں وہ ایک بہترین ایڈمنسٹریٹر، بہترین کاروباری شخصیت اور انتہائی اصول پسند انسان کے طور پر بھی سامنے آئے ان کی شفقت صرف اولاد اور عزیز واقارب کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے ملازمین اور عام لوگوں کے لیے بھی ایک گھنی چھاؤں کی مانند تھی وہ اپنے ملازمین کا بھی ایک باپ کی طرح خیال رکھتے اور ان کی خوشی غمی میں بھرپور طریقے سے حصہ لیتے تھے گھر پر بھی اور دفتر میں بھی ہر معاملے میں مجھے اپنے والدِ محترم کی رہنمائی حاصل ہوتی تھی وہ ہم سے محبت بھی کرتے تھے اور اپنے اصولوں پر عمل کرانے کے لیے سختی سے بھی کام لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمتوں اور بڑی خوبیوں سے نوازا تھا وہ ایک فرشتہ سیرت انسان تھے اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ پر یہ خاص کرم کیا کہ میں نے اپنے والد کے ہر حکم کی تعمیل اور ان کے ہر اشارے پر کام کرنا اپنا مقدس فریضہ سمجھا آج مجھے ایسا کوئی پچھتاوا نہیں کہ والدِ محترم کے گزر جانے کے بعد ان کی خوبیاں محسوس ہوتیں اور وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا الحمدللہ مجھے زندگی میں ہی نہایت عقیدت کے ساتھ ان کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی رہی اور ان کی خوبیوں سے متصف ہونے کا موقع ملتا رہا میں ان کا عقیدت مند محض اس لیے نہیں کہ وہ میرے والد تھے بلکہ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ نہایت نیک سیرت انسان، نمازی پرہیزگار مسلمان، ایماندار تاجر وصنعت کار، زبردست محبِ وطن اور اپنے اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ پر زبردست ایمان رکھنے والے مومن تھے۔

اکثر لوگ مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ پرانی سی گولڈن گھڑی جس کا رنگ بھی اڑا ہوا ہے کیوں باندھ رکھی ہے آج میں آپ کی

Marfat.com

وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ 1976ء میں یہ میرے والد صاحب نے مجھے بطور تحفہ دی تھی اور میں نے از راہِ عقیدت اور اب نشانی کے طور پر یہ گھڑی باندھ رکھی ہے۔ یہاں میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ والد صاحب وقت کے بڑے پابند تھے یہ گھڑی جہاں ان کی شفقت و محبت کی عظیم نشانی ہے وہاں پابندی وقت کا احساس بھی میرے دل میں ہمیشہ قائم رکھتی ہے۔

ہر انسان کو ایک نہ ایک دن اس دنیا سے جانا ہے ہمارے والدِ محترم بھی اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے ہیں لیکن انہوں نے ملک کی صنعتی ترقی کے لیے جو کچھ کیا غریبوں کی فلاح و بہبود کے لیے جو ادارے قائم کئے اس کے پیش نظر میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کی وفات صرف میرے اور اہل خانہ کے لیے ہی نہیں بلکہ ملک و قوم کے لیے بھی بہت بڑے سانحہ سے کم نہیں ہے وہ انتہائی خوش نصیب انسان تھے کہ انہیں اس دیارِ مقدس میں رمضان المبارک کے مہینے اور جمعہ کے روز بلاوا آیا پھر حرم شریف میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اتنی بڑی سعادت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

میں اپنے والدِ محترم کی کن کن خوبیوں کا ذکر کروں وہ تو سراپا خوبی تھے ان کی زندگی محنت اور عزم و ہمت سے عبارت تھی وہ بہترین اصولوں کے حامل انصاف پسند منتظم تھے انہوں نے اگرچہ خود عملی سیاست میں حصہ نہیں لیا مگر جب میاں نواز شریف صاحب اور اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے عملی سیاست میں قدم رکھا تو وہ مختلف سیاسی معاملات میں ہماری معاونت اور رہنمائی فرماتے تھے مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ ہم ان سے مشورے کرتے تھے اور ان کے مشورے ہمیشہ ہمارے لیے سود مند ثابت ہوئے مجھے شاید یہ بتانا یاد نہیں رہا کہ ہمارے والد بہت کم گو تھے لیکن جب بولتے تو سوچ سمجھ کر بولتے تھے ان کی باتوں میں حکمت و بصیرت ہوتی تھی۔

ہمارے والدِ محترم جیسا کہ ساری دنیا جانتی ہے سات بھائی تھے جن کی مشترکہ محنت اور اتفاق و اتحاد نے اتفاق فاؤنڈری اور پھر اتفاق برادرز جیسے صنعتی گروپ کی بنیاد رکھی اس اتفاق میں مرکزی شخصیت ہمارے والد ہی کی تھی اسی طرح انہوں نے ہم بہن بھائیوں اور ہمارے بچوں کو بھی ہمیشہ اتفاق کی تلقین فرمائی۔ جلاوطنی کے بعد بہت سے ایسے مواقع آئے جب لوگوں نے کہا کہ نواز شریف اور شہباز شریف میں پھوٹ پڑ جائے گی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسا نہیں ہوا اور آئندہ بھی اس قسم کی افواہیں خود بخود دم توڑتی رہیں گی ہمارے والدِ محترم کی تربیت ہی ایسی ہے کہ ہم بھائی نہیں بلکہ دو جسم ایک جان ہیں اور گذشتہ چار پانچ سال کے عرصہ میں تو ہمیں ایک دوسرے کے مزید قریب آنے کا موقع ملا ہے نواز شریف صاحب کا میں نے شروع سے احترام کیا اور اب تو وہ ہمارے باپ کی جگہ ہیں وہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتے اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔

انٹرویو خالد محمود شاہ مینجنگ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

وہ غربا اور مساکین کے لئے بہت خیرات کرتے تھے

عزم و حوصلے کے حامل حمزہ شہباز
اپنے شفیق دادا کی عزم و ہمت کی داستان بیان کرتے ہیں

میاں حمزہ شہباز صاحب میاں شہباز شریف کے بڑے صاحبزادے اور مرحوم میاں محمد شریف صاحب کے پوتے ہیں۔ 12 اکتوبر 1999ء کے بعد شریف خاندان پر جتنی سختیاں آئیں ظلم و جبر کے جتنے پہاڑ توڑے گئے اس سے پوری قوم واقف ہے لیکن نوعمری میں ہی حمزہ شہباز کو آزمائش و ابتلا کے جس دور سے گزرنا پڑا اس سے لوگ پوری طرح آگاہ نہیں ہیں حکومت پر قابض افراد نے بڑی بے دردی سے انہیں جیل میں بند کر دیا اس نوجوان کو اپنی زندگی کے انتہائی سنہرے دن سلاخوں کے پیچھے گزارنے پڑے مگر انہوں نے قید و بند کی صعوبتوں اور ظلم و جبر کے تمام ہتھکنڈوں کا جس صبر و استقامت سے مقابلہ کیا اور پوری Committment کے ساتھ جس حوصلے کا ثبوت دیا اس پر ہر ذی شعور ان کے عزم و ہمت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ 10 دسمبر 2000ء کو ایک بار پھر حمزہ شہباز پر قیامت ٹوٹ پڑی جب ان کے انتہائی شفیق دادا میاں محمد شریف صاحب کے ساتھ ان کے والدین تایا میاں نواز شریف چچا عباس شریف اور خاندان کے دیگر افراد کو جلاوطن کر کے جدہ بھیج دیا گیا اب ایک طرف انہیں سارے خاندان کی شفقتوں سے محروم کر کے اکیلا چھوڑ دیا گیا دوسری طرف سارے خاندان اور دیگر معاملات کی دیکھ بھال کا سارا بوجھ بھی ان کے نوخیز کندھوں پر آن پڑا مگر کمال حیرت ہے کہ اس باہمت نوجوان نے اپنے پیاروں کی جدائی کا دکھ بھی برداشت کیا اور انتہائی فہم و ذکاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سارے کاروبار کو بھی سنبھالا انہیں اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ وہ گذشتہ چار سال اپنے دادا جان کی زیارت سے محروم رہے ان کی زندگی میں ان سے ملاقات نہیں کر سکے اور پھر یہ صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا کہ ان کی میت وصول کی میاں حمزہ شہباز کو اپنے دادا سے بڑی محبت ہے اور اس کا اظہار زیر نظر انٹرویو کے دوران بار بار ہوا ہمارا خیال تھا کہ ان سے مختصر بات چیت ہوگی لیکن ہم جب کوئی سوال کرتے تو وہ بڑی تفصیل سے اپنے مرحوم دادا کی عادات و اطوار اور مختلف خوبیوں کا ذکر شروع کر دیتے یوں لگتا کہ وہ ایک ہی نشست میں مرحوم کے ساتھ گزرے ہوئے مہ و سال کی ساری داستان سنا دینا چاہتے ہیں عزم و حوصلے کے حامل ایک پوتے کی زبانی اپنے شفیق دادا کی عزم و ہمت کی کہانی آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

س:۔ آپ کے ساتھ آپ کے دادا میاں شریف مرحوم کا کافی وقت گزرا اس دوران آپ نے انہیں کیسا پایا؟

ج:۔ شاہ صاحب میں نے شروع سے ان میں دینی اور دنیوی دونوں پہلو دیکھے۔ دنیاوی طور پر بھی وہ بہت کامیاب شخص تھے اور دینی طور پر بھی ان کی اپنی شخصیت تھی ان کی دین سے جو محبت اور گہری وابستگی تھی میں نے بہت قریب سے دیکھی ان میں دنیا داری بھی اعلیٰ قسم کی تھی کہ بہت مختصر عرصے میں اتنی بڑی کامیابی حاصل کی وہ مجھے بتاتے تھے کہ پانچ سو روپے میں نے کسی سردار سے مانگ کر اپنا کاروبار شرع کیا تھا اور اللہ نے چند سالوں میں ان کو اربوں روپے عطا فرما دیئے۔ یہ اس آدمی کی کہانی ہے جو بہت سیلف میڈ تھے اور صرف محنت اور لگن پر Believe کرتے تھے میں نے کبھی ان کی جیب میں ایک پیسہ تک نہیں دیکھا اور نہ وہ اپنے پاس پیسے رکھنے کو پسند کرتے تھے دینی لحاظ سے صبح تین بجے ان کا دن شروع ہوتا تھا اور بچپن سے ہی ہم نے ان کا یہی معمول دیکھا بلکہ وہ یہی کہتے تھے کہ آج تک میں نے ایسا دن نہیں گزارا کہ کبھی پہلے نکل گیا ہو اور میں بعد میں

Marfat.com

اٹھا ہوں ایسی باتیں انکی سننے کوملتی تھیں اور عملی زندگی میں میں نے خود انہیں بہت قریب سے دیکھا ان میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ پر ان کا بہت کامل ایمان تھا جو ہمارے خاندان کے لیے فخر بھی ہے اور میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ہر معاملے کا وہی فیصلہ کرتے تھے مگر مشاورت سب سے کرتے تھے اور پھر اللہ کو حاظر ناظر جان کر فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیتے تھے اور میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اتنی کامیابی عطا فرمائی مجھے یاد ہے کہ 1972ء میں ان کا سارا کاروبار ایک رات میں ہی نیشنلائز کرلیا گیا اور ایک آدمی جس کی ساری جمع پونجی جو ایک رات میں چلی جائے تو اس آدمی کو اس وقت سانس بھی بہت مشکل سے آتا ہے مگر انہوں نے کہا کہ میں اس رات بھی بہت سکون کی نیند سویا اور میں نے اللہ سے کہا کہ یا اللہ یہ سب کچھ تیرا ہی تھا اگر ہم سے کوئی غلطی ہوگئی ہے تو تو ہی معاف فرمانے والا ہے ہمیں معاف فرمادے اور ہم نے دیکھا کہ ٹھیک سات سال بعد اسی طرح عزت و آبرو سے اللہ پاک نے انہیں ساری چیزیں واپس کردیں پھر وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ''بیٹا آج جب میں ارب پتی ہوگیا ہوں مگر مجھے وہ وقت بھی یاد ہے جب لوگ مجھے غربت کے باعث حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور مجھے دل ہی دل میں احساس ہوتا تھا کہ لوگ یہ احساس دلا رہے ہیں کہ میں غریب خاندان کا بیٹا ہوں مجھے بہت تکلیف بھی ہوتی تھی مگر آج جب میں ارب پتی ہو چکا ہوں مگر مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو کہاں سے اٹھا کر کہاں لے گیا ہے'' ۔۔۔۔ تو یہی ان کی کامیابی کا راز تھا اور جب بھی ہم ان کے پاس بیٹھتے تھے تو یہی ہمیں ان سے سیکھنے کو ملتا تھا وہ شرافت کے پیکر تھے ۔ کہتے ہیں نا کہ اگر ایک انسان دوسرے کے ساتھ رہتا ہے تو کچھ ایسی پوشیدہ کوالٹیز ہوتی ہیں جو نظر بھی نہیں آتیں تو یہاں تو کوئی خاندان کا فرد بھی نہیں تھا جب ان کی ڈیڈ باڈی کو recieve کرنے سے لیکر قل تک پاکستان کے ہر حصے سے لوگ یہاں آئے دوست بھی آئے دشمن بھی آئے یہاں رشتہ دار بھی آئے تو ان میں ایک جو کامن بات تھی جس کا سب نے اظہار کیا وہ ان کے اخلاق کی تعریف تھی جو ہر دشمن نے بھی کی دوست نے بھی اور غیروں نے بھی ۔۔۔۔ تو ایسی اگر شخصیت ہو جس کے بارے میں لوگوں کے یہ خیالات ہوں تو یہ خدا کی رحمت ہے ۔۔۔۔ وہ نیک انسان تھے اللہ پاک نے انہیں دنیا میں بھی عزت دی اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے تب بھی اللہ پاک نے انہیں عزت دی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نیک اور شریف آدمی کی نشانی ہے مجھے فخر ہے کہ میں ان کا پوتا ہوں ان کا خون ہوں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میں ان کی دنیاوی محنت اور ڈسپلن اگر 25% بھی achieve کرلوں تو میرے لیے بڑی بات ہوگی ۔

س: حمزہ صاحب آپ کا ان کے ساتھ بہت زیادہ وقت گزرا کوئی خاص بات یا واقعہ کسی موقع پر بھائیوں وغیرہ کے حوالے سے ۔۔۔۔۔؟

ج: شاہ صاحب وہ بڑے سادہ انسان تھے ان کی طبیعت بڑی سادہ تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی زندگی کے اتنے واقعات ہیں کہ ایک کا انتخاب کرنا بڑا مشکل ہوگا لیکن میں اتنا ہی کہوں گا کہ وہ اس چیز پر beleive کرتے تھے کہ یہ جو عزت ہے اور کامیابی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین ہے جب بھی ہم کھانے کی میز پر اکٹھے بیٹھتے تھے اپنے بیٹوں اور دوسرے لوگوں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ یہاں کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عمریں سیاست میں گزار دیں تو اللہ نے مجھے یہ انعام دیا ہے کہ ایک بیٹا وزیراعظم ہے اور دوسرا وزیر اعلیٰ ہے یہ اللہ کا انعام ہے آپ لوگوں کو چاہیے کہ اسے اللہ کا احسان سمجھیں کوئی ایسا کام کرجائیں کہ لوگ آپ کو یاد کریں اس کو آپ اللہ کی امانت سمجھ کر deal کریں آج اللہ کا شکر ہے کہ ان کی باتوں پر عمل کیا گیا ہے اور اللہ پاک نے عزت دی اس لیے میرے لیے بہت مشکل ہوگا کہ ان کے حوالے سے کسی ایک خاص بات کا انتخاب کرسکوں کیونکہ ان کی ہر بات اور ہر عمل میں خصوصیت ہوتی تھی وہ بہت دوربین اور دوررس تھے ہمارے خاندان میں جو unity ہے حالانکہ یہ تو میرے بچپن کی

Marfat.com

بات تھی میرے نانا وغیرہ بتاتے ہیں یہ history ہے کہ پچاس سال انہوں نے ایک خاندان کو اکٹھا رکھا اور چاہتے تو وہ سب کچھ اپنا سکتے تھے وہ چاہتے تو ہر چیز اپنے لیے لے سکتے تھے لیکن وہ ساتوں خاندانوں کو ساتھ لیکر چلے اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ تین بھائی ان سے بڑے تھے لیکن ان کی عزت ایسے کرتے تھے کہ جب وہ آتے تو وہ ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ اللہ پاک نے ان میں کچھ صلاحیتیں عطا فرمائیں کہ انہوں نے عزت کمائی اور چھوٹے بھائیوں کی بڑے بھائیوں کی طرح عزت کرتے تھے اور یہ خاص انعام ہے اللہ تعالیٰ کا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں پر ہی انعام کرتا ہے۔

س: حمزہ صاحب 12 اکتوبر 1999ء کو جو واقعہ ہوا اس کے بعد 2000ء دسمبر کو انہیں ملک چھوڑنا پڑا یہ درست ہے کہ حجاز مقدس میں رہنا بہت سعادت کی بات ہے مگر یہ بتائیں کہ کیا وہ وہیں رہنا چاہتے تھے یا کہ یہاں پاکستان آنے کو ترجیح دیتے تھے؟

ج: حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی اپنی دھڑکن میں پاکستان بستا تھا ہر نماز میں ان کی یہی دعا تھی کہ اپنے ملک واپسی ہو جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر مسلمان کے دل میں یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے رب کے دربار میں جائے اور حاضری دے اور پیارے نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری دے لیکن ان کا پاکستان سے ایک ناطہ تھا جس پر وہ بہت جذباتی ہو جایا کرتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی پاکستان سے انہیں ملنے کے لیے جاتا تھا تو وہ بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کرتے تھے اور جب پاکستان کا ذکر آتا تھا لاہور کا ذکر آتا تھا تو ان کی آنکھیں نم ہو جایا کرتی تھیں ان کو بڑی تڑپ تھی اپنے وطن آنے کی یہ تو تین چار سال کا عرصہ گزرا کہ انہیں مجبوراً وطن سے دور رہنا پڑا انہیں اپنے ملک سے بہت محبت تھی کیونکہ انہوں نے اسی ملک میں رہ کر عزت کمائی اسی ملک میں اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص نعمتوں سے نوازا وطن سے دوری پر ان میں ایک خاص کرب تھا جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے تڑپتی ہے تو یہ تڑپ جوان کی ہے ہر شخص نے محسوس کی جس طرح اللہ کو جو منظور کہ وہاں پر آخری گھڑیاں گزاریں حرمین شریفین میں رمضان کا مقدس مہینہ تھا تو ایسی موت بھی ایک مسلمان کے لیے قابل رشک ہے تو یہ اللہ کا ایک نظام ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہر لمحہ اپنے وطن کی یاد کیلئے تڑپتے تھے۔ جس طرح ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ غرباء کے لیے اور مساکین کے لیے بہت زیادہ خیرات بھی کرتے تھے اس کے علاوہ ایسے ادارے قائم کیے جس میں غرباء کے لیے بہت سہولیات ہیں کیا ان کے جدہ میں رہنے کے دوران یہ ادارے ویسے ہی چلتے رہے یا انہیں بند کر دیا گیا؟

میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ جدہ سے جب ان کا مجھے فون آیا کرتا تھا تو کاروبار کا نہیں پوچھا کرتے تھے بلکہ فلاحی اداروں کے بارے میں پوچھتے تھے جن کی ان کو فکر ہوتی تھی اور انہی کی بہتری کے لیے ہمیشہ ہدایات دیتے تھے تو یہ ان میں ایک بڑی کوالٹی تھی اور مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب کاروبار slow ہو گیا اور ملوں کو نقصان ہونے لگا تو میڈیکل سٹی جو تھا سیلف سرو نہیں تھا وہ سیلف سپورٹنگ نہیں تھا بلکہ ساری تنخواہیں کاروباری اداروں سے locate کر کے دی جاتی تھیں مجھے یاد ہے کہ میں نے کہا کہ کاروبار میں نقصان ہے تو یہ کافی زیادہ فنڈز جوان فلاحی اداروں میں جا رہے ہیں تو انہیں کنٹرول کرنا چاہیے یہ سنتے ہی وہ مجھ سے بہت ناراض ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے مجھے کہنے لگے کہ نہیں بیٹا یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں جاتا ہے یہ اللہ کے لیے ہی ہے دوبارہ کبھی ایسی بات نہیں کرنا چاہیے نقصان ہے مگر اللہ کی نظر میں یہ سب کچھ نفع ہی نفع ہے اگلے جہان میں نفع ہے تو اللہ تعالیٰ چاہے گا ایک دن ایسا آئے گا...... جب میڈیکل سٹی بنایا گیا تو بہت سے لوگوں نے کہا کہ بڑی دور ہے لاہور شہر سے یہاں لوگ کیسے آئیں گے لیکن اللہ نے ان کی زندگی میں اس ادارے کو ایسا جنگل میں منگل کر دکھایا کہ لوگوں نے دیکھا کہ بڑی کامیابیاں ملیں اور آج بھی الحمدللہ وہاں لوگ آتے ہیں اور ان کا کام ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنی دور ایک اعلیٰ پایہ کا میڈیکل سٹی قائم کرنا یہ بھی

Marfat.com

ان کا ایک شاندار کارنامہ تھا۔

س: جیسا کہ آپ نے میاں شریف مرحوم کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے کہا کہ کاروبار میں نفع نقصان وغیرہ وہ چیئرمین تھے شریف گروپ کے اور آپ MD ہیں آرمی دور سے پہلے آپ کاروبار سے وابستہ نہیں تھے اور پھر آپ کو یہاں رہنا پڑا پھر آپ کو یہ سارے معاملات نبھانے پڑے آپ کے خیال میں ان کی کاروبار کے حوالے سے کیا سوچ تھی اور ان کے ساتھ جو آپ کا واسطہ تھا اس حوالے سے آپ نے انہیں کیسا پایا؟

ج: میں نے بہت عرصہ دادا جان کے ساتھ گزارا مجھے ان سے سیکھنے کو بہت کچھ ملا میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ میرے لیے بڑی خوش نصیبی تھی کہ ہر معاملے میں انہوں نے مجھے گائیڈ کیا وہ پیار سے بڑی چیزیں سمجھایا کرتے تھے ابھی تو نہیں مگر میری پھوپھی جان نے بعد میں مجھے بتایا (ان کی وفات کے بعد) کہ جب آپ ابا جی سے میٹنگ کرنے جایا کرتے تھے تو کئی مرتبہ مجھ سے کہا کرتے تھے کہ مجھے بڑی خوشی ہے کہ حمزہ میری بات کو follow کر جاتا ہے سمجھ جاتا ہے تو یہ میرے لیے باعث تسکین تھا اور میں ان کو دادا کی حیثیت سے یا بزرگ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک ولی کی طرح سمجھتا اور اسی حیثیت سے بات کیا کرتا تھا اور میری یہ کوشش ہوتی تھی کہ ان سے سیکھوں اور یہ اللہ کا شکر ہے کہ آج تک کبھی کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ میں نے انہیں کوئی شکایت کا موقع دیا ہو میری ہمیشہ کوشش یہی ہوتی تھی کہ میں ان کے نقش قدم پر چلوں جس طرح انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کمائی کی وہ مجھے یہی کہا کرتے تھے کہ جب تک تم اپنے ہاتھوں سے کسی چیز میں involve نہیں ہو گے اس وقت تک تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ تو میں ان کی یہی چیز فالو کرتا تھا اور میں خود اداروں میں جا کر وہاں visit کیا کرتا تھا اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب تک بندے کی پرسنل involvement نہ ہو اس وقت تک کوئی کام نہیں ہوتا۔ اللہ پاک نے مجھے کامیابی دی، میں ان کی ہر بات کو پلے باندھ لیا کرتا تھا اور اس پر عمل کیا کرتا تھا اور اللہ نے دکھایا کہ ان کی ساری باتیں سچ ثابت ہوئیں۔

س: میاں صاحب کی وفات کے بعد ان کے جسد خاکی کو پاکستان لایا گیا۔ یہاں جو حالات ہوئے سارے پاکستان کے سامنے ہیں آپ کے والد صاحب اور تایا جان کو اجازت نہیں ملی تو آپ نے اس معاملے میں کیا محسوس کیا کہ آپ یہاں بالکل تنہا تھے جب ان کی میت آ رہی تھی۔

ج: شاہ صاحب! یہ دنیاوی زاویے اور ہیں بڑی باتیں لوگوں کے ذہن میں ہیں لیکن آپ یقین کریں کہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے زندگی جو ہے وہ امتحانوں کا نام ہے اور یہ بھی ایک کڑا امتحان تھا کہ جب ان کے بیٹوں نے اپنے والد کا جسد خاکی بھجوایا اور اس کی تدفین میں حصہ نہ لے سکے تو یہ بھی ایک بہت کڑا وقت تھا اللہ تعالیٰ کسی بیٹے کو بھی ایسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ یہ ایک امتحان تھا اور انہی کی زندگی میں ہم دیکھیں تو ان کی زندگی امتحانوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ اللہ کی ذات میرے ساتھ ہے اور مجھے اللہ پر بھروسہ ہے میرا خیال ہے کہ ان کے بیٹوں نے بھی اپنے والد کی میت کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا ہر انسان پر جب مشکل وقت آتا ہے تو وہ اللہ کی ذات ہی کو پکارتا ہے۔ میں یہاں اکیلا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ہمت دی، نہ میرے والد صاحب تھے نہ تایا جان تھے مگر اللہ کا شکر ہے کہ میں اس امتحان میں پورا اترا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ کا کوئی راز ہے یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ کیا راز ہے لیکن یہ بات بڑی باعث تسکین اور باعث سکون ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے گھر بلایا اور اس پاک رمضان مہینے کے اندر بلایا کہ جمعہ کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ کے گھر میں کئی لاکھ لوگوں نے ان کی نماز جنازہ ادا کی، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

انٹرویو فرخ شاہ مینجنگ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

Marfat.com

خاندان کے اندران کا کردار ایک چھتری کی طرح تھا

میاں محمد شریف کی گھریلو زندگی کی کہانی سلمان شہباز کی زبانی

س: سلمان صاحب آپ نے اپنے دادا جان کو دیکھا وہ ایک انتہائی شفیق انسان تھے۔انہوں نے اتنی بڑی بزنس ایمپائر بنائی یہ کارنامے تو سب کے سامنے ہیں بحیثیت دادا ان کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا تھا؟ آپ نے ان کے اندر کون کون سی ایسی عادات دیکھیں جن سے آپ بہت متاثر ہوئے؟

ج: میاں شریف صاحب کی جو شخصیت ہے اس کو تو سارا پاکستان جانتا ہے۔ان کے بارے میں بہت کچھ لکھا بھی گیا ہے لیکن میں ان کی گھریلو زندگی کے بارے میں بتاؤں گا۔فیملی کے اندران کا جو رول تھا وہ ایک چھتری کی طرح تھا۔سارے بھائیوں کے لئے بلکہ پورے خاندان کے لئے۔ہم سے انہوں نے بہت شفقت فرمائی،بہت محبت کرنے والے انسان تھے۔ویسے تو ان میں بہت سی خوبیاں ہیں مگر جو میں چند ایک بیان کرنا چاہوں گا ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا ڈسپلن بہت زیادہ تھا۔اپنے بیٹوں اور انکے بچوں کے ساتھ بھی بہت ڈسپلنڈ تھے۔وہ بچپن سے بہت اصول پسند تھے لیکن انصاف پسندی ان میں اتنی زیادہ تھی کہ چاہے بچہ ہو یا بڑا ہو جو حق پر ہوتا اس کا ساتھ دیتے تھے۔

ان کی شفقت کا انداز ایسا تھا کہ وہ بہت زیادہ اس کا اظہار نہیں کرتے تھے لیکن ان کی آنکھوں میں محبت ہر ایک کے لئے جھلکتی تھی۔اور ہر بچے کا یا بڑے کا جوان کے ساتھ تعلق تھا ہر ایک کے لئے ان کا رویہ مختلف مگر محبت کا رویہ ہوتا تھا۔تو مجموعی طور پر میں کہہ سکتا ہوں کہ ان سے اچھا دادا کسی کو شاید ہی نصیب ہو لیکن ان کی جو شخصیت تھی وہ ہمارے لئے آج بھی رول ماڈل ہے۔

س: بچپن سے آپ ان کے ساتھ رہے۔آپ نے ان میں کون سی ایسی خوبیاں دیکھیں۔بس یہی کہ وہ غرباء کے لئے بہت زیادہ کام کرتے تھے اور فلاحی ادارے قائم کئے یا کچھ اور بھی؟

ج: ہم نے ان کو بچپن سے دیکھا،صبح سکول ان کی گاڑی میں جایا کرتے تھے۔ساری عمر انہوں نے کبھی اپنی جیب میں ایک روپیہ بھی نہیں رکھا اور مجھے یاد ہے کہ رات کو سونے سے پہلے اپنے کمرے کے باہر بیٹھ کر اپنے بوٹ وہ خود پالش کیا کرتے تھے۔یہاں تک کہ جدہ میں پچھلے چار سال سے وہ رہ رہے تھے وہ اپنی وہیل چیئر پر بھی اپنا جوتا خود ہی پالش کیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ غریب غرباء سے شفقت کے معاملات تو سب کے سامنے ہیں جن کے لئے انہوں نے دو ہسپتال بنائے،شریف میڈیکل سٹی اور اتفاق ہسپتال ان کے بڑے پراجیکٹ تھے۔اس کے علاوہ بے شمار پراجیکٹ تھے اور غریبوں کی امداد وغیرہ کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے۔اپنی ذات پر تو وہ بہت کم پیسہ لگاتے تھے۔انتہائی سادگی سے رہتے تھے۔ہم نے تو ان سے یہ سیکھا اور دیکھا کہ سادگی ان کا شعار تھا۔انہوں نے ساری زندگی اسی سادگی میں گزاری۔

س: سلمان صاحب! بچپن سے لے کر آج تک اب ماشاءاللہ آپ جوان ہو چکے ہیں وہ آپ کو کونسی ایسی نصیحت کرتے یا کون سی ایسی بات بتاتے تھے کہ جس سے آپ بہت متاثر ہوں؟

ج: ان متاثر ہونے والی چیزوں میں ان کی شخصیت کا روشن پہلو یہ ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ پر بہت پختہ ایمان تھا۔ذوالفقار علی بھٹو کی نیشنلائزیشن کا جس کا سب کو پتہ ہے اس کے بعد بھی وہ انسان ٹوٹا نہیں،بے شمار فیکٹریاں تھیں حالانکہ ایسے موقع پر پختہ سے پختہ اعصاب کا انسان بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

Marfat.com

لیکن ان کو کوئی دکھ نہیں ہوا۔اس سلسلے میں جو ہم نے اپنے والد سے سنا اور خود ان کی زبانی سنا کہ جس دن فیکٹریاں نیشنلائز ہوئیں تو اگلے دن صبح وہ دوبارہ سات بجے تیار تھے اور پرانا ایک دفتر جو بند پڑا تھا جس میں کرسی میز بھی نہیں تھی۔وہ وہاں جا کر بیٹھ گئے۔تو ان کا ارادہ بہت پختہ تھا۔اللہ تعالیٰ پر ان کا ایمان بہت پختہ تھا اور ان کے بہت پکے ارادے تھے جس جگہ پر کھڑے ہو جاتے تھے ہلتے نہیں تھے۔۔۔تو یہ چیز جو ہم نے ان سے بہت سیکھی اور یہ کہ ایک محنت جو ہے اس کو انہوں نے ساری عمر اپنا ڈسپلن بنایا ہوا تھا۔وہ بہت محنتی تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ محنت کریں باقی سب اللہ پر چھوڑ دیں وہ رزق دینے والا ہے اور میرے خیال سے یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔

س:جی بالکل جیسا کہ سب سے سنا اور آج کل اخبارات میں کافی لکھا گیا کہ وہ بہت ڈسپلنڈ اور انصاف پسند تھے،اس میں کوئی شک نہیں کہ اولاد کی تربیت اپنے کردار سے کی جاتی ہے اور یہ سب کے سامنے ہے مگر اس کا کیا سبب ہے کہ میاں شہباز صاحب،میاں نواز شریف صاحب اور میاں عباس شریف صاحب تینوں بالکل ایک مختلف شخصیت کے مالک ہیں کیا ان تینوں میں سے جس طرح کہ کہا جاتا ہے کہ انہیں میاں نواز شریف سے بہت محبت تھی یا کیا اس میں catagaries تھیں؟

ج:نہیں!ایسی کوئی بات نہیں۔ویسے تو آپ دیکھیں گے کہ کبھی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں ہر شخص ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، سگے بہن بھائیوں کی عادات میں بہت فرق ہوتا ہے اسی طرح ان تینوں بھائیوں کی مختلف شخصیات ہیں جیسا کہ سب میں ہوتا ہے تینوں کی طبیعت مختلف ہے لیکن یہ بات درست ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب ذرا سخت مزاج ہیں۔اصل میں میرے دادا جان کا تینوں بیٹوں کے ساتھ ہر ایک کے ساتھ انفرادی طور پر محبت کا انداز مختلف تھا۔اس میں شک نہیں کہ میاں نواز شریف صاحب ان کے بہت نزدیک تھے مگر وہ تینوں بیٹوں کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے لیکن یہ بات بھی ہے کہ وہ شہباز شریف صاحب کے ساتھ اس قسم کا اظہار خیال نہیں کیا کرتے تھے جس طرح نواز شریف صاحب سے ان کا نظر آتا تھا۔مگر قربت شہباز شریف صاحب کے ساتھ بھی بہت تھی۔اور نواز شریف صاحب سے کم یا زیادہ والی بات نہیں تھی اور اسی طرح عباس شریف صاحب سے جو کہ بہت نیک آدمی ہیں اور میں تو کہوں گا کہ آج کل کے دور کے ولی ہیں ان سے بھی وہ محبت کرتے تھے اور تینوں بھائیوں سے محبت کے مختلف انداز اور ان میں فرق بالکل ہے مگر محبت تینوں سے ان کی بے مثال تھی۔

س:سلمان صاحب میں آپ سے آخری سوال کر کے اجازت لوں گا۔میاں شریف صاحب کی میت کے ساتھ ان کے بیٹوں اور پورے خاندان کو آنے کی اجازت نہ دی گئی۔اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج:یہ ایک بہت تکلیف دہ چیز ہے ہمارے تو وہ دادا تھے اور ہم سے بہت محبت بھی کرتے تھے۔مگر جو ان کے بیٹے تھے ان سے تو بے مثال محبت تھی۔ان کے بیٹوں کو اس چیز کا بہت دکھ پہنچا لیکن اللہ تعالیٰ نے میاں شریف صاحب کو بے شمار صبر دیا ہوا تھا اور یہی چیز ان کے بیٹوں میں بھی ہے اور نواز شریف اور شہباز شریف کا خود کہنا ہے اور میرے سامنے انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ ہمیں کسی سے گلہ شکوہ نہیں ہے ہم نے اللہ پر معاملہ چھوڑ دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ پورے خاندان کو اس کا بہت رنج ہے۔اور یہ بہت بڑا المیہ ہے لیکن یہ معاملہ جس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔

انٹرویو فرخ شاہ مینجنگ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

میں نے زندگی میں میاں شریف جیسا صالح شخص نہیں دیکھا

مرحوم کے ہم زلف خواجہ منظور حسن اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے

س: منظور صاحب آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں میاں صاحب کے گھر کا پورا وزٹ کروایا اور ان کی وہ تمام چیزیں دکھائیں۔ آپ نے میاں شریف صاحب کو زندگی میں کیسا انسان پایا؟

ج: میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ مدبر، کم گو، نیک اور صالح شخص کوئی نہیں دیکھا۔ کم از کم میرے حلقہ احباب میں تو کوئی ایسا نہیں ہے۔

س: آپ کا ان کے ساتھ کیسا تعلق رہا ہے؟

ج: میرا اور ان کا بڑے احترام اور بڑی عزت کا رشتہ اور تعلق رہا ہے۔ ان کے اعلیٰ اخلاق کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ جب میں کسی عید یا تہوار وغیرہ پر اپنے سسرال جاتا تھا تو چونکہ ان کے بھی وہی سسرال تھے جب کبھی وہ میرے بعد میں وہاں آئے یا خواہ میں بعد میں آیا تو وہ اٹھ کر مجھ سے ملا کرتے تھے۔ حالانکہ میرا اور ان کا جو مالی سٹیٹس ہے وہ زمین اور آسمان کے فرق کے مطابق ہے۔ اس بے انتہا فرق کے باوجود جہاں تک میں نے محسوس کیا ان کے ذہن میں کبھی بھی یہ بات نہیں آئی۔ مجال ہے کہ ان کے دل میں کوئی شائبہ بھی آتا ہو۔

س: بارہ اکتوبر کو آرمی نے اقتدار پر قبضہ کرلیا اور پھر ایسا وقت بھی آیا کہ ان کو وطن چھوڑنا پڑا ہماری اطلاع کے مطابق اس وقت انہوں نے آپ کو بلایا اور کہا کہ ہماری غیر موجودگی میں آپ یہاں کے سربراہ ہیں۔ آخر سب کو پیچھے چھوڑ کر انہوں نے آپ ہی پر کیوں اعتماد کیا اور اتنی عزت کا مقام دیا؟

ج: فرخ صاحب! اگر میں زیادہ تفصیل میں جاؤں گا تو ظاہر ہے آبدیدہ ہونے والی بات ہے۔ میں اس کو برداشت نہیں کرسکوں گا۔ اس لئے میں مختصر اً عرض کروں گا کہ ان کی بیگم جو ہیں وہ میری کزن بھی ہیں اور میری اہلیہ کی ہمشیرہ بھی ہیں۔ وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں اپنی زندگی میں کتنا زیادہ مخلص ہوں۔ انہوں نے اپنے نزدیکی رشتہ داروں میں سے مجھے پسند کیا کہ مجھ پر ہی وہ اعتماد کرسکیں گے۔ تو میاں صاحب نے کہا کہ ان کو بلالیں وہ واقعی یہاں کے معاملات کو ہماری غیر موجودگی میں بڑے احسن طریقے سے نبھائیں گے۔ ویسے بھی آپ یہ دیکھیں کہ میں اس وقت زندگی کے اس دور میں ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں اور کتنا جی لوں گا چند گھڑیاں چند ماہ، یا زیادہ سے زیادہ چند سال جب کہ یہ سال بھی آج کل سمجھیں ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں۔ ادھر جنوری چڑھتا ہے دو ماہ ہی گزرتے ہیں تو یہ لگتا ہے کہ اکتوبر آیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سال اڑتے جارہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں کتنا جی سکتا ہوں۔ آپ یہ سمجھیں کہ موت ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتی ہے اور میں اپنے نامہ اعمال میں ہر وقت اس بات پر کوشاں رہتا ہوں کہ میرے اعمال کم از کم بالکل درست اور سالم وثابت رہیں۔

س: منظور صاحب! جب وہ یہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے کس طرح آپ سے بیان کیا، کیا گفتگو ہوئی اس وقت؟

ج: میاں صاحب نے بذات خود میرے ساتھ زیادہ تفصیل سے گفتگو نہیں کی۔ شاید مصلحتاً انہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ہم جس پس منظر میں جی رہے ہیں جس سفر پر روانہ ہورہے ہیں ہم اس کو کچھ عرصہ تک ایسے ہی رہنے دیں، زیادہ اوپن نہ ہونے دیں البتہ ان کی بیگم صاحبہ نے کہا تھا کہ ہم

Marfat.com

عمرے کے لئے جائیں گے اور ہو سکتا ہے ہمیں وہاں زیادہ دیر رکنا پڑے۔ میں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ کتنا رک لیں گے مہینہ دو مہینے چار مہینے تو انہوں نے کہا کہ سال بھی لگ سکتا ہے۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ سال بھی لگ سکتا ہے تو پھر مجھے شبہ ہوا کہ کوئی لمبا پروگرام ہے۔ لیکن میں نے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی اور اس لئے نہیں کی کہ میں نے بتایا کہ میں تو ریٹائر ہو چکا تھا فارغ تھا تو میں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں (گول کوٹھی میں) یہ سب سیٹ اپ اسی طرح رہے، ہماری غیر موجودگی میں بھی مہمان اسی طرح آئیں مہمان نوازی اسی طرح جاری رہے۔ ہمارے دروازے اسی طرح کھلے رہیں۔ اس لئے ہم سب نے یہ سوچ کر فیصلہ کیا ہے کہ آپ وہاں پر رہیں اور امید ہے کہ آپ اس فرض کو بخوبی نبھائیں گے۔

س: میں نے دیکھا ہے منظور صاحب جو ان کا سارا سامان جو ہوتا تھا اسی طرح پڑا ہے۔ آپ نے پچھلے چار سال کے دوران ان کی کوئی بھی چیز کسی اور جگہ منتقل نہیں کی؟

ج: یہ بات تو درست ہے کہ کوئی چیز منتقل نہیں کی البتہ ضرورت کے مطابق مثلاً دیواروں کو روغن کرنا فرنیچر کو ٹھیک ٹھاک رکھنا، میزوں کرسیوں کو اسی طرح ضرورت کے وقت ادھر ادھر رکھنا، ان کی مرمت کا خیال رکھنا یعنی تزئین و ترتیب کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہے کہ کچھ عرصہ بعد جب وہ آئیں تو کوئی یہ نہ کہے کہ ہم اتنے عرصے کے بعد آئے ہیں تو کوٹھی کے درو دیوار چھتوں کی حالت بڑی خستہ ہو رہی ہے۔ خستہ حالی کا یا بے احتیاطی کا کسی کو شکوہ نہ ہو۔ چند سال بعد بھی وہ آئیں تو ایسا ہی لگے کہ ابھی گئے تھے اور ابھی آئے ہیں۔

س: کیا آپ کو میاں شریف صاحب کا انتظار تھا کہ جیسے وہ گئے ہیں ویسے ہی وہ جلد آ جائیں گے؟

ج: جی بالکل! مجھے بہت زیادہ انتظار تھا بلکہ جن دنوں میں ذرا سا سی اتار چڑھاؤ زیادہ محسوس ہوتا ہے تو بعض لوگ کہتے تھے کہ ابھی ممکن نہیں تو ہم کہتے تھے کہ جس طرح کسی کو بھی ان کے جانے کے بارے میں معلوم نہیں تھا اچانک ہوا تھا بالکل اسی طرح ہونا ہے کہ رات ہم سو رہے ہوں تو خبر آئے کہ میاں صاحب کل یا پرسوں آ رہے ہیں۔

س: میاں صاحب جب چلے گئے تو آپ یہاں پر رہتے تھے۔ آپ کا ان سے فون وغیرہ پر رابطہ رہتا تھا اپنے گھر یا ڈرائینگ روم کے بارے میں یا کسی اور معاملے میں پوچھتے تھے؟

ج: جی! رابطہ رہتا تھا فون پر مگر زیادہ رابطہ فیکس پر رہتا تھا۔ فیکس کے ذریعے وہ یہاں کے حالات باہر فصلوں، کھیتوں باغوں کے سلسلے میں پوچھتے رہتے تھے۔ مویشیوں کے اور درختوں کے بارے میں بات ہوتی رہتی تھی۔ اور وہ میرے ذریعے اپنے آپ کو یہاں کے حالات و معاملات سے پوری طرح آگاہ رکھتے تھے۔

انٹرویو فرخ شاہ مینجنگ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

میاں شریف اپنے ملازمین سے بہت شفقت فرماتے تھے

مرحوم کے پرنسپل سیکرٹری اور
شریف گروپ آف انڈسٹریز کے ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن جناب مختار حسین سے انٹرویو

س: اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ بہت عرصہ سے اتفاق فاؤنڈریز اور میاں شریف صاحب کے ساتھ وابستہ رہے۔ آپ کی شروع میں میاں شریف صاحب سے کیسے ملاقات ہوئی۔ آپ ان کے پاس کیسے پہنچے اور آپ نے ان کو کیسا پایا؟

ج: جی پہلے تو 63ء میں انہوں نے میرا انٹرویو کیا اس کے بعد 64ء میں، میں میاں شریف صاحب کے ساتھ اٹیچ ہو گیا۔ اس کے بعد جتنے بھی کام تھے دفتر کے سارے وہ مجھے سمجھاتے اور میں کرتا تھا۔ بڑی اچھی چیزیں انہوں نے مجھے بتائیں۔ وہ پانچ وقت کے نمازی تھے۔ رات کے آخری پہر ڈیڑھ دو بجے اٹھ جاتے تھے۔ تہجد کی نماز پڑھتے تھے اور فجر کی نماز کے بعد ورزش کے لئے نکل جاتے تھے۔ پوری گرمیوں میں چھ بجے دفتر آتے تھے اور سردیوں کو سات بجے اس کے بعد سارا دن وہ دفتر میں کام کرتے تھے۔ وقت کے بہت پابند تھے عشاء کی نماز دفتر میں پڑھ کر ہی گھر جاتے تھے۔

س: مختار صاحب اس کا کیا سبب ہے کہ انہوں نے آپ ہی کو اپنا پرائیویٹ سیکرٹری منتخب کیا؟

ج: وہ بہت قابل آدمی تھے اور ہر آدمی کو پہچان لیتے تھے اور اسی لئے انہوں نے مجھے منتخب کیا۔

س: جب وہ شروع شروع میں فیکٹری آتے تھے تو اس وقت ان کے پاس کتنے ملازمین ہوتے تھے؟

ج: ہمارے پاس تقریباً دس ہزار کے قریب ملازمین تھے؟

س: میاں شریف صاحب کے جو اپنے ملازمین تھے ان کے ساتھ ان کا رویہ کیسا تھا؟

ج: وہ تو اپنے ملازمین سے بہت پیار اور شفقت فرماتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے کسی کی ضرورت ہو یا بیٹی کی شادی وغیرہ کا معاملہ تو اس کی بڑی مدد کرتے تھے۔ اسی طرح ان کے بہت سے رفاہی کام بھی تھے اور سکول بھی قائم کئے ہوئے تھے جن میں ان ملازمین کے بچے پڑھتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان معاملات میں وہ کافی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور ان کی ہمیشہ کوشش ہوتی تھی کہ لوگوں کو سہولت حاصل ہو وہ ہمیشہ لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنے میں لگے رہتے۔ اس کے بعد جب نیشنلائزیشن ہوئی تو انہوں نے ایک انڈسٹری لگائی یہ انڈسٹری انہوں نے جاوید پرویز کارپوریشن کے نام سے لگائی جو کہ ان کے بھتیجے تھے۔ اس کے علاوہ نواز، شہباز لمیٹڈ بھی لگائی۔ ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ غرباء کو سہولیات فراہم کی جائیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے اتفاق ہسپتال اور شریف میڈیکل سٹی بھی قائم کئے۔

س: مختار صاحب! آپ نے ان کے ساتھ اتنا طویل عرصہ گزارا۔ جس وقت وہ یہاں سے جلاوطن ہو کر چلے گئے اور ظاہر ہے کہ یہاں ان کا بہت بڑا سیٹ اپ تھا اس کو وہ جدہ میں بیٹھ کر کس طرح manage کرتے تھے؟

ج: پہلے تو انہوں نے جدہ میں جا کر بھی ایک سٹیل مل لگائی جی ایس ٹی کے نام سے۔ اس کے بعد ان کا رابطہ ہمارے ساتھ رہتا تھا اور ہمیں مشورے دیتے تھے کہ اس طرح کرو، محنت کرو، اور یہ کرو۔ وہ ہمیشہ یہی تلقین کرتے تھے کہ ہمیشہ لوگوں کو خوش رکھو، حالانکہ ہم اتنا کچھ اکیلے نہیں کر سکتے تھے مگر

Marfat.com

ہماری کوشش ہوتی تھی کہ ان کی ہر بات کو پورا کیا جائے۔

س: چونکہ آپ میاں شریف صاحب کے بہت قریب رہے ہیں، اس لئے آپ یہ بہتر جانتے ہوں گے کہ وہ کیوں میڈیا کے سامنے نہیں آتے تھے وہ تصویریں اور انٹرویو کیوں اخبارات میں شائع نہیں کرواتے تھے؟

ج: وہ ہمیشہ ان چیزوں سے پرہیز کرتے تھے۔ اسی لئے وہ کبھی اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے اور ہمیشہ ان اخبارات والوں کو کہتے تھے کہ میری فوٹو نہ بنائی جائے اور انٹرویو بھی نہ کیا جائے۔

س: آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ یہاں سے جا کر جلاوطنی کے دنوں میں کیا محسوس کرتے تھے؟

ج: وہ پاکستان کو بہت زیادہ miss کرتے تھے بہت یاد کرتے تھے اور جب ان سے پاکستان کی بات ہوتی تو وہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو جاتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ جلد از جلد پاکستان پہنچ جائیں۔

انٹرویو فرخ شاہ مینجنگ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

ریاضت و سخاوت میں بے مثل شخصیت

کائنات کے اس آفاقی نظام کے قوانین اٹل ہیں۔انہی قوانین کے تحت کائنات کی ہر مادی چیز اپنے خالق کے حکم کے مطابق کسی نئی صورت میں ڈھل جاتی ہے۔انسان بھی اس خالق کے حکم کے تابع ہے۔انسان کا پیدا ہونا اور انتقال کر جانا اسی خالق کی قدرتِ جلیلہ کا پابند ہونا ثابت کرتا ہے۔انسان اگر ان دو آفاقی پابندیوں کے عین درمیان میں واقع زندگی بھی اسی خالق کے تابع کر لے جو کہ خالق و مالکِ حقیقی ہے تو وہ انسان واقعی مقامِ اشرفیہ پر فائز ہو جاتا ہے۔29 اکتوبر 2004ء کو جدہ میں سعودی وقت کے مطابق تقریباً آٹھ بجے شب انتقال کر جانے والے میاں محمد شریف بھی اسی اعلیٰ مقام کے حامل نظر آتے ہیں کہ ان کی زندگی بھی احکام خالق کی پابندی اور خلق خدا کی خدمت سے عبارت رہی ہے۔

میاں محمد شریف کو میڈیا نے ''مردِ آہن'' کا خطاب دے رکھا ہے۔پنجاب بھر کے غرباء و مساکین اور بے کس لوگ انہیں مشفق غنی اور دردمندی کے روپ میں دیکھ چکے ہیں۔صنعت کار انہیں محنتی اور پرعزم کاروباری شخص کے طور پر جانتے ہیں۔سیاستدانوں کی نظر میں وہ ناقابل تسخیر رہے ہیں۔عوام و خواص نے انہیں دیکھا کہ وہ کئی سکول اور ہسپتال قائم کر چکے ہیں۔پتہ نہیں کتنے سال ہوئے ہیں کہ ہر سال لاہور کے کثیر تعداد غریب گھروں میں میاں محمد شریف کی طرف سے عید بقرعید کے موقع پر پرخلوص تحفہ خود بخود پہنچ جاتا تھا۔پتہ نہیں کتنے لوگ ان سے رقم لے کر اپنا کاروبار شروع کر چکے ہیں اور آج وہ کروڑوں میں کھیل رہے ہیں۔ملکی تاریخ نے دیکھا کہ میاں محمد شریف نے اس نوزائیدہ ملک کو صنعتی ترقی کی راہ دکھائی۔میاں محمد شریف نے اپنے بچوں کو نہ صرف اسلامی احکام کا پابند بنایا بلکہ انہیں بھی مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا درس دیا۔

میاں محمد شریف 1920ء میں میاں محمد رمضان کے ہاں مشرقی پنجاب کے شہر امرتسر سے چند کلومیٹر دور واقع ایک گاؤں جاتی امراء میں پیدا ہوئے۔وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔1940ء میں لاہور آ گئے اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ رام گلی (جواب رحمان گلیاں ہے) میں رہائش اختیار کر لی۔وہ بچپن ہی سے انتہائی ذہین اور باشعور تھے۔انتہائی نامساعد حالات میں بھی آگے بڑھتے رہنے اور حالات کو بدلنے کی ان میں صلاحیت بمقدارِ وافر موجود تھی۔اسی بنا پر نامساعد حالات میں پرورش پانے کے باوجود جب انہوں نے عہدِ جوانی میں قدم رکھا تو ایک سرفروش مجاہد کی طرح اعلیٰ مقاصد کے لئے کمربستہ ہو گئے۔اس سارے عرصہ میں تمام رکاوٹوں اور پریشانیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک ملک گیر اور مثالی صنعت قائم کر ڈالی مگر اس مثالی کامیابی کے پیچھے ان کی مسلسل محنت کا ایک طویل عرصہ کارفرما ہے۔میاں محمد شریف نے اپنے دیگر چھ بھائیوں کے ساتھ جب اپنے کاروبار کا آغاز کیا تو محنت کے ساتھ ساتھ غربت اور محرومی کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور انہیں فاقے بھی کاٹنا پڑے۔ایک دفعہ انہوں نے 6 روپے ماہانہ پر مزدوری بھی کی اور اوقات کی پابندی بھی کی۔میاں محمد شریف کا یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے ڈیوٹی کے مقام کی طرف روانہ ہو جاتے اور عشاء کی نماز پڑھ کر واپس گھر چلے جاتے۔کاروبار میں عام طور پر وعدہ خلافی اور بددیانتی کا چلن ہے مگر میاں محمد شریف نے شروع دن سے لے کر وفات تک نہ کبھی وعدہ خلافی کی اور نہ ہی بددیانتی کا طریق اپنایا بلکہ صرف اور صرف اپنی محنت پر ہی بھروسہ کیا اور کامیابی حاصل کی۔کاروبار میں اتار چڑھاؤ اور نفع نقصان کو کبھی اپنے اعصاب یا کردار پر حاوی نہ ہونے دیا۔جب ان کی تمام فیکٹریوں کو

Marfat.com

سرکاری تحویل میں لے لیا گیا اوران کے پاس کچھ بھی نہ رہا تو بھی انتہائی باقاعدگی سے تیار ہو کر اپنے دفتر جاتے اور رابطے بحال رکھے۔اور چند ہی دنوں میں مارکیٹ میں وہی مضبوط کاروباری حیثیت حاصل کر لی جو کہ پہلے تھی اور اپنے صنعتی گروپوں کو مزید ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔

میاں محمد شریف مرحوم جہد مسلسل پر یقین رکھتے تھے۔اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود جدید کاروبار کے تمام رموز سے واقف تھے۔ان کے کاروباری حریف بھی ان کی کارکردگی اور سوجھ بوجھ کے معترف تھے۔وہ وقت کے پابند اور ملازموں کے ہمدرد تھے۔کسی پارٹی کے رکن یا عہدیدار نہیں تھے۔کبھی کسی بھی سطح کے سیاسی انتخابات یا مہم میں حصہ نہیں لیا۔کسی جلسے جلوس میں شریک نہیں ہوئے کبھی کوئی سیاسی بیان بازی نہیں کی۔مگر پھر بھی ملک کی سیاست پر ان کا جتنا گہرا اثر رہا،اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔وہ صحیح معنوں میں ایک عہد ساز شخصیت کے مالک تھے سیاست کے میدان میں پہلی بار انہوں نے علامہ اقبالؒ کے صاحبزادے کا ساتھ دیا جس کی پاداش میں بھٹو مرحوم کی عداوت کا سامنا کرنا پڑا۔انہوں نے ملک کی معیشت کو آگے بڑھانے میں بھی بے حد مؤثر اور فعال کردار ادا کیا ہر قسم کے مشکل حالات کو خندہ پیشانی اور صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ خاندان کے اندر سخت نظم وضبط نافذ کیا۔ان کے دور میں پورا خاندان کھانے کے لئے ایک ہی دستر خوان پر جمع ہوتا تھا۔وہ تہجد گزار،بے حد متقی اور اسلامی شعائر کی مکمل پابندی کرنے والی عظیم شخصیت تھے۔میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں نے ملک کی سیاست،معیشت اور دوسرے شعبوں پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔وہ جب تک جئے بھر پور طریقے سے زندگی گزاری،دومرتبہ ملک چھوڑنا پڑا مگر کبھی شکوہ کناں نہ ہوئے۔میاں محمد شریف نے ایک محنت کش کے طور پر بے پناہ ریاضت کی۔ابتدائی دور میں تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری بھی کرتے رہے۔انہوں نے زندگی میں جتنی محنت کی اس کی مثال عام آدمی نہیں دے سکتا۔صبح چار بجے اٹھ کر جانا اور رات گئے تک کام کرنا انہی کا کمال تھا۔ ملک کے اندر فولاد کے علاوہ شوگر کی ملیں بھی لگائیں متعدد فیکٹریوں کے مالک ہونے کے باوجود ان کی طبیعت میں غرور یا تکبر پیدا نہ ہوا۔ان کی ذاتی زندگی بہت سادہ تھی غذا اور لباس بھی بہت سادہ تھے۔انہوں نے دو ہسپتال اور متعدد مساجد تعمیر کرائیں،بے شمار رفاہی اور فلاحی اداروں اور مستحق افراد کی اعانت کی۔بے شمار مستحق افراد نے ان کی چٹوں پر ان کے ہسپتالوں میں مفت علاج کی سہولتیں حاصل کیں۔

میاں محمد شریف مرحوم کی اولاد ان کا جتنا احترام کرتی تھی اس کی مثال اب کم ملتی ہے۔ان کے تینوں بیٹے اور ان کی اولادیں میاں محمد شریف کے سامنے ہمیشہ مؤدب رہتی تھیں۔میاں محمد شریف نہایت طاقتور وزیراعظم تھے مگر ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کو بعض اوقات میاں محمد شریف سے وزیراعظم کی بات کرانے کے لئے طویل عرصہ تک ٹیلی فون ہولڈ کرنا پڑتا تھا۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ میاں محمد شریف خود سیاسی شخصیت نہ تھے مگر اپنے بیٹوں کے سیاسی معاملات پر اکثر غور کرتے اور اہم فیصلے کرتے تھے۔

وطن عزیز میں پروگرام کے مطابق ان کی نماز جنازہ داتا دربار لاہور میں ادا کی جانی تھی،تاہم حکومت نے ان کی میت لاہور ایئرپورٹ سے ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے سیدھی رائے ونڈ پہنچادی جس سے داتا دربار کے احاطہ میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا پڑی۔مرحوم کے بیٹوں اور دیگر لواحقین نے مشروط طور پر پاکستان آنا قبول نہیں کیا،حکومت پاکستان کا کہنا ہے کہ اصولی طور پر جلاوطن افراد کو تین دن کے لئے پاکستان آنے کی اجازت دینے کا فیصلہ ہو گیا تھا تاہم ان کے اہل خانہ نے اس کے لئے کوئی تحریری درخواست نہیں دی بہتر ہوتا کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف ،میاں عباس شریف،اور شریف خاندان کے دیگر جلاوطن افراد پاکستان آکر مرحوم کے جنازے اور تجہیز وتکفین میں شریک ہوتے۔

علامہ عبدالستار عاصم۔اشاعت خاص شہ رگِ پاکستان۔

Marfat.com

ایک اصول پسند اور نظم وضبط کے پابند ایڈمنسٹریٹر

جناب الیاس قریشی ایک طویل عرصے سے شریف فیملی اوران کی فیکٹریوں سے وابستہ ہیں۔ان دنوں وہ شریف گروپ آف انڈسٹریز میں مینجر کے طور پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔انہوں نے زیرنظر خصوصی ایڈیشن کے لئے انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ تقریباً 26 سال قبل میاں محمد شریف نے میری appointment کی تھی اوراس طویل عرصے میں مجھے نہ صرف ان کے قریب رہنے اوران کی عادات واطوار کو جاننے کا موقع ملا بلکہ ان سے بہت کچھ سیکھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

ایک سوال کے جواب میں الیاس قریشی نے بتایا کہ میاں محمد شریف مرحوم انتہائی اصول پسند انسان اور نظم وضبط کے پابند ایڈمنسٹریٹر تھے۔ وہ اگر چہ ایک شفیق شخصیت کے حامل تھے لیکن اصولوں اور نظم وضبط کی پابندی کے معاملے میں کسی کو بھی حتیٰ کہ اپنی اولاد تک کو بھی کوئی رعایت نہیں دیتے تھے۔دفتر میں پیشگی اجازت کے بغیر کوئی ان سے نہیں مل سکتا تھا بیٹوں پر بھی یہ پابندی تھی کہ وہ اجازت لئے بغیر دفتر میں نہیں مل سکتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب مرحوم کو علامہ اقبالؒ کی تعلیمات سے گہرا لگاؤ تھا جبکہ بانی پاکستان قائداعظمؒ سے زبردست عقیدت رکھتے تھے۔ ہمیں تو وہ قائداعظم کے اصولوں اور فرمودات پر عمل کی ایک تصویر نظر آتے تھے انہی کی طرح وقت کے پابند......انہوں نے اپنے لئے دفتر میں مخصوص اوقات مقرر کر رکھے تھے۔وہ عام دفتری اوقات سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے آتے اور ہمارے آنے سے پہلے ساری ڈاک دیکھ کر متعلقہ افراد کے نام مارک کر دیتے تھے۔ہم جونہی دفتر پہنچتے ہمارے کام سے متعلقہ فائلیں موجود ہوتیں اور سب لوگ اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہمیں کبھی بھی ان کی جانب سے بھیجی ہوئی کسی فائل کا انتظار نہ کرنا پڑتا تھا وہ فوری طور پر ہر معاملے کو نمٹا دیتے تھے۔

قریشی صاحب نے ایک عجیب بات یہ بتائی کہ میاں صاحب زندگی میں کبھی فائلوں پر دستخط نہیں کرتے تھے بلکہ لال رنگ کی کچی پنسل سے (ٹک) کر دیتے تھے۔ہم نے قریشی صاحب سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں اور نہ ہی ہم کبھی اس بارے میں پوچھنے کی جرأت کر سکے۔

اس سوال کے جواب میں کہ دفتر اور فیکٹریوں کے ملازمین سے میاں صاحب مرحوم کا رویہ کیسا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ملازمین کے مسائل سے آگاہ رہتے تھے اور نہ صرف ان کی مدد کرتے تھے بلکہ ان کے دکھ درد اور خوشیوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔اس شفقت کے باوجود جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں وہ بہت اصول پسند انسان تھے اور کام میں کوتاہی کو کسی صورت برداشت نہیں کرتے تھے۔غلط لوگوں کے خلاف سخت ایکشن لیتے تھے۔

انٹرویو۔فرخ شاہ ایڈیٹر شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

میاں محمد شریف......ایک مسحور کن شخصیت

مرحوم و مغفور میاں محمد شریف کی شخصیت اس قدر دلآویز تھی کہ جو بھی انہیں ایک مرتبہ مل لیتا ان کی مسحور کن شخصیت کی محبت میں اسیر ہو جاتا۔۔۔میاں محمد شریف نے غریبی بھی دیکھی اور امیری بھی۔ نہ غریبی نے ان کے اخلاق کو تباہ کیا اور نہ امیری نے ان میں غرور اور تکبر پیدا کیا۔ میری ان کے ساتھ اولین ملاقات اتفاق مسجد ماڈل ٹاؤن میں جمعہ کے روز ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پروفیسر طاہر القادری صاحب اس مسجد میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور ان کی تقریر کی لذت سے لطف اندوز ہونے کے لئے لاہور کے دور دراز علاقوں سے لوگ کشاں کشاں اتفاق مسجد پہنچ جاتے تھے۔ مجھے بھی پروفیسر طاہر القادری صاحب کے ساتھ قربت کا شرف حاصل ہوا اور ہماری یہ جان پہچان زندگی بھر کا اثاثہ بن گئی۔

ایک روز جمعہ کی نماز پڑھانے کے بعد پروفیسر طاہر القادری مسجد کے باہر ایک کار کے پاس کھڑے تھے۔ سب سے علیک سلیک کے بعد رخصت کی اجازت چاہی تو پوچھنے لگے خواجہ صاحب آپ کا میاں محمد شریف کے ساتھ تعارف نہیں ہے۔ میں نے نفی میں جواب دیا تو پروفیسر صاحب کہنے لگے کہ یہ میاں محمد شریف ہیں جن کے صاحبزادوں کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم ہیں۔ میں نے اشتیاق سے مصافحہ کرنے کے لئے میاں محمد شریف کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ انہوں نے مصافحہ کے فوراً بعد فرمایا کہ قادری صاحب خواجہ افتخار صاحب کو کون نہیں جانتا میں نے ان کی کتاب ''جب امرتسر جل رہا تھا'' پڑھی ہے۔ اور ان کے ساتھ آج کی ملاقات میرے لئے باعثِ مسرت ہے۔ میں نے میاں محمد شریف کی حوصلہ افزائی پر ان کا صدقِ دل سے شکریہ ادا کیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ بعد ازاں ایک روز طاہر القادری صاحب نے افطار پارٹی میں شرکت کی دعوت دی۔ میں ان کے ہاں پہنچا تو دیکھا کہ ان کے گھر کے باہر وسیع و عریض گراؤنڈ میں سینکڑوں نوجوان افطار پارٹی میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہاں ہجوم اتنا تھا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں پروفیسر صاحب کو اس ہجوم میں کہاں تلاش کروں کہ اس اثناء میں ایک باریش نوجوان میرے پاس آیا اور مجھے اپنے ساتھ لے کر ایک قریبی کوٹھی میں لے گیا۔ وہاں قادری صاحب بڑے پیار سے ملے اور کہنے لگے کہ ابھی تھوڑی دیر میں میاں محمد شریف صاحب اور میاں نواز شریف صاحب بھی آ رہے ہیں اور ہم چاروں اس کمرے میں افطاری کریں گے۔ تھوڑی دیر بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میاں نواز شریف اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ چلے آ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ گورنر پنجاب نواب سجاد حسین قریشی بھی تھے۔ مجھے دیکھتے ہی بڑے تپاک سے ملے اور کہنے لگے خواجہ صاحب میں آج کی افطار پارٹی کا بن بلایا مہمان ہوں۔ میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ نواب صاحب آپ کس طرح بن بلائے مہمان ہیں۔ کہنے لگے کہ کچھ دیر قبل میاں نواز شریف اور میں ایک جلسے میں شریک تھے۔ جلسہ ختم ہوا تو میاں صاحب نے کہا کہ نواب صاحب آیئے آج آپ کو ایسی افطار پارٹی میں لے چلتے ہیں جہاں نہ صوفہ ہو گا اور نہ کوئی کرسی۔ بلکہ فرشی سلسلہ ہو گا۔ نواب صاحب نے کہا کہ جب سے میں گورنر بنا ہوں اپنی جیب میں ایک مہر رکھتا ہوں اور کہتے ہیں کہ دانے دانے پر کھانے والے کا نام لکھا ہے اور اس طرح میں اپنی مہر نکال کر لگا دیتا ہوں۔ اس پر میاں محمد شریف اور ہم سب کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اسی دوران قریبی مسجد میں افطاری کا اعلان ہو گیا اور ہم چاروں زمین (فرش) پر بیٹھے قاری صاحب کی پر تکلف افطار پارٹی سے لطف اندوز ہوئے۔ اس کے بعد

Marfat.com

شرافت کے پیکر میاں محمد شریف سے گاہے بگاہے ملاقات ہوتی رہی۔

ایک روز اپنے بڑے صاحبزادے کے ساتھ جمعرات کے روز داتا دربار حاضری دے کر آ رہا تھا کہ میاں صاحب سے آمنا سامنا ہو گیا میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ وہ دیکھو تمہارے دوست حسین نواز کے والد گرامی میاں محمد شریف آ رہے ہیں۔ میرا بیٹا میاں محمد شریف کا لباس سفید قمیض شلوار دیکھ کر حیران ہو گیا۔ میں نے میاں محمد شریف کو سلام کیا تو انہوں نے اپنے دونوں بازو پھیلا کر مجھ سے معانقہ کیا۔ مجھے ان سے گلے ملنے کا جو لطف آیا وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد کئی مرتبہ ان کے آفس میں جا کر ان کی زیارت کرتا۔ گپ شپ ہوتی اور وہ ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کرتے۔ میاں محمد شریف کی ذات گرامی جامع الصفات تھی۔ انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت جس انداز سے کی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے گھر کا ہر فرد پانچوں وقت باقاعدگی سے نماز پڑھتا ہے اور دولت کے ساتھ ساتھ آنے والے غرور اور تکبر کا سایہ بھی ان کی اولاد پر نہیں پڑا۔ ان کی وفات سے ہمارا ملک ایک خدا ترس نیک دل اور شریف النفس شخص سے محروم ہو گیا ہے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

خواجہ افتخار۔ شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

مردِ آہن و بادشاہ گر

ابھی یہ کل کی بات معلوم ہوتی ہے جب میاں محمد شریف رائے ونڈ فارم کی ہنگامہ خیز زندگی کا اہم حصہ تھے۔ان کا ایک فرزند وزیر اعظم پاکستان اور دوسرا وزیر اعلیٰ پنجاب کے عہدہ پر متمکن تھا اور لوگ ان سے ایک ملاقات کے لئے انتظار میں کھڑے رہتے تھے۔پھر وہ وقت بھی آیا جب شریف خاندان کو جلاوطنی کا عذاب جھیلنا پڑا۔میاں محمد شریف نے وطن سے دوری کا یہ کرب کیسے سہا یہ وہی جانتے تھے۔بالآخر زندگی بطور قیمت ادا کر کے وہ اپنے وطن میں آسودہ خاک ہوئے۔جسدِ خاکی کی جدہ سے لاہور آمد رائیونڈ میں تدفین، رسم قل اور اب رسم چہلم کے بعد وہ تاریخ کے ایک روشن باب کی حیثیت میں جانے جائیں گے۔

ماضی کے بڑے انسانوں کی طرح میاں شریف نے بھی زندگی کا آغاز معمولی درجے سے کیا۔لوہے کی معمولی بھٹی سے کاروبار شروع کرنے والے میاں شریف نے ایک دن اتفاق فونڈری کھڑی کر دی۔جو اس وقت پیکو کے بعد ملک کا دوسرا بڑا صنعتی ادارہ تھا۔انہوں نے ڈھاکہ میں بھی انجینئرنگ فیکٹری لگائی۔بھٹو دور میں جب صنعتوں کو قومیانے کا سلسلہ شروع ہوا تو اتفاق فونڈری بھی حکومت کی تحویل میں چلی گئی۔لیکن میاں محمد شریف نے جنہوں نے ساری زندگی صرف صنعت کاری سیکھی تھی ہمت نہ ہاری اور کاروبار کو نئے سرے سے منظم کرنے میں جت گئے۔ بھائیوں کے ساتھ مل کر انہوں نے کچھ ہی عرصہ میں لاہور میں چھ نئے کارخانے اتفاق برادرز، اتفاق ٹیکسٹائل ملز، خالد سراج انڈسٹریز لمیٹڈ، نواز شہباز لمیٹڈ، جاوید پرویز لمیٹڈ اور ادریس اینڈ کمپنی قائم کر دیئے۔کاروبار بھائیوں میں تقسیم ہونے کے بعد میاں محمد شریف نے ایک بار پھر شریف گروپ قائم کر کے نئی صنعتیں لگائیں۔ضیاء دور میں ان کی زندگی نے ایک نیا رخ لیا اور انہوں نے اپنے بڑے بیٹے نواز شریف کو سیاست میں آنے کی اجازت دے دی جو ترقی کی منازل پھلانگتے ہوئے دو مرتبہ وزیر اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے۔

اقتدار اور دولت کے گھر کی لونڈی بن جانے کے باوجود میاں محمد شریف نے اپنی درویشانہ طرزِ زندگی کو ترک نہیں کیا۔ان کی یہ سادگی اور انکسار ہی تھا کہ وہ اپنے اردگرد بسنے والے انسانوں کے دکھوں اور تکالیف پر تڑپ جایا کرتے تھے۔انہوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں یتیموں، بیواؤں اور بے سہارا افرد کے وظائف مقرر کر رکھے تھے۔مزدوروں اور غریبوں کے بچوں کے لئے شریف ایجوکیشن کمپلیکس اور دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے شریف میڈیکل سٹی، میڈیکل کمپلیکس بنوایا جہاں دل کے امراض، زچہ و بچہ، گردوں اور دوسری تمام سنگین بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔میاں محمد شریف جلاوطن کئے جانے سے قبل باقاعدگی سے اتفاق ہسپتال جایا کرتے تھے اور مریضوں کے بیڈ پر جا کر تیمار داری کرتے۔ رائیونڈ میں زرعی فارم کے ساتھ انہوں نے شریف مسجد بھی تعمیر کروائی۔مذہب اور مشرقی اقدار کے ساتھ گہری وابستگی ان کی شخصیت کا خاصا تھا۔ان کی دیرینہ آرزو تھی کہ ملک میں اسلام کا بول بالا ہو اور شریعت نافذ ہو۔یہی سبب ہے کہ معروف سکالر ڈاکٹر اسرار احمد کے ایک خط کے جواب میں وہ اپنے تینوں بیٹوں کو لے کر ان کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے اور بقول ڈاکٹر اسرار احمد انہوں نے وہاں پر نواز شریف جو اس وقت وزیر اعظم تھے کو ہدایت کی کہ نفاذ شریعت اور اس کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کرنے کے لئے جلد از جلد اقدامات کئے جائیں۔اس کے بعد شریعت نافذ کیوں نہ ہو سکی۔اس

Marfat.com

کا جواب تو نواز شریف ہی دے سکتے ہیں۔ تاہم میاں محمد شریف اپنی ذمہ داری ادا کر کے سرخرو ٹھہرے۔

نواز حکومت کی برطرفی کے بعد 10 اکتوبر 2000ء کو پورے شریف خاندان کو سعودی عرب جلاوطن کر دیا گیا۔ غریب الوطنی کے اس دور میں بھی مرد آہن نے ہار نہیں مانی اور سعودی عرب میں ایک سٹیل مل کھڑی کر دی۔ یہ ان کی وطن سے محبت کا عالم تھا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اپنے مرنے کے بعد رائیونڈ میں تدفین کی وصیت کر رکھی تھی۔ میاں محمد شریف عارضہ قلب میں مبتلا تھے اور ایک عرصہ سے وہیل چیئر پر ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنے پر مجبور تھے۔ یہ بھی ان کی خوش نصیبی اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ کسی ملازم کے بجائے ان کے سعادت مند بیٹے ان کی وہیل چیئر کو دھکیلتے رہے۔

14 رمضان المبارک 29 اکتوبر کو جمعۃ المبارک کی مبارک ساعتوں میں سعودی وقت کے مطابق رات 8 بج کر 16 منٹ پر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مرحوم کے جسدِ خاکی کو پاکستان لانے اور ان کے بیٹوں کو جنازے میں شریک ہونے کی اجازت کے حوالے سے حکومت نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ راقم نے اپنے ایک کالم میں حکومت کے اس اقدام کی مذمت کرتے ہوئے شائستگی کی روایات ڈالنے پر زور دیا تھا۔ بعد ازاں حکومت کی طرف سے مثبت جواب آیا اور صدر پرویز مشرف کے خصوصی نمائندے کی حیثیت سے طارق عزیز اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی نے مرحوم کی قبر پر جا کر پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ علاوہ ازیں صدر مشرف نے خود جدہ میں نواز شریف اور شہباز شریف کو فون کر کے اظہار تعزیت کیا جو خوش آئند امر ہے۔ بہر حال میاں محمد شریف تو رخصت ہو چکے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

ادیب جاودانی۔ چیف ایڈیٹر ماہنامہ مون ڈائجسٹ

☆☆☆

Marfat.com

میاں محمد شریف......ایک مومن شخصیت

دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو دیکھنے میں بے سروسامان اور ناچیز ہوتے ہیں لیکن عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کی حرارت سے ان میں ایک چنگاری جنم لے کر چھپی رہتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ وہ چنگاری شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو کرنوں کی طرح بکھیرتی ہے۔ پھر زمانہ اس چنگاری کو لے کر آفتاب بناڈالتا ہے۔ اور زمانہ اور اشیائے زمانہ ان کے تابع ہو جاتی ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے اقبال نے کہا ہے

زمانہ لے کے جسے آفتاب کرتا ہے　　　انہی کی خاک میں پوشیدہ ہے وہ چنگاری

ایسے ہی لوگوں میں سے تھے میاں محمد شریف اور ان کی پہچان تھی کہ مومن تھے اور بقول اقبال ؎ مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق یعنی مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ چونکہ کائنات کے خالق کا ہو جاتا ہے اس لئے ساری کائنات اس کی ہو جاتی ہے بلکہ اس کی خادم بن جاتی ہے۔

میاں محمد شریف اپنی محنت سے پاکستان کے بڑے صنعت کاروں کی صف میں شامل ہوئے۔ اتفاق فاؤنڈری بڑھ کر اتفاق گروپ آف کمپنیز بنی اور یہ سب پیشہ ورانہ غیر معمولی صلاحیتوں کا نتیجہ تھا۔ مومن صفت یہ شخصیت اپنے ہاتھ سے محنت کر کے حلال رزق کمانے کی اہمیت جانتی تھی اور تمام عمر اسی پر عمل کرتے ہوئے ایک مثال قائم کی جو ملک کے تمام صنعت کاروں کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ میاں محمد شریف ملکی صنعت کو چار چاند لگانے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی کوششوں سے پاکستانی صنعت ملکی اور بین الاقوامی مارکیٹ میں ایک اچھے اور بہترین مقام پر جانی جاتی ہے۔ یقیناً وہ ایک قابلِ تقلید تاجر تھے جنہوں نے تاجر برادری کا نام اور مقام بلند کیا۔

میاں محمد شریف مٹی کو سونے میں بدلنے کا ہنر جاننے کے ساتھ ساتھ اپنی محنت کی کمائی میں سے حاجت مندوں کا حق مانتے اور بغیر مانگے ادا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بھائیوں بیٹوں اور خاندان کے دیگر افراد کو ساتھ ملا کر پاکستان میں صنعت کو بہت فروغ دیا جس سے ملک کے بے شمار لوگوں کو روزگار میسر آیا۔ وہ اپنے تمام ملازمین کو خاندان کا درجہ دیتے جس کے نتیجے میں ایک عام ملازم کے حقوق کی ادائیگی کے علاوہ اس کے افراد خانہ کا بھی خیال رکھا جاتا ہے جس کے تحت تعلیم، علاج معالجہ اور رہائش جیسی ضروریات کو اولین ترجیح دی جاتی۔

محنت میں عظمت ہے اور محنت کرنے والے کی گردن جیسے جیسے اللہ کے حضور جھکتی چلی جاتی ہے اللہ اس کے درجات بلند کرتا چلا جاتا ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے میاں محمد شریف اپنے مقصدِ زندگی کو نہ بھولے تھے اور یہی سبب ہے کہ ان کی نظر کبھی بھی حاجت مند سے نہ ہٹتی تھی اور دوسری جانب درجات بلند سے بلند تر ہوتے چلے گئے۔ ان کے بڑے صاحبزادے میاں محمد نواز شریف ملک کے وزیر اعظم بنے بلکہ ایسے وزیر اعظم بنے جس نے ملک کو صنعت و حرفت کے علاوہ دفاع میں بھی مضبوط کیا تاکہ کوئی بھی دشمن للچائی ہوئی نظروں سے وطن عزیز کی طرف نہ دیکھ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے فرزند میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب بنے۔ ان کے ساتھ ساتھ تیسرے بھائی میاں عباس شریف بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اپنے والد کے مشن میں ان کے ہمراہ تھے۔

یہ بات کھلی کتاب کی طرح عیاں ہے کہ میاں محمد شریف اور ان کے بیٹے ان لوگوں میں سے ہیں جو دوسروں کے راستے میں کانٹے بچھا

Marfat.com

نے کی بجائے ہٹانے کا کام کرتے رہے ہیں۔ یقیناً میاں محمد شریف نے اپنے بیٹوں کی تربیت کے دوران جہاں انہیں قرآنِ کریم اور سیرتِ پاک ﷺ کی تعلیم دی وہاں اقبالیات سے بھی روشناس کروایا کیونکہ والد سمیت تمام بھائیوں میں اقبال کے اس شعر کی جھلک نظر آتی ہے ۔

تمنا آبرو کی ہے اگر گلزارِ ہستی میں　　　　تو کانٹوں سے الجھ کر زندگی کرنے کی خُو کر لے

میاں محمد نواز شریف بطور وزیر اعظم اور میاں محمد شہباز شریف بطور وزیر اعلیٰ حکومتی نظام میں شامل تھے تو اس دوران اپنے والد میاں محمد شریف سے مشورہ ضرور کرتے تھے اور ان ہی سے نہیں ہر ایسا شخص جو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور کتاب پر ایمان کے ساتھ ساتھ عمل پر بھی یقین رکھتا ہے اور اس کا دل مومن ہے اس سے رائے ضرور لیتے تھے۔ ان بھائیوں کی تربیت ہی ایسی ہوئی تھی کہ وہ بزرگوں کو اپنا اثاثہ سمجھتے تھے۔ اس ضمن میں میاں محمد نواز شریف، ممتاز مسلم لیگی رہنما اور بزرگ سیاستدان خواجہ صفدر لون کی محبت، شفقت اور رہنمائی کبھی نہیں بھلا سکیں گے۔ سب بھائیوں میں اپنے والد کی کوئی نہ کوئی خوبی دکھائی دیتی ہے۔ دراصل میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد عباس شریف کو دین داری، عشقِ رسول ﷺ، سیاسی شعور اور بزرگوں کا احترام کرنا اپنے والد سے ورثے میں ملا ہے۔ میاں محمد نواز شریف اپنے نام کی طرح بہت نرم دل اور نوازنے والے واقع ہوئے ہیں۔ اسی لئے اپنے دورِ حکومت میں غریب افراد کا سہارا بننے اور انصاف فراہم کرنے وہ دور دراز علاقوں میں ان کے گھر تک گئے جہاں آج تک پچاس سالوں میں کوئی نہ جا سکا۔ اور نہ ہی کسی نے ایسا کر کے دکھایا۔

میاں محمد عباس شریف گو کہ سیاسی طور پر نمایاں نہیں ہوئے لیکن ان میں بھی دوسرے بھائیوں کی طرح اپنے والد کی خوبیاں بھری پڑی ہیں۔ ان تینوں بھائیوں کی تربیت ان کے والد گرامی نے قائد اعظمؒ کے ارشاد کے مطابق ایمان، اتحاد اور تنظیم کے سنہرے اصولوں پر کی ہے۔ حضرت سلطان باہُوؒ کا ارشاد ہے کہ ایک باپ اپنی اولاد کو وراثت میں جو سب سے بہترین چیز دیتا ہے وہ ہے اس کی اچھی تعلیم و تربیت۔ بے شک میاں محمد شریف نے اپنی اولاد کو وراثت میں بہترین چیز عطا کی اور تینوں بھائی اس معاملے میں بہت خوش قسمت ہیں۔

میاں محمد شریف فولادی عزم و ہمت کے مالک تھے۔ ان کی ہمت دیکھ کر مخالف لرز اٹھتے تھے۔ وہ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اور رحم دلی کے ساتھ پیش آتے اور دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کرتے۔ میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعظم بنے تو ان لوگوں کا جنہوں نے اس خاندان سے زیادتیاں کی تھیں خیال تھا کہ اب ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ مگر میاں محمد شریف نے انہیں معاف کیا۔ میاں محمد شریف کی شخصیت و کردار میں پاکیزگی اور شرافت بھری ہوئی تھی۔ اس مومن صفت انسان نے زمانے کے مطابق خود کو پورا اتارتے ہوئے اور اسلام کو نہ چھوڑتے ہوئے اپنی زندگی بسر کی۔ ایسے لوگوں کا مرنا جینا، ان کا عروج و زوال ان کی زندگی میں کم و بیش برابر ہوتا ہے۔ جس طرح آفتاب ایک طرف غروب ہوتا ہے تو دوسری طرف طلوع ہوتا ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز میں ایک ایسا وقت آیا جب وطن کو خیر باد کہہ کر سعودی عرب جانا پڑا۔ تمام املاک اور کاروبار کو چھوڑ کر وطن سے جانا کوئی خوشی کی بات تو نہ تھی لیکن ایسا کرنے والے مومن دل کے لوگ ہی ہو سکتے ہیں جو ہر حال میں اللہ کی خوشنودی کو ترجیح دیتے ہیں۔ قدرت کا بھی اصول ہے کہ اپنے پیاروں کو ذلت سے بچانے کے لئے اپنے اور قریب کر لیتی ہے۔

سیالکوٹ سے خواجہ محمد آصف، محمد منشاء اللہ بٹ، افتخار الحسن ظاہر شاہ اور شجاعت علی شاہ صاحبان عمرہ کی غرض سے سعودی عرب گئے ہوئے تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ وہ لوگ مدینہ شریف میں تھے جہاں انہیں میاں محمد شریف صاحب کے انتقال کی خبر ملی اور وہ تعزیت کے لیے جدہ چلے گئے۔ وہاں اہل خانہ کے علاوہ سینکڑوں پاکستانی سیاستدان بھی موجود تھے۔ جن میں خواجہ سعد رفیق، میاں حنیف، اقبال احمد خاکوانی بھی شامل ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ

Marfat.com

رہائش گاہ میں نمازِ تراویح میں قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی تھی جب میاں محمد شریف صاحب کی روح جسمِ خاکی سے پرواز کر گئی۔ پھر ان کی نمازِ جنازہ حرم شریف میں کعبہ شریف کے نزدیک حجرِ اسود کے مقام کے بالکل سامنے ادا کی گئی۔ یہ وہ مقام تھا جہاں نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر حجرِ اسود کو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب فرمایا تھا۔ میاں محمد شریف کا جنازہ اس جگہ پڑھائے جانے میں تینوں بھائیوں کے لئے انتقال کے بعد بھی والد گرامی کی جانب سے اشارہ تھا کہ ''سارے بھائی متحد رہیں اور ہمیشہ امن قائم کرنے کے لئے کوشاں رہیں''۔ نبی کریم ﷺ کا اس مقام پر کھڑے ہو کر حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور میاں محمد شریف کا جسدِ خاکی اس مقام پر رکھے جانا۔ اللہ سے محبت کرنے والے اور ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ کی نشانی ہے۔ سیالکوٹ سے جانے والے مسلم لیگی رہنما بتاتے ہیں کہ نماز فجر کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں حرم شریف میں موجود لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ جنازے کے بعد جب میت کو لے جایا جا رہا تھا تو حرم میں موجود تمام افراد دائیں بائیں مؤدبانہ کھڑے تھے جن میں زیادہ تر وہ لوگ شامل تھے جو انہیں نہیں جانتے تھے لیکن اللہ کا نظام ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کی پہچان کا انتظام خود ہی کر دیتا ہے۔

میاں محمد شریف کو ان کی وصیت کے مطابق دفنانے کے لئے پاکستان لایا گیا۔ اس موقع پر تینوں بھائی اپنے والد کی میت کے ہمراہ نہ آ سکے۔ اس درد کو ایک مسلمان اہلِ دل ہی محسوس کر سکتا ہے۔ اپنے والد گرامی کی میت کو رخصت کرتے وقت ان بھائیوں کے دل تو مغموم تھے لیکن ان کی آنکھوں میں چیتے کی سی چمک تھی جو اندھیری شب میں بھی دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور یقیناً اس وقت ان کے ذہن میں والد گرامی کی ساری زندگی اور ان کا مشن گردش کر رہا ہوگا جس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ان کی محنت جاری ہے۔ یقیناً وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ تو بزرگوں نے بتایا اور پاکستان بنا کر دے دیا۔ اب ان کی باری ہے کہ وہ بتائیں لا الہ کا مطلب کیا؟ اور پاکستان میں اللہ کے نظام کی حکومت ہو اور کوئی بھی اسے بری نظروں سے نہ دیکھے۔

میاں محمد شریف صاحب نے اپنی وصیت کے مطابق جہاں دفن ہونا پسند کیا تھا وہاں ان کی وصیت کے مطابق ایک مسجد اور مدرسہ بھی تعمیر کیا جائے گا۔ مسجد وہ جہاں نمازی صاحبِ اوصافِ حجازی ہوں جہاں ایک ہی صف میں کھڑے محمود و ایاز ہوں۔ مدرسہ وہ جہاں اللہ کا پاک کلام اور نبی اکرم ﷺ کی سنت اور محبت سینوں میں بھری جائے جیسے قدرت نے پھول میں خوشبو بھری ہے کہ جب وہ بکھرتی ہے تو فضا معطر کر دیتی ہے۔ طالب علم دل کا مومن اور کردار کا غازی ہو جو سچا مسلمان محبِ وطن پاکستانی ہو...... اور ہمیشہ مظلوم کا مددگار ہو۔ وہ اقوام بدقسمت ہوتی ہیں جو ایسی نیک روحوں کو اپنے وطن سے دور کر دیتی ہیں اور ایسا کرنا رحمت سے منہ موڑنے کے مترادف ہوتا ہے۔ میاں محمد شریف کی عظمت کو سلام کہ پھر بھی اپنے وطن کی خاک میں ملنا پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

جہاں میں اہلِ ایمان صورتِ خورشید جیتے ہیں　　اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

محمد طاہر بٹ سیالکوٹ۔ ماہنامہ شہ رگِ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

میاں محمد شریف...... پارس پتھر

ارشاد ہوا بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو نفع پہنچے۔ تخلیقِ آدم کے فلسفہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو پیدا کرنے کا مقصد ہی دوسروں کو نفع پہنچانا تھا، شاید اسی فلسفے کی بنیاد پر ہمارے فلاسفر شاعر نے کہا تھا۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّو بیاں

یعنی اللہ کو صرف اپنی عبادت کروانا ہی مقصود ہوتی تو ان گنت ولا تعداد فرشتے ہی کافی تھے۔ انسان کو تو دوسروں کے درد کا مداوا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور جس نے اس فلسفے کو سمجھ لیا اللہ نے اسے دنیا میں بھی شان وشوکت، مال ودولت اور جاہ وجلال سے نوازا اور آخرت میں بھی اپنا قرب عطا کیا۔ جن لوگوں پر ان تمام خداوندی نعمتوں کا نزول ہوا۔ ان میں ایک ممتاز ترین نام جناب میاں محمد شریف مرحوم ومغفور کا بھی ہے۔

میاں محمد شریف کا شمار جہاں نابغہء روزگار شخصیات میں کیا جاتا ہے، وہاں ان کا ذکر خاصانِ بارگاہ میں نہ کرنا بذاتِ خود ایک ظلم ہے، جو عدل کی ضد ہے۔ اور عدل تو یہ ہے کہ حق دار کو اس کا حق دیا جائے۔ میرے خیال میں میاں محمد شریف مرحوم ومغفور کو یہ حق دیا جانا چاہیے کہ ان کا شمار اللہ کے ان دوستوں (ولیوں) میں ہوتا ہے جن پر اللہ رب العزت ہمیشہ کے لئے راضی ہو گیا۔ اب تک میاں محمد شریف مرحوم پر بے شمار کالم ومضامین لکھے جا چکے ہیں۔ محترم انوار قمر صاحب کے مطابق میاں محمد شہباز شریف کے ترجمان جناب فرخ شاہ اور ان کے بڑے بھائی محترم جناب خالد محمود شاہ مدیر ''شہ رگِ پاکستان'' میاں محمد شریف کی شخصیت اور ان کے اوصاف پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس سے پہلے تو عام آدمی میاں محمد شریف کو ایک کامیاب ترین صنعت کار، ایک عظیم مدبر اور مجسم پیکر ووفا کے طور پر ہی جانتا ہے۔ میں اپنی اس تحریر میں میاں محمد شریف کے ایک اور پہلو کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ میرے خیال میں اب تک کسی نے میاں محمد شریف کی شخصیت کے اس پہلو کا ذکر نہیں کیا۔

میاں محمد شریف مرحوم ومغفور حقیقی معنوں میں پارس پتھر تھے۔ انہوں نے جسے بھی چھو لیا وہ سونا بن گیا۔ اس بات کا تو سب کو علم ہے کہ اتفاق فونڈریز میں انہوں نے جیسے ہی لوہے کو چھوا وہ ''سونا'' بن گیا لیکن اس بات کا بہت کم لوگوں کو علم ہے یا انہیں بتانے سے گریز کیا جاتا رہا ہے کہ پاکستان کی (اس وقت) بے شمار قد آور شخصیات ایسی ہیں جن کو ''بونوں'' سے سرو قد بنانے میں صرف میاں محمد شریف مرحوم کا ہی ہاتھ ہے۔ ان میں ایک شخصیت تو علامہ ڈاکٹر طاہر القادری کی بھی ہے۔ طاہر القادری سے ''قائد انقلاب'' علامہ ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری تک کا سفر قادری صاحب نے میاں محمد شریف کے کندھوں پر کیا ہے۔ واقفانِ حال جانتے ہیں کہ اگر میاں محمد شریف مرحوم ڈاکٹر طاہر القادری کو اپنے ''کندھے'' پیش نہ کرتے تو آج وہ صرف لاہور کی کسی بڑی مسجد کے پیش امام ہوتے اور دنیا انہیں ''قائد انقلاب'' کی حیثیت سے نہ پکار رہی ہوتی۔ علامہ صاحب نے میاں محمد شریف کے کندھوں کو کیسے استعمال کیا سر دست یہ بتانے کی ضرورت نہ ہے۔ لیکن یہ سب جانتے ہیں کہ اپنا قد بنتے ہی علامہ صاحب نے میاں محمد شریف اور ان کے خاندان کے ساتھ بے مروتی کی انتہا کر دی۔ اور اگر چہ آج ''قائد انقلاب'' اپنی گلی میں بھی انقلاب برپا کرنے سے معذور ہیں تو اس کا سبب یقیناً محسن کشی ہے۔ مجھے اس وقت شدید حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب میاں محمد شریف مرحوم کی وفاتِ حسرت آیات پر علامہ طاہر القادری کی

Marfat.com

آنکھوں اور قلم کو اشک بار نہ دیکھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی ان کے قلم میں سیاہی میاں محمد شریف کے پیسوں سے بھری جاتی ہے۔

دوسری شخصیت سابق گورنر پنجاب، سابق صدر پاکستان مسلم لیگ ہم خیال (بعد میں ق لیگ) جناب محمد اظہر کی ہے۔ میاں اظہر بھی میاں محمد شریف مرحوم کی "انگلی" پکڑ کر ایوانِ اقتدار میں داخل ہوئے۔ میاں محمد شریف مرحوم کے ذاتی ڈرائنگ روم سے لے کر "گورنر ہاؤس" تک کا سفر میاں اظہر نے کیسے طے کیا؟ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ سب پر عیاں ہے کہ میاں اظہر کا اقتدار اور شان وشوکت کس کی بدولت تھی۔ مگر میاں اظہر نے بھی کج ادائی کی انتہا کر دی۔ محسن فراموشی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ میاں برادران کی پیٹھ میں ترازو ہونے والا پہلا تیر میاں محمد اظہر کی کمان سے نکلا تھا۔ شاید میاں محمد شریف نے اس کج ادائی پر میاں اظہر کو معاف کر دیا ہو لیکن ...... اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ راتوں رات گورنر بن جانے والا اب کسی یونین کونسل کا ناظم بھی نہیں بن سکتا۔ میاں اظہر کا ذاتی قد کاٹھ ہی کیا ہے؟ سوا پانچ یا ساڑھے پانچ فٹ بندے کا آسمان اقتدار کی بلندیوں کو چھو لینا کوئی مذاق تو نہیں خیر یہ مذاق بھی ہوا اور میاں محمد شریف مرحوم کی نظر التفات نے ایک لیبر کونسلر لیول کے بندے کو گورنر تک بنا ڈالا۔

بندہ کس کس میاں اظہر کا ذکر کرے۔ میاں محمد شریف تو جس کے پاس سے بھی گزر گئے مسندِ اقتدار اس کے لئے اسکول کا ٹاٹ بن گئی۔ ان کے رفیق جو الحمدللہ آج بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں میاں محمد شریف نے انہیں کھڑا کیا تھا جناب محمد رفیق تارڑ جو بقول آئینی ماہرین آج بھی پاکستان کے آئینی صدر ہیں وہ بھی تو میاں محمد شریف مرحوم کے التفات کا مظہر ہیں۔ لیکن آفرین ہے اس پیکرِ وفا پر کوئی خوف ڈر یا لالچ اس کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکا۔ یہ آج بھی پورے قد کے ساتھ کھڑا ہے اور پھر قدرت کے انعامات کی انتہا دیکھئے کہ میاں محمد شریف کی رسم قل کے موقع پر قائدین اور کارکنوں نے بھی صدر رفیق تارڑ کو وہی پروٹوکول دیا جو وہ انہیں صدر مملکت ہوتے ہوئے دیا کرتے تھے۔ میاں محمد شریف کی رسم قل میں، میں نے کئی بونوں اور سرو قدوں کو دیکھا لیکن جو عزت اور احترام صدر رفیق تارڑ کے حصے میں آیا اس سے میرا یہ یقین ایمان میں بدل گیا کہ وفا زندہ رہے تو کسی عہدے کے ساتھ سابق کا سابقہ بے معنی ہو کے رہ جاتا ہے۔ صدر رفیق تارڑ حقِ وفا نبھانے پر سیلوٹ کے حقدار ہیں (لیکن یہ سیلوٹ کسی گریڈ بائیس کے مجبور جرنیل کا نہیں ایک محب وطن پاکستانی کے دل کا ہے)۔

دور کیوں جائیں میاں محمد شریف کے اہلِ خانہ ہی کو دیکھ لیں میاں محمد نواز شریف، میاں شہباز شریف، میاں عباس شریف، محترمہ کلثوم نواز شریف۔ کیا ایک ہی گھرانے میں اتنے تابندہ ستارے مل سکتے ہیں جو سیاسی افق پر ایک ہی وقت میں پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگاتے ہوں؟ اگر میاں نواز شریف نے ہر دل عزیز لیڈر ہونے کا ثبوت دیا ہے تو میاں شہباز شریف نے بھی بے مثال ایڈمنسٹریٹر اور مدبر سیاستدان ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ پھر محترمہ کلثوم نواز شریف کی جدوجہد کو کس طرح نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی مختصر سی سیاسی جدوجہد نے ہی فوجی حکمرانوں کی نیندیں اڑا دی تھی۔ شریف خاندان کی محبت پاکستانی عوام کے دلوں پر نقش ہو چکی ہے اور یہ میاں محمد شریف مرحوم کی ریاضتوں کا ثمرہ ہے جو ان کی نسلوں کو تا دیر ملتا رہے گا۔ ہر چند میاں محمد شریف مرحوم انسانی جسم کے ساتھ اپنے اہل خانہ کے ساتھ نہیں رہے مگر ان کا سایہ ہمیشہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہے گا۔ جیسے خدا کے خاص بندوں کا سایہ ہمیشہ اپنے محبت کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ اگر وہ میاں محمد شریف کا سایہ اپنے سروں پر محسوس کرتے ہیں تو انشاء اللہ پھر حکمران بنیں گے کیونکہ جس "ہما" کا ذکر کیا جاتا ہے دراصل وہ ہما اللہ کے خاص بندوں کا سایہ ہی ہوتا ہے۔ محمد ادریس ناز۔ ماہنامہ شہ رگ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

عصرِ حاضر میں دیگر شعبہ ہائے حیات کی طرح کالم نویسی اور تبصرہ نگاری کے شعبہ میں بھی صنفِ نازک کا عمل دخل انتہائی معقول اور حوصلہ افزاء ہے پرنٹ میڈیا میں خواتین رائیٹرز کی قلم کی کاٹ اور لہجے کی بلاغت بلاشبہ باعثِ طمانیت وقابلِ داد ہے۔ محترمہ زاہدہ حنا، محترمہ صوفیہ بیدار اور محترمہ نورین طلعت عروبہ نے اپنے علیحدہ علیحدہ کالموں (جومیاں محمد شریف مرحوم کی جلاوطنی میں وفات کے بعد مختلف تواریخ اور مختلف اخبارات میں شائع ہوئے) میں انسانی محسوسات، سیاسی روایات اور اخلاقی ومذہبی اقدار کے پس منظر میں میاں شریف مرحوم کی سماجی خدمات کو محسوس کر کے بڑے چشم کشا انداز میں نذرِ قرطاس کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جنازوں کی دہشت

آنکھیں اگر بجھ رہی ہوں اور روشنی کے سائے لہرا رہے ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ ایسے وقت میں یونان کا نابینا شاعر ہومر یاد آتا ہے جس نے کھلی آنکھوں سے کسی جنگ کا منظر نہیں دیکھا لیکن پریام یا ایکلیز کے دمکتے ہوئے بکتر پر اور لہراتی ہوئی تلواروں پر طلوع ہوتے ہوئے سورج کی کرنوں کا نگاہوں کو خیرہ کرنا اس نابینا نے اپنی بند آنکھوں سے کیسے دیکھا کہ اڑھائی ہزار برس بعد بھی وہ مناظر دنیا کا عظیم شاہکار ہیں۔ مجھے رود یاد آتا ہے۔ فارسی کا وہ بے مثل شاعر جس کی شاعری آج بھی فارسی ادب کی آبرو ہے۔ اور پھر مجھے نکولائی آستراوسکی یاد آتا ہے جس کا ناول When the iron was hot میں نے جو سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں پڑھا تھا اور جس کا ترجمہ ''دار ورسن کی آزمائش'' آج بھی میری نسل کے ہزاروں افراد کو یاد ہے۔ وہ جو اپنی آنکھیں کھو بیٹھا تھا اور تب اس نے اپنے گاؤں کے بڑھئی سے لکھنے والا تختہ بنوایا تھا جس میں ہر سطر کے بعد لکڑی آپ ہی آپ نیچے ہو جاتی تھی تاکہ اس کی لکھی ہوئی لکیریں سیدھی رہیں۔ میں ان سب لوگوں کے بارے میں سوچتی ہوں اور خود پر نفرین کرتی ہوں کہ مجھ پر تو کچھ ہفتوں کی آزمائش ہے پھر آنکھیں ٹھیک ہو ہی جائیں گی۔ میں آنکھیں بند کر کے کیوں نہیں لکھ سکتی۔ میری آڑی ترچھی لکیروں کو کوئی بھی ترتیب سے ازسرِ نو لکھ لے گا۔ ان دنوں آنکھیں بجھی ہوئی ہیں لیکن کانوں پر پہرے نہیں کیسی کیسی خبریں ہیں جو دنیا کے ہر کونے سے چلی آتی ہیں۔ ایک المناک خبر ایک ایسے شخص کی ہے جو مزدور پیدا ہوا تھا جس نے اپنے دو ہاتھوں سے اپنی سلطنت تعمیر کی تھی۔ اس کی محنت دو مرتبہ رائیگاں کی گئی۔ وہ دو مرتبہ جلاوطن ہوا۔ آخری جلاوطنی سے نجات موت نے دی۔ وہ شخص جس کے صنعتی ادارے حکومت کو اربوں روپے سالانہ ٹیکس دیا کرتے تھے جس کا سیاست سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا اس نے جب اپنی مٹی میں دفن ہونا چاہا تو اس کی اجازت نہ ملی اور جب ملی تو یوں کہ اس کا جلوسِ جنازہ بھی نکلنے نہ دیا گیا۔ طیارے ہائی جیک ہوتے تو سنا تھا اب یہ بھی ہوا کہ سرکاری ہیلی کاپٹر میں ایک غیر سیاسی بزرگ کا جنازہ ہائی جیک ہوا۔ میں مرحوم میاں محمد شریف کو ذاتی طور پر نہیں جانتی تھی لیکن یہ ضرور جانتی ہوں کہ وہ ایک اصول پسند دیندار اور انتہائی مخیر انسان تھے لیکن اس سے بڑھ کر وطن پرست تھے۔ انہوں نے ایک ایسی سرزمین پر آخری سانس لی جہاں آخری دم دینا لوگ ایک سعادت خیال کرتے ہیں اور جہاں دفن ہونا لوگوں کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن میاں محمد شریف کے لئے وطن کی مٹی میں دفن ہونا ایک بڑی سعادت تھی ان کے گھر والوں کو جس قدر بھی دلاسہ دیا جائے وہ کم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں اپنی خوش نصیبی پر بھی ناز کرنا چاہئے کہ وہ ایک بڑے باپ کے پسماندگان ہیں۔ میاں شریف کی آخری خواہش کی تکمیل میں حکومتِ پاکستان کی اور حکمرانوں کی جانب سے جو روڑے اٹکائے گئے اسے میں نے پل پل سنا اور یہی سوچتی

Marfat.com

رہی کہ جن حکمرانوں کو ایک ۸۵ سالہ غیر سیاسی بزرگ کی میت سے خوف آئے وہ واقعی کتنے طاقتور ہوں گے۔ مجھے بھٹو صاحب کا جنازہ یاد آیا جس پر ان کی بیوی اور بیٹی کو رونے کی اور آخری دیدار کی اجازت نہ ملی تھی۔ بھٹو صاحب کا مزار آج مرجع خلائق ہے ان کے بارے میں سفاکانہ فیصلے کرنے والے کے لئے برسی کا اہتمام سرکاری یا نیم سرکاری سرپرستی میں ہوتا ہے اور جس کا آخری دیدار بھی نہیں ہو سکا تھا۔

ہمارے ارباب اختیار کو بعض جنازوں سے بھی خوف آتا ہے انہیں ان سے بھی ڈر لگتا ہے جن کے بیٹے اور بیٹیاں عوام میں مقبول ہیں۔ محترمہ نصرت بھٹو گڑھی خدا بخش کی خاک میں سونا چاہے گی تو اقتدار کے ایوانوں میں کیسا زلزلہ برپا ہوگا۔ نصرت بھٹو صرف بیگم بھٹو یا مادر بینظیر نہیں وہ اپنے وقت میں ایک بڑی سیاسی رہنما رہی ہیں۔ انہوں نے لاکھوں کے جلوسوں کی قیادت کی ہے۔ ان کو اپنے جلو میں لے کر چلنے والوں کے قدموں کی دھمک سے دھرتی لرزتی تھی اور اس وقت کے غاصب حکمرانوں کے دل کانپتے تھے کیا حکومت سے اختلاف رکھنے والوں کے جنازوں کو ہائی جیک کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے؟ کیا خوب جمہوریت ہے۔ امریکہ نواز جمہوریت ایسی ہی ہوسکتی ہے۔ مجھے ان دنوں شیر شاہ سوری بہت یاد آیا بابر کو اپنے وطن کابل سے عشق تھا سو جب وہ ہندوستان کی سرزمین پر دم توڑ رہا تھا تو اس نے ہمایوں کو وصیت کی کہ اسے ہندوستان کی مٹی میں امانتاً دفن کیا جائے۔ ہمایوں تخت پر بیٹھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ باپ کی وصیت پر عمل کرتا اسے سلطنت اور جان دونوں کے لالے پڑ گئے اور اسے ایران کی طرف راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ ملک کے طول و عرض میں شیر شاہ سوری کا خطبہ اور سکہ رائج ہوا۔ شیر شاہ اور ہمایوں ایک دوسرے کے دشمن جانی تھے لیکن جب بابر کی بیوہ مبارکہ بیگم نے شیر شاہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے شوہر کی وصیت کے مطابق اس کے جسد خاکی کو کابل لے جانا چاہتی ہے تاکہ وہ اپنے وطن کی خاک میں دفن کیا جائے تو شیر شاہ نے مبارکہ بیگم کو نہایت احترام کے ساتھ بابر کے تابوت کے ساتھ اپنے سپاہیوں کی حفاظت میں کابل روانہ کیا۔ شیر شاہ کو اس شخص کی ہڈیوں سے کوئی خوف نہ آیا جس کے بیٹے سے اس نے سلطنت چھینی تھی اور جو اس وقت بھی ایران میں موجود تھا اور ہندوستان پر ایرانی افواج کی مدد سے حملہ کر کے شیر شاہ سوری سے اپنے باپ بابر کی سلطنت چھیننے کے منصوبے بنا رہا تھا۔

شیر دل ہونے کی شرائط کچھ اور ہوتی ہیں ایک میان میں دو تلواریں اور ایک شخص کے وجود میں دو منصب اسے شیر دل نہیں بناتے۔ شیر دل پر مجھے یاسر عرفات کا خیال آیا جو دیر تک موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا رہے۔ وہ شخص جو کئی دہائیوں تک مشرق وسطیٰ کی سیاست میں شیر کی طرح دھاڑتا رہا اور جس نے بیسویں صدی میں جدوجہد کی ایک نئی تاریخ رقم کی وہ اب موت کی وادی میں اتر گیا ہے۔ ابو عمار جس نے ایک ٹھکانے پر ایک رات سے زیادہ رات نہیں بسر کی اسی شیر کو مشرق وسطیٰ کے گیدڑ حکمرانوں اور مغرب کے عیار شاطروں نے پھر اس طرح دیوار سے لگایا کہ وہ پنجرے کا زخم خوردہ شیر ہو کر رہ گیا۔ جدوجہد فلسطین کا وہ واحد متعدل مزاج رہنما تھا جس کے ذریعے مسئلہ فلسطین حل کیا جا سکتا تھا اور فلسطینی ایک باعزت زندگی گزار سکتے تھے۔ اب شاید یہ امان بھی ختم ہونے والا ہے۔ میاں محمد شریف لاہور میں دفن ہونا چاہتے تھے۔ بیٹوں کو ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچانے کی اجازت نہ ملی۔ بھٹو صاحب کی بیٹیاں، بیوہ اور بیٹے ان کے آخری دیدار سے اور انہیں کاندھا دینے سے محروم رہے۔ اور اب خبر آئی ہے کہ یاسر عرفات جو یروشلم میں پیدا ہوئے تھے انہوں نے یروشلم میں دفن ہونے کی خواہش کی ہے۔ شیرون حکومت نے ان کی اس آخری خواہش کو ٹھکرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ دراصل خبر یہ ہے کہ ظلم جبر اور ناانصافی کے خلاف کتنے بہادر اور شیر دل ہیں وہ لوگ...... جنہیں جنازوں سے خوف آتا ہے۔

زاہدہ حنا۔ روزنامہ جنگ کراچی

☆☆☆

Marfat.com

میاں شریف کی واپسی

کبھی کبھی موت کتنی رحمدل ہو جاتی ہے، جو کام زندگی نہ کر سکے وہ موت کر دیتی ہے۔ وہ نارسائی کے دکھ اپنے دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ جب سارے تیر الٹے ہو جائیں نگاہیں وطن کی گلیوں کے لیے ترس جائیں، سارا بدن مجسم دعا کا روپ بنے کہ اے خاکِ وطن مجھے اپنی بانہوں میں سمیٹ لے تو دعائیں قبولیت کے درجے کو پہنچ جاتی ہیں میاں شریف کی دعا قبول ہوئی اور ان کا تھکا ماندہ وجود مرغِ بسمل کی طرح تڑپ کر وطن کی مٹی میں مٹی ہو گیا۔ اس طرح کہ اب اس خاک سے جدائی ممکن نہیں۔ کوئی قانون کوئی شق کوئی معاہدہ اور جلاوطنی انہیں وطن بدری پر مجبور نہیں کر سکتی موت کے آگے کسی کی نہیں چلتی کوئی فضائی پرواز اس کے آگے حائل نہیں ہو سکتی۔ آرزو اور موت کے بعد وجود خالی سے کوئی بھی خائف نہیں ہوتا۔ سب جانتے ہیں کہ یہ ہجر کی آگ میں جھلسا ہوا وجود ہے جو اپنے محبوب وطن کے وصل سے سرفراز و شرابور ہے اس وصل پر قطعی دکھ کی کوئی بات نہیں۔ فرزانوں اور دیوانوں میں ایسا ہی فرق ہوا کرتا ہے۔ فرزانے دیارِ غیر کی آسائشوں کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ اور دیوانے وصل کی خواہش میں موت کو گلے لگا لیتے ہیں۔ میاں شریف سے میری قطعی کوئی سیاسی وابستگی نہیں رہی، لیکن وہ میرے ہم وطن ہیں میں اس شخص کے لیے ویسے ہی اداس ہو گئی جیسے اپنے دکھ اور اپنے ہجر و یاس میں ہوا کرتی ہوں۔ وطن واپسی کی یہ شرط تو کڑی ہے۔ لیکن واپسی کا سفر بہر حال ہونا ہی ہوتا ہے، جو بھی جہاں بھی چلا جائے اسے لوٹ کر آنا ہے۔ ہم بھی اپنے الٹے سفر کی طرف گامزن ہیں جانے کب کہاں کیسے زندگی کی شام ہو جائے۔ میں نے اپنے دور میں اپنے اردگرد عزیز واقربا، دوست احباب اور ملنے جلنے والے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگوں کو اپنا لیڈر بدلتے دیکھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہ طالع آزما لوگ بھی میاں شریف کی ذات کی حد تک دو رائے نہیں رکھتے تھے۔ زندگی میں میری ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی، مگر میں نے ان کی زندگی اور مشقت کے بارے میں پڑھا سنا ضرور ہے اور جو ان کی ساری زندگی میں ان کی Achievments ہیں۔ وہ گواہی دیتی ہیں کڑی مشقت اور ریاضت کی!! کہا جاتا ہے کہ آپ نے پاکستان آکر پانچ سو روپے ادھار لے کر کاروبار کا آغاز کیا اور پھر محنت اور ذہانت کے بل بوتے پر سب سے بڑی بزنس انڈسٹری قائم کی، اتنی بڑی کہ اس کے کتنے شیئرز ہیں اس کا فیصلہ شریف فیملی نہیں کر سکی۔ اب ان کے شیئرز یا یونٹس کا فیصلہ برسوں سے عدالتیں کر رہی ہیں۔ میں سوچتی ہوں کہ پیسہ پیسہ جوڑ کر ماؤں کے دوپٹوں کی گانٹھ اور کانوں کی ڈنڈیوں سے برتنوں میں چھپائے گئے پیسوں اور عورتوں کی آپس میں ڈالی گئی کمیٹیوں تک سے مکانوں کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ عمروں میں کہیں مکان تعمیر ہو کر بچوں کی قلقاریوں، حقے کی گڑگڑاہٹ، دبی دبی بزرگوں کی کھانسی اور چہل پہل سے گھر کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ انسان اپنی ساری زندگی اس گھر کو سنوارنے بنانے اور قرضے اتارنے میں صرف کر دیتا ہے۔ محض اس خیال میں کہ جب ہڈیاں ٹھنڈی ہو جائیں، جب گھٹنوں میں دردیں ہوں گی۔ تو مل بیٹھ کر چھوٹے چھوٹے ٹوٹکوں میں زندگی کو گھونٹ گھونٹ حلق سے اتاریں گے۔ محض آخری ایام کے لیے ہمارے ہاں اولاد کثرت سے پیدا کی جاتی ہے۔ زندگی کا بہترین حصہ محض آخری ایام کے لیے بہترین سہولتوں، لباس اور خوراک میں گزار دیا جاتا ہے۔ کہ آخری وقت اپنے گھر کی چارپائی پر عزت کی موت سے ہمکنار ہوں۔ یہ گھر کی چارپائی کیا ہوتی ہے، اسے صرف وہی سمجھ سکتا ہے۔ جسے دیارِ غیر، زبانِ غیر اور نامانوس ماحول میں کلمہ آخرت پڑھنا پڑے۔ میں پورے وثوق سے یہ بات کہتی ہوں کہ ایسا کوئی بھی نہ ہو گا۔ جو وطن سے دور مرنا چاہتا ہو، کیونکہ ایسا چاہنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ دیارِ غیر میں

Marfat.com

انسان ویسے ہی جیتے جی مر جاتا ہے۔ ہزار آسائشیں، سہولتیں اور پر تقدس ماحول ہو، لیکن وطن کے ماحول کا رنگ، آسائش اور اپنا پن دنیا کی تمام سہولیات پر بھاری ہے۔ وطن کی گلیاں خون کے آنسو رلاتی ہیں میاں شریف نے بھی اک گھر بنایا تھا کاروبار کیا اولاد اور پھر اولاد کی اولاد دیکھی زندگی نے کامیابی سے ہم کنار کیا۔ تاہم عبادت، طبیعت میں کوئی فرق نہ آیا۔ جب رزق وافر ہوا تو اس کے منہ لوگوں کے لیے کھول دیئے۔ ہسپتال بنائے، ادارے بنائے، ملازمتیں فراہم کی، دکھی لوگوں کی امداد کی اور اپنے گھر کی حفاظت ان کے دائرۂ اختیار سے باہر ہو گئی۔ وقت ایسا بھی آیا کہ اس زمانۂ پیری میں شفقت پدری سبقت لے گئی۔ رخت سفر تو پہلے ہی بندھ چکا تھا، تھکا ماندہ اداس وجود لیے مقدس سرزمین کو اپنایا اور اس عمر میں بھی محنت کی عادت سے چھٹکارا نہ پا سکے۔ وہ انڈسٹری جسے ابھی اور پاکستان میں بننا تھا، حجاز مقدس میں بنی۔ ہر مسلمان کا خواب ہے کہ مرنے سے پہلے وہ ایک بار حجاز مقدس ضرور دیکھ لے۔ نبی کریمؐ کے روضۂ مبارک کا دیدار کر لے اور خاکِ مدینہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لے اور اس خوبصورت لمحے میں اگر موت بھی گلے لگا لے، لیکن دفن اپنے باپ دادا کی قبروں کے نزدیک ہو۔ میں جب بھی اپنے آبائی قبرستان جاتی ہوں تو عجیب سی آشنائی اور رومانویت کا احساس ہوتا ہے اور لاشعوری طور پر اپنے ماں باپ کی قبروں کے اردگرد خالی جگہ کو ڈھونڈتی رہتی ہوں۔ یہ وہ خواہش ہے، جو کبھی مجھ پر بھی آشکار نہ ہوتی ہے۔ والدین سے بچھڑنے کے بعد موت ایک عالم وصال لگنے لگی ہے۔ اپنوں کو اپنے ہاتھوں سے سپردِ خاک کیا، نہلایا، کفنایا جانتی ہوں کہ یہ دکھ کیسا ہے۔ زندگی کے کسی بھی حصے میں والدین کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ اور بعد از مرگ کھلتا ہے کہ وہ معمہ کیا تھا، کیوں لوگ تڑپا کرتے ہیں۔ وہ کیسے گھونسے ہوتے ہیں، جو دل پر پڑے ہیں۔ انسان والدین کے جیتے جی کبھی اس درد کو محسوس نہیں کر سکتا۔ اس غم کا احاطہ ہی نہیں کر سکتا، جو اپنی پوری گہرائی کے ساتھ کھال کے خلیوں میں اتر جاتا ہے۔ اللہ رب العزت میاں محمد شریف کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کی اولاد کو صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اتفاق، جو باعث اتفاق کی عدم موجودگی میں اتنا زیادہ ممکن نہیں، اللہ کرے قائم رہے، کیونکہ پاکستانی گھرانوں میں میاں شریف کا گھرانہ مثالی گھرانہ ہے اور آپسی محبت، عزت و احترام اور برکت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

صوفیہ بیدار روزنامہ خبریں 6 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

سفرِ آخرت کا احوال

دو روز قبل حسین نواز کی تین ماہ کی بیٹی زینب کے انتقال کی خبر میاں محمد شریف سے چھپائی گئی کہ وہ دل کے عارضے کے باعث پچھلے چند روز سے بہت زیادہ کمزوری محسوس کر رہے تھے۔

عشاء کی نماز پڑھ کر بیگم شمیم اپنے کمرے میں ہی تلاوت کلام پاک میں مصروف تھیں۔ ملازم نے میاں شریف صاحب کو وضو کروا کے وہیل چیئر پر بٹھایا اور سیر کے لئے نیچے جانے کے ارادے سے کرسی کو ذرا سا دھکیلا ہی تھا کہ میاں شریف ذرا سا جھکے اور چہرے پر نقاہت کے آثار نمایاں ہوئے۔ بیگم صاحبہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انگشت شہادت اٹھا کر ہلکی سی آواز میں کلمہ پڑھا۔ سرور پیلس میں اس وقت نماز تراویح جاری تھی۔ بیگم صاحبہ نے میاں صاحب کی آنکھوں کی پتلیوں کو پھرتے دیکھا تو جوس پلانے کی کوشش کی، کچھ منہ میں گیا اور کچھ باہر گر گیا۔ کسی نے دوڑ کر ڈاکٹر عدنان کو بلایا جو پچھلے کئی سال سے بڑے میاں صاحب کے معالج تھے۔ انہوں نے میاں شریف کو منہ سے سانس دینے کی کوشش کی لیکن وہ نیم بے ہوشی کی کیفیت میں چلے گئے۔ فوری طور پر انہیں قریبی ہسپتال (یونائیٹڈ ڈاکٹرز ہسپتال) لے جایا گیا جہاں وہ چند لمحوں کے لئے ہوش میں آئے۔ انہوں نے ڈاکٹر عدنان سے کہا ''اب میں جا رہا ہوں شکریہ''۔ گھر کی خواتین کو روتے دیکھ کر صبر کی تصویر حسین نواز شریف نے کہا ''آپ لوگ روئیں لیکن بلند آواز سے نہیں، اور کوئی بین نہیں کرے گا''۔ اپنی دادی، والدہ، چچی، بھابی اور بہنوں کی نظروں میں لکھا ہوا سوال بھی حسین نے پڑھ لیا اور کہا ''مجھ سے زیادہ دکھی کوئی نہیں ہوگا مجھے میرے دادا جان نے ہی پانچ وقت کی نماز کا عادی بنایا۔ تمام اچھی باتیں میں نے ان سے سیکھیں لیکن ہمیں اپنے ہر عمل میں شریعت کو سامنے رکھنا ہے۔

بڑے میاں صاحب کے انتقال پُر ملال کی خبر ٹی وی چینلز سے نشر ہوتے ہی دنیا بھر سے ٹیلی فون کالوں کا تانتا بندھ جاتا ہے لوگ رو رو کر اظہارِ تعزیت کر رہے ہیں اور گھر کے افراد سب کو صبر کی تلقین کر رہے ہیں۔ سرور پیلس میں تعزیت کیلئے آنے والوں کا ہجوم بڑھ رہا ہے۔ گھر کے نچلے حصے میں لوگ میاں شریف صاحب کے صاحبزادوں سے تعزیت کر رہے ہیں۔ ہر شخص کی زبان پر بڑے میاں صاحب کی شرافت، دیانت داری، وضعداری، انتھک محنت، مہمان نوازی، غریب پروری، حب الوطنی، خلوص و محبت اور عشق رسول ﷺ کا ذکر ہے۔ اس شخص کے درجات کی بلندی میں کیا شک ہے کہ جسے اس کے دشمن بھی اچھا کہنے پر مجبور ہوں۔ ایک بزرگ نے بے حد محبت سے کہا ''ان کا نام میاں محمد شریف ان کی وفات کا مہینہ رمضان شریف اور ان کی نماز جنازہ کا متبرک مقام حرم شریف، واہ کیا خوبصورت تکون ہے''۔

اتفاق کا لفظ ان کی لگائی گئی صنعتوں کے لئے محض ایک نام ہی نہ تھا بلکہ انہوں نے اپنے خاندان پر اس لفظ کے معنی کھولے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور میں بنے ہوئے ایک ہی شکل وصورت کے سات گھروں میں ایک خوبی یہ تھی کہ ان کی صرف دیواریں ہی ملی ہوئی نہیں تھیں بلکہ دل بھی محبت کے ایسے ہی سلسلے سے جڑے ہوئے تھے۔

خوش بختی میری کہ میں نے اس عظیم انسان کو دیکھا جس نے کتنی ہی ایسی باتوں کو حقیقت کا روپ دیا جو سننے میں افسانہ محسوس ہوتی تھیں۔ پُرسے کے لئے آنے والا ہر انسان ان کی ان خوبیوں سے باخبر ہے اور گاہے بگاہے انہیں دہرا رہا ہے۔ تدفین ان کی وصیت کے مطابق

Marfat.com

رائے ونڈ میں کرنے کا فیصلہ کرلیا جاتا ہے۔ سعادت مند بیٹوں نے کبھی اپنی لغت میں والد محترم کے نام کے ساتھ ''اختلاف'' کا لفظ رکھا ہی نہیں۔ اتوار کی صبح ہسپتال سے میت گھر لاکر افراد خانہ کو بڑے میاں صاحب کا پرنور چہرہ دکھایا جاتا ہے۔ خوشبو بکھیرتی ہوائیں ان کے جسدِ خاکی کی آمد کا پتہ دیتی ہیں۔ بڑے صبر کے ساتھ بیٹے، بہوئیں، پوتے، ان کی بیویاں، پوتیاں، ان کے شوہر عمرے پر آئے ہوئے بہت سے قریبی عزیز، یہ منظر دیکھ کر حیران ہیں کہ چہرے پر نہ کسی کمزوری کے آثار ہیں نہ بیماری کے۔

تہجد کے وقت میاں شریف صاحب کا جسدِ خاکی جدہ سے مکۃ المکرمہ لے جایا جاتا ہے جہاں رمضان المبارک کے باعث ان دنوں ساری دنیا سے آیا ہوا مسلمانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکھائی دیتا ہے۔ فجر کی نماز کے فوراً بعد حرم پاک میں موجود لاکھوں فرزندانِ توحید میاں محمد شریف کی نمازہ جنازہ میں شریک ہیں۔ حرم کے صحن برآمدوں چھتوں اور حرم کے باہر کھلے مقامات پر بھی اتنے لوگ ہیں کہ حدِ نگاہ تک صرف سر ہی سر دکھائی دیتے ہیں۔ اس بات پر اعتبار پختہ ہوتا ہے کہ کسی مرنے والے کے جنازے میں اتنے لوگوں کی شرکت اس کی بخشش کی پہلی گواہی ہوتی ہے۔ رات نو بجے کی پرواز سے بڑے میاں صاحب کا جسد خاکی کراچی روانہ ہوتا ہے۔ مغرب کے فوراً بعد آخری دیدار کے لئے ایمبولینس پھر سرور پیلس میں داخل ہوتی ہے۔ جدہ کے حبس زدہ موسم میں اچانک تیز خوشگوار ہوا کے جھونکے گویا استقبال کو آتے ہیں۔ نوعمر باریش پوتا عزیز عباس دادی کو وہیل چیئر پر لے کر آتا ہے۔ نواز شریف جھک کر ماں سے کہتے ہیں ''اباجی کو رخصت کیجئے'' والدہ کرسی سے اتر کر ایمبولینس کی سیٹ پر تابوت کے پاس بیٹھ کر چند دعائیں پڑھتی ہیں۔ ہر وقت محبت پاش نظروں سے اپنے والدین کو تکتے رہنے والا، کھانے کے اوقات میں والدہ اور والد کے پاس کھڑے رہ کر ان کی پلیٹوں میں کھانے کی اشیاء رکھنے، پانی پلانے، سہارا دے کر والد کو وہیل چیئر سے اٹھانے، بٹھانے والا چھوٹا بیٹا عباس شریف، ہمیشہ باپ کی وہیل چیئر لانے کا فریضہ سرانجام دینے اور باپ کی پکار پر ہر قسم کا کام ادھورا چھوڑ کر لپکنے والا بیٹا نواز شریف بے حد اداس ہے۔ صبر اور تحمل کی تصویر بنا فرماں بردار بیٹا شہباز شریف ایمبولینس سے ٹیک لگائے کسی سوچ میں گم ہے۔ ان تینوں سعادت مند بیٹوں نے کبھی یہ گمان بھی نہ کیا ہوگا کہ وہ باپ کی تدفین کے وقت موجود نہ ہوں گے۔ گو انہوں نے حرم پاک میں جنازے کو کندھا بھی دیا۔ نماز جنازہ بھی پڑھی لیکن ان کی آنکھوں میں مچلتے ہوئے سوالوں کا جواب کسی کے پاس نہ تھا۔

وہ چپ چاپ باپ کے جسدِ خاکی کے ساتھ ایمبولینس میں بیٹھتے ہیں۔ انتہائی غم زدہ ڈاکٹر عدنان، بریگیڈیئر (ر) جاوید اور میاں شریف کا وفادار ملازم محفوظ ان کے ساتھ پاکستان جا رہے ہیں۔ دوسرے ملازم پاکستان جاتے رہتے ہیں۔ محفوظ سے جب بھی جانے کے لئے کہا گیا جواب ملا جب بھی جاؤں گا بڑے میاں صاحب کے ساتھ جاؤں گا۔ محفوظ نے اپنا وعدہ نبھایا۔ کئی گاڑیاں آگے پیچھے ایئرپورٹ روانہ ہوئیں سب سے آخر میں ایمبولینس نکلی۔ خواتین نے الوداع کہا اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے اپنے اشک دوپٹوں میں سمو لئے۔ میاں شریف صاحب کی خوبیوں کے بے شمار تذکرے میں نے گزشتہ دنوں میں سنے اور اخباروں میں پڑھے۔ بیگم شمیم اختر بار بار کہتی ہیں کہ ان کی تمام زندگی نیکیوں میں بسر ہوئی، انہوں نے ترقی کا شاندار عروج دیکھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ یہ بات ہم ہمیشہ سے سنتے اور پڑھتے آرہے ہیں کہ ہر کامیاب انسان کے پیچھے ایک اچھی عورت موجود ہوتی ہے تو آپی جی (بڑی بیگم صاحبہ) کو دیکھ کر اس جملے کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔

نورین طلعت عروبہ (جدہ) روزنامہ نوائے وقت 3 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی زندگی میں کئی عروج وزوال دیکھے۔ ایک وقت وہ بھی تھا کہ جاتی امراء میں محمد شریف مرحوم کی رہائش گاہ پر اکثر حاضری دینا۔ اکثر باا ثر سیاستدانوں اور بیوروکریٹس کا معمول بن چکا تھا۔ پھر حالات نے کروٹ لی اور اقتدار و دولت کے پجاریوں نے میاں شریف سے قطع تعلق کر لی۔ ان بیوروکریٹس میں آج کے کئی باا ثر لوگ بھی شامل ہیں۔ تنویر قیصر شاہد نے جاتی امراء کے ستونوں کی زبانی بڑے افسانوی طریقہ سے کئی حقائق سے پردہ اٹھایا ہے ذیل میں ان کا کالم پڑھ کے اندازہ ہوتا ہے کہ تنویر قیصر شاہد واقعی اپنی تحریر میں اپنی رائے شامل کرنے میں کمال مہارت رکھتے ہیں۔

میاں محمد شریف اور جاتی امراء کے ستون

میاں محمد شریف پچاسی سال اس جہانِ رنگ و بو میں گزار کر عدم آباد کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے زندگی کے بہت سے رنگ دیکھے۔ خوش نما بھی اور دلفگار بھی خزائیں بھی دیکھیں اور بہاریں بھی۔ غربت، تنگدستی اور عسرت کے بھیانک روز و شب بھی گزارے اور دولت و ثروت اور اقتدار کا دبدبہ بھی ملاحظہ کیا۔ اس طرح کہ ان کے مشوروں سے حکومت کا کارواں حرکت میں آتا اور ان کی تجاویز سے حکومت کے چلتے ہوئے قدم رک جاتے۔ ''اباجی'' کے روپ میں لوگوں نے انہیں ایک مطلق بادشاہ کی حیثیت میں بھی دیکھا۔ ان کے دونوں (بلکہ تینوں) مقتدر صاحبزادگان نے حکومت واقتدار کے اوج پر بھی اپنے عظیم والد گرامی کی حرمت واحترام میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ ویسے تو ہر اولاد کو والدین کی عزت ومحبت کا محور ومرکز ہونا چاہئے مگر میاں محمد شریف، میاں شہباز شریف اور میاں عباس شریف نے اباجی میاں محمد شریف کو جو حیثیت اور درجہ دیا اس درجہ نے ''اباجی'' کے لفظ کو ایک آئیڈیل شکل دے دی۔ اپنی اولاد کے ساتھ وہ لاتعداد انسانوں کے بھی محسن تھے کہ ان کے احسانات کی ندی خاموشی سے بہتے ہوئے بہت سے انسانوں کی ضروریات کو سیراب کرتی رہی۔ انہیں الزامات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر وہ ان تہمتوں کا جواب دینے کی بجائے اپنی منزل کی طرف آگے ہی آگے بڑھتے رہے۔ میاں محمد شریف جو شے (اقتدار) خود حاصل نہ کر سکے ان کی حکمت اور دور اندیشی کی بدولت یہ شے ان کے بیٹوں کو مل گئی اور انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے خاندان کو اس سے محظوظ اور لطف اندوز ہوتے دیکھا۔

وہ جلاوطنی کے صحرا میں چلتے ہوئے، اپنے وطن سے سینکڑوں میل دور اپنے رب سے جا ملے۔ آج وہ اپنے وسیع وعریض زرعی فارم جسے انہوں نے بڑی محنت اور محبت سے تعمیر کیا تھا کے ایک کونے میں مٹی کی چادر اوڑھے ابدی نیند سو چکے ہیں۔ ان کے انتقال پر پاکستان کے ہر بڑے اخبار نے رنگین اور خصوصی ایڈیشنوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جن میں میاں محمد شریف کی زندگی کے کئی ظاہر اور چھپے گوشوں پر باتیں لکھی اور کہی گئی ہیں لیکن میاں محمد شریف کی زندگی کے شب و روز، ان کی رازوں بھری زندگی کے بارے میں جو تحریر آج سے تقریباً پانچ برس قبل ایک انگریزی معاصر میں شائع ہوئی، یہ شاید اپنی طرز کی منفرد ترین اور نقاب کشا تحریر تھی۔ جس میں کئی قومی پہلوؤں کو اس جہاندیدہ بزرگ نے بے نقاب کیا تھا۔ یہ تحریر پاکستان کے معروف اخبار نویس جناب شاہین صہبائی کی تھی جو انگریزی اخبار ''ڈان'' میں اگست 2000ء کے دوسرے ہفتے میں شائع ہوئی۔ جناب شاہین صہبائی ایک عرصہ واشنگٹن میں اخبار مذکور کی طرف سے بیورو چیف کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ وہ امریکی دارالحکومت سے پاکستان آئے اور رائے ونڈ میں میاں محمد شریف سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ وہ دن تھے جب میاں نواز شریف کے اقتدار کا سورج غروب ہو چکا تھا اور مختلف مقدمات میں انہیں عدالتوں میں گھسیٹا جا رہا تھا۔ ان دنوں میاں محمد شریف عرف ''اباجی'' رائے ونڈ کی جاتی امراء اسٹیٹ

Marfat.com

میں گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے تھے۔ شاہین صہبائی نے اس یادگار ملاقات کا احوال قلمبند کرتے ہوئے لکھا تھا۔

''میاں محمد شریف صحافیوں سے کبھی نہیں ملتے، سوائے ایک دو واقعات کے، جب انہوں نے لاہور پریس کے بڑوں سے ملاقات کی تھی۔ وہ میڈیا سے دور رہتے ہیں مگر حیرت انگیز طور پر وہ مجھ سے ملنے پر راضی ہو گئے۔ یہ جانے بغیر کہ میں کبھی بھی شریف خاندان کا مداح نہیں رہا اور ان کے سیاستدان بیٹے چاہے اقتدار میں تھے یا اقتدار سے باہر، کبھی ان کے قریب نہیں رہا۔ شاید ان کی بہو کلثوم نواز نے ان سے میرے متعلق کوئی اچھی بات کہہ دی تھی۔ گزشتہ ماہ کلثوم نواز صاحبہ سے میری ملاقات کے بعد میں نے ان کے متعلق کوئی زیادہ سخت بات نہیں لکھی۔ میرے ساتھ ملاقات پر میاں محمد شریف نے یہ شرط بھی رکھی کہ میں ان سے ایک اخبار نویس کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک عام شہری کی حیثیت سے ملوں حالانکہ میں نے جب انہیں اپنا تعارف کرایا تو میں نے انہیں اپنی صحافیانہ حیثیت ہی بتائی تھی۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ وہ جو کچھ کہیں گے ان سے منسوب نہیں کیا جائے گا اور یہ سب کچھ آف دی ریکارڈ ہوگا۔ میں نے تمام شرائط مان لیں حالانکہ ایک ایسے شخص سے ملاقات جس نے پندرہ سال سے زائد عرصے تک پاکستان کی تاریخ میں حکم چلایا ہو اور اقتدار کے کھیل اور حکومتی جوڑ توڑ کا ایک اہم چشم دید گواہ ہو۔ آزاد ذہن رکھنے والے ایک صحافی کے لئے خبروں کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ میرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ عام شہریوں کو بھی سوال و جواب کرنے کا حق حاصل ہے اور دوسرے شہریوں کے مفاد میں انہیں یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ بات اگلوانے کی کوشش کریں۔ آخر ''اباجی'' جیسے لوگ ان کروڑوں عام شہریوں کی زندگیوں کو سالہا سال تک اپنا زیرنگین بنائے رکھتے ہیں''۔

''پیر 7 اگست 2000ء کو صبح دس بجے جب میں رائیونڈ میں شریف خاندان کی وسیع وعریض جاگیر پر پہنچا تو میں کچھ دیر تک ذہنی دباؤ اور حیرت کا شکار رہا۔ یہ جاگیر بذات خود ایک پورا شہر دکھائی دیتی ہے۔ جہاں طویل سڑکیں، ہیلی پیڈ، فارم، کھیلوں کیلئے گراؤنڈ، تالاب وغیرہ ''قلعہ شریف'' کے چاروں اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں، جہاں ''اباجی'' اپنے شب و روز بسر کرتے ہیں۔ جب آپ ایک سکیورٹی زون سے نکل کر دوسرے میں داخل ہوتے ہیں تو لوہے کے بڑے بڑے دروازوں پر مسلح اور خوفناک چہروں والے آدمی آپ کی کار کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ سارے علاقے میں شاہانہ ٹھاٹھ کی چھاپ لگی ہوئی نظر آتی ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ اچھے وقتوں میں یہاں خوبصورت اور سجی ہوئی گھوڑوں والی بگھیاں ہوتی تھیں جو مہمانوں کو مین گیٹ سے رہائشی علاقے تک لے جاتی تھیں۔ یہ علاقہ مجھے تیل کی دولت سے مالا مال کسی عرب حکمران کا خواب معلوم ہوتا تھا یا کسی امریکی ارب پتی کی ملکیت دکھائی دیتا تھا۔ جسے دیہی زندگی کا شوق ہو۔ ایک ایسے شخص کے ساتھ ملاقات کے متعلق میرے احساسات ملے جلے سے تھے جو اس وقت بے پناہ دباؤ میں ہے اور جس کا خاندانی کاروبار تباہ ہو چکا ہے۔ جس کے بیٹے اور ایک پوتا جیل میں ہیں جس کی بیٹیاں اور بہوئیں اس فوج سے برسرپیکار ہیں جس پر انہوں نے ہمیشہ تکیہ کیا۔ خود جس کے اپنے خلاف کچھ معاملات کے ضمن میں تحقیقات ہو رہی ہیں اور جس کے سر پر آسمان گر پڑا ہے۔ پختہ عزم والا یہ شخص میاں محمد شریف اپنے اقتصادی اور سیاسی قضا و قدر اور مقدر پر کس قسم کے ردعمل کا اظہار کرتا ہوگا جو ہمیشہ یہ دعویٰ کرتا رہا کہ شریف خاندان کی ہر کامیابی اسی کے دم سے ہے۔ جس میں سکولوں، ہسپتالوں اور مسجدوں کا قیام، کاروبار کا پھیلاؤ، لوہے کے سکریپ سے لوہے کی سلطنت تک ترقی، خاندانی کاروبار کی نامعلوم حدوں تک وسعت اور اپنے بیٹوں کو صوبوں سے آگے قومی لیڈر بنانا شامل ہیں''۔

شاہین صہبائی آگے چل کر میاں محمد شریف سے اپنی تاریخی ملاقات کا احوال بتاتے ہوئے لکھتے ہیں ''جنرل ضیاء الحق کے مخصوص سٹائل

Marfat.com

میں میرے استقبال کے لئے محترمہ کلثوم کے ہمراہ باہر پورچ میں انتظار کرتے ہوئے میاں شریف نے پہلے ہی وار میں مجھے غیر مسلح کرنے کی کوشش کی۔ بعد میں مجھے کار تک چھوڑنے آئے اور خود ہی کار کا دروازہ بند کیا۔ وہ بڑے خلوص سے بغلگیر ہوئے جس سے مجھے فوراً اندازہ ہو گیا کہ انہیں کمر میں کوئی تکلیف ہے۔ کیونکہ نیلی دھاریوں والی لمبی قمیض کے نیچے انہوں نے کمر کے گرد ایک بڑی سی پٹی پہن رکھی تھی۔ میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ عام طریقے سے نماز نہیں پڑھ سکتے بلکہ کرسی پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ مگر اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ ہم بیضوی شکل کے ایک وسیع گیسٹ روم میں بیٹھ گئے جہاں دیواروں کے ساتھ ساتھ صوفے لگے ہوئے تھے اور درمیان میں متعدد ستون تھے۔ جن پر خوبصورت دھاریدار وال پیپر چڑھے ہوئے تھے۔ یہ ایک بہت بڑا حجرہ تھا اور ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے ''ابا جی'' تمام مہمانوں سے یہیں ملاقات کرتے ہیں۔ محترمہ کلثوم نواز اور ان کے جیل میں بند پوتے حسین نواز کی برطانیہ نژاد نوجوان تعلیم یافتہ بیوی سائرہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئیں جنہوں نے دوپٹے سے سر ڈھانپے ہوئے تھے کچھ دیر بعد نواز شریف کے داماد کیپٹن صفدر بھی آ گئے ان کے ساتھ ایک وکیل بھی تھا جسے میں نہیں پہچانتا تھا اس کے بعد 90 منٹ کا ایک سیشن شروع ہوا اور حجرے کی دیواروں اور ستونوں نے پاکستان کی موجودہ اور ماضی قریب کی تاریخ کے بہت سے تاریخی لحاظ سے فیصلہ کن لمحات کی تفصیل سنی جو کسی نہ کسی طریقے سے شریف خاندان اور ان کی کامیابیوں اور ناکامیوں سے متعلق تھیں۔ ایسے بیشتر واقعات میں ''ابا جی'' کا کردار ضرور ہوتا تھا لیکن وہ ان میں سے کسی میں بھی ریکارڈ پر نہیں آتے تھے۔ لوک کہانیوں میں کہا گیا ہے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں میں نے شریف خاندان کی رائیونڈ جاگیر میں یہ بھی سنا ہے کہ جب اشد ضرورت ہوتی ہے تو ستون بھی بول پڑتے ہیں۔ یہ فطری سی بات تھی کہ جب ''ابا جی'' خاموش ہوتے تھے تو ان کے اردگرد کے ستون بولنے لگتے تھے جیسے انہوں نے مہمانوں کی ایک نادر و نایاب قسم کو کبھی کبھی ہی دیکھا ہو یعنی ایک صحافی کو''۔

''ڈان'' کے یہ منجھے ہوئے اخبار نویس جو آج کل امریکہ سے ایک انگریزی اخبار شائع کرتے ہیں کہانی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں مثال کے طور پر ایک ستون کو ماضی قریب کی ایک ملاقات یاد ہے جب جنرل مشرف اور ان کی اہلیہ یہاں آئے اور ''ابا جی'' سے گفتگو کی۔ ان کے بیٹے نواز شریف کی شکایت کی اور بڑے محتاط انداز سے تجویز پیش کی کہ ان کی بجائے چھوٹے بیٹے شہباز شریف کو ملک کا سب سے اعلیٰ عہدہ دے دیا جائے۔ اس تجویز کو فوری طور پر پذیرائی نہ ملی مگر اس پر سنجیدگی سے غور ہو سکتا تھا۔ بشرطیکہ حالات میں تیزی نہ آتی اور وہ ہر شخص کو گرفت میں نہ لے لیتے۔ جس کمرے میں ہم بیٹھے تھے وہاں تقریباً ہر اعلیٰ جرنیل یا آرمی کا کمانڈر انچیف آ چکا تھا اور بیشتر اوقات یہ جرنیل یا تو میاں محمد شریف سے مدد چاہتے تھے کہ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ان کے معاملات حل کرائیں یا پھر اہم قومی یا بین الاقوامی معاملات پر بات چیت کرتے تھے۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ یہی وہ کمرہ ہے جہاں پر اصل اقتدار اور دانشمندی پھوٹ کر باہر آتی ہے۔ بحرانوں کے دنوں میں یہ جرنیل باقاعدگی سے ''ابا جی'' سے ملاقات کرنے آتے تھے۔ اور ''ابا جی'' ان کے معاملات نمٹاتے تھے لیکن جیسا کہ ایک ستون نے بتایا کہ بولنے والے ستون بھی ان میں سے بعض لوگوں کو یا ان کی اکڑی ہوئی گردنوں کو پسند نہیں کرتے تھے مثال کے طور پر ایک شکایت یہ تھی کہ مرحوم جنرل آصف نواز کا رویہ فرعون جیسا تھا وہ نواز شریف کے سامنے آتے تو سیلوٹ سے بچنے کے لئے اپنی فوجی ٹوپی اتار لیتے۔ وہ چاہتے تھے کہ جنرل حمید گل کو ہٹا دیا جائے مگر نواز شریف یہ بات پسند نہیں کرتے تھے پھر بھی انہوں نے ان کی بات مان ہی لی۔ لیکن اس کے باوجود شریف فیملی کے ساتھ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا رویہ اچھا نہ تھا اور ان کے مرنے پر بھی اس کا الزام شریف فیملی پر لگا۔ یہاں تک کہ ان کے جسدِ خاکی کو قبر سے بھی نکالا گیا۔ ان کے بعد جنرل وحید کاکڑ آئے ان کا رویہ مشکوک سا رہا اور وہ غلام اسحاق خان کے ہمراز بن گئے۔ جب نواز شریف نے آٹھویں ترمیم ختم کرنے کی بات کی تو غلام اسحاق

Marfat.com

خان اور کاکڑ نے مل کر انہیں اقتدار سے ہٹانے کا منصوبہ بنایا۔''ابا جی'' نے ان سب سے بات کی اور یہ معاہدہ طے پایا کہ نواز شریف آٹھویں ترمیم کے متعلق کوئی بات نہیں کریں گے۔لیکن ایک روز کاکڑ نے نواز شریف کو بتایا کہ انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ قومی اسمبلی تحلیل کر دی جائے گی اور نواز شریف کو عبوری وزیر اعظم مقرر کر کے نئے انتخابات کروائے جائیں گے۔مزے کی بات یہ ہے کہ نواز شریف نے اپنے سیاسی اناڑی پن کے سبب کاکڑ کے منصوبے سے اتفاق کر لیا لیکن یہاں ''ابا جی'' آڑے آئے کہ ان کے خاندان کے ساتھ صاف طور پر فریب کیا جا رہا ہے۔اس کے بعد نواز شریف نے کاکڑ کو بلایا اور کہا کہ انہیں یہ منصوبہ قبول نہیں۔کاکڑ نے کہا کہ وہ تو کور کمانڈروں کو بھی مطلع کر چکے ہیں۔اس لئے اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نواز شریف پیچھے ہٹ گیا اور معزولی سے پہلے نو ڈکٹیشن والی باغیانہ تقریر کی۔

میاں محمد شریف یعنی ''ابا جی'' سے اس حیرت انگیز ملاقات کی جزئیات بیان کرتے ہوئے شاہین صاحب مزید لکھتے ہیں رائیونڈ کے ستونوں کا خیال ہے کہ جنرل جہانگیر کرامت ایک اچھے آدمی تھے۔لیکن انہیں یہ بھی یقین ہے کہ محض نیشنل سکیورٹی کونسل کے مسئلے پر ان کے بیانات کے باعث ان کی رخصتی انصاف پر مبنی نہیں تھی۔ان کا خیال ہے کہ اصل میں نواز شریف کے ساتھ جنرل کرامت کا متحدہ عرب امارات میں گیس کے کاروبار کے معاملے پر کوئی جھگڑا تھا۔جس کی بنا پر وہ نواز شریف کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔چنانچہ جب وہ نیشنل سکیورٹی کونسل کے مسئلے پر بولے تو نواز شریف کو موقع مل گیا اور انہیں فارغ کر دیا گیا۔ستونوں نے بتایا کہ جنرل مشرف کو اس لئے منتخب کیا گیا کہ وہ اردو بولنے والے تھے اور غیر متعصب دکھائی دیتے تھے۔یہ واقعہ زیڈ اے بھٹو اور جنرل ضیاء الحق کی المیہ داستان سے ملتا جلتا ہے۔مشرف بھارت کے متعلق امن پالیسی سے اختلاف رکھتے تھے۔جب واجپائی لاہور آئے تو انہوں نے سیلوٹ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔یہ بہت بڑا بحران تھا مگر اس پر قابو پا لیا گیا۔رائیونڈ کے ستون واجپائی کی بہت تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے نواز شریف سے وعدہ کیا تھا کہ لاہور میں ان کی بس کی آمد کے بعد آٹھ ماہ میں کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن ایسا نہ ہو سکا کیونکہ واجپائی کی بس کارگل میں تباہ ہو گئی۔واجپائی کو ایک اچھے اور تجربہ کار شخص کے طور پر یاد کیا جاتا ہے جو پاکستان کے ساتھ مسائل حل کرنا چاہتے تھے۔وہ مینار پاکستان آئے اور واضح کیا کہ وہ پاکستان کو تسلیم کرتے ہیں جو ایک حقیقت ہے لیکن جب انہیں کارگل کے متعلق معلوم ہوا تو انہوں نے نواز شریف کو فون کیا اور پوچھا کہ ان کی پیٹھ میں چھرا کیوں گھونپا گیا ہے؟ نواز شریف نے انہیں بتایا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں اور وہ تحقیقات کا حکم دیں گے۔بھارت کے بوڑھے دانشمند (واجپائی) نے کہا کہ تحقیقات کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ پس منظر میں کون ہے؟

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ان کا آدمی برجیش مشرا اسلام آباد آئے گا اور نواز شریف سے ملاقات کرے گا۔اگلے روز مشرا کارگل کے متعلق جنرل مشرف اور جنرل عزیز کی گفتگو کے خفیہ طور پر ریکارڈ کئے گئے ٹیپس لے کر آ گیا اور نواز شریف کو بتایا کہ کارگل کے پس منظر میں کون ہے؟ ستونوں نے بتایا کہ نواز شریف نے تینوں سروسز کے سربراہوں کا اجلاس بلایا اور پوچھا کہ کارگل میں ایسا کیوں کیا گیا؟ پی اے ایف کے چیف نے کہا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق پی اے ایف ایک لمبی جنگ نہیں لڑ سکتی۔اس پر نواز شریف نے کہا کہ پھر کارگل کا جھگڑا کیوں شروع کیا گیا؟ مشرف نے کہا کہ نواز شریف انہیں سیاسی تحفظ مہیا کریں اور پاکستان کو کارگل سے پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔چنانچہ قومی مفاد میں اور فوج کو پریشانی سے بچانے کے لئے نواز شریف نے ان کے منصوبے پر عمل کیا اور اگلے محاذوں پر بھی گئے اور جوانوں کی تعریف کی۔پھر مشرف اور نواز کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں اور رائیونڈ کے ستونوں میں ایک ایک ستون اس اجلاس کا گواہ ہے جس میں ''ابا جی'' نے معاملہ نمٹا دیا اور جنرل مشرف کو یقین دلایا کہ

Marfat.com

انہیں فارغ نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ انہیں ساتھ ساتھ چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کا عہدہ بھی دے دیا جائے گا۔ انہی دنوں مشرف نے مہران بینک فیم سفیر قدوائی کے ذریعے ''ابا جی'' کو پیغام بھجوایا کہ وہ شہباز شریف کو اقتدار میں لانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ نواز معاملات نہیں چلا سکتے۔ معاملہ اس وقت مزید بگڑ گیا جب مشرف نے کوئٹہ کے کور کمانڈر ٹی پی یعنی طارق پرویز کو برطرف کر دیا جو نواز شریف کے ایک سیاسی ساتھی کے بھائی تھے۔ پھر فیصلہ یہ ہوا کہ مشرف کو فارغ کر دیا جائے گا کیونکہ وہ اور نواز اکٹھے نہیں چل سکتے۔

میاں محمد شریف سے اس اہم ترین ملاقات کے ڈرامائی حصوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے شاہین صہبائی کہتے ہیں رائے ونڈ کے ستون ایک اور کہانی بھی سناتے ہیں کہ نواز شریف نے کس طرح جنرل مشرف کو کولمبو جانے کی ترغیب دی۔ حالانکہ انہوں نے یہ دلیل بھی دی تھی کہ وہاں ان کی موجودگی ضروری نہیں کیونکہ بھارتی آرمی چیف نہیں آ رہا اور پروٹوکول کے لحاظ سے یہ مناسب نہ ہوگا۔ نواز نے اصرار کیا اور اس سے مشرف کو کچھ شک سا ہو گیا۔ انہوں نے جانے سے پہلے جی ایچ کیو میں اپنے آدمیوں سے بات کی۔ ہر شخص کو معلوم ہو گیا کہ کولمبو کے دورے کی'' دال میں کچھ کالا'' ضرور ہے۔ شریف فیملی کے ان مشکل لمحات میں ''ابا جی'' کے کردار سے متعلق جب ان سے سوالات کئے جاتے ہیں تو وہ خاموش رہتے ہیں لیکن ایک بات وہ آن ریکارڈ کہتے ہیں مجھے خدا پر یقین ہے مصیبتوں کے دن ضرور ختم ہوں گے۔ میں گھر والوں سے کہتا ہوں کہ وہ خدا کا شکر ادا کریں کہ بغاوت پرامن تھی یہ تکلیف دہ حتیٰ کہ خونریز بھی ہو سکتی تھی۔ ہمیں مارا بھی جا سکتا تھا۔ اس سے بڑھ کر وہ قسمت پر شاکر دکھائی دیتے ہیں خدا پر مکمل بھروسہ رکھتے ہیں اور ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ تاہم ان کے ساتھ رہنے والے لوگ اور بولنے والے ستون یہ کہتے ہیں کہ وہ ایک عظیم جنگجو ہیں اور اب یہ سمجھتے ہیں کہ فوج کو منتخب حکومتوں کا بار بار تختہ الٹنے سے باز رکھنا چاہئے۔ شریف خاندان بے نظیر بھٹو اور قاضی حسین احمد سمیت تمام سیاسی طاقتوں کیساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہے۔ اور یہ بات یقینی بنانا چاہتے ہیں کہ فوج کے پاس تختہ الٹنے کے اختیارات نہیں ہونے چاہئیں۔ پاکستان کئی بار بدنام ہو چکا ہے اور اب یہ مزید شرمندگی برداشت نہیں کر سکتا۔

آخر میں جب میں وہاں سے آنے والا ہوں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ذہنی دباؤ میں تو نہیں اور کیا انہیں نیند اچھی طرح آتی ہے۔ وہ ایک ایسی بات کہتے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ آف دی ریکارڈ نہیں۔ میں بڑے سکون سے سوتا ہوں اور مجھ پر کوئی نفسیاتی دباؤ نہیں زندگی میں نشیب وفراز آتے رہتے ہیں اور ہر شخص کو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہم بہت غریب تھے اور ہم نے خود اپنے آپ کو بنایا۔ ہم دوبارہ اپنے آپ کو بنائیں گے ہر شخص کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور نیت صاف ہونی چاہئے۔ ان کا بردبار اور پرسکون چہرہ ان کے جذبات کا آئینہ دار ہے۔ جیسا کہ امریکہ والے ایسے لوگوں کے متعلق کہتے ہیں ''ابا جی'' ایک Cool Cooky ہیں ''ابا جی'' شریف خاندان کو جھونپڑی سے اٹھا کر محلوں تک لے گئے ہیں اور وہ اس کے سیاسی اقتدار کے پہاڑ سے پھسلنے کے ذمہ دار بھی ہیں۔ جس سے ان کے بیٹے اور پوتا پاتال کی گہرائی تک پہنچ گئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ انہیں اب بھی طاقت اور اقتدار کا اہم ذریعہ سمجھا جاتا ہے جو اپنی عبادت اور وظیفوں تجربے اور پیش بینی کی مدد سے انہیں مصیبتوں کے اس زمانے سے نجات دلائیں گے۔ میرے وہاں سے رخصت ہونے سے پہلے بولنے والے ستون آخری پیغام دینا نہیں بھولے۔ ہر کوئی آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ جنرل مشرف بھی ہمیشہ اقتدار میں نہیں رہیں گے ہم پھر اس کمرے میں اقتدار کی خوشبو سونگھیں گے۔ ہم یہیں رہیں گے۔ ہم اقتدار اور طاقت کے ستون ہیں۔ میاں محمد شریف اب اللہ کے دربار میں اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہو چکے ہیں ان کا اقتدار اور اختیار پرانی کہانی بن چکا ہے اور اقتدار کے سٹیج پر نئے کردار اپنا اپنا رول ادا کر رہے ہیں مگر ایسی باتیں اب کون کرے گا؟ اور کون سنے گا؟ تنویر قیصر شاہد۔

روزنامہ پاکستان لاہور

Marfat.com

راہ چلتے چلتے، کہیں دو گھڑی، بیٹھے ہوئے اگر کوئی ناشناسا مل جائے اس سے ہیلو ہیلو ہو جائے اور چند منٹ کی گفتگو میں اگر وہ چند لمحے قبل تک کا ناشناسا اچھا تاثر دے جائے تو وہ کبھی نہیں بھولتا۔ ایسے لوگوں سے مل کر یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ دنیا واقعی اچھے لوگوں سے خالی نہیں ہوگئی۔ نفسا نفسی کے اس پر آشوب دور میں بھی انسانی ہمدردی، محبت اور خلوص کے کئی چراغ روشن ہیں۔ میاں محمد شریف بھی تا زندگی خلوص اور خدمتِ انسانیت کے چراغ کی طرح ملک بھر کو لو دیتے رہے۔ محترم اکرام اللہ صاحب نے قندیل میں اس چراغ کی لو کی جس طرح تصویر کشی کی ہے یہ تصویر کشی کوئی بینا و فرزانہ ہی کر سکتا ہے۔

یادوں کے پھول

(2 نومبر 2004ء بروز منگل) جب میں میاں محمد شریف مرحوم و مغفور کی رسم قل میں شرکت کے لئے ان کی ماڈل ٹاؤن والی رہائش گاہ پہنچا تو مرحوم میاں صاحب سے وابستہ یادوں کا ایک طوفان اُمڈ کر میرے جسم و روح پر مسلط ہو گیا اور میں دعا میں آنے والے لوگوں کے ہجوم میں چند لمحوں کیلئے کھو گیا۔ میاں صاحب مرحوم کی زندگی میں میری ان سے صرف پانچ بار ملاقات ہوئی لیکن ہر بار ہر ملاقات نے مجھ پر ایک گہرا اثر چھوڑا میاں محمد شریف سے میری پہلی ملاقات اتفاق فونڈری کے ہتھیائے جانے سے قبل 1972ء کے ماہ دسمبر کے شروع میں میرے بڑے بھائی ڈاکٹر فیض اللہ مرحوم کے بیٹے نسیم احمد کے دفتر میں ہوئی۔ میں کسی مشورہ کے سلسلہ میں نسیم احمد کے پاس بیٹھا تھا کہ سفید شلوار قمیض کے اوپر براؤن رنگ کی واسکٹ پہنے ایک باریش پتلا دبلا انسان جونہی کمرہ میں داخل ہوا تو میرا بھتیجا فوراً اپنی کرسی سے اٹھ کر نہایت ادب و احترام سے ان کی طرف بڑھا اور اپنے ماتھے کی طرف ہاتھ بلند کر کے سلام عرض کیا۔ ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کی جرأت نہ کی لیکن آنے والے بزرگ نے یہ کہتے ہوئے "بیٹا کیسے ہو" نہایت مشفقانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں میری طرف دیکھا جس پر نسیم نے میرا تعارف کروایا "یہ میرے چچا ہیں اور حال ہی میں فوج سے ریٹائر ہوئے ہیں" اور پھر میری حیرت کو دور کرنے کے لیے یہ اضافہ کیا "میاں صاحب اتفاق فاؤنڈری کے چیئرمین ہیں"۔ جس پر میں سمجھ گیا کہ میاں محمد شریف صاحب اپنے معمول کے مطابق صبح کے معائنہ کا راؤنڈ کر رہے تھے لیکن میرے ساتھ تعارف کے بعد چند منٹ کے لئے میرا حال احوال پوچھنے کے لئے وہ میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ چار پانچ منٹ کی گفتگو کے دوران جو ساری کی ساری پنجابی زبان میں تھی میرا پورا بائیو ڈیٹا دریافت کیا اور مجھے بڑے خلوص سے یقین دلایا اگر مجھے ریٹائرمنٹ کے بعد مستقبل کیلئے کوئی مشکل درپیش ہو تو میں بلا تکلف نسیم کے ذریعے ان سے رابطہ کروں اس پہلی ملاقات میں میں میاں صاحب کی اعلیٰ ظرفی اخلاق حسنہ اور ایک ریٹائرڈ آدمی کو ہر قسم کی مدد فراہم کرنے کے پر خلوص جذبہ سے سرشار دیکھ کر بہت متاثر ہوا اگرچہ خاکسار کو ان سے کسی قسم کی مدد کی ضرورت کبھی بھی نہیں پڑی لیکن میں میاں صاحب کے اعلیٰ کردار اور ہر ایک کی مدد کرنے اور ہمدردی کے احساسات کو موجودہ حالات کے تناظر میں بڑی قدر اور عزت کی نظر سے یاد رکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔

میرے بھتیجے نے بتایا کہ میاں محمد شریف صاحب نے کسی مخالفت کی پروا کئے بغیر محض اپنی لگن اور کاوشِ پیہم کے نتیجہ میں ایک عظیم فونڈری اور سٹیل مل قائم کرنے میں بے مثال کامیابی حاصل کی ہے یہ کامیابی میاں نواز اور میاں شہباز شریف کے کسی قسم کے سیاسی اثر و رسوخ کے بغیر میاں محمد شریف صاحب کی ذاتی محنت لگن اور صنعت و حرفت کے صحیح مصرف کا ثمر تھا اور اس لحاظ سے اتفاق فونڈری شریف خاندان کے صنعتی مستقبل کی شاہراہ پر ایک سنگِ میل کی حیثیت

Marfat.com

رکھتی ہے شریف خاندان کے مستقبل کی میاں شریف نے اپنے ہاتھوں سے ایک مضبوط بنیاد رکھی جس کا سوفیصد کریڈٹ مرحوم میاں محمد شریف کو جاتا ہے اس وقت میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف حصولِ تعلیم تک محدود تھے اور دونوں بھائیوں میں سے کسی نے سیاست میں قدم نہیں رکھا تھا۔

جب ضیاءالحق کا دور آیا بھٹو صاحب کے زمانے کی قومیائی گئی صنعتیں مالکان کو واپس ہوئیں تو اتفاق فونڈری بھی شریف برادران کو واپس مل گئی فونڈری کو دوبارہ ٹھیک اوور کرنے والی ٹیم میں میرا بھتیجا نسیم احمد بھی شامل تھا۔اس وقت میاں نواز شریف پنجاب کی مجلسِ شوریٰ میں منتخب ہو کر وزیر خزانہ بن چکے تھے اور میاں شہباز شریف کاروبار میں اپنے والد بزرگوار کا ہاتھ بٹاتے تھے۔میں اس وقت سیالکوٹ میں ہی مقیم تھا اور لاہور آتے جاتے میں اور میری بیوی ماڈل ٹاؤن D بلاک میں اپنے بھتیجے نسیم احمد کے پاس ہی ٹھہرتے تھے ایک روز شام کو فون آیا میاں شریف صاحب نے نسیم کو اپنی ماڈل ٹاؤن جی بلاک والی کوٹھی میں طلب کیا۔میرے بھتیجے نے میاں صاحب سے کہا ”میرے چچا سیالکوٹ سے آئے ہوئے ہیں آپ ان کو ایک دفعہ میرے دفتر میں بھی ملے تھے وہ آپ سے چند منٹ ملاقات کرنا چاہتے ہیں اجازت ہو تو ساتھ لے آؤں“ میاں صاحب نے فوراً بخوشی اجازت دے دی اور اس طرح میری میاں شریف صاحب سے دوسری ملاقات ہوئی جو تقریباً ان کے گھر کے ماحول میں نصف گھنٹہ جاری رہی میاں صاحب کا اعلیٰ اخلاق اور ان کے لب ولہجہ اور گفتگو میں سادگی ،انکساری بلکہ درویشی کی جھلک خاص طور پر نمایاں تھی نہ صرف اتفاق فونڈری بلکہ ملک کی مختلف صنعتوں کو جس طرح بھٹو صاحب نے سرکاری تحویل میں لینے کی پالیسی اپنائی تھی۔اس کو میاں صاحب پاکستان کے صنعتی فروغ پر ایک گہری ضرب سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے اثرات آنے والے سالوں میں ظاہر ہوں گے۔اس پالیسی کو ایک قومی سانحہ قرار دیا اس کے باوجود ان کے لب ولہجہ میں نہ ہی کوئی تلخی کا پہلو تھا اور نہ ہی کسی طرح کی مستقبل کے بارے میں مایوسی نظر آتی تھی میں حیران تھا کہ یہ خود ساختہ اور بظاہر نحیف اور کمزور بدن کا انسان کس قدر فولادی قوت ارادی رکھتا ہے اور اسے محنت کے ثمرات پر کس قدر بھروسہ ہے وہ ہرگز ایک عام انسان سے کہیں بڑھ کر خصوصی شخصیت کے حامل اور پاکستان کے صنعتی ماحول اور ضروریات کا گہرا ادراک رکھنے والی شخصیت تھے میری ریٹائرمنٹ کی زندگی کے بارے میں انہوں نے بہت سے سوالات کئے تو میں نے صحافت میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا جس پر وہ خوش ہوئے کہ پڑھے لکھے اور تجربہ کار لوگوں کی اس شعبہ میں شرکت سے رائے عامہ کو مثبت سمت میں ڈھالنے کی شدید ضرورت ہے واپسی پر میں نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میاں شریف کو صحت اور لمبی زندگی عطا کی تو یہ شخص فولاد کے شعبے میں ایک انقلاب برپا کر کے پاکستان میں ایک نمایاں مقام حاصل کرے گا۔

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر اکثر وبیشتر اخبارات اور تقریباً تمام کالم نگار اپنی تحریروں میں میاں صاحب کا ذکر سابق وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے والد ہونے کی حیثیت میں کرتے ہیں حالانکہ بیٹوں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے کے قطع نظر مرحوم اپنی ذاتی حیثیت میں ایک عظیم انسان اور پاکستان کے فقید المثال صنعتکار کا مقام رکھنے کے باعث پاکستان کی تاریخ میں ایک باعزت اور قابلِ احترام نام کے طور پر یاد رکھے جانے کے حقدار ہیں۔ بیٹوں کے سیاسی عہدوں کا ذکر کئے بغیر بھی مرحوم کے بارے میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے۔حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔میرے ذاتی خیال میں بڑی سے بڑی سیاسی شخصیت بھی غیر متنازعہ نہیں رہ سکتی۔سیاست کے خار دار میدان میں داخل ہوتے ہی جب ایک سیاسی ورکر انتخابی دنگل میں اترتا ہے یا اگر ایک پارٹی کے سربراہ کی حیثیت میں صوبائی یا وفاقی سطح پر وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کی ذمے داریاں سنبھالتا ہے تو لامحالہ اس کے مخالفین اس کی سات پشتیں کھنگال کر اس کی نہایت بے رحمی سے کردار کشی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔اس لئے بیٹوں کے میدان سیاست میں داخل ہوتے ہی ان کے والد بھی پاور پالیٹکس کے جال میں پھنس گئے اور بیٹوں پر سیاسی تنقید کے چھینٹوں سے محفوظ نہ رہ پائے چنانچہ مخالفین نے میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے بہت سے اہم اور متنازعہ

Marfat.com

حکومتی فیصلے پر ''ابا جی'' کے فیصلوں کا لیبل لگانا شروع کر دیا اور اس طرح میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے مخالفین کے علاوہ سول اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے بھی ہر دو بھائیوں کے اقتدار سے باہر آنے پر ان کے والد کو بھی ملک کی ایکٹیو پالیٹکس میں گھسیٹ کر میاں صاحب مرحوم کو بہت سے حکومتی فیصلوں کا ذمہ دار قرار دیا۔ ایسے فیصلوں کی مجوزہ فہرست کافی طویل بتائی جاتی ہے جس کا ذکر اس موقع پر مناسب نہیں۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ بیٹوں کے سیاسی عہدوں نے میاں صاحب کے اپنے ذاتی کردار اور شخصیت پر کوئی سرخاب کا پر نہیں لگایا بلکہ بیٹوں نے شاید اپنے عظیم والد کے کردار کو اپنی سیاست میں ملوث کر کے نہ صرف متنازعہ بنا دیا بلکہ ان کی صنعتی میدان میں بڑی محنت سے خون پسینہ ایک کر کے حاصل کردہ بلندی کے مقام کو اپنی سیاست میں ملوث کر کے دھندلا دیا۔ صدر جارج واکر بش اپنے والد اور سابق صدر جارج بش سینئر سے اندرون خانہ شاید ہر بات میں اور یقیناً ہر اہم فیصلہ کرتے وقت مشورہ کرتا ہوگا اور والد کے صدارتی تجربہ کے باعث اس کے مشوروں پر ایک تابعدار بیٹے کی حیثیت سے عمل بھی کرتا ہوگا لیکن اس بارے میں اس نے اپنے گزشتہ چار سالہ صدارت کے دوران کبھی رتی برابر تاثر پیدا نہیں ہونے دیا اور نہ ہی سینئر بش نے کسی نجی محفل یا سرکاری تقریب میں بیٹے کو صلاح و مشورہ دینے کی بھنک بھی کسی کان میں پڑنے دی اسی طرح برطانیہ میں وزیر اعظم مسز مارگریٹ تھیچر کے دور میں کسی کو اس کے خاوند مسٹر تھیچر کے وجود کا بھی علم تو درکنار احساس تک پیدا نہیں ہونے دیا گیا حالانکہ یہ میاں بیوی 10 ڈاؤننگ سٹریٹ میں اکٹھے رہتے اور نارمل ازدواجی زندگی اپنے بال بچوں کے ساتھ گزارتے تھے لیکن پاکستان کی سیاست اور نظام حکومت میں اہل خاندان کی بے جا مداخلت سے ہمیشہ پیچیدگیاں پیدا ہوتی رہی ہیں جن کی تفصیل میں جانا بے محل ہے اس حوالے سے میری میاں محمد شریف مرحوم سے تیسری ملاقات 1990ء کے اوائل میں ہوئی۔ ہوا یوں کہ میرے ایک دوست جو گوجرانوالہ میں یونائیٹڈ بنک کے مینجر تھے اپنی ایک مشکل کے حل کیلئے میرے پاس آئے اس وقت میری بڑی بہن کا بیٹا شمیم احمد طارق ریگل برانچ یونائیٹڈ بنک کا مینجر تھا اور اس کے مطابق شمیم طارق کے میاں شہباز شریف اور نواز شریف سے 1970ء کی دہائی سے بنک معاملات کے سلسلے میں اچھے مراسم رہ چکے تھے۔ شمیم طارق اور یونائیٹڈ بنک کے ایک دو اور سینئر بنکرز نے مشورہ دیا کہ گوجرانوالہ کے میرے دوست کا مسئلہ میاں شریف صاحب آسانی سے حل کر سکتے ہیں چنانچہ شمیم طارق نے میاں صاحب مرحوم کے دفتر میں فون کر کے اپنا حوالہ دیا اور میرے لئے ملاقات کا وقت مانگا میں نے بھی فون پر اپنی پرانی دو ملاقاتوں کے حوالے سے تعارف کروایا جس پر اگلے روز 11 بجے انہوں نے ملاقات کا ٹائم دیدیا جب میں گوجرانوالہ کے بنکر اور شمیم طارق کو ساتھ لے کر ان کے دفتر پہنچا تو فوراً مجھے پہچان کر نہ صرف کرسی سے اٹھ کر ہاتھ ملایا بلکہ غیر معمولی محبت کا اور شفقت کا اظہار کرتے ہوئے خاکسار سے بغل گیر بھی ہوئے اور یہ کہا کہ میں آپ کو روز اخباروں میں پڑھتا ہوں۔ آپ کے کئی اخباروں میں کالموں کے علاوہ فورم بھی میری نظر سے گزرتے رہتے ہیں۔ آپ جب چاہیں مجھے براہ راست فون کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد میاں صاحب نے دومنٹ میں متعلقہ شخص کو فون کر کے گوجرانوالہ کے بنکر کی مشکل حل کر دی اور چائے منگوائی جس کے دوران میں نے ہمت کر کے پوچھا کہ میاں نواز شریف کے بحیثیت وزیر اعظم حلف اٹھانے سے پیشتر کیا جنرل مرزا اسلم بیگ نے جنرل حمید گل کو آپ کے پاس کوئی خصوصی پیغام دے کر بھیجا تھا میاں صاحب نے میرے چہرہ پر آنکھیں گاڑتے ہوئے دھیمی آواز اور مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا یہ بات آپ کو کس نے بتلائی ہے عرض کیا جنرل بیگ اور حمید گل دونوں نے، کہنے لگے جنرل بیگ صاحب اس وقت آرمی چیف تھے اور حمید گل صاحب آئی ایس آئی کے سربراہ تھے۔ حمید گل صاحب میرے پاس کوئی پیغام لے کر نہیں آئے تھے بلکہ میاں نواز شریف نے ان کو اپنے ماڈل ٹاؤن والے گھر میں ناشتہ پر ملاقات کا ٹائم دیا تھا اور ناشتہ کی میز پر میرے علاوہ میاں شہباز اور ہمارے فیملی دوست پیرزادہ صاحب بھی موجود تھے۔

اکرام اللہ صدر پاکستان نیشنل فورم۔ روزنامہ نوائے وقت۔

Marfat.com

عام طور پر ادارے (انسٹی ٹیوٹس) انسانوں اور معاشروں کے رویے تبدیل کرتے نظر آتے ہیں مگر تقاضائے عصرِ حاضر کے مطابق ان انسٹی ٹیوٹس کا رویہ تبدیل کرنا واقعی ایک بڑا کام ہے اور یہ کام کرنے والے لوگ ہی بڑے آدمی ہوتے ہیں فی زمانہ جناب عطاء الحق قاسمی صاحب بھی ملک عزیز کی ان چند بڑی مفکر شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جو انسٹی ٹیوٹس کا رویہ بدلنے اور قوم کی عقلی و اخلاقی رہبری کر کے اپنی قوم کو نئی راہیں دکھانے کا ہنر جانتے ہیں قاسمی صاحب کی تحریریں اور تجزیے جہاں اردو ادب کے نادر فن پارے ہوتے ہیں وہاں عدل وایقان کے استعارے بھی ہوتے ہیں۔ قاسمی صاحب بلاشبہ ایک کہنہ مشق اور مثبت سوچ دینے والے لکھاری ہیں میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر ان کی محنت، مشقت ریاضت، عزم راسخ اور نامساعد حالات میں ان تھک جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے قاسمی صاحب نے اپنے دو زیر نظر کالموں میں انہیں غیر معمولی شخص اور ایک داستانوی کردار ہونے کا لقب دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ایک داستانوی کردار

میاں محمد شریف سے جب کبھی میری ملاقات ہوئی وہ مجھے ہمیشہ ایک داستانوی سے کردار نظر آئے۔ آخری ملاقات ڈیڑھ دو ماہ قبل جدہ میں ان کے سرور پیلس میں ہوئی وہ وہیل چیئر پر تھے۔ ان میں قوت گویائی موجود تھی مگر انہوں نے نجانے کیوں بولنا بند کر دیا تھا۔ جدہ میں وہ باقاعدگی سے شام کی محفل میں شریک ہوتے وہاں ہونے والی گفتگوؤں کا ردعمل ان کے چہرے سے ظاہر ہوتا مگر ان کی زبان خاموش رہتی۔ کسی دلچسپ بات پر ان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھرتی اور سنجیدہ موضوع پر گفتگو کے دوران ان کے چہرے کی سنجیدگی بتاتی کہ گفتگو میں ان کی دلچسپی کا تسلسل قائم ہے۔ وہ ذہنی طور پر آخری سانس تک پوری طرح چوکس رہے۔ خدا نے انہیں تمام نعمتوں سے نوازا تھا۔ انہیں اگر کوئی دکھ تھا تو پاکستان سے جدائی کا دکھ تھا۔ اس پاکستان سے جدائی کا دکھ جس کی صنعتی بنیادوں کو استوار اور مستحکم بنانے میں انہوں نے دن رات ایک کر دیئے تھے۔ وطن سے جدائی کے غم نے انہیں اندر سے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ آخری عمر میں ان کی زبان بندی غالباً اس جبر کے خلاف ایک احتجاج کی صورت تھی۔

میاں شریف ہتھیار ڈالنا نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی کے ابتدائی ایام میں غربت سے جنگ لڑی اور پانچ سو روپے کسی سے ادھار لے کر اپنے کاروبار کا آغاز کیا اور زندگی کے کسی بھی مرحلے میں ہتھیار ڈالنے کی بجائے فتح و کامرانی کے جھنڈے لہراتے ہوئے کسی اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے جب ان کے صاحبزادے میاں نواز شریف کی حکومت کو ختم کیا اور خاندان کے تمام مرد حضرات کو قید اور خواتین و بچوں کو نظر بند کر دیا اس وقت بھی یہ ''مردِ آہن'' خوفزدہ ہونے یا پسپائی اختیار کرنے کی بجائے اپنے محاذ پر ڈٹا رہا۔ اس دوران ان کے چند بہی خواہوں نے ان سے ان کے رائے ونڈ کے گھر میں ملاقات کی۔ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ ان کے بیٹے میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور میاں عباس شریف کے علاوہ ان کے پوتے بھی حکومت کی قید میں تھے۔ ملاقاتیوں نے انہیں مصلحت اور سمجھوتے سے کام لینے کا مشورہ دیا مگر انہوں نے سختی سے انکار کیا اور کہا ''اب ان کی کلائی مروڑی جائے گی۔ ظالموں سے کسی قسم کے سمجھوتے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا'' دوسری طرف خود احتسابی کا بھی یہ عالم تھا کہ جب کوئی ملاقاتی ان سے نواز حکومت کے کاموں کی تعریف کرتا تو بقول حمزہ شہباز وہ کہتے ''یہ سب ٹھیک ہے مگر اللہ کو یقیناً ہماری کوئی بات اچھی نہیں لگی جب اللہ کی طرف سے ہمیں معافی مل جائے گی سب کام ٹھیک ہو جائیں گے''۔ انہوں نے

Marfat.com

ایک ایسے ہی موقع پر ایک بہت خوبصورت بات یہ کہی کہ ''جب انعام بڑے ہوتے ہیں تو آزمائشیں بھی بڑی ہوتی ہیں''۔فولادی اعصاب والا یہ شخص اپنے قیدی بیٹوں اور پوتوں سے ملاقات کے لئے نہیں گیا کہ کہیں اس کے آنسوؤں سے یا دلی جذبات کی جھلک چہرے پر آنے سے بیٹوں کے قدم ڈگمگا نہ جائیں اوران کے دل حکومت سے سمجھوتے کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔

شریف خاندان کے مخالف حلقے یہ تاثر دیا کرتے تھے کہ نواز شریف اور شہباز شریف سارے حکومتی فیصلے ابا جی سے پوچھ کر کرتے ہیں۔ یہ ابا جی اگر ڈیڈی ہوتے تو شاید اس مقدس رشتے اور اس کے احترام کو طنز کا نشانہ نہ بنایا جاتا۔اس امر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں کہ شریف برادران اپنے والد کا احترام ناقابلِ یقین حد تک کرتے تھے جب کہ ان دنوں ہمارے ملک کے اکثر باپ بیٹے دوست بننے کے چکر میں سب روایات بھلا چکے ہیں اور خاندانی نظام میں ڈسپلن نام کی کوئی چیز نہیں رہی۔تاہم اس الزام میں کوئی صداقت نہیں کہ میاں شریف اپنے فیصلے اپنے بیٹوں پر ٹھونستے تھے۔ اہم مسائل پر ان کی مشاورت ضرور حاصل کی جاتی تھی اور کیا اس مشاورت کا حق اس زیرک شخص کو نہیں پہنچتا تھا کہ جس نے 500 روپے سے اپنے کاروبار کا آغاز کیا اور ایک صنعتی ایمپائر کا مالک بن گیا۔جس کی مشاورت سے اس کا بڑا بیٹا پہلے وزیر،اس کے بعد وزیراعلیٰ اور پھر دو مرتبہ وزیراعظم بننے کے بعد جلاوطنی میں بھی پاکستانی عوام کا مقبول ترین سیاسی رہنما ہے۔جس کا ایک بیٹا پنجاب کا وزیراعلیٰ بنا اور جس کے ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اس کا نام آج بھی عوام کے دلوں پر نقش ہے۔ایسے شخص سے مشاورت کرنا اور رہنمائی حاصل کرنا شریف برادران کی خوش قسمتی تھی۔وہ آج اس بابرکت سائے سے محروم ہو گئے ہیں اور یہ صدمہ ان کا ذاتی نہیں پوری قوم کا ہے۔ایک خداترس انسان جس نے اربوں روپے کی لاگت سے غریبوں کے لئے شریف میڈیکل سٹی تعمیر کیا جو کروڑوں روپوں کے وظائف یتیموں، بیواؤں اور طالب علموں میں تقسیم کرتا تھا اور جو ہزاروں پاکستانیوں کو روزگار دینے کا وسیلہ بنا۔جو رات کو دو بجے اٹھ کر تہجد ادا کرتا تھا، پھر فجر کی نماز پڑھتا تھا اور اس کے بعد سیر سے فراغت پا کر اتفاق ہسپتال کا راؤنڈ لگاتا اور اپنی سابقہ کلاس سے تعلق رکھنے والے مریضوں کے بستروں پر جا کر ان کے لئے دعا کرتا،ان کے لئے پھل اور ادویات کا انتظام کرتا،انہیں نقد پیسے دیتا،ہاں وہی شخص ہم سے جدا ہو گیا ہے اور ہماری حکومت اس کے بیٹوں کو اس کی تدفین کے لئے پاکستان نہیں آنے دے رہی۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عطاءالحق قاسمی۔روزنامہ جنگ لاہور

☆☆☆

Marfat.com

ایک غیر معمولی شخص

عزم، محنت، امانت اور دیانت کی قدریں آج افسردہ ہیں کہ میاں محمد شریف اپنے اس خدا کے پاس چلے گئے ہیں جس پر ان کا توکل ان سب قدروں کے حامل ہونے کے باوصف مثالی نوعیت کا ہے- میاں محمد شریف بظاہر ہماری ہی طرح کے ایک عام آدمی تھے لیکن جن لوگوں نے ان کو قریب سے دیکھا ہے وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہ عام انسانوں سے بہت مختلف تھے- انہوں نے اپنے چھ بھائیوں سے مل کر بہت معمولی سرمائے سے اپنی کاروباری زندگی کا آغاز کیا اور اپنی متذکرہ بالا صفات کے نتیجے میں ایک بہت بڑی صنعتی ایمپائر کھڑی کر دی پیپلز پارٹی کے دور اول میں ان کی تمام فیکٹریاں قومیالی گئیں تو وہ ایک دفعہ پھر وہیں آن کھڑے ہوئے جہاں سے انہوں نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا- خاندان کے سب افراد پریشان تھے اور سوچ کے اس بھنور میں گھرے ہوئے تھے کہ اب کیا کیا جائے- انہوں نے دیکھا کہ اس کے اگلے روز علی الصبح میاں شریف اپنی روٹین کے مطابق بیدار ہوئے عبادت کی ناشتہ کیا اور شہباز شریف سے کہا شہباز تیار ہو جاؤ کام پر جانا ہے شہباز صاحب نے پوچھا کون سا کام ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں رہا میاں شریف نے جواب دیا ایک دفتر موجود ہے وہاں چلتے ہیں اور نئے کام کا آغاز کرتے ہیں- فولادی عزم کے حامل اس شخص نے نئے سرے سے اپنے کام کا آغاز کیا اور چند برسوں کے اندر ہی پیپلز پارٹی کے دور میں ہی ایک دفعہ پھر پوری مضبوطی سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے-

سیلف میڈ لوگوں کے حوالے سے یہ مشاہدہ کہ زندگی میں کامیابی کے بعد وہ یا تو بہت سنگدل ثابت ہوتے ہیں- اور یا پھر انتہائی دردمند انسان کے طور پر سامنے آتے ہیں- اول الذکر دوسروں کے راستوں میں بھی اتنے ہی کانٹے بچھاتے ہیں جتنے کانٹے ان کے راستے میں بچھائے گئے تھے اور ثانی الذکر لوگوں کے رستوں کے کانٹوں کو ہٹانے میں لگے رہتے ہیں جو دنیا نے کبھی ان کے راستے میں بچھائے تھے- میاں شریف کا شمار بھی دوسری قسم کے لوگوں میں ہوتا ہے- انہوں نے اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ غریبوں اور ناداروں کے لئے وقف کر رکھا تھا- ان کے در سے کوئی سوالی خالی نہیں جاتا تھا- انہوں نے اپنے بچوں کے دلوں میں بھی خدا خوفی کا جذبہ پیدا کیا اور ان کی تربیت اس نہج پر کی کہ وہ اپنی دولت میں ان لوگوں کو شریک کریں جو ہمارے غلط معاشی نظام کی وجہ سے زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے تھے- میاں نواز شریف نے مجھے بتایا کہ وہ اپنی غربت کے زمانے کے احوال سناتے رہتے تھے جس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ہم ان لوگوں کے احوال سے بے خبر نہ رہیں جو اپنے دلوں میں کتنی ہی حسرتیں لئے پھرتے ہیں- میاں شریف نے ایک دفعہ میاں نواز شریف کو بتایا کہ عید قریب تھی چنانچہ انہوں نے روزانہ تھوڑے بہت پیسے جوڑنا شروع کئے اور بالآخر عید کے لئے ایک نیا جوڑا سلوانے میں کامیاب ہو گئے- انہوں نے نیا جوڑا بغل میں دابا اور عید منانے اپنے گاؤں روانہ ہو گئے گرمی کے دن تھے وہ پیدل چلتے چلتے تھک گئے تو ایک درخت کے نیچے آرام کے لئے لیٹ گئے- انہوں نے نئے کپڑے سر کے نیچے رکھے تاکہ وہ سرہانے کا کام بھی دیں اور چوروں کی دستبرد سے بھی محفوظ رہیں- تھکن سے ان کو نیند آ گئی جب آنکھ کھلی تو وہ جوڑا چور لے جا چکے تھے- میاں شریف بتاتے ہیں کہ اس کے بعد وہ بھی زمانہ آیا جب اللہ نے ان کو توفیق دی کہ وہ اس سے بہتر سوٹ سلوائیں اور پہنیں مگر ان کے دل سے ان نئے کپڑوں سے محرومی کا ملال نہ گیا جو انہوں نے ایک ایک پیسہ جوڑ کر عید پر پہننے کے لئے سلوائے تھے چنانچہ سارا سال فلاحی کام کرنے کے علاوہ عید کے موقع پر خصوصاً وہ ہزاروں افراد کو نئے کپڑے سلوا کر دیتے تھے اور کہتے تھے یہ وہ دن ہوتا ہے جب میں اس کسک کو بھول جاتا ہوں- جو اس عید کے روز نئے کپڑے نہ پہننے کے باعث سے میرے دل کو محسوس ہوئی تھی-

عطاء الحق قاسمی- روزنامہ جنگ

Marfat.com

بعض شخصیات اپنے کردار، عمل اور مشن کی وجہ سے دشمن، دوست اور اپنے پرائے کی تمیز وشناخت سے کہیں بلند جا کر قابلِ احترام اور قابلِ ذکر گردانی جاتی ہیں جناب ڈاکٹر اجمل نیازی صاحب نے اپنے ذیل کے دو کالموں میں میاں محمد شریف مرحوم کے مشن اور عظمت کردار کی بنا پر ان کو بھی یہی مقام دیا ہے جس کے کہ میاں صاحب مرحوم واقعی حقدار ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

یہ موقع استقبال کا نہیں الوداع کا ہے

وہ بڑا آدمی تھا۔ یہ نہیں کہ نواز شریف اور شہباز شریف ان کے بیٹے تھے۔ بلکہ بڑائی یہ تھی کہ وہ ان کے والد تھے۔ ان کے آخری سفر کے معاملات کو شریف برادران کی سیاست کے ساتھ نہیں جوڑ دینا چاہیے تھا۔ میں بڑے میاں صاحب کی موت کو ایک سانحہ سمجھتا ہوں اس غم میں سب شریک ہیں۔ اس غم کو داغدار نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ان کی عظمتوں کے حوالے سے لوگوں نے ہر طرح کی باتیں بھی کیں۔ لطیفے بھی بنائے۔ مگر سب ان کے دل سے قائل تھے۔ ان سے نہ تو کسی کو اختلاف تھا۔ اور جو کچھ تھا اعتراف ہی اعتراف کہنا چاہیے۔ ان کی طرف سے کبھی کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی کہ انہوں نے کسی کے خلاف کوئی بات کی ہو۔ بیان تو وہ دیتے ہی نہ تھے۔ اتنا صابر، شاکر، مضبوط، متحمل مزاج، بامروت انسان کم کہیں ہو گا۔ انتہادرجے کا محنتی انسان۔ اس لحاظ سے بے مثال۔ میں بہت دل گرفتہ ہوں۔ پاکستان میں ہر آدمی کا ابا جی یا کوئی بڑا ہو گا مگر ایسا ابا جی دوسرا نہیں ہوگا۔ لوگ تو خاص آدمی سے عام آدمی بن کے رہ جاتے ہیں وہ ایک عام آدمی سے خاص آدمی ہوا۔ یہ نہیں کہ کسی نے وزیراعظم کا باپ سمجھ کر عزت کی ہو۔ وزیراعظم کی یہ پہچان تھی کہ وہ ایک اچھے انسان کا بیٹا ہے۔ میں تو صرف یہ عرض کرنے کیلئے کالم لکھ رہا ہوں کہ یہ کیسا مرتبہ ہے کہ خانہ کعبہ (حرم) میں میاں صاحب کی نماز جنازہ ہے۔ وہ اس برکت والی زمین میں بھی سو سکتے تھے۔ مگر ان کی خواہش اور وصیت تھی کہ انہیں پاکستان کے شہر لاہور میں دفن کیا جائے۔ رائے ونڈ میں دفن ہونے کی آرزو ان کے دل میں تھی اپنے وطن سے محبت بھی بہت بڑی عبادت ہے اور وہ عظیم محب الوطن تھے۔ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا پاکستان بھی قریہ عشق محمد ﷺ ہے میرے آقا و مولا پیغمبرِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے برصغیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ مجھے اس طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ اپنے وطن میں دفن ہونے کی بڑے میاں صاحب کی خواہش رسولؐ سے اپنے عشق کی گواہی ہے۔ جلاوطنی اپنے بچوں کے لیے قبول کی مگر یہ جلاوطنی بھی ایک خوبصورت آرزو ہے۔ دیارِ حبیب ﷺ میں جلاوطنی ایک انعام ہے ایک اعزاز ہے اور بڑے میاں صاحب کی اعلیٰ خوش نصیبی کی نشانی ہے۔ مجھے صدر رفیق تارڑ نے روتے ہوئے بتایا کہ وہ ایک عظیم دوست تھے۔ دوستوں کے لیے بہترین جذبات ان کے وجود میں وجد کرتے تھے۔ محنت اور محبت کا امتزاج ان کے مزاج میں گھل گیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ خانہ کعبہ میں وہ وہیل چیئر پر تھے اور نواز شریف ان کو آہستہ آہستہ لا رہے تھے۔ بہت سے لوگ ساتھ تھے۔ مگر یہ سعادت نواز شریف نے ہمیشہ اپنے پاس رکھی۔ تارڑ صاحب کے سامنے ہوتے ہی بڑے میاں صاحب وہیل چیئر پر ہی کھڑے ہو گئے۔ علالت اور نقاہت کے باوجود دلداری اور مہمان نوازی کا یہ مظاہرہ بڑے لوگوں کا شیوہ ہے

نواز شریف جو کہ میاں شریف کا بیٹا ہے۔ اپنے عظیم باپ کے سفر میں شرکت کرنا چاہتا ہے تو حکومت پاکستان کو اس میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے سابق وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف بھی میاں محمد شریف کے بیٹے کے طور پر آئے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس واقعے میں کوئی سیاست وغیرہ

Marfat.com

نہیں ہوگی- میری گزارش ہے کہ شریف برادران جنازے کے ساتھ آجائیں- صدیق الفاروق نے بھی کہا ہے حکومت کشادگی اور فراخدلی کا مظاہرہ کرے- صدیق الفاروق حکومت کے بے باک مخالف ہیں- ان کی طرف سے اس بات کی قدر کرنی چاہیے کوئی معاہدہ ہے بھی تو اس سلسلے میں تو رکاوٹ نہ بنے- یہ تو انسانی معاملہ ہے- بیٹے اپنے محبوب باپ کے جنازے میں آئیں میں حکمرانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ لوگ اس موقع پر شریف برادران کا استقبال نہیں کرنا چاہتے- وہ بڑے میاں صاحب کو الوداع کرنا چاہتے ہیں- اس موقع پر یہ کام حکومت کے لیے نیک کام ہوگا چودھری صاحبان نے اس موقع پر بہت دردمندانہ بیان دیئے ہیں وہ پرانی رفاقتوں کی لاج رکھیں- شیخ رشید کی بات اچھی نہیں لگی کہ شریف فیملی نے میاں شریف کی تدفین کے لیے رابطہ کیا تو ہمدردانہ غور کریں گے- یہ وقت شریف فیملی کے ساتھ ہمدردی کے لیے رابطہ کرنے کا ہے- انہیں آفر کی جائے کہ وہ ضرور آئیں اور اپنے والد کے آخری سفر میں شریک ہوں شیخ صاحب پر اس فیملی کے بہت سے احسانات ہیں جسے وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں- وہ مرکزی سپوکس مین کہلوانا پسند کرتے ہیں- آج لوگوں کی طرف سے حکومت کو کہیں کہ اس معاملہ میں کسی فارمیلٹی کا انتظار نہیں کرنا چاہیے- بڑے میاں صاحب کا جنازہ پاکستان لانے میں کسی رابطے کی ضرورت نہیں- بلکہ ان لوگوں کو ایک بڑے محب الوطن پاکستانی کے جنازے میں ازخود شرکت کی سعادت حاصل کرنی چاہیے- سب کی رائے ہے کہ اس معاملے کو سیاست کے آئینہ میں نہ دیکھا جائے-

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی- 31 اکتوبر 2004ء روزنامہ نوائے وقت لاہور

☆☆☆

Marfat.com

اقتدار اور اختلاف کے تلاطم میں رواداری کا ترنّم

بڑے میاں صاحب میاں محمد شریف کی تعزیت کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی حمزہ شہباز شریف کے پاس گئے میں یہ تو نہیں کہتا کہ میرا کالم پڑھنے کے بعد ان کے دل میں یہ خیال آیا میں نے تو ایک گمشدہ آرزو کو کالم میں رکھ دیا کہ لوگ اسے ڈھونڈھ نکالیں۔ نجانے کیسے ایک دل سے آرزو دوسرے دل میں منتقل ہوتی ہے۔ بہر حال میں چوہدری صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ان کا شکریہ حمزہ نے بھی ادا کیا۔ اس نے طارق عزیز کی وساطت سے صدر جنرل مشرف کا شکریہ بھی ادا کیا کہ وہ ان کی نمائندگی کرنے رائیونڈ پہنچے تھے۔ چوہدری پرویز الٰہی نے طارق عزیز کے ساتھ مل کر بڑے میاں صاحب کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ وہ کچھ دیر وہاں رہے اور بڑے میاں صاحب کی بہت تعریف کی۔ اس دوران حمزہ سے گپ شپ بھی رہی۔ اچھے دنوں میں شریف فیملی اور چودھری خاندان میں بہت قریبی روابط تھے۔ ذاتی اور سیاسی سانجھ تھی جس نے کئی محاذوں پر انہیں ساتھ ساتھ کر دیا تھا۔ اس موقع پر وفاقی حکومت فراخدلی اور کشادگی کا مظاہرہ کرتی تو بہت اچھی فضا بنتی۔ وفاقی وزیر شیخ رشید نے آغاز میں جو بات کی اس میں سرکاری زعم کا تاثر تھا۔ اپنے والد کے جنازے میں شرکت کی اجازت مانگنے کی تجویز دی گئی جو بہت متکبرانہ اور غیر دوستانہ تھی۔

سعودی عرب میں پاکستانی سفیر نے نواز شریف کو جا کے کہا کہ تین آدمیوں کے علاوہ ہر آدمی جا سکتا ہے۔ تب نواز شریف نے شاید پہلی بار یہ بات کی کہ حکومت کو کھلے دل سے کام لینا چاہئے ہم اس موقع کو سیاسی رنگ کیسے دے سکتے ہیں۔ تب سعودی حکومت نے بھی رابطہ کیا اور سعودی طیارہ فراہم کرنے اور بڑے میاں کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کرنے کی پیش کش کی۔ مگر یہ کہا کہ پاکستانی حکومت سے بات کر لی جائے۔ یہ کیا زیادتی ہے کہ جانثار بیٹے موجود ہیں اور وہ اپنے والد کے آخری سفر میں شریک نہیں ہو سکتے۔ اب شیخ رشید کہتا ہے کہ پاکستانی حکومت خصوصی جہاز دے رہی تھی اور نواز شریف، شہباز شریف اور کلثوم نواز سمیت سب کو وطن آنے کی اجازت تھی۔ وہ خود نہیں آئے۔ جیسے وہ کہتے ہیں کہ وہ گئے بھی خود تھے۔ شیخ صاحب اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہیں کہ یہ معاملہ اگر ان کے ساتھ ہوتو وہ والد کی میت کے ساتھ خود نہ آئیں گے؟ بڑے میاں صاحب کے سپردِ خاک ہونے کے بعد یہ بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب نواز شریف کے سسر اور کلثوم نواز کے والد فوت ہوئے اور شریف برادران قید تھے۔ مریم نواز نے صدر محمد رفیق تارڑ کو فون کیا کہ نانا کی آخری رسوم میں شرکت کے لئے ابا، چچا اور بھائی کو اجازت دی جائے۔ منتخب صدر رفیق تارڑ نے جنرل مشرف سے بات کی۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورے کے بعد اجازت دے دی۔ وہ جنازے میں آئے میں بھی تب ہجوم میں تھا۔ کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ سب معاملات خوش اسلوبی سے طے ہوئے اور پھر دونوں بھائی اور بیٹا حسین نواز واپس چلے گئے۔ تو اب بھی صدر رفیق تارڑ سے حکومت پاکستان بات کر لیتی۔ جنرل مشرف ان کے گھر جو ہرٹاؤن آ چکے ہیں۔ بیٹے اپنے محبوب باپ کے جنازے کیساتھ آتے۔ انہیں سپرد خاک کرتے ان کی یاد اپنے دل میں آباد کرتے ہوئے چلے جاتے۔ اب جو طارق عزیز آئے ہیں تو پہلے جنرل مشرف کو یہ خیال دلا دیتے ایک اور اچھی کیفیت ان کے لئے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتی۔

چوہدری پرویز الٰہی کی طرف سے بھی یہ محبت عزت کا سلوک کچھ پہلے ہوتا تو اور بھی اچھا ہوتا۔ اب بھی اچھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے

Marfat.com

حمزہ ان مشکلوں کو بھول گیا ہوگا جو اپنے دادا کا جسدِ خاکی لاہور پہنچنے پر انہیں اٹھانا پڑی تھیں۔ لاہور کی پولیس سڑکوں پر نہ آتی۔ اور کوئی سرکاری مداخلت نہ ہوتی تو بھی یہ دن گزر جاتے۔ ہر کسی کے یہ دن گزر جایا کرتے ہیں۔ ان دنوں کو یادگار بنایا جاسکتا ہے۔ چودھری صاحب کی طرف سے مروت کا یہ تاثر رہ جانے والے تاثر کی طرح رہے گا۔ حکومت میں ہونے اور نہ ہونے سے تعلقات ختم نہیں ہوجایا کرتے۔

میرے دل میں دکھ بھی ٹھاٹھیں مارتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) کے کچھ لوگ شریف برادری کے سامنے نمبر بنانے کے چکر میں بہت آگے نکل گئے اور ایک بہت عظیم جنازہ بہت پیچھے رہ گیا۔ وہ جو ایجنسیوں کے لوگ اپوزیشن کی صفوں میں ہیں اور بہت وفاداری کے نعرے لگاتے ہیں۔ انہوں نے بھی کام خراب کیا ہے۔ ورنہ میرے خیال میں چوہدری پرویز الٰہی دید لحاظ اور مروت کے آدمی ہیں۔ اگر معاملات طے ہونے سے پہلے بڑھکیں نہ لگائی جاتیں اور اس بہانے انقلاب لانے کی ہوائیاں نہ چھوڑی جاتیں تو بہت بڑا جنازہ اور بھی بہت بڑا جنازہ ہوتا۔ لوگ بدحواس ہوگئے تھے کسی کو کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کہاں جانا ہے اور کیا کرنا ہے۔ حتیٰ کہ جنازے کے وقت کے بارے میں اور پھر قلوں کے وقت کے لئے بہت کنفیوژن اور پریشانی پھیلائی گئی۔ مختلف اخبارات میں مختلف اطلاعات چھپوائی گئیں۔ شاہدرہ والے دوست سیاستدان میاں محمود نے روتے ہوئے کہا کہ ہمارا تو باپ مرگیا تھا مگر اس موقع کو دوسروں نے خراب کرنے کی کوشش کی اور دوستوں نے بھی کی۔

اگر یہ ٹھیک ہے کہ وفاقی وزیر شیخ رشید اور صوبائی وزیر راجہ بشارت کو بیان دینے سے روک دیا گیا ہو تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ مسلم لیگ (ن) کے دو سے زیادہ سیاستدانوں کو بیان دینے سے منع کردیا گیا ہوتا۔ لاہور میں حمزہ تو غمزدہ تھا اور پریشان۔ مگر جو خواہ مخواہ پریشانیاں پھیلانے والے تھے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے باوجود اتنی شان سے اور اتنی عزت سے ایک بہت بڑے انسان میاں محمد شریف کا سفرِ آخرت ایک ناقابلِ فراموش واقعہ ہے۔ چوہدری صاحب نے انہیں یاد دلایا، جب وہ دونوں اڈیالہ جیل میں اکٹھے تھے اس سے بڑا رشتہ کیا ہے کہ دو لوگوں نے ایک ساتھ قید گزاری ہو۔ ہوسٹل فیلو ہونا ایک رفاقت ہے مگر جیل فیلو ہونا تو رفاقت سے بڑھ کر ہے۔ سکھ کا ساتھ بھول سکتا ہے مگر دکھ کا ساتھ نہیں بھول سکتا۔ ایک عربی سکالر خلیل جبران نے کہا ہے کہ تم جس کے ساتھ مل کر ہنسے ہو اسے بھول سکتے ہو مگر جس کے ساتھ مل کر روئے ہو، اسے نہیں بھول سکتے۔ چوہدری صاحب کو حمزہ نے یہ بات یاد دلائی تو انہیں بہت کچھ یاد آجانا چاہئے مگر اقتدار میں ایسے لوگ آس پاس آجاتے ہیں جو ایسی باتیں یاد نہیں آنے دیتے۔ چوہدری صاحب کو معلوم ہے کہ اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ وہ اقتدار میں ہوتے ہوئے کسی تکبر وغیرہ کا شکار نہیں ہوئے۔ تو وہ ان لوگوں کو پہچانیں جو محکوم رہ کر حکمرانوں کو شکار کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی روزنامہ نوائے وقت

☆☆☆

Marfat.com

تمام انبیائے کرام اور دیگر معاشرتی مصلحین اور معلمینِ اخلاقیات نے انسانی معاشرت کو پرامن اور موجب راحت وترقی بنانے کے لئے انسانوں کو باہمی محبت، اخوت، رواداری اور احترام انسانیت کا پیغام دیا ہے انسان ہونے کی حیثیت سے تمام انسان بلا امتیاز مذہب وملت اور بلا تفریق رنگ ونسل عزت واحترام کے مستحق ہیں۔ جو لوگ ایک ہی ملک میں رہتے ہوں ان کے لئے تو ان اعلیٰ اصولوں اور قابلِ ستائش اقدار کی پابندی اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ ایک ہی ملک وملت کے ماننے والوں کی باہمی نفرت اور جنگ وجدل باعث حیرت بھی ہے اور قابلِ افسوس بھی۔ جہاں انسانیت کی تذلیل کے واقعات اور عوامی رائے کی خرید وفروخت کے واقعات رونما ہوں گے وہاں انجام کار لازماً باہمی نفرت اور محاذ آرائی کا نقشہ نظر آئے گا۔ دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور رواداری سے پیش آئے ایک دوسرے کی عزت، مال، جان اور رائے کا احترام کیا جائے مگر ملک عزیز کی سابقہ 55 سالہ تاریخ میں عوامی رائے کی خرید وفروخت اور بے عمل سیاسی قائدین کی عملداری کا عمل مسلسل نظر آرہا ہے۔ فی زمانہ بھی تابندہ جمہوری واخلاقی روایات کے نفاذ کی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مسلم لیگ (ن) اور اے آر ڈی کی دیگر جماعتوں کی صدائے جمہوریت اکثر ایوانوں میں گونجتی محسوس ہورہی ہے۔ آج مسلم لیگ (ن) کے اکثر نظریاتی لیڈر اور کارکن نہ صرف سیاسی پلیٹ فارم پر عوام کے دل کی آواز کو زبان دے رہے ہیں بلکہ تحاریر وآراء کی صورت میں اکثر تبصرے اور تجزیئے وغیرہ بھی لیگی قائدین کی طرف سے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) شیخوپورہ کے ایک سینئر اور کمٹڈ عہدیدار چوہدری عباس ہنجرا بھی نہ صرف تقریر بلکہ تحریر کے ذریعے اپنے جلاوطن قائد کا منشور اور ملک کا سب سے بڑا ووٹ بنک رکھنے والی جماعت مسلم لیگ (ن) کی آواز لوگوں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ چوہدری عباس ہنجراء ایک زمیندار، بزنس مین، اعلیٰ معاشرتی واخلاقی روایات رکھنے والے قدیم مسلم لیگی خاندان کے چشم وچراغ ہونے کی وجہ سے پیدائشی مسلم لیگی ہیں۔ ملکی سیاست میں اپنی مثبت اور پرحکمت جدوجہد کی بناء پر عظیم کارنامے سرانجام دینے کے جنون نے ان کی خوبصورت شخصیت کو متانت اور شجاعت جیسی کوالٹیز بھی عطا کررکھی ہیں۔ ''ذرہ سے آفتاب'' کی اشاعت کے سلسلہ میں چودھری عباس ہنجرا کا خصوصی تعاون بھی ان کی مسلم لیگ (ن) اور شریف خاندان سے کمٹ منٹ کا ایک جاندار ثبوت ہے۔ ذیل میں چوہدری عباس ہنجرا کی تحریر کردہ شریف خاندان کی تاریخی سٹوری شائع کی جارہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

میاں محمد شریف ایک بادشاہ گر!

یہ کہانی اس بادشاہ گر کی ہے جو وقتِ نزع ایامِ جلاوطنی سے نبرد آزما تھا کیونکہ اس کے وزیراعظم بیٹے کو بھرپور عوامی حمایت کے باوجود جبراً حکومت سے الگ کرکے اپنے خاندان سمیت ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا گیا تھا۔۔۔ یہ داستان اس محنت کش کی ہے جو پیدا تو ایک غریب گھرانے میں ہوا تھا۔ مگر اپنی محنت اور ریاضت سے اس نے اپنے گھرانے کو دنیا کا مثالی اور امیر گھرانہ بنادیا تھا۔۔۔ یہ تعارف اس غریب آدمی کا ہے جو اتفاق میں برکت کی عالمی سطح پر ایک زندہ دلیل بن گیا تھا یہ بات اس بردبار کے متعلق ہے جس کے بیٹے اس کے سانس سے سانس لیتے تھے مگر اس کے بیٹوں نے اپنے خاندان کی شرافت وبردباری کی روایت کو تازہ کردیا اور باپ کی لاش پر سیاست کرنے کو ایک گھٹیا عمل تصور کیا یہ داستان اس فولادی

Marfat.com

عزم رکھنے والے عظیم محنت کش کی ہے جس نے لٹنے کے بعد ہر بار اپنی محنت اور جد وجہد پر ہی انحصار کیا یہ داستان اس عظیم سماجی ورکر کی ہے جس کے ہاتھ سے شروع کیے گئے انسانی فلاح کے بڑے بڑے ادارے آج بھی اس کے جذبۂ خدمت کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں ۔

عشق پر بھی اگر نہ بات کریں
پھر تو موضوعِ گفتگو ہی نہیں

یعنی اگر کوئی حقیقت مطلق سے ہم آغوش ہونے کی آرزو رکھتا ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ حقیقت مطلق (واضح سچ) سے ہمکنار اور آشنا ہونے کا واحد وسیلہ عشق ہے عشق و محبت زندگی سے ماورا یا علیحدہ نہیں بلکہ عشق و محبت زندگی کا لازمہ ہے عاشق جب ارادہ کر لیتا ہے تو حالات اس کا ساتھ دیتے ہیں وقت اس سے پوچھ کر چلتا ہے مگر اس مقام پر پہنچنے سے پہلے عاشق کو دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر ایک نکتے پر کار بند ہونا پڑتا ہے دیوانہ اور مجنوں بننا پڑتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح آج سے تقریباً ۷۵ سال پہلے دنیا بھر کی اقتصاد و معیشت کی بھول بھلیوں اور چاتر دماغیوں سے بے نیاز اور لاہور کی رنگینیوں اور ہنگاموں سے بے خبر دو نوجوان موسم گرما کی ایک چلچلاتی ہوئی دوپہر میں ریلوے روڈ پر موجود لوہے کی بھٹیوں پر مزدوری کی تلاش میں سرگرداں تھے ۔ وہ دونوں آپس میں بھائی تھے بڑے کا نام برکت اور چھوٹے کا نام محمد شفیع تھا انہیں اپنی قوت بازو پر اعتماد اور بھروسہ تھا وہ محنت کے عاشق تھے انتہائی کم اجرت پر بھی وہ زیادہ مشقت والا کام کرنے کے لیے تیار تھے پھر یہ ہوا کہ کم اجرت پر زیادہ مشقت اور صعوبت والا کام انہیں مل گیا وہ اس قدر خوش ہوئے کہ جیسے کسی پیاسے کو پانی مل جائے وہ خوشی خوشی محنت کرنے لگے وہ بڑی مشکل سے گزارا کر کے روزانہ ایک روپیہ بچا لیتے تھے اور اس طرح پس اندازی کر کے وہ ہفتہ وار کچھ رقم اپنے ضعیف العمر والدین ، ایک بہن اور پانچ چھوٹے بھائیوں کی گزر بسر کے لیے اپنے گاؤں جاتی امراء لے جاتے جب وہ اپنے بہن بھائیوں کے لیے راشن لے کر جاتے اور چھوٹے بہن بھائی انہیں دیکھ کر خوش ہوتے تو وہ پردیس کی ساری تکالیف بھول جاتے اور ان کے دل میں یہ تمنا اور جوان ہو جاتی کہ لاہور میں اپنا کاروبار اور اپنا گھر ہونا چاہیے تاکہ خوب محنت کریں اور اپنے چھوٹے بھائی محمد شریف کو پڑھا لکھا کر اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنا کاروبار پورے حساب کتاب کے ساتھ سنبھال سکے وہ محمد شریف کو پڑھائی میں مگن دیکھتے تو بے اختیار یہ کہہ دیتے تھے کہ وہ باؤ شریف کو پڑھا لکھا کر ضرور بڑا آدمی بنائیں گے محمد شریف جب اپنے بڑے بھائی برکت کی آنکھوں میں دیکھتا تو اسے بھی ایک خاص چمک نظر آتی وہ سوچتا تھا کہ بھائی کی یہ کمٹ منٹ ضرور پوری ہو گی وہ سوچتا تھا کہ وہ پڑھ لکھ کر ضرور اپنے محنت کش بھائیوں کے خون پسینے کی کمائی سے اپنا مشترکہ کاروبار سنبھالے گا ادھر 24,24 گھنٹے کام کرنا تو برکت اور شفیع نے معمول ہی بنا لیا تھا برکت عملی طور پر کنبے کا سربراہ تھا ضعیف والدین اور سات چھوٹے بہن بھائی اسے ہی اپنے گھر کا سربراہ تصور کرتے تھے اور وہ بھی ان کے آرام اور مستقبل کے لیے ساری دنیا بھول چکا تھا اس کی کوئی تفریح ، نائٹ لائف یا ہوٹل لائف نہ تھی ۔ برکت کی والدہ وفات پا چکی تھی مگر وہ اپنی سوتیلی ماں کو ہی اپنی ماں سمجھتا تھا چند سال بعد برکت اور شفیع نے یہ فیصلہ کیا کہ دو اور چھوٹے بھائیوں کو بھی لاہور لے آئیں چنانچہ محمد بشیر اور محمد شریف بھی لاہور آ گئے محمد بشیر نے اپنے بڑے بھائیوں برکت اور شفیع کے ساتھ بھٹی پر کام کرنا شروع کر دیا جب کہ محمد شریف نے سکول میں داخلہ لے لیا برکت نے اب پہلے سے بھی زیادہ محنت کرنا شروع کر دی تھی اسے یہ جنون ہو گیا تھا کہ محمد شریف بہت زیادہ پڑھ لکھ کر سارے خاندان کی راحت و عزت کا باعث بن جائے اس حوالہ سے محمد شریف سب گھر والوں کا پیارا اور بھائی برکت علی کی آنکھ کا تارا تھا ۔ چاروں بھائی محنتی اور متحد تھے وہ ہر مہینے کچھ نہ کچھ بچا لیتے تھے تو محمد شریف انہیں لکھ کر رقم اپنے پاس جمع کر لیتا تھا گویا وہ اکاؤنٹنٹ تھا تھوڑی آسودگی آئی تو ایک مکان کرایہ پر لے لیا گیا خاندان کے باقی افراد بھی لاہور آ گئے سب بھائی بھٹی پر کام کرتے اور خوب محنت کرتے تھے 1939ء کے شروع میں محمد شریف

Marfat.com

پڑھ لکھ کر اس قابل ہو گیا تھا کہ نجی طور پر چھوٹا موٹا کاروبار بخوبی چلا سکے اب تو ان کے پاس اتنی رقم بھی جمع ہو چکی تھی کہ اپنی بھٹی لگا سکیں اس سے قبل کام سے جس درجہ کا جنون (عشق) بڑے بھائی برکت کو تھا اب وہی جنوں محمد شریف میں منتقل ہو چکا ہے۔ وہ بھاگ دوڑ کر کے رقم جمع کرتا ہے اور اپنی بھٹی چالو کر دی جاتی ہے دو بھائی کسی اور بھٹی پر کام کرتے رہتے ہیں اور باقی سب بھائی اپنی بھٹی پر فولاد سازی کا کام فولادی عزم کے ساتھ شروع کر دیتے ہیں۔ محمد شریف سارے کاروبار کا انچارج اور اکاؤنٹنٹ ہے وہ بڑا زیرک ہے اس کی دیانت اور محنت سے کاروبار اس حد تک چمک جاتا ہے کہ پوری مارکیٹ میں شریف برادرز کا نام اعتماد اور کوالٹی کی پہچان بن جاتا ہے۔ بعد ازاں اسے اتفاق برادرز کا نام دے دیا جاتا ہے۔ انہی دنوں دوسری عالمی جنگ شروع ہو جاتی ہے برصغیر میں دیگر کاروباروں کی طرح لوہے کے کاروبار پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یکدم لوہے کی مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہو جاتا ہے پہلے سے روبہ ترقی ''اتفاق برادرز'' کو اب کاروبار کرنے کا وسیع اور مفید موقع ملتا ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہزار ہا گنا زیادہ راس کما کر ایک مضبوط اور مالدار ادارے کے روپ میں بھائیوں کی محنت اور جفاکشی رنگ لے آتی ہے جنون عمل کا فسوں سر چڑھ کر بولتا ہے مگر برکت اور شریف کی کمٹ منٹ اور ساتوں بھائیوں کی طبیعت اور معمولات میں کوئی فرق نہ آتا ہے دولت نے انہیں آرام طلب اور عیاش نہیں بنایا بلکہ انہیں اب بھی کام سے عشق ہے۔ محمد شریف کو اب بابو محمد شریف کے نام سے معروفیت مل چکی ہے وہ اپنے کاروبار کا روح رواں ہے اس کی قابلیت اور کاروباری صلاحیتوں کی بناء پر ہر جگہ اس کا احترام کیا جاتا ہے وہ اپنے کاروبار میں ماہر، لین دین کا کھرا اور بھرپور انتظامی صلاحیتوں کا مالک ہے دولت کی ریل پیل ہوگئی اور کرائے کے مکان کو چھوڑ کر 90 ریلوے روڈ پر واقع ایک حویلی خرید لی گئی۔ یہ غالباً 1945ء کا ذکر ہے کہ ''اتفاق'' کے ایک انگریز گاہک نے ایک روز بابو شریف سے اپنے ایک ہم وطن کا ذکر کیا جو کراچی میں رہتا تھا اور بیکار لوہے مثلاً سکریپ وغیرہ سے کاسٹ آئرن بنانے میں غیر معمولی مہارت رکھتا تھا بابو شریف نے اس گاہک سے اس کا پتہ پوچھا اور ایک تعارفی خط لے کر کوئی وقت ضائع کئے بغیر کراچی روانہ ہو گئے۔ بابو شریف نے کراچی میں اس انگریز سے چند ملاقاتیں کیں۔ اسے ''اتفاق'' میں ملازمت کی پیش کش کی جو اس نے قبول کر لی۔ چند روز بعد بابو شریف اس انگریز ماہر کو اپنے ساتھ لاہور لے آئے۔ اس انگریز کاریگر کے آنے سے ''اتفاق'' کی کایا پلٹ گئی اور اتفاق والوں کے ہاں دولت کی آمد بڑھ گئی۔ بابو محمد شریف اب اربوں روپے کا مالک بن چکا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ سادگی، کفایت شعاری، انسان دوستی اور مذہب سے محبت جیسے جذبات سے سرشار رہا۔

وہ یتیموں، بیواؤں، حاجت مندوں، اور غریبوں کی امداد کر کے بہت خوش ہوتا تھا۔ اب اس نے سارے ملک کے غریبوں کو اپنا سمجھ لیا تھا وہ ان کے دکھ سکھ کا خیال رکھتا تھا۔ اس نے مستحق لوگوں کے مفت علاج اور تعلیم کے لئے کئی ادارے قائم کر دیئے تھے۔ جن سب کا خرچہ وہ خود کرتا تھا۔ کوئی بھی ضرورت مند اگر دیکھ لیتا تو بغیر کسی تامل اور شور کے اس کی امداد کر دیتا۔ بعض ضرورت مندوں کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا کہ بابو شریف نے ان کی امداد کر دی ہے اب اس کی نظر میں سارے حاجت منداس کے اپنے تھے دکھی لوگوں کی آہیں اور سسکیاں وہ اپنے دل میں محسوس کرتا تھا

تمہارے عشق نے پہنچا دیا وہاں کہ جہاں جہان وغیرِ جہاں کا کوئی نشان بھی نہیں

کم و بیش سبھی بھائی اب عمر کے اس حصے میں پہنچ چکے تھے کہ جب انسان گھر بسانے اور عملی زندگی میں قدم رکھنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ سب بھائیوں کی یکے بعد دیگرے شادی ہوگئی۔ برکت نے اس سلسلہ میں بھی ایثار کا مظاہرہ کیا اور سب سے آخر میں شادی کی۔ بہر حال 1940ء کے عشرے کے وسط تک سبھی بھائی گھر بار والے ہو چکے تھے انہیں روپے پیسے کی کمی نہیں تھی دولت ان پر مہربان تھی شرافت ان کے قدم چومتی تھی۔ وہ

Marfat.com

اگر چاہتے تو دولت مند خاندانوں میں شادیاں کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے دولت کی نمود ونمائش کی بجائے انکساری اور میانہ روی کو شعار بنایا اور متوسط خاندانوں سے رشتے استوار کیئے۔ تقسیم برصغیر کے وقت بھی اتفاق کو مزید ترقی کرنے کے شاندار مواقع میسر آئے مگر انہوں نے مہاجرین کی دیکھ بھال خدمت اور اعانت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اب سبھی بھائیوں کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔ پہلے ادریس پھر نواز اور ان کے بعد جاوید، فاروق، اور یوسف پیدا ہوئے۔ ان کی عمروں میں بس ایک دو سال کا فرق ہے۔ حویلی کے باہر مامور دربان اور حویلی کے صدر دروازے کے طاق میں کرنیں بکھیرتا ہوا بڑا سا دیا مالکان کی امارت وثروت کا مظہر ہوتا تھا بابو شریف کو اب لوگ میاں صاحب کہنے لگے تھے باقی بھائیوں کے ناموں کے ساتھ بھی اب لفظ میاں کا اضافہ ہو گیا تھا سب بھائی میاں محمد شریف کی صائب رائے اور قوتِ فیصلہ پر اعتماد کرتے تھے دوسری نسل ذرا آگے بڑھی پھولی تو ان کی تعلیم وتربیت کا مسئلہ پیدا ہوا تمام بچوں کو یکے بعد دیگرے مختلف تعلیمی اداروں میں داخل کروا دیا گیا سب سے بڑے بچے ادریس کو پنجاب سول سیکرٹریٹ کے قریب جان میکڈونلڈ سکول میں داخلہ ملا نواز شریف اپنے تایازاد بھائی ادریس سے دو سال چھوٹا تھا اسے سینٹ انتھونی ہائی سکول میں داخلہ ملا باقی بچے ریلوے اسٹیشن کے قریب واقع پاکستان ویسٹرن ریلوے کے سکول میں داخل ہوئے یوں تو سبھی بچے ذہین تھے لیکن کسی بچے نے تعلیمی زندگی میں کسی غیر معمولی کارگزاری کا مظاہرہ نہیں کیا شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ سبھی بڑوں کو یہ احساس تھا کہ سب بچوں نے بڑے ہو کر اپنا خاندانی کاروبار ہی سنبھالنا ہے جس کے لیے کسی انتہائی غیر معمولی تعلیمی کارکردگی کی ضرورت نہیں اس زمانے میں میاں محمد شریف نے دس لاکھ روپے میں کوٹ لکھ پت کے صنعتی علاقہ میں سات سو کنال کا قطعہ اراضی خرید لیا اور یہاں ڈھلائی کی عام بھٹیوں سے ذرا بہتر بھٹی 1955ء میں قائم کر دی گئی اس کا نام اتفاق فاؤنڈری تھا میاں برادران ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں سخت پریشان ہوئے اتفاق گروپ کے اثاثے کسی معاوضہ کے بغیر سرکاری تحویل میں لے لیے گئے البتہ انہیں بانڈز دے دیئے گئے جو پندرہ سال سے پہلے بھنائے نہیں جا سکتے تھے ان کی حیثیت کاغذ کے ٹکڑوں سے زیادہ نہ تھی اس کے باوجود میاں برادران نے ہمت نہ ہاری اپنے دوستوں کی اعانت اور غیر ملکی بینکوں سے زیادہ شرحِ سود پر قرضہ لے کر انہوں نے کچھ نئے صنعتی یونٹ قائم کیے مگر وہ چھوٹے تھے اور اتفاق فاؤنڈری سے ان کا کوئی مقابلہ نہ تھا جولائی 1977ء میں جنرل ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کا تختہ الٹ دیا انقلابِ حکومت کے کچھ عرصہ بعد جب سرکاری ملکیت میں لیے گئے صنعتی یونٹوں کی واپسی کا عمل شروع ہوا تو اتفاق فاؤنڈری بھی واگزار ہوئی اور میاں فیملی ایک بار پھر دولت میں کھیلنے لگی 1960ء کے عشرے میں فاؤنڈری میں توسیع کی گئی اب فیکٹری میں ٹرکوں کے انجن، روڈ رولر اور مختلف انواع کی مشینری کے حصے تیار ہونے لگے اس وقت اتفاق فاؤنڈری پاکستان کی دوسری بڑی فولاد سازی کی انڈسٹری بن چکی تھی اسی زمانے میں میاں برادران نے شاہدرہ کے قریب جرنیلی سڑک (جی ٹی روڈ) پر اتفاق ٹیکسٹائل ملز قائم کی۔ 1960ء کے عشرے کے آخر تک کم وبیش سبھی بڑے لڑکے ادریس نواز وغیرہ گریجوایشن کر چکے تھے انہیں جونیئر حیثیت سے مختلف فیکٹریوں میں ملازمتیں دے دی گئیں اس وقت تک خاندان کے سبھی افراد ۹۰ ریلوے روڈ والی حویلی میں رہائش پذیر رہے مشترکہ خاندان کا روایتی انداز رہن سہن چل رہا تھا سبھی بھائیوں کی اولادیں اکٹھی پڑھتیں کھیلتیں اور سوتی جاگتی تھیں ہاں مگر لڑکے اور لڑکیوں کے آزادانہ میل جول سے اجتناب ہی برتا جاتا تھا گھر پر اسلامی شعائر کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی۔ خاندان کے تمام نجی کاروباری امور باہمی صلاح مشورے سے ہی طے پاتے تھے خاندان میں کوئی رنجش، چپقلش نہ تھی۔ جنرل یحییٰ کے دورِ حکومت میں ملک وقوم کو مشرقی پاکستان کے علیحدہ ہونے کے صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ اس المیہ پر میاں برادران نہ صرف رنجیدہ ہوئے بلکہ انہیں بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جاگیرداری ٹھاہ سرمایہ

Marfat.com

داری ٹھاہ کا نعرہ لگایا تو پورے ملک میں مزدوروں محنت کشوں کی انجمنیں سرگرم ہوگئیں 1960ء کے عشرے کے آخری برسوں میں جب پیپلز پارٹی قائم ہوئی تو اس کے جیالے ہر کارخانے میں جا کر محنت کشوں سے خطاب کرتے اور انہیں مالکوں کے خلاف اکساتے تھے۔ یہ اسی دور کی بات ہے کہ ایک روز ڈاکٹر مبشر حسن (جو بعد میں بھٹو حکومت کے وزیر خزانہ بھی رہے) ایمپریس روڈ پر میاں محمد شریف کے دفتر میں داخل ہوئے اور اتفاق فاؤنڈری کے کارکنوں سے خطاب کرنے کی اجازت طلب کی''اتفاق'' والے اپنے کارکنوں کو دوسروں کے مقابلہ میں بہتر اجرتیں ادا کرتے تھے وہ اپنے ہاں کسی قسم کی کوئی شرارت پسند نہیں کرتے تھے۔ اور جس کسی کے بارے میں ذرا بھی شبہ ہوتا کہ وہ محنت کشوں میں کسی قسم کی گڑبڑ پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے تو اسے فوراً نوکری سے نکال دیا جاتا۔ اتفاق کی کسی فیکٹری میں کوئی ٹریڈ یونین نہیں تھی چنانچہ میاں صاحب نے ڈاکٹر مبشر حسن کو کارکنوں سے خطاب کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دفتر سے نکلتے وقت یہ دھمکی دی تھی کہ اتفاق کو اس انکار کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے صدر اور تاریخ کے پہلے غیر فوجی مارشل لاء چیف ایڈمنسٹریٹر بنے تو کچھ ہی عرصہ بعد اتفاق فاؤنڈری اور کئی دوسرے صنعتی یونٹوں کو سرکاری ملکیت میں لے لیا گیا۔ اور یہاں ایک یونین بھی قائم کر دی گئی۔ جس کے عہدیدار میاں برادران کو طرح طرح کی دھمکیاں بھی دینے لگے۔ یونین کے عہدیداروں کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ میاں برادران کے تمام تر اثاثے حتیٰ کہ خواتین کے زیورات بھی ان کے حوالے کیے جائیں۔ کیونکہ ان کے بقول یہ مال و دولت ان کے حقوق غصب کر کے حاصل کی گئی تھی۔ میاں خاندان کے لوگ اب ریلوے روڈ کی حویلی سے ماڈل ٹاؤن کے ایچ بلاک میں اپنی نو تعمیر شدہ کوٹھیوں میں منتقل ہو چکے تھے۔ یونین کے عہدیداروں نے یہ دھمکی بھی دی تھی کہ وہ کوٹھیوں کا گھیراؤ کریں گے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے تاریخ کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان نے میاں برادران کو پریشان کر دیا۔ وہ سخت گھبرائے اور اپنے مال وعزت و آبرو کے تحفظ کا سامان کرنے لگ گئے۔ انہوں نے اسلحہ خریدا اور اعلان شدہ تاریخ کو اپنے گھروں کی چھتوں پر پوزیشنیں سنبھال کر بیٹھ گئے۔ خاندان کی خواتین اور بچوں کو ایک کوٹھی کے محفوظ ترین کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ اور خاندان کا ایک فرد ان کی حفاظت پر مامور کر دیا گیا۔ جب مزدوں کے ہجوم نے گھیراؤ کیا۔ تو ان سے مذاکرات کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر گھیراؤ کرنے والوں نے ایک نہ سنی۔ اور دھاوا بول دیا۔ لیکن سب بھائیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور حملہ آور پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے خاندان کے بعض افراد کو معمولی زخم آئے لیکن کوئی زیادہ نقصان نہ ہوا۔ گھیراؤ کرنے والے ہجوم میں قدرے سمجھ دار لوگوں نے جب اہل خاندان کو مرنے مارنے پر تلے دیکھا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا کہ یہی مناسب ہے کہ پسپائی اختیار کر لی جائے۔ وگرنہ ان کا بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جھگڑا ٹل گیا شریف خاندان کے ایک بزرگ نے ایک اخبار نویس کو بتایا کہ یہ پہلا موقع تھا جب میاں محمد شریف کو خیال آیا کہ پاکستان میں سیاست پر اثر انداز ہوئے بغیر آپ اپنے سرمائے کو محفوظ نہیں بنا سکتے۔ اس سلسلے میں انہوں نے اپنے بیٹے نواز شریف کو سیاست میں لانے کا فیصلہ کر لیا اور دوستوں کے ساتھ رابطے شروع کر دیئے۔ 4 جولائی 1977ء کو جنرل ضیاء الحق نے پیپلز پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ نجی صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی جو پہلے رک رک کر چل رہی تھی۔ اب بالکل منجمد ہو کر رہ گئی۔ جنرل ضیاء الحق کو سیاسی حمایت درکار تھی۔ اور وہ انہیں صرف پیپلز پارٹی کے مخالف حلقے میں مل سکتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے چن چن کر بھٹو صاحب کے مخالفین تلاش کیے۔ اور انہیں انعام و اکرام سے نوازا۔ روائت ہے کہ اسی عرصہ میں دوبئی میں ایک دوست کے توسط سے ان کی ملاقات میاں محمد شریف سے ہوئی۔ میاں محمد شریف نے ضیاء الحق کو اتفاق فاؤنڈری پر قبضہ کی داستان سنائی۔ اور انہیں بتایا کہ وہ پیپلز پارٹی کی حمایت کے لیے تیار نہ ہوئے۔ اس لیے انکے خلاف یہ کارروائی کی گئی۔

Marfat.com

کچھ عرصہ کے بعد جنرل ضیاء الحق نے اتفاق برادرز کو واگزار کر دیا۔ ذرائع بتاتے ہیں کہ جنرل ضیاء الحق نے گورنر غلام جیلانی کے توسط سے اتفاق برادرز کو فوری طور پر کئی ایسی سہولتوں سے سرفراز کر دیا۔ جن کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اتفاق برادرز کو آسان شرائط پر بھاری قرضے فراہم کر دیئے گئے۔

میاں محمد شریف نے ایک بار پھر کمرِ ہمت کس لی۔ اور اپنے تجربے کو بروئے کار لا کر ترقی کا سفر بہ اندازِ دگر شروع کر دیا۔ انہی دنوں گورنر پنجاب غلام جیلانی خان کے ذریعہ نواز شریف کو پنجاب کی صوبائی کابینہ میں شمولیت دے دی گئی۔ اور اس کی خواہش کے مطابق وزارتِ خزانہ کا قلم دان بھی اس کے سپرد کر دیا گیا۔ بعد ازاں 1985ء میں وہ وزیراعلیٰ پنجاب بھی منتخب ہوئے۔ اس وقت وزیراعظم محمد خان جونیجو تھے۔ کہتے ہیں جب نواز شریف وزیراعلیٰ منتخب ہوئے تو ملک کے روایتی سیاسی اجارہ دار طبقہ نے انہیں لوہار اور مستری کہہ کر مذاق کیا تھا۔ مگر شاید وہ یہ بھول گئے تھے۔ کہ "ہر دست کار اللہ کا دوست ہے"۔ وزیراعلیٰ کے طور پر نواز شریف کو صرف ایک بار داخلی بغاوت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ جب چوہدری پرویز الٰہی نے پیر پگاڑا کی رہنمائی میں ان کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ضیاء الحق کی حمایت کے سبب سے یہ بغاوت بھی سرے نہ چڑھ سکی۔

1988ء میں جنرل ضیاء الحق کی موت کے بعد بے نظیر بھٹو سے براہِ راست مقابلہ درپیش تھا۔ اس وقت اسلامی جمہوری اتحاد کو قومی اسمبلی میں تو حسبِ توقع کامیابی حاصل نہ ہوئی مگر صوبائی سطح پر میاں نواز شریف اپنی حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس دوران بھی مرکز اور پنجاب اور سرمایہ داری ٹھاہ والی مخالفت چلتی رہی۔ مگر نواز شریف کی مقبولیت اور میاں شریف کی شرافت نے ہمیشہ فتح ہی حاصل کی۔ تا آنکہ صدر غلام اسحاق خان نے بے نظیر حکومت کو بدعنوانی کے الزامات کے تحت برطرف کر دیا۔ 1990ء کے جماعتی انتخاب میں نواز شریف نے آئی جے آئی کے پرچم تلے انتخابات کی مہم کا آغاز کیا۔ اس بار اسلامی جمہوری اتحاد نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ عوام نے اسے دو تہائی اکثریت سے نواز دیا۔ جب کہ میاں نواز شریف وزیراعظم نامزد کیے گئے۔ پنجاب میں بھی مسلم لیگ نے واضح برتری حاصل کی۔ اور پیپلز پارٹی کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔

نواز شریف اپنے دورِ اقتدار میں بے شمار داخلی و خارجی مسائل سے دوچار رہے۔ اندرونی طور پر انہیں اپوزیشن اور ہارے ہوئے سیاستدانوں کی نقد و جرح کا سامنا تھا۔ اور بین الاقوامی سطح پر بعض غیر ملکی طاقتوں کی یہ کوشش جاری تھی کہ پاکستان کو اپنے اشاروں پر نچایا جائے مگر نواز شریف نے ان تمام حالات کا بڑے عزم و حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ بقول شاعر سید امین گیلانی۔

تقدیس کے پردے میں کوئی مال بٹورے یوں قوم سے دھوکا نہ کیا ہے نہ کریں گے
تلواروں کے سائے میں بھی حق ہوگا زباں پر ہم نے کبھی اخفا نہ کیا ہے نہ کریں گے

پھر یہ ہوا کہ ان کے ملکی اور بین الاقوامی وقار میں بے پناہ اضافہ ہوا اور کئی ممالک نے نواز شریف کی ان پالیسیوں کو مشعل راہ بنایا۔

: چوہدری عباس ہنجرا سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی شیخوپورہ پنجاب۔

☆☆☆

Marfat.com

موجودہ جدید اور مہذب ترین سماجی دور میں سماجی خدمت ایک بڑا کام ہے۔ مگر سماجی خدمت کے پیچھے اگر سیاسی مقاصد کارفرما ہوں تو گویا اس سماجی خدمت میں اقتدار و سیاست کی آلائش کی ملاوٹ ہو جاتی ہے البتہ اگر سماجی خدمت بغیر کسی سیاسی لالچ کے ہو تو واقعی بڑی بات ہے میاں محمد شریف مرحوم نے تا زندگی سیاست میں حصہ نہ لیا مگر سماجی خدمت کے حوالے سے ملکی سطح کے بڑے بڑے رفاہی ادارے قائم کر کے اپنے خلوص اور عظمت کا ثبوت دیا ہے میاں محمد شریف کی سماجی خدمت اور کردار کی عظمت کے حوالے سے عطاء الرحمان کے مندرجہ ذیل دو عدد کالم قابل مطالعہ ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

طاقت کا نشہ

وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ میاں نواز اور شہباز شریف صاحبان نے والد کی میت کے ساتھ پاکستان آنے کے لئے درخواست نہیں دی۔ انہیں اجازت کیسے دی جا سکتی تھی۔ حکومت کے لئے باوقار اور اسلامی تہذیبی روایات کے مطابق بہترین طرزِ عمل یہ تھا کہ افسوس اور دکھ کے ایسے موقع پر وہ خود پیش کش کرتی کہ شریف خاندان کا جو رکن بھی باپ کی تدفین کے آخری مراحل میں شرکت کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کی جائے گی۔ اس سے کوئی قیامت نہ آ جاتی۔ سابق وزیر اعظم اور سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس حالت میں سرزمین وطن پر قدم رکھنے سے انقلاب نہ برپا ہو جاتا بلکہ حکمرانوں کے حصے میں نیک نامی ہی آتی۔

چوہدری پرویز الٰہی کو یہ بھی واضح کرنا چاہئے تھا کہ میاں محمد شریف کی میت کو لاہور کے علامہ اقبال بین الاقوامی ہوائی اڈے پر اترتے ہی ان کے ورثاء کے حوالے کیوں نہ کیا گیا جو خالی ہاتھ واپس آئے۔ جب کہ میت کو پولیس کی سخت نگرانی میں پرانے ہوائی اڈے پر لے جا کر ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے رائیونڈ پہنچا دیا گیا۔ اگر ورثاء اہل لاہور کے جمِ غفیر اور دوسرے شہروں سے آئے ہوئے لاتعداد افراد کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے مسجد داتا دربار میں میت سمیت نماز جنازہ ادا کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو اس سے حکومت کی صحت پر کیا اثر پڑتا۔ آئین کی کس شق کی خلاف ورزی ہوتی۔ ملک کا کونسا قانون ہے جس کے پامال ہو جانے کا خطرہ تھا۔ یہ سب لوگ غیر مسلح اور پرامن تھے ایک دینی عبادت کی غرض سے انہیں میت کو شہر کی اس مرکزی مسجد میں لے کر آنا تھا۔ ملک کے ایک اچھے کردار کے حامل مہذب ترین اور شریف ترین شہری کی دنیائے فانی سے رخصت کی رسومات کی ادائیگی کا مسئلہ تھا۔ حکومت نے یہ کام بھی نہ ہونے دیا۔ میاں محمد شریف تو اپنے اعمال کا کھاتہ لے کر مالکِ حقیقی کے حضور پیش ہو گئے ہیں۔ دنیاوی معیارات کے حوالے سے جو شخص زیادہ سے زیادہ ایک کامیاب صنعتکار تھا مزید برآں کچھ تھا تو ایک سابق وزیر اعظم اور ایک سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کا باپ۔ اس کے علاوہ بظاہر اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ لیکن طویل عمر پا کر فطری موت سے ہمکنار ہوا ہے تو پاکستان کے ہر شہری کا دل افسردہ ہو گیا۔ ہر ایک کسی نہ کسی سطح پر غم میں شریک ہوا۔ ان کی موت کئی روز تک ملک کی سب سے بڑی خبر بنی رہی۔ یہ وہ نیک نامی ہے جو دولت اور اقتدار نہیں اعلیٰ کردار سے ملتی ہے۔ سو میاں محمد شریف کی روح کو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑا کہ حکومت نے ان کی میت اور غم میں ڈوبے ہوئے ورثاء کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اقتدار کا چسکا اور طاقت کا نشہ بری چیز ہوتا ہے لیکن اسے ہرن ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ اس کے بعد اچھی یا بری یادیں ہی باقی رہ جاتی ہیں۔

عطاالرحمٰن روزنامہ نوائے وقت 3 نومبر 2004ء

Marfat.com

اسامہ/میاں محمد شریف مرحوم

اسامہ کے زندہ ہونے کی ایک مرتبہ پھر تصدیق اور میاں محمد شریف کے انتقال کی خبریں بیک وقت موصول ہوئیں۔ پہلی خبر نے صدارتی انتخابات کے دہانے پر کھڑی امریکی قوم کے اندر مزید ارتعاش پیدا کیا ہے۔ تشویش کی لہر دوڑا دی ہے۔ دوسری نے پاکستانی سیاست کے تالاب کے پانی میں اپنی نوعیت کا تموج پیدا کیا ہے اپنی اپنی سطح پر دونوں واقعات بحث اور تبصروں کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ اسامہ سعودی عرب سے تعلق رکھتے ہیں امریکیوں کا خیال ہے کہ وہ پاکستان کی مغربی سرحد کے قرب و جوار میں کسی مقام پر اپنے آپ کو محصور کیے ہوئے ہیں۔ واحد سپر طاقت نے انہیں دنیا کا سب سے مطلوب آدمی بنا رکھا ہے۔ ہزار بلکہ لاکھ کوشش کے باوجود کسی کے قابو میں نہیں آ رہے۔ میاں محمد شریف مرحوم کا تعلق پاکستان سے تھا۔ چار سال سے سعودی عرب میں جلاوطنی کے ایام بسر کر رہے تھے۔ پاکستان کی حکمران اسٹیبلشمنٹ کی نظروں میں وہ اور ان کے دو بڑے بیٹے سخت نامطلوب تھے اور اب تک ہیں میاں شریف اسی بنا پر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر افرادِ کنبہ کے ساتھ ارضِ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ بیت اللہ کے جوار میں پناہ گزین ہوئے۔ لیکن اپنی روح اور دل و دماغ کو اس طرح آزاد اور متحرک رکھا کہ ان کا خاندان وہاں بیٹھا ملکی سیاسیات پر پوری طرح اثر انداز ہوتا ہے حکمران اسٹیبلیشمنٹ کے ساتھ سمجھوتے کا لفظ ان کی لغت سے اسی طرح مٹ کر رہ گیا۔ جس طرح اسامہ اور امریکہ کے مابین کسی قسم کی مفاہمت کا تصور محال ہے۔ اسامہ سونے کا ایک نہیں کئی چمچے منہ میں لیکر پیدا ہوئے۔ میاں شریف ایک غریب اور محنت کش کنبے کا چشم و چراغ بن کر ابھرے۔ شبانہ روز محنت اور خداداد صلاحیت کے امتزاج نے انہیں ملک کے امیر ترین لوگوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اسامہ نے خاندانی دولت کو عیاشی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اپنے تصورِ جہاد کی نذر کر دیا۔ اور گیارہ ستمبر کو پوری دنیا کی سیاست کا دھارا بدل کر رکھ دیا۔ آج بھی کسی مہیب غار میں چھپا بیٹھا للکارتا ہے تو کرۂ ارض کی واحد سپر پاور لرز جاتی ہے میاں شریف نے اگرچہ عمر بھر کوئی سیاسی بیان نہیں دیا۔ تقریر کرنا انہیں نہیں آتی تھی نہ کوئی شوق۔ پاکستانی معیارات کے مطابق دولت کی کوئی کمی نہ تھی۔ اتنے ہی بڑے صاحبِ خیرات بھی تھے دونوں کے لاؤ لشکر کے ساتھ بیٹوں کو میدانِ سیاست میں اتارا اور اس کا رخ بدل کر رکھ دیا۔ پاکستانی سیاست میں ایسے خاندان کا قیادت کے منصب کو سنبھال لینا اچنبھے سے کم نہ تھا جو جاگیر دار تھا نہ اسے جرنیلی کا سہارا تھا۔ اس کی جڑیں دونوں ہاتھوں سے محنت کر کے روٹی کمانے والے طبقے میں پائی جاتی ہیں اس کے باوجود میاں شریف اور ان کے بیٹوں کے طرزِ سیاست نے ہماری روایتی اور طاقتور اسٹیبلشمنٹ کو خوفزدہ کر دیا۔

اسامہ اور میاں محمد شریف دونوں صاحبانِ عزیمت ثابت ہوئے ہیں۔ ہر دو میں ایک قدرِ مشترک ایسی بھی پائی جاتی ہے کچھ لوگوں کو اس کا راز سمجھ میں نہیں آتا۔ کچھ اس کی تاویل پیش کرتے ہیں۔ اسامہ نے سابق سوویت یونین کے خلاف جہاد میں حصہ لینا شروع کیا تو کہا جاتا ہے کہ امریکی سی آئی اے کے دامنِ تربیت میں چلے گئے۔ پہلا جہاد ختم ہوا تو دوسرے کے طور پر امریکہ ہی کے دشمن بن کر سامنے آئے۔ اس نے عالمی تفوق کی چولیں ہلا کر رکھ دیں۔ ناقدین اس پر ملامت کرتے ہیں حامی ''ہر فرعونے را موسیٰ'' کا حوالہ دیتے ہیں۔ میاں شریف کے خاندان کو جو امر پاکستانی سیاست کے کوچے میں لیکر آیا وہ بھٹو صاحب کی نیشنلائزیشن کی پالیسی اور ان کے مخصوص ہتھکنڈے تھے۔ شریف خاندان نے اس سیاست کے ساتھ برسرِ پیکار عناصر کی جانب دستِ تعاون بڑھایا۔ جرنیلوں سے دوستی ہوئی۔ آئی ایس آئی نے ان کے بڑے بیٹے کی سیاسی نشوونما کی، عروج

Marfat.com

ملا، اقتدار نصیب ہوا تو اسی اسٹیبلشمنٹ کیلئے خطرہ بن گئے اس کی اجارہ داری کو چیلنج کر دیا۔ دو مرتبہ عنانِ اقتدار ان سے چھین لی گئی آخر کار جلاوطن ہوئے۔ لیکن ان کا چیلنج ہے کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔ سیاسی طاقت ہے کہ اس کا قلعہ مضبوطی سے قائم ہے۔

اسامہ کے سخت تر مخالفین کو بھی اعتراف ہے جو بات دل میں ہوتی ہے اسے ہی زبان پر لاتا ہے خوف اس کے نزدیک سے بھی گزر نہیں پاتا۔ امریکہ کی سپر طاقت اس کی نظروں میں روئی کے پہاڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ میاں شریف میں پاکستان کے روایتی صنعتکاروں والی خصوصیات کم پائی جاتی تھیں۔ بہت بڑا محنتی ہونے کی تصدیق مرحوم کے ناقدین بھی کرتے ہیں۔ صاحبِ کردار ہونے کی تائید ان سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص کرتا ہے وہ بولتے بھی نہیں تھے۔ سامنے آکر لڑتے بھی نہیں تھے۔ لیکن آخری سانس تک ایسی خاموش جنگ بپا کئے رکھی ہے کہ ان کا خاندان جمہوریت کے حق میں عزیمت کا نشان بن گیا ہے اسامہ میدانِ کارزار کی شخصیت ہے میاں شریف مرحوم پسِ پردہ حکمت کاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

عطاالرحمٰن روزنامہ نوائے وقت

☆☆☆

Marfat.com

پاکستان کی سیاست میں بعض جاگیرداراوروڈیرے خاندانوں کی اجارہ داری قائم ہے۔کیونکہ یہ خاندان قیام پاکستان سے قبل سے لے کرآج تک بڑی بڑی جاگیروں اورعلاقوں پرچھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کیے بیٹھے ہیں۔عام غریب لوگ ان جاگیرداروں کے دست نگراورغلام ہیں اوریہ جاگیرداربھی عوام الناس کواپناغلام سمجھتے ہیں۔مگرپچھلے پندرہ سال سے شریف خاندان اپنی شرافت،انکساری اورعوام کی خدمت کی بناء پرہی ملکی سیاست میں نمایاں اورمحترم سمجھا جاتا ہےاس خاندان کے سربراہ میاں محمد شریف کی پاکستان میں تدفین،قل،اور چالیسویں کے ختم کے دوران اس خاندان کے تمام بڑے جلاوطن تھے۔اس موقع پرخاندان کے ایک نوعمر سپوت حمزہ شہباز شریف کوتعزیت اور پرسہ کے لئے آنے والے لوگوں سے ملناپڑااورتعزیتیں وصول کرناپڑیں۔خدشہ تھا کہ یہ بچہ اپنے خاندان کے روایتی برتاؤمیں کوتاہی کربیٹھتا۔مگرسیاست کے نشیب وفراز سے واقف اس بچے نے اپنے خاندان کی روایتی شرافت خودداری اورعاجزی پرکاربند رہ کرآنے والے لوگوں کومیاں برادران کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا ڈاکٹرشہزادعلی نے بھی میاں حمزہ شہباز کی اس قابلیت اورذہانت کواپنے جچے تلے انداز میں اس طرح داددی ہے۔

اتفاق واتحاد کی علامت میاں شریف

دوروزقبل پاکستان کی صنعتی تاریخ کی ممتازشخصیت میاں محمد شریف بالآخراپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔اناللہ واناالیہ راجعون۔مجھے یہ کہتے ہوئے ہرگزکوئی عاریاشرمندگی نہیں کہ میراشریف فیملی سے بہت عزت واحترام والاسلسلہ تھااور ہے میں ذاتی طورپرمرحوم درویش میاں محمد شریف کوجانتاہوں۔وہ بہت باہمت،بڑے دلیراوربڑے دل گردے والے تھےلیکن اپنے وطن کی سرزمین سے دوری نے انہیں کمزورکردیا۔ان کی غیرمتزلزل ہمت اورصبرکودھچکے لگےان کی اپنے وطن واپسی کی بے قراری اندرہی اندرٹوٹتی اوربنتی رہی کیونکہ یہ بھی ان کی عادات میں سے تھا کہ وہ پریشانی اوردکھ کااظہارنہ کرتے تھےاوراسے اپنی جان پہ سہنے کافن انہیں خوب آتا تھا۔اسی لئے تویہ شعران پرپورااترتا ہے۔

سہتے سہتے دردِدل سہنے کی عادت پڑگئی آتے آتے غم اٹھانے کاقرینہ آگیا

لیکن یہ دلِ ظالم جوپہلے ہی بیمارتھاپہلے ہی ناتواں تھاکہاں تک برداشت کرتاکہاں تک سہتاکہاں تک مقابلہ کرتاکہاں تک میاں صاحب کاساتھ نبھاتاکیونکہ اس دل کوبھی معلوم تھاکہ یہ نہ دکھنے والی اورنہ ہمت ہارنے والی شخصیت ہےاس لئے بے چارہ دل خودہی ہارگیااورمیاں صاحب اپنے رب ذوالجلال کے حضورروانہ ہوگئے۔

انہوں نےاپنی آخرت کی تیاری اپنی جوانی سے ہی کررکھی تھی جیسے کہتے ہیں کہ''درجوانی توبہ کردن شیوائے پیغمبری''انہوں نے اپنے اللہ سے تعلق اوررابطہ عام دنیاداروں کی طرح بڑھاپے میں قدم رکھنے کے بعدنہیں جوڑاوہ تواپنے رب سے تعلق کومضبوط رکھنے کے لئے اس کی خلق کی خدمت کرنے کاکوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھےدین داری کے ساتھ ساتھ دنیاداری بھی نبھانی انہیں خوب آتی تھی اللہ کے بعدیہ انہی کاکمال تھاکہ انہوں نے محمد شہباز شریف کووزیراعلیٰ شہباز شریف بنادیااوران کی بھرپورمدداوررہنمائی کی۔اتفاق گروپ بنانے کاسہرابھی انہی کے سرہے انکاکوئی عزیزیارشتہ داراس بات سے اختلاف نہیں کرسکتاکہ آج جوموجیں اورزندگی کے مزے وہ لوٹ رہے ہیں یہ سب میاں شریف کی ذہانت،متانت اوربہترین حکمت عملی کانتیجہ ہےانہوں نے حقیقتاًاپنے خاندن کواتفاق واتحادکی علامت بنایااورہرشخص کواس کے رتبے اورحیثیت کے مطابق

Marfat.com

عزت اور احترام سے نوازا۔ اپنے پرانے ملازمین اور ان کے بچوں تک کا خیال رکھتے تھے جیسا کہ میں نے لکھا کہ وہ پاکستان کی صنعتی تاریخ کے بے تاج بادشاہ تھے۔ اس کے باوجود ان کے عجز و انکساری اور سادگی طبیعت میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ عام انسانوں کے درمیان رہ کر زیادہ خوش رہتے۔ اتفاق ہسپتال کے مریضوں کی مالی مدد کرنا بھی ان کے روزمرہ معمولات کا حصہ تھا وہ یقیناً ایک ہسپتال سے مطمئن نہ تھے انہوں نے جدید سہولتوں سے آراستہ شریف میڈیکل سٹی بنایا اگر وقت اور حالات انہیں موقع دیتے تو شاید وہ ملک بھر میں اس طرز پر بے شمار فلاحی ادارے بنا دیتے۔

وہ عاشقِ رسول تھے اسی لئے انہیں جلاوطنی بھی اپنے رسول ﷺ کے قریب ملی۔ انہوں نے اپنی اولاد اور اپنے پوتوں پوتیوں سے محبت کے علاوہ ان کی بھرپور ٹریننگ اور تربیت اس انداز میں کی کہ وہ تمام تر وسائل کے مالک ہونے کے باوجود اللہ اور رسول سے مانگنے والے اور اس کے سامنے جھکنے والے انسان بنائے اور اسے وہ اپنی بہت بڑی کامیابی تصور کرتے تھے میں اس لحاظ سے بھی درویش میاں محمد شریف کو خراج عقیدت پیش کروں گا کہ انہوں نے اپنے رزق میں بے شمار لوگوں کو شامل کیا بے شمار گھروں کے دیپ روشن کئے بے شمار بچیوں کے گھر بسائے بے شمار لاچار اور بے سہارا لوگوں کو اپنے اداروں میں نوکریاں دے کر ان کی قسمت بدل دی اور اپنے ملک میں انڈسٹری کو فروغ دینے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دینے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے ان کی ان قومی اور ملی خدمات پر ہم انہیں سلام پیش کرتے ہیں اور اپنے خداوند بزرگ و برتر سے دعا کرتے ہیں کہ وہ انہیں اپنے جوارِ خاص میں جگہ دے۔ آمین۔

اس موقع پر ایک بات کا بہت دکھ اور افسوس ہے کہ جس باپ نے اپنی اولاد کو پالا پوسا انہیں کیا سے کیا بنا دیا وہ اپنے باپ کو لحد میں اتارنے سے محروم رہے اپنے باپ کی آخری رسومات میں شریک ہونا ہر اولاد کا حق کے ساتھ اس کا فرض بھی ہے لیکن میاں صاحبان کو اس حق سے محروم کرنا بہت بڑی زیادتی ہے اس لئے کہ: دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مر جاناں

مجھے حیرت ان لوگوں پہ ہے جو طوطا چشم نکلے جو اپنے اندر کا بغض اور منافقت آج بھی نہیں بھولے اس سے مراد میاں صاحبان کے وہ پرانے ساتھی اور جھوٹے رفیق جو خالصتاً انہی کی وجہ سے بنے اور جن کی انہوں نے سیاسی شناخت کروائی آج وہ کہاں ہیں؟ ان کی محبتیں کیوں دم توڑ گئی ہیں وہ تو میاں شریف صاحب کے ہاتھ چوما کرتے تھے میں نے بے شمار لوگوں کو اپنی آنکھوں سے بڑے میاں صاحب کے ہاتھ چومتے دیکھا ان کے گھٹنوں کو چھوتے دیکھا۔ ان غیرت مندوں کو چاہئے تھا کہ آج وہ ان کے جنازے کو کندھا دیتے اور ان کی شکستہ دل موت پر دو آنسو بہاتے۔ آج کل کے دور میں سچی بات کرنے پر لوگ سخت ناراض ہو جاتے ہیں ۔

سچ کہنے پہ ملتا ہے یہاں زہر کا پیالہ جینا ہے تو پھر جراتِ اظہار نہ مانگو

لیکن پھر بھی یہ کہنا ہوگا کہ ایک مردِ آہن اس دنیا سے ضرور چلا گیا ہے لیکن دلوں سے دور نہیں گیا ہے کیونکہ یہ میرے مولا کا اصول ہے کہ انسانوں سے محبت کرنے والے کبھی نہیں مرتے اور پھر جو عاشق رسول ﷺ بھی ہو۔ جس کا عملی نمونہ انہوں نے اپنے خاندان میں کر دکھایا۔ محمد نواز محمد شہباز، محمد عباس، حسین نواز، حسن نواز، حمزہ شہباز، بس یہی ان کی آلِ نبیؐ سے محبت کا ثبوت ہے۔

ڈاکٹر شہزاد علی۔ روزنامہ دن لاہور 2 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

درویش میاں محمد شریف کا چہلم اور صدر مشرف کی فون کال

گزشتہ روز درویش منش میاں محمد شریف مرحوم ومغفور کا چہلم روایتی عقیدت واحترام سے منایا گیا چہلم میں قلوں کی نسبت حاضری خاصی زیادہ تھی جس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں، ذاتی اور سیاسی بھی لیکن جہاں شعبہ زندگی کے ہر طبقہ فکر کے لوگ شریک تھے وہاں اپوزیشن کے ساتھ ساتھ چند حکومتی افراد بھی دیکھنے کو ملے۔ کچھ لوگ حاضری میں اضافہ کو جنرل مشرف کی فون کال سے تعبیر کر رہے تھے جو انہوں نے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف سے تعزیت کے حوالے سے کی تھی اور اسے حالات ومعاملات کے ٹھیک ہونے کی جانب ایک اشارہ سمجھتے ہوئے لوگ بھی اپنے حالات ٹھیک کرنے کی غرض سے چہلم میں شریک ہونے آ گئے۔ دوسری وجہ خالصتاً ذاتی ہوسکتی ہے۔ جس سے میں خود بھی متفق ہوں کہ میاں صاحبان نے اپنے اقتدار میں اپنے ساتھیوں، ورکروں اور شہر سے رابطہ نہیں توڑا، ویسے اب لوگ جتنی مرضی تنقید کریں لیکن حقیقت میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف ورکروں کو ان کے ناموں سے پکارتے تھے اور یہ اقتدار سے باہر ہونے کے بعد نہیں بلکہ اقتدار میں رہتے ہوئے بھی کرتے تھے۔ دوسرا عوامی، فلاحی اور اجتماعی کام اس قدر کئے جسے لوٹے قسم کے لیڈر بے شک بھول جائیں لیکن عوام اچھے کام کو نہیں بھولتے اور پھر رہی سہی کسر میاں نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کے دوران لاہور کی سڑکوں پر گھومنا، ترقیاتی کاموں کا جائزہ لینا اور پھر کسی بھی سڑک پر کھڑے ہو کر عوام سے گپ شپ کرنے میں پوری کردی، یہ ثابت کرتا تھا کہ عوامی وزیراعظم اسے ہی کہتے ہیں۔ عوام میں یہ تاثر بہت زور پکڑتا جا رہا تھا کہ لوگ جب بھی چاہیں اپنی داد فریاد اپنی تکلیف اور کسی تک پہنچا سکیں یا نہ پہنچا سکیں لیکن وزیراعظم تک ضرور پہنچا لیں گے اس کی ایک وجہ میاں نواز شریف کا خود پازیٹو ہونا اور دوسرا ان کے چند دوست ایسے تھے جو انہیں عوامی ہونے کا درس دیتے تھے جس میں سرفہرست سجاد شاہ ہیں جنہیں بہت کم لوگ جانتے ہیں وہ بھی مخلص دوستوں اور ساتھیوں میں سے ہیں۔ پھر میاں شہباز شریف کی بطور رکن قومی اسمبلی اور بطور وزیراعلیٰ پنجاب ورکنگ کی بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے جہاں بہت سے لوگ یہ کہتے تھے اور کہتے ہیں کہ میاں نواز شریف نے میاں شہباز شریف کو وزیراعلیٰ پنجاب بنا کر غلط فیصلہ کیا تھا میں سمجھتا ہوں کہ وہ ذاتی اغراض کے دائرے سے باہر آ کر دیکھیں اور سوچیں تو انہیں پھر احساس ہوگا کہ یہ سو فیصد درست تھا اس لئے کہ اگر شہباز شریف وزیراعلیٰ کے طور پر سامنے نہ آتے تو یہ تمیز کیسے کی جاتی کہ وہ بہت عمدہ اور منجھے ہوئے ایڈمنسٹریٹر ہی نہیں ایک ذی شعور ایک ذی ہوش سیاسی رہنما بھی ہیں۔ انہوں نے دوران وزارت اعلیٰ جو جو اقدامات اٹھائے اور فیصلے کئے ان کی آج بھی نقل کی جا رہی ہے اور کچھ تو ایسے فیصلے ہیں جو تاریخی بن گئے ہیں جب اس طرح کی خدمات اور کام لوگوں کے سامنے ہوں تو لوٹے لیڈروں کو کون دیکھتا اور سنتا ہے پھر ان کے باپ کے چہلم پر دعا کیلئے ہاتھ اٹھانے والوں کی تعداد ہزاروں میں نہ ہوگی تو پھر کس میں ہوگی؟ پھر مرحوم محمد شریف خود سخی اور خدا ترس تھے اپنی زندگی میں انہوں نے ایسے بہت سے فلاحی کام کئے جس کا ثمر انہیں روز محشر تک ملتا رہے گا وہ حقیقتاً ایک سچے عاشق رسولؐ اور عاشق اہلبیتؑ تھے۔ جس کی جھلک ان کے ہر فیصلے اور عمل میں نظر آتی ہے کیونکہ مرحوم ایک عملی انسان تھے اور اپنی زندگی میں انہوں نے عمل کو ہی اہمیت دی اور تادم آخر ڈسپلن اور عملی جدوجہد ان کی

Marfat.com

زندگی کا حصہ رہی۔ میں نے ان کے انتقال کے موقع پر اپنے کالم میں لکھا تھا کہ اس ساری انڈسٹریل ایمپائر اور پورے خاندان جس میں میاں شریف برادران اور ان کے خاندان بھی شامل ہیں آج جس مقام اور حیثیت میں زندگی کی تمام آسائشوں کے مزے لوٹ رہے ہیں اس کا تمام تر سہرا اور کریڈٹ میاں محمد شریف کے سر ہے۔ وہ ایک بہترین آرگنائزر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ذات کے اندر ایک تربیتی ادارے کی حیثیت رکھتے تھے اور اسی تربیت کا عملی مظاہرہ میں نے ان کی نماز جنازہ، تدفین، قلوں اور چہلم والے دن حمزہ شہباز اور سلمان شہباز کی شکل میں دیکھا جس خاندان کے تمام بڑے سر پر نہ ہوں ایسے موقعوں پر بچوں پر کیا گزرتی ہے یہ تمام یا وہ بچے جانتے ہیں یا گھر والے۔ حمزہ شہباز نے جس احسن طریقہ سے ان تمام مواقع پر اپنے آپ کو بڑا ثابت کیا وہ قابلِ ستائش ہے جس طرح کہتے ہے کہ ’’ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات‘‘ حمزہ شہباز نے اپنے دادا، تایا اور اپنے باپ سے جو کچھ سیکھا اس کا بھرپور عملی مظاہرہ کر کے دکھایا اور شریف فیملی اب بھی اتنی ہی متحد ہے جتنی اپنے بڑوں کی موجودگی میں تھی یہ بچہ گھر کے بڑوں کی طرح ہر شخص کو پر تپاک انداز میں ملا اور بہت ہی بھلے اور دانش مندانہ انداز میں behave کیا جو یقیناً میاں شریف کی تربیت کا نتیجہ ہی ہوسکتا ہے۔ میں حمزہ شہباز کو بہت چھوٹی عمر سے جانتا ہوں۔ میں نے ان بچوں کو سکول کے یونیفارم سے لے کر سیاست اور بزنس کے مشکل راستوں پر کسی ماہر سیاستدان اور بہت ہی سینزنڈ بزنس مین کی طرح اپنے آپ کو منواتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ تمام شاید اس لئے ہے کہ جو چیزیں گھٹی میں شامل ہو جائیں پھر وہ زندگی کے ساتھ چلتی ہیں۔ آئندہ آنے والے وقتوں میں یہ اپنے آپ کو کیسے prove کرتے ہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ لیکن چہلم تک تو حمزہ نے اپنے دادا کا پوتا ہونا یقیناً ثابت کیا ہے۔ اس موقع پر جہاں اسحاق ڈار، اور علی ڈار بھی اپنی ذمہ داری نبھا رہے تھے۔ میاں فیملی سے رشتہ داری تو اب بنی ہے۔ اسحاق ڈار کا شمار پہلے ہی ان کے وفادار دوستوں اور ساتھیوں میں ہوتا تھا اور میاں فیملی وفادار دوستوں کی قدر میں کمی نہیں ہمیشہ اضافہ کرتی ہے۔ اب یہ معیار آئندہ بھی قائم رکھتے ہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ اس موقع پر اگر انعام اللہ نیازی اور جرأت مند خواجہ سعد رفیق کا ذکر نہ کیا جائے تو ناانصافی ہوگی۔ ہر آنے والے کو خوش آمدید کہنا انہی کی ذمہ داری میں شامل تھا۔ میں نے اس موقع پر بہت سے لوگوں کو پریشان غمگین اور اداس دیکھا لیکن جس محبت اور عقیدت سے غم ناک صورت سے دو چار میاں محمد شریف کے منہ بولے بیٹے چودھری غفور ایم پی اے کو دیکھا وہ واقعی دکھی ہو رہے تھے۔ کیونکہ بقول ان کے کہ میرے تو سرپرست ہی بڑے میاں صاحب تھے میں تو واقعی یتیم ہو گیا ہوں۔ جب میڈیا کے ذریعے یہ بات سامنے آئی کہ جنرل مشرف نے سابق وزیراعظم محمد نواز شریف سے فون کے ذریعے ان کے والد گرامی کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انہیں یہ بتایا کہ ان کے آنے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور نہ ہی وہ ایسا چاہتے تھے کہ میاں محمد شریف مرحوم و مغفور کے صاحبزادے ان کی تدفین میں شریک نہ ہوں۔ میں پر امید تھا کہ حکومت تینوں بھائیوں اور خاندان کے دیگر افراد کو چہلم کے موقع پر شریک ہونے کا موقع فراہم کرے گی تاکہ حکومت نے جن مقاصد کے لیے سیاسی جماعتوں اور سیاسی قائدین سے اختلافی امور اور معاملات کو طے کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کوئی مثبت پیش رفت ہوتی جو سیاسی قائدین کے ساتھ ساتھ حکومت کے لئے زیادہ خوش آئند ہوتا۔ لیکن نامعلوم کہ حکومت نے اس اہم موقع کو کیوں گنوا دیا جس سے برف پگھلنے کے ساتھ ساتھ بہتر انسانی رویوں اور اعلیٰ اخلاقیات کی روایت پڑتی۔ میں اس موقع پر میاں صاحبان کے ان کم ظرف ساتھیوں کا ذکر نہیں کروں گا جو آج جن پوزیشنوں پر بیٹھے ہیں وہ صرف میاں صاحبان کی مہربانیوں کا نتیجہ ہیں۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں ان کو زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

Marfat.com

جس طرح قرآنِ حکیم فرقانِ حمید میں کہا گیا ہے کہ موت کا ذائقہ ہر انسان کو چکھنا ہے۔ کاش کہ کچھ لوگ یہ اٹل حقیقت یاد رکھیں۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے۔ میں مکمل طور پر صحافت کی دنیا سے 1997ء کو وابستہ ہوا تھا۔ اس دور میں میاں صاحبان اقتدار کے عروج پر تھے۔ سیاسی لکھاری، علماء سب ان کے اشارے کے منتظر ہوا کرتے تھے اور اخبارات ان کے تعریفی کالموں اور مضامین سے بھرے ہوتے تھے۔ مجھے نہیں یاد کہ صرف ایک کالم جو میں نے شہباز شریف کے لئے لکھا تھا جس میں میں نے میاں شہباز شریف کے اس وقت کے اپنی کابینہ کے وزیر میاں معراج دین کے خلاف بجلی چوری کا مقدمہ درج کروانے اور کابینہ سے فراغت کے فیصلے کو موضوع بنایا تھا۔ اس کے علاوہ شاید ہی میں نے کوئی ستائشی کالم لکھا ہو۔ لیکن ان کی حکومت سے علیحدگی اب تک میں نے بغور ان کے دور اقتدار کی پالیسیوں اور تمام تر فیصلوں کا مفصل جائزہ لیا اور پھر اس پر ہوم ورک کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ ان کے بہترین فیصلوں کے پیچھے ان کے والد گرامی کی رہنمائی ہمیشہ رہی اور ان کا فیصلہ کرنے کا طریقہ ہمیشہ اپنے اللہ سے مشاورت ہوتا تھا اور شاید اسی لیے بعد از موت ان کے چہرے پر جو سکون اور نور موجود تھا وہ صرف اللہ والوں کے نصیب میں ہی ہوتا ہے۔

ہر شے تیری حمد کریندی میں ہاں کون نمانا
توں نیتاں دا جانو ربا تیتھوں کون سیانا

ڈاکٹر شہزاد علی روزنامہ دن لاہور، مورخہ 8 دسمبر 2004ء۔

☆☆☆

Marfat.com

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا گھرانہ ملک بھر میں اور بین الاقوامی سطح پر جہاں اپنے مذہبی قد و قامت کی بنا پر نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہاں سیاسی اعتبار سے بھی ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ اسی گھرانے کے چشم و چراغ اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ کے پوتے اور فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد کے سب سے چھوٹے صاحبزادے میاں جلیل احمد شرقپوری جنہوں نے اکتوبر 2002ء کے انتخابات میں پہلی مرتبہ قومی سیاست میں حصہ لیا اور حکومتی پارٹی کے صدر اور سابق گورنر پنجاب میاں محمد اظہر کے مقابلے میں گیارہ ہزار ووٹوں سے برتری حاصل کر کے مستقبل کے وزیر اعظم کو شکست فاش دی۔ میاں جلیل احمد شرقپوری نے اپنی باقاعدہ سیاسی زندگی مسلم لیگ (ن) سے شروع کی۔ اس سے قبل آپ نے اپنے طالب علمی کے زمانے سے انجمن طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے لاہور کے مختلف تعلیمی اداروں میں تعلیمی امن کے لئے بھرپور کردار ادا کیا جو کہ آپ ہی کا خاصہ تھا۔ کیونکہ آپ کی پہچان دو منفرد حیثیتوں سے ہے ایک آپ انتہائی اعلیٰ اور نہایت پاکباز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اتباعِ شریعت، حکمِ خدا اور پیرویٔ مصطفی ﷺ میں نہایت محتاط ہیں اور اس حد تک آپ احتیاط کا دامن تھامے ہوئے ہیں کہ اپنے تمام ظاہری و باطنی امور میں اللہ کریم اور مصطفی ﷺ کی رضامندی اور خوشنودی کے طالب رہتے ہیں جبکہ دوسری حیثیت آپ کے انجمن طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے ''دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے'' کا پیغام آپ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن ہے اسی بناء پر آپ نے لاہور کے تعلیمی اداروں میں جدوجہد کر کے اس پیغام کو طلباء تک پہنچایا۔ اور ان کے دلوں میں عشقِ مصطفی ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ آپ نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اکنامکس میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور اپنی عملی زندگی کا آغاز ملکی مصنوعات کی برآمدات سے کیا۔ اس میدان میں آپ نے اپنی صداقت اور دیانت داری کی بناء پر وطن عزیز کا نام روشن کیا۔ آپ نے اپنی کاروباری مصروفیات میں دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کیے جن میں امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، سعودی عرب، جرمنی، بلجیم، سپین، آسٹریلیا، جاپان، ہانگ کانگ اور ملائیشیا کے علاوہ کئی دیگر ممالک میں پاکستانی مصنوعات کو متعارف کروایا۔ اسی تناظر میں اگر آپ کی پوری زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ نے زندگی کے ہر موڑ پر (خواہ وہ زمانہ طالبعلمی ہو یا آپ کے کاروباری معاملات ہوں یا میدانِ سیاست کے شب و روز) مصطفی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے اکتسابِ فیض کیا ہے۔ 2002ء میں قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے کے بعد ملکی اور بین الاقوامی سیاسی معاملات پر ہمیشہ آپ کی گہری نظر رہی ہے اور اپوزیشن میں ہونے کے باوجود آپ ملکی ترقی کیلئے اپنا عملی اور مثبت کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ میاں جلیل احمد شرقپوری نے میاں محمد شریف مرحوم کی شخصیت اور کردار کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

میاں محمد شریف مرحوم اور سیاست

مرحوم میاں محمد شریف ایک شریف النفس انسان تھے۔ روزمرہ زندگی میں اعتدال، تہجد گزاری، خوفِ خدا، بے شمار یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کی خاموشی سے مدد کرتے وہ ہزاروں پاکستانیوں کے لیے وسیلۂ روزگار بنے انہوں نے اربوں کی لاگت سے غریب و محروم طبقات کو طبی سہولیات پہنچانے کے لئے ہسپتال تعمیر کروائے مرحوم دکھی انسانیت کے ہمدرد تھے۔ عام مریضوں کے بستر پر جا کر ان کے حال پوچھتے اور پھر مریضوں کے لئے وہ سب کچھ کرتے جو اپنے کرتے ہیں۔

Marfat.com

میں نے مرحوم میاں محمد شریف کو قریب سے دیکھا۔ ہر کسی کو دیکھ کر مسکرانا اور گلے لگانا ان کی عادت تھی۔ ان کے دل میں ملک وملت اور اسلام کے لئے درد تھا شاید اس لئے ان کی وفات جمعہ کے مبارک دن۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں اور محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ کے پڑوس میں ہوئی۔

افسوس صد افسوس! ہمارے سروں پر شفقتوں بھرا ہاتھ رکھنے والے میاں شریف مٹی اوڑھ کر سو گئے۔ اور حکومت نے ان کے بیٹوں کو ان کی تدفین کے لیے اپنے وطن نہیں آنے دیا اور میاں محمد شریف کے جنازے کو سیاسی جھگڑا بنا کر شریف فیملی سے ان کا پیدائشی حق چھینا گیا، اقتدار کے نشے میں مست حکمران یہاں تک بھول گئے کہ ایک دن انہیں بھی جانا ہے یہ بین الاقوامی تاریخ کا پہلا واقعہ تھا جس میں حکومت نے بیٹوں کو اپنے والد کے جنازے میں شرکت سے روکا۔ مرحوم میاں شریف کو خدا نے تمام نعمتوں سے نوازا تھا۔ انہیں دکھ صرف پاکستان سے جدائی کا تھا۔ اپنے اس دیس سے جدائی کا دکھ تھا انہیں جس کی صنعتی بنیادیں انہوں نے اپنے ہاتھوں سے رکھی۔ جہاں پہلے صنعتی اور پھر انہوں نے سیاسی سلطنت بنائی اسے اجڑتے دیکھا جلاوطنی کی تکالیف برداشت کیں۔ ان کے عزم اور حوصلے پہاڑوں کی طرح بلند تھے۔ وہ آخری سانس تک جھکے نہیں ان کی آنکھوں کے سامنے نواز شریف کی حکومت کو غیر آئینی طریقے سے ختم کیا گیا۔ خاندان کے تمام مردوں کو قید اور خواتین اور بچوں کو نظر بند کر دیا گیا مگر باوجود اس کے کہ ضعیف العمر میاں شریف خوفزدہ ہونے یا پسپائی اختیار کرنے کی بجائے ہر محاذ پر ڈٹے رہے۔ یوں تو مرحوم جلاوطنی اور دکھ ومصیبت سے ہمیشہ کے لیے نجات پا گئے مگر جاتے جاتے شریف خاندان کو اپنے عمل سے یہ نصیحت کر گئے کہ جب برا وقت آ جائے تو ہمت نہیں ہارنا حوصلے صبر اور استقلال سے کھڑے رہنا اور اچھے دنوں کے لیے جدوجہد کرنا...... کاروبار سے سیاست تک انہوں نے ہر قدم پر اپنے جانشینوں کی درست رہنمائی کی۔

سب بیٹوں کی طرح نواز شریف بھی اپنے والد کے احترام کے معاملے میں عظیم مثال تھے وہ ملاقات کے بعد ان کی طرف پشت کرنے کی بجائے الٹے قدم واپس پلٹتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں شریف مرحوم سے مشاورت کرنا اور ان سے رہنمائی حاصل کرنا شریف برادران کی خوش قسمتی تھی وہ آج اس بابرکت سائے سے محروم ہو گئے ہیں اور یہ صدمہ صرف ان کا نہیں پوری قوم ان کے غم میں برابر کی شریک ہے مجھے میاں شریف صاحب کی نمازِ جنازہ سعودی عرب میں ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ آج جب ہم اپنے ذہن میں ماضی کی کیسٹ چلاتے ہیں تو ہمیں یقین نہیں آتا کہ میاں شریف واقعی ہم میں نہیں رہے ان کی شرافت، مسکراہٹ، ان کا پیار، ہمدردی خلوص کبھی نہیں بھولا جا سکتا۔ جلاوطنی اور میاں شریف کی میت پر پابندی جیسے اقدام شریف برادران کو اپنے مقاصد اور جدوجہد سے نہیں ہٹا سکتے نواز شریف کا ووٹ بینک کوئی نہیں توڑ سکتا، آمرانہ ذہنیت کو چیلنج کرنے والے نواز شریف کروڑوں پاکستانیوں کے دلوں کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ چاغی کے ہیرو کو اقتدار سے دور رکھنے والے سن لیں کہ آمریت کا سورج بہت جلد غروب ہوگا اور اس ملک کی حقیقی قیادتیں پاکستان کو ایک بار پھر تعمیر وترقی اور خوشحالی سے ہمکنار کر کے ایک نئے انقلاب کی بنیاد رکھیں گی۔

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری ایم این اے ومرکزی رہنما مسلم لیگ (ن)

آستانہ عالیہ شیر ربانی" شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

(روزنامہ پاکستان، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

Marfat.com

مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق کی گیارہ سالہ حکومت کی ایک خوبصورتی یہ ہے کہ جنرل صاحب نے نہ صرف مجلسِ شوریٰ بنائی اور اسلامی قوانین پر توجہ دی بلکہ ملتِ اسلامیہ کے عالمی وداخلی اتفاق کے لیے بھی کوششیں کیں۔گو کہ یہ جدوجہد اس حد تک بارآور ثابت نہ ہوئی جس قدر کہ ضرورت تھی۔مگر اس جدوجہد کا فائدہ یہ ہوا کہ ملک بھر کے تمام مذہبی رہنماؤں کے قول وفعل میں تضاد یا اتفاق سے پردہ کشائی ہوگئی کہ ملک میں اسلام کے حقیقی نفاذ کا کون خواہاں ہے کون نہیں۔اس حوالہ سے ضیاء الامت پیر کرم شاہ الازہریؒ کے متعلق ضیاء الحق نے کہا تھا کہ ''بلاشبہ ضیاء الامت ایسی ہستی ہیں جنہیں سونے سے تولا جانا چاہیے۔موصوف پاکستان کے لیے سرمایہء بے بہا ہیں''۔

پیر کرم شاہ الازہریؒ کو نواز شریف دور میں شریعت کورٹ کا جج بنایا گیا تو اس بطلِ ولایت کی ضیاء ملکی عدالتوں کے فیصلوں میں بھی جگمگائی اور لوگوں نے دیکھا کہ اس گئے گزرے دور میں بھی حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔ضیاالامتؒ ایک مترجمِ قرآن اور مفسرِ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے ادیب اور صحافی بھی تھے۔اپنی زندگی میں ہی انہوں نے ماہنامہ ''ضیائے حرم'' کے نام سے رسالہ بھی شائع کرنا شروع کردیا تھا۔جو کہ آج بھی دنیائے صحافت میں ضیائے حرم بکھیر رہا ہے۔میاں محمد شریف مرحوم کے متعلق اس ماہنامہ کا اداریہ ملاحظہ ہو۔

میاں محمد شریف......کرن سے آفتاب

ذرہ کیسے صحرا بنتا ہے چھوٹی سی کرن کیسے آفتاب بنتی ہے اور ایک قطرہ کس طرح محیطِ بے کراں کا روپ دھار لیتا ہے ان حقائق تک رسائی حاصل کرنا ہو تو معزول وزیر اعظم میاں نواز شریف کے والد گرامی میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کا مطالعہ انتہائی مفید رہے گا۔

عہدِ حاضر ظن وتخمین اور تشکیک سے عبارت ہے۔ہر شخص عظمتوں کے اعتراف سے جھجک محسوس کرتا ہے جبکہ نکتہ چینی کا فن معراجِ کمال گردانا جاتا ہے۔جن لوگوں کو میاں نواز شریف یا ان کے بھائی شہباز شریف سے سیاسی اختلاف ہیں وہ میاں محمد شریف کو بھی اسی عینک کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں جب تنقید کے تند وتلخ تیر چلتے ہیں تو نا معلوم زبانوں پر کیا کیا الفاظ آتے ہیں۔مقامِ غور یہ ہے کہ جب یہ خاندان برسرِ اقتدار نہیں تھا اس وقت ان کے پاس دولت اور کاروبار کہاں سے آگیا تھا۔لامحالہ سوچ اس نکتہ پر آکر مرکوز ہو جاتی ہے کہ یہ دنیا دار العمل ہے۔جو انسان اس میں محنت کرتا ہے وہ اس کے شیریں پھل سے ضرور حظِ وافر حاصل کرتا ہے۔

میاں صاحب مرحوم کی ساری زندگی چونکہ جہدِ مسلسل سے عبارت ہے اس لیے انہوں نے آزمائشوں کے ساتھ ساتھ آسودگیوں اور آسائشات کی بہاریں بھی دیکھیں۔ان کے ہونہار اور فرمانبردار بیٹوں نے مملکت کے بلند ترین عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود نہ صرف اسلامی اقدار کو مجروح نہ ہونے دیا بلکہ نہ ہی پاکستانیت کے بارے کبھی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کیا۔

مرحوم میاں صاحب نہ صرف صنعت کار اور سرمایہ دار تھے بلکہ وہ ایک رقیق القلب انسان اور حسین ذوق کے مالک مسلمان تھے۔نعت سننا اور بزرگانِ دین سے لگاؤ ان کا فطرتی خاصہ تھا۔ناداروں اور مساکین کی خدمت کو وہ ساری زندگی وظیفہِ جان سمجھتے رہے اور عام لوگوں کی اصلاح وفلاح کے لیے انہوں نے درجنوں رفاہی وتعلیمی ادارے قائم کیے۔اس سے انکار نہیں کہ وہ شریف فیملی کے سربراہ تھے لیکن انکی ہمہ جہت

Marfat.com

خدمات نے انہیں اتنی وسعتیں عطا فرمائی تھیں کہ وہ پاکستانی قوم کے بہت بڑے حلقہ کی مشترکہ میراث شمار ہوتے تھے۔

ضیائے حرم کے بانی ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سے انہیں حد درجہ عقیدت تھی۔ جب میاں محمد نواز شریف کو دوسری مرتبہ بھاری مینڈیٹ ملا اور حضرت ضیاء الامتؒ ان کی رہائش گاہ پر مبارکباد پیش فرمانے کے لیے تشریف لے گئے تو میاں محمد شریف نے آپؒ کے استقبال کے لیے بگھیاں بھجوائیں جب آپؒ ان کے گھر کے سامنے بگھی سے اترنے لگے تو مرحوم میاں صاحب نے حضرت ضیاء الامتؒ کے تلووں کے نیچے اپنی ہتھیلیاں رکھ دیں احترام کی یہ کیفیت اس لیے تھی کہ وہ اس مردِ درویش کے کردار سے حد درجہ متاثر تھے۔ اس کا اظہار میاں شریف نے ایک مرتبہ اس طرح کیا کہ:

''حضرت قبلہ پیر صاحبؒ نے اپنے ایک فرزند کو اتفاق ہسپتال میں داخل کرایا مجھے پتہ چلا تو میں نے ڈاکٹر صاحب کو تلقین کی کہ آپ ان کا خاص خیال رکھیں اور جب ہسپتال سے فراغت ہو تو قبلہ پیر صاحب سے واجبات وصول نہ کریں''۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ جب ان کے صاحبزادے ہسپتال سے فارغ ہوئے تو پیر صاحب نے واجبات ادا کرنے پر اصرار کیا۔ جب ان سے عرض کی گئی کہ میاں صاحب فرما گئے ہیں کہ پیسے نہ لیے جائیں تو آپ نے فرمایا میرے پاس علاج کے لیے رقم موجود ہے آپ مجھ سے ہر صورت وصول کریں اور یہ رقم کسی ایسے مریض کے لیے وقف کر دیں جو خود علاج کروانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ میاں صاحب نے فرمایا ''ایسے عظیم آدمی اب معاشرے میں کہاں ملتے ہیں''۔

(ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور دسمبر 2004ء)

☆☆☆

Marfat.com

ملکی تاریخ فوجی حکومتوں کے کئی ادوار دیکھ چکی ہے تاریخ نے دیکھا ہے کہ ہر فوجی حکمران نے جمہوریت پسند لوگوں کے اکٹھ اور جلسہ جلوس کے انعقاد سے حتی الوسع گریز کرنے کی کوشش کی ہے میاں محمد شریف مرحوم کی رائیونڈ میں تدفین اور داتا دربارؒ لاہور میں نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے دوران بھی موجودہ حکومت کو خطرہ تھا کہ مسلم لیگ اور اے آر ڈی کے قائدین اور کارکنان کا اکٹھ ہوگا۔ اسی خطرے کی بنیاد پر میاں شریف کی میت کو کئی اخلاقی اور جمہوری حدود کو عبور کرتے ہوئے اٹھوا کر پروگرام سے ہٹ کر رائیونڈ پہنچا دیا گیا۔ حکومت کے ان اخلاقی حدود کو عبور کیے جانے کو توفیق بٹ نے اپنے ذیل کے دو کالموں میں اس طرح بیان کیا ہے۔

بڑے میاں صاحب کی رخصتی

لیجئے صاحب اس جہاں سے ایک ایسا شخص بھی رخصت ہوا جس نے محنت کام، کام اور کام سے بھرپور زندگی گزاری۔ عجب لوہے سے بنا ہوا ایک انسان تھا اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے مگر وہ ریزہ ریزہ نہ ہوا۔ جو محترمہ آج ان کی وفات پر ان کے بیٹوں سے تعزیت کرتے ہوئے نہیں تھکتی ان ہی کے والدِ محترم کے اقتدار کے زمانے میں انہیں کاروباری طور پر تباہ کرنے کی پوری کوششیں کی گئیں۔ مگر اس شخص نے ہمت نہ ہاری۔ کہتے ہیں سب کچھ کھو جانے کے بعد بھی جس کا حوصلہ باقی رہے تو وہ سمجھ لے اس نے کچھ نہیں کھویا۔ میاں محمد شریف نے سب کچھ کھو دیا اور پھر سب کچھ پا لیا۔ یہ ان کے حوصلے‘ ان کی ہمت ہی کا کمال تھا ورنہ تو دولت مندوں کی دولت سے چندروپے کم ہو جائیں تو ان کی راتوں کی نیندیں اڑنے لگتی ہیں اور وہ خودکشیوں کے ارادے باندھنے لگتے ہیں! جمہوریت کی علمبرداری کی دعوے دار بی بی بےنظیر بھٹو کے اپنے اقتدار میں بھی اس مردِ درویش کے ساتھ کچھ کم نہ ہوئی۔ سیاسی انتقام کے طور پر انہیں قلبی و ذہنی اذیت دی گئی۔ ان کی وفادار پولیس نے ان کے ساتھ بے پناہ بدتمیزی کا مظاہرہ کیا مگر اس شاندار اور باوقار بوڑھے کے صبر کا پیمانہ لبریز نہ ہوا۔ اس موقع پر موجود اہلِ صحافت کو دیکھتے ہوئے بس ایک ہی جملہ ان کے منہ سے نکلا تھا۔ ''دیکھئے صاحب یہ میرے ساتھ کیا کر رہے ہیں''۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا صابر اتنا شاکر انسان کم کم ہی دیکھا اور اب تو اسے بالکل ہی نہیں دیکھ پاؤں گا کہ یہ چاند ہماری آنکھوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گیا ہے۔

سیاسی حلقوں میں میاں محمد شریف ''اباجی'' کے طور پر مشہور تھے۔ اس کی وجہ سب کو معلوم ہے۔ دو بار وزیرِاعظم اور دو بار وزیرِاعلیٰ پنجاب رہنے والے میاں محمد نواز شریف اور ان کے بھائی میاں محمد شہباز شریف جس طرح اپنے والدِ محترم کی عزت و احترام کیا کرتے تھے رشتوں کے تقدس سے زوال پذیر اس معاشرے میں اس طرح کی مثالیں ہمیں کم کم ہی ملتی ہیں۔ سیاسی مخالفین کی طرف سے فرمانبرداری کے اس معاملے کو بھی زہر آلود کرنے کی پوری کوششیں کی جاتی رہیں مگر باپ کے ساتھ بیٹوں کا یہ رویہ آخری دم تک برقرار رہا۔ نواز شریف اقتدار میں تھے تو کہا جاتا تھا ان کے فیصلوں پر ''اباجی'' اثر انداز ہوتے ہیں۔ تنقید کرنے والوں کا خیال تھا میاں محمد شریف ایک ایسے کاروباری آدمی ہیں جو سیاسی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے اس لئے وہ اپنے بیٹے کو ایسے مشورے نہیں دے سکتے جو سیاست اور جمہوریت کی مضبوطی کا باعث بنیں۔ جب نواز شریف وزارتِ خزانہ سے وزارتِ عظمیٰ تک کے عہدے پر پہنچے۔ اس کامیاب سیاسی سفر میں انہوں نے ''اباجی'' کے مشوروں سے ہی استفادہ کیا۔ لہٰذا مخالفین کا یہ مؤقف بہت ہی کمزور معلوم ہوتا تھا ویسے بھی اس ملک میں اگر کچھ جرنیل سیاسی کھیل کامیابی کے ساتھ کھیل سکتے ہیں تو ایک کاروباری آدمی سیاسی سوچ کیوں

Marfat.com

نہیں رکھ سکتا۔اس حوالے سے نواز شریف پر تنقید کرنے والے آج فوجی حکمرانوں کو جمہوریت اور سیاست کا چیمپئین قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں حقیقی جمہوریت ان ہی کے دم خم سے ہے۔نواز شریف نے پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کا فیصلہ کیا تو اس ضمن میں بھی انہوں نے یقیناً اپنے والد محترم سے مشورہ کیا ہوگا تو کیا یہ مشورہ بھی ملک وقوم اور جمہوریت کے خلاف تھا۔اصل بات یہ تھی کہ نواز شریف کے سیاسی مخالفین کا اپنا ایک ایجنڈا تھا جس کے تحت وہ مختلف حوالوں سے وزیر اعظم کو بدنام کیا کرتے تھے!

میاں محمد شریف بہت خوش قسمت تھے کہ انہیں انتہائی فرمانبردار اولاد نصیب ہوئی جوان کی حکم عدولی تو کیا ان کی آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی جرات بھی نہیں کرتی تھی۔ مجھے یاد ہے ایک بار وطن عزیز کو ایٹمی طاقت بنانے کا اعزاز حاصل کرنے والا شخص ٹیلیفون پر مجھ سے بات کر رہا تھا کہ اچانک اس کی آواز بند ہوگئی میں سمجھا شاید لائن کٹ گئی ہے ایک لمحے کے بعد آواز بند ہوئی تو اس نے مجھے بتایا کہ پاس سے ''اباجی'' گزر رہے تھے اور میں احتراماً خاموش ہوگیا تھا۔آنکھوں دیکھا ایک اور واقعہ بھی مجھے یاد ہے وزیر اعظم اپنے دوستوں کے ساتھ گپ شپ میں مصروف تھا کہ اچانک ایک شخص کمرے میں داخل ہوا اور ملک کا وزیر اعظم اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔دوستوں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا یہ میرے ''اباجی'' کے پرانے خدمت گزار ہیں۔اندازہ فرمایئے جو شخص اپنے والدین کے خدمت گزاروں کا اتنا ادب واحترام کرتا ہو وہ اپنے والدین کا کتنا کرتا ہوگا یہ شاید والدین کی فرمانبرداری ہی کا نتیجہ تھا کہ اپنے سیاسی آغاز میں ایک ''ککو'' کے طور پر مشہور ہونے والا یہ شخص دوبار ملک کا وزیر اعظم بنا اور ایک بار تو اتنا کمال کیا کہ ملک وقوم کے مفاد میں اپنے اقتدار تک کو داؤ پر لگا کر اس امریکی صدر کی خواہشات کو جوتی کی نوک پر رکھا جس امریکی صدر کی خواہشات کو اب ہمارے محب وطن حکمران سر کا تاج بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں!

وہ ایک شخص جو اب ہمارے درمیان نہیں رہا انسانی واخلاقی قدروں کو فروغ دینے والا ایک خوبصورت وسیرت انسان تھا جو مٹی کو سونا بنانے کا گر جانتا تھا یہ گر اس نے شاید اپنے بیٹوں کو بھی سکھا دیا تھا۔ملک کو ایٹمی قوت بنا کر اس کے ایک بیٹے نے مٹی کو سونا ہی بنایا تھا۔12 اکتوبر 1999ء کو اس کا اقتدار سازشوں کا شکار نہ ہوتا تو وہ یقیناً اور بھی بہت کچھ کر گزرتا اور دوسرے بیٹے کی حالت یہ تھی کہ مخالفین بھی اس کے چوبیس چوبیس گھنٹے کام کرنے کے عمل کو سرعام سراہا کرتے تھے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کی حیثیت سے اس شخص نے صوبے میں کام کام اور صرف کام کا کلچر متعارف کروایا یہ بھی شاید میاں محمد شریف ہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے کا بے پناہ احترام کرتے ، کچھ لوگ کہانی گھڑتے کہ چھوٹا میاں بڑے پر حاوی تھا ایسا معاملہ ہرگز نہیں تھا۔دیکھنے والے شہباز شریف کو نواز شریف کے سامنے ہمیشہ نظریں جھکا کر بات کرتے ہوئے دیکھا کرتے تھے۔میاں محمد شریف نے اپنے خاندان پر ہی نہیں پوری دنیا پر یہ بات ثابت کردی تھی کہ اتفاق میں واقعی بہت برکت ہوتی ہے۔ان کی رخصتی کے بعد اب یہ بات ان کے بیٹوں کو بھی ثابت کرنا ہے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اتفاق میں برکت کا عمل اب شاید جاری نہیں رہ سکے گا مگر نہ جانے کیوں مجھے یقین ہے کہ مرحوم نے جس انداز میں اپنی اولاد کی تربیت کی ان کی وفات کے بعد ہم اتفاق میں پہلے سے بھی زیادہ برکت محسوس کریں گے۔شریف برادران اپنے سیاسی مخالفین کے ارادوں پر خاک اسی صورت میں ملا سکتے ہیں۔

میاں محمد شریف آج اس دنیا میں نہیں رہے مگر جاتے جاتے وہ ہمیں بہت کچھ سکھا گئے۔صبر ، ہمت ،عزم ،حوصلہ، سخاوت ، برداشت اور اتفاق۔وہ اتفاق جس میں ان کے دم سے شرافت ہی شرافت ، برکت ہی برکت تھی۔

توفیق بٹ روزنامہ پاکستان لاہور

Marfat.com

اخلاقی وسیاسی روایات کا سرکاری انتقال

ہر دلعزیز صوبائی وزیر رضا علی گیلانی کی والدہ محترمہ کے جنازہ میں پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے بہت سے ارکان کو دیکھ کر خوشی ہوئی کہ سیاست میں اب ایسی قدریں بھی پھوٹ پڑی ہیں جو یقیناً چمن میں خوشبو پھیلانے کا باعث بنیں گی مگر مسلم لیگ ن کے سربراہ اور سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف کے انتقال پر سرکاری سیاستدانوں کا رویہ دیکھا تو بہت مایوسی ہوئی۔ ملک کے اصلی طاقتور اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کو اتنی تو اجازت دے دیا کریں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق کسی کے دکھ اور سکھ میں شریک ہوسکیں!۔

اب کئی وزیر اور سرکاری ارکان اسمبلی میاں محمد شریف کی وفات پر ان کے جنازے میں عدم شرکت اور ان کے بیٹوں سے اظہار افسوس نہ کرنے کے باعث اداس ہیں۔ ایک محترم وزیر تو ایسے بھی ہیں جو الیکشن جیتنے کے فوراً بعد مخالف امیدوار کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں الیکشن میں نہیں آپ جیتے ہیں اب اس طرح کی اخلاقیات کا مظاہرہ کرنے والوں کو اپنی سابقہ پارٹی کے سربراہ کے والد محترم کی وفات پر ان سے اظہار افسوس تک کرنے کی اجازت نہ ملے تو ایسی سیاست سے اصولی طور پر انہیں دستبردار ہو جانا چاہئے۔ بہتر ہے وہ کسی ایسے وقت کا انتظار کریں جب ملک میں واقعی ایسی جمہوریت اور سیاست پروان چڑھنے لگے جس میں سیاستدانوں کو ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہوئے اپنے اقتدار، اپنے عہدوں کی کوئی فکر ہو نہ ہی وہ اس ضمن میں کسی کی اجازت طلب کرنے کی ضرورت محسوس کریں!

میں حیران ہوں ایک طرف تو ہمارے سیاستدان فوجی حکمرانوں کی خدمت میں لعن طعن پیش کرنے والے مسلم لیگ ن کے رکن اسمبلی کی خیریت دریافت کرنے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف اسی رکن کی پارٹی کے سربراہ کے والد محترم وفات پا جائیں تو ان کی نماز جنازہ تک میں شریک نہیں ہوتے حالانکہ اپنے پہلے والے عمل پر اخبارات میں سرکاری کالم نگاروں کے ذریعے وہ باقاعدہ خراج تحسین بھی وصول کر چکے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی میں سوچتا ہوں ہماری سیاست میں وہ وقت نہ جانے کب آئے گا جب سیاستدان ایک دوسرے کے دکھوں اور سکھوں میں شریک ہوتے ہوئے اقتدار اور عہدوں کو پیش نظر رکھنے کی بجائے اخلاقیات اور اصولوں کو پیش نظر رکھا کریں گے۔ مجھے یقین ہے خفیہ ہاتھ اور نادیدہ قوتیں ملک میں ایسے حالات پیدا ہی نہیں ہونے دیں گی کہ ایسی صورت میں آمریت یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہوسکتی ہے۔ یہ معاملہ ان قوتوں کے لئے قابل قبول ہو ہی نہیں سکتا۔ جن کے سارے مفادات ہی آمریت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور جو محض اپنے اقتدار کی خاطر جمہوریت اور سیاست کو بدنام کرتے ہیں اور ملک کی باگ ڈور نیب کے کچھ ٹھپہ زدہ سیاستدانوں کے سپرد یعنی سپرد خاک کر دیتے ہیں!

میاں محمد شریف کے انتقال پر سرکاری سیاستدانوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ شریف برادران اپنے والد کے جنازے پر سیاست چمکانا چاہتے ہیں۔ طیارہ سازش کیس کی طرح یہ الزام بھی ان طیوروں کی طرف سے تیار کیا گیا ہے جن کے اپنے پر کٹے ہوئے ہیں۔ شریف برادران باپ کے جنازے کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے تو حکومتی مشینری ہل کر رہ جاتی۔ بیٹوں کو باپ کے جنازے میں شرکت کی اجازت یا دعوت نہ دینا سرکار کا ایک ایسا افسوسناک عمل ہے۔ جس پر عوام کے دلوں میں اس کے خلاف بھڑکنے والی آگ میں مزید شدت پیدا ہوئی ہے۔ شریف برادران چاہتے تو یہ آگ چاروں جانب پھیلا دیتے مگر ملک وقوم کے مفاد کے برعکس انہوں نے ماضی میں کوئی کام نہیں کیا تو حال اور مستقبل میں کیسے کر سکتے

Marfat.com

ہیں۔ جہاں سنگین جرائم کے مرتکب قیدی کو اپنے کسی عزیز کے جنازے میں شرکت کے لئے پیرول پر رہا کر دیا جائے وہاں اپنے ملک کو ایٹمی طاقت بنانے کا اعزاز حاصل کرنے والا اپنے وطن میں اپنے باپ کے جنازے کو کاندھا نہ دے سکے اپنے ہاتھوں سے دفنا بھی نہ سکے تو اس سے بڑھ کر المیہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک بات طے ہے کہ اس نوعیت کے المیوں کے ذمہ داروں کا اقتدار طویل تو ہو سکتا ہے مستقل نہیں۔

کہتے ہیں موت بڑے بڑے ظالموں کے دل پگھلا کر رکھ دیتی ہے مگر جہاں دل ہی نہ ہو وہاں موت اثر کس پر کرے؟ کیا ہی بہتر ہوتا پاکستان کے محب وطن حکمران ملک کو ایٹمی طاقت بنانے والے کو اپنے والدِ محترم کے جنازے میں شرکت کی از خود دعوت دیتے۔ سعودی عرب میں پاکستان کے سفیر کو اس مقصد کے لئے سابق وزیر اعظم کے پاس بھیجا جاتا۔ وہاں جا کر وہ ان کی خدمت میں عرض کرتے کہ آپ اس وقت صدمے سے دوچار ہیں، سیاسی واختلافی معاملات اپنی جگہ مگر حکومت پاکستان اس موقع پر آپ کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اور خواہش رکھتی ہے کہ آپ اپنے والدِ محترم کی میت کے ساتھ وطن تشریف لائیں اور تجہیز و تدفین کے بعد واپس تشریف لے جائیں۔ حکومت کے اس عمل پر کوئی قیامت ٹوٹتی نہ کوئی طوفان برپا ہوتا بلکہ حکمرانوں کے اب تک کے اقتداری عرصے میں یہ واحد عمل ہوتا جس پر لوگ انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے اور انہیں اپنے صدر مملکت کی وردی بھی اچھی لگنے لگتی۔ چلیں اگر ایسا کرنے سے کسی کو اپنی انا کے مجروح ہونے کا خطرہ تھا تو کم از کم سرکاری مسلم لیگ کے رہنماؤں اور ارکانِ پارلیمنٹ کو ہی اجازت دے دی جاتی کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق اپنی سابقہ پارٹی کے سربراہ کے والد کے جنازے کو ایک آدھ کندھا ہی دے دیتے۔ ان کے پسماندگان سے اظہارِ افسوس ہی کر لیتے۔ اب حالت یہ ہے کہ سرکاری مسلم لیگ کے ارکان پارلیمنٹ کو شریف برادران کے ساتھ تعزیتیں بھی چھپ چھپ کر کرنا پڑ رہی ہیں اور ملک وقوم کے مفاد کے برعکس اسی طرح کا کام کرنے والی ایک صوبائی وزیر کی تو وزارت بھی باقاعدہ خطرے میں پڑ چکی ہے۔

مجھے بہت اچھا لگا کہ سرکاری مسلم لیگ سے نکالے جانے والے محترم میاں محمد اظہر میاں محمد شریف کے جنازے میں موجود تھے۔ شکر ہے کہ موصوف اب سرکاری مسلم لیگ کا حصہ نہیں ورنہ انہیں بھی شاید اظہارِ افسوس کے لئے ایک آدھ اخباری بیان جاری کرنے تک ہی محدود رہنا پڑتا۔ سردار فاروق احمد خان لغاری، میاں منظور احمد خان وٹو، سعید احمد خان منہیس اور بعض دوسرے سرکاری و نیم سرکاری سیاستدان بھی کسی بات کی پروا کئے بغیر میاں محمد شریف کی وفات پر ان کے پوتے حمزہ شہباز کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ ایک ایسی روایت ہے جس میں وردی والی سیاست کو پیش نظر رکھنے کے بجائے اصلی والی سیاست کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جس روز ملک میں ایسی سیاست پھل پھول گئی اس روز سیاستدانوں کا اپنا کردار بھی پھلوں اور پھولوں جیسا ہونے لگے گا۔

توفیق بٹ روزنامہ پاکستان

☆☆☆

Marfat.com

بدن کی نشو ونما اور ظاہری خد و خال اور قوتوں کی بالیدگی انسان کے جوانی میں پہنچنے سے قبل تک مکمل ہو جاتی ہے۔لہٰذا جوانی میں ایک عجیب پر اسراری مسرت اور خود اعتمادی انسان کے اندر مچلتی رہتی ہے۔ پھر عقلی قوتیں لگ بھگ چالیس سال کی عمر تک منتہائے کمال کو چھوتی ہیں لہٰذا پختگی اور عقلی بلوغت کے مقام پر پہنچ کر انسان اپنے نظریات کو بھرو سے اور اعتماد سے دیکھنے لگتا ہے اور اس سے بھی داخلی مسرت پھوٹتی ہے بچہ پہلی جماعت میں پڑھتا ہے جب قاعدہ ختم کر کے دوسری جماعت میں ترقی پاتا ہے تو پہلی جماعت کی تکمیل میں بے پناہ خوشی محسوس کرتا ہے اسی طرح کوئی بھی مہم درپیش ہو مکمل کر لینے پر انسان بہت خوشی محسوس کرتا ہے میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کی صبح سے لے کر شام کے اوقات محنت اور مہم جوئی سے لبریز ہیں۔انوار حسین حقی صاحب اپنے مندرجہ ذیل دو کالموں میں میاں صاحب مرحوم کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

میاں محمد شریف صبحِ زندگی سے شامِ زندگی تک

84 برس قبل 1920ء میں مشرقی پنجاب کے علاقے امرتسر کے ایک چھوٹے اور گمنام قصبہ ''جاتی امراء'' کے ایک غریب،افلاس زدہ اور مفلوک الحال گھرانے میں آنکھ کھولنے والے میاں محمد شریف 29 اور 30 اکتوبر کی درمیانی شب جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کا شمار اس خطہ کی سیلف میڈ اور خوشحال ترین شخصیات میں ہو رہا تھا۔جاتی امراء کے چھوٹے سے ڈھول سے اٹے اندھیرے میں ڈوبے اور غربت کے آسیب میں جکڑے ہوئے قصبہ کی اکثریت سکھ آبادی پر مشتمل تھی۔یہاں کے مکینوں کا زیادہ تر انحصار زمینداری اور زراعت پر تھا۔اس قصبے میں مسلمانوں کے صرف چند گھرانے آباد تھے۔دستکاری کی ہنرمندی کے باوجود مسلمانوں کی معاشی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔محنت مزدوری اور کسب حلال سے جڑے ان لوگوں میں بعض جولاہے تھے بعض موچی بعض ترکھان بعض لوہار اور بعض بڑھئی۔

قیام پاکستان سے بہت پہلے قیام پاکستان کے بعد جاتی امرا کے اکثر مسلمان خاندانوں نے ہجرت کو ترجیح دی۔جاتی امرا کے ایک محنت کش گھرانے کے دو افراد برکت اور شفیع روزگار کی تلاش میں لاہور آئے انہیں چوک دالگراں سے کچھ آگے ریلوے روڈ پر ایک لوہے کی بھٹی پر ملازمت مل جاتی ہے دونوں ایک روپیہ روزانہ کماتے تھے۔

برکت اور شفیع کیلئے یہ رقم ایک خزانے سے کم نہیں تھی۔وہ مذکورہ رقم زیادہ تر اپنے بوڑھے والدین،ایک بہن،اور پانچ چھوٹے بہن بھائیوں کی گزر اوقات کیلئے جاتی امرا،امرتسر بھجوا دیتے تھے۔برکت عملی طور پر اپنے کنبے کا سربراہ تھا۔بوڑھے والدین اور سات چھوٹے بہن اسے ہی خاندان کے سربراہ کا درجہ دیتے تھے۔وہ اپنے والدین کی پہلی بیوی کا اکلوتا بیٹا تھا۔دوسرے بھائیوں کا سوتیلا ہونے کے باوجود عزت واحترام کی نگاہوں کا مرکز تھا۔سب پیار سے اسے ''بھاؤ'' کہتے تھے۔کچھ عرصہ بعد برکت اور شفیع نے اپنے دو چھوٹے بھائیوں محمد بشیر اور محمد شریف کو بھی لاہور بلا لیا۔بشیر بڑے بھائیوں کی طرح تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہ رکھتا تھا۔جبکہ شریف کا رجحان تعلیم اور پڑھنے لکھنے کی طرف تھا۔شریف کو اسکول میں داخل کروا دیا گیا۔لاہور آنے سے پہلے شریف جاتی امراء (امرتسر) سے چار کلومیٹر دور ایک گاؤں ''نیویں سرلی'' کے اسکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔لاہور میں مسلم ہائی اسکول رام گلی میں چھٹی جماعت سے انہوں نے اپنی تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شرع کیا۔مخدوش معاشی حالات کی بنا پر میاں شریف نے اسکول میں فیس معافی کی درخواست بھی دی۔میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد انہوں نے مزید تعلیم کے حصول کیلئے اسلامیہ

Marfat.com

کالج ریلوے روڈ میں داخلہ لے لیا۔میاں شریف نے تعلیم کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری سے بھی ناطہ جوڑے رکھا اور وہ دن کو کالج میں پڑھتے شام کو فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ان کے حالات کو دیکھتے ہوئے انہیں ہوم ورک سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا تھا دوران تعلیم ہی وہ مکمل ہنر مند بن چکے تھے۔کالج کے طالب علمی ہی کے زمانے میں انہوں نے حاجی دین محمد کی فیکٹری ایم اے ایس اینڈ کمپنی میں 14 آنے ماہانہ پر ملازمت کر لی۔ان کے بڑے بھائی محمد شفیع اس فیکٹری میں فورمین تھے پونے دو ماہ بعد انہوں نے ملازمت چھوڑ دی انہوں نے حاجی فیروز دین سے 310 روپے کی بھٹی خرید کر 13 روپے ماہانہ کرایہ کی جگہ پر کاروبار شروع کیا۔باقی بھائی بھی ملازمت چھوڑ کر ان کے ساتھ بھٹی پر کام کرنے لگے کام بڑھا تو میاں محمد شریف نے اپنے چچا سے 500 روپے ادھار لے کر کاروبار کو وسعت دی۔پھر جاتی امراء کے اس خانوادے کے ساتوں بھائی لاہور میں میاں شریف کی بھٹی پر کسب حلال میں جت گئے یہ سات بھائی اتفاق خاندان کے سات مضبوط ستون ثابت ہوئے۔

1970ء میں یہ ساتوں بھائی ریلوے روڈ سے ماڈل ٹاؤن منتقل ہو گئے۔کام میں اضافہ ہوا تو انہوں نے انجینئرنگ ورکشاپ کا آغاز بھی کر دیا۔اس ورکشاپ میں پہلے تیل نکالنے کے لئے کولہو لگائے گئے آئس فیکٹری اور کولڈ اسٹوریج قائم کئے۔کام مزید آگے بڑھا تو آئل ایکسپیلر بنائے گئے۔اپنے زمانے کے حوالے سے یہ ایک بہت بڑا پلانٹ تھا اسوقت اس کی قیمت گیارہ ہزار روپے تھی۔مزید ترقی کر کے یہاں ڈیزل انجن اور پمپ بنائے جانے لگے۔تیز رفتاری سے ترقی کا سفر طے کرنے والے شریف برادران نے کوٹ لکھپت میں ساڑھے پانچ سوا ایکڑ رقبے پر اتفاق فاؤنڈری قائم کی۔1960ء کے عشرے میں اتفاق فاؤنڈریز پیکو کے بعد ملک کا سب سے بڑا صنعتی ادارہ بن گیا۔اس ادارے میں زرعی مشینری سے لے کر دفاع تک ہر قسم کا سامان تیار ہو سکتا تھا۔شریف برادران نے ڈھاکا میں بھی انجینئرنگ فیکٹری قائم کی۔جنوری 1972ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے اتفاق فاؤنڈریز کو قومی تحویل میں لے لیا۔اس وقت سوائے دو برف خانوں، ایک کولڈ اسٹوریج اور ایک زیر تعمیر ٹیکسٹائل ملز کے ان کے پاس کچھ نہ بچا تھا۔ان دنوں پاکستان میں شہرت یافتہ دو سٹیل ملز تھیں۔ایک میاں شریف کی اور دوسری سی ایم لطیف کی اسٹیل ملز تھی۔ملز کو قومیائے جانے کے بعد سی ایم لطیف دلبرداشتہ ہو کر جرمنی چلے گئے اور پھر وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

میاں شریف اور ان کے بھائیوں نے ہمت نہیں ہاری۔میاں شریف نے اردو بازار (چنگڑ محلّہ) کے برف خانے والے دفتر میں بیٹھنا شروع کیا اور نئے سرے سے کاروبار منظم کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے۔یہ ان کا بھائیوں میں تنہا فیصلہ تھا کہ دوبارہ لوہے اور انجینئرنگ کی صنعتیں قائم کی جائیں گی۔کہا جاتا ہے کہ اس وقت میاں شریف برادران (ساتوں بھائیوں) کے پاس صرف نوے ہزار روپے کی قلیل رقم تھی۔گرینڈ لیز بنک سے نئے کاروباری منصوبے کے لئے قرضہ حاصل کیا گیا۔اور مرحوم میاں عبدالقیوم، فضل محمود جو میاں اظہر کے والد تھے کی ہنگری سے درآمد شدہ لوہے کی فرنس جو کراچی کی بندرگاہ پر پہنچ چکی تھی۔خریدنے کی درخواست کی اور کہا کہ اس کی رقم چھ ماہ میں ادا کر دی جائے گی۔میاں عبدالقیوم نے ان کی بات مان لی۔اس طرح میاں شریف نے اپنی نئی صنعتی ایمپائر کی دوبارہ بنیاد رکھی۔کام شروع ہوا۔لاہور کی کاروباری دنیا اس وقت حیرانی کے سمندر میں ڈوب گئی جب ڈیڑھ برس کی قلیل مدت میں شریف فیملی نے لاہور میں چھ نئے کارخانے اتفاق برادرز، اتفاق ٹیکسٹائل ملز، نواز شہباز لمیٹڈ، جاوید پرویز لمیٹڈ، ادریس اینڈ کمپنی اور خالد سراج انڈسٹریز قائم کئے۔

نئے کارخانے لگانے کے ساتھ ساتھ میاں شریف نے ان کی جرمنی کے ایک قونصل جنرل سے علیک سلیک کی بنیاد پر مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ شریف فیملی کو اپنے کاروباری اثاثوں کی حفاظت کے لئے سیاست میں بھی حصہ لینا چاہئے۔جرمن قونصل جنرل کے مشورے سے میاں

Marfat.com

نواز شریف کو سیاست میں لایا گیا۔ابتداء میں وہ ایئر مارشل اصغر خان کی تحریک استقلال میں شامل ہوئے۔

7 جولائی 1977ء کو جنرل ضیاء الحق نے عنانِ اقتدار سنبھالا تو شریف برادران کو قدرے اطمینان نصیب ہوا۔کیونکہ بھٹو دورِ حکومت میں ان کے سر پر ہر وقت صنعتوں کو قومیائے جانے کی تلوار لٹکتی رہتی تھی۔1971ء کے انتخابات میں میاں شریف نے ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں فرزندِ اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کا ساتھ دیا۔نواز شریف سیاست میں آئے تو ان دنوں ان کے والد کے دوست بعض ذرائع کے مطابق کاروباری ساتھی لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان پنجاب کے گورنر بن گئے۔انہوں نے نواز شریف کو اپنی کابینہ میں پہلے وزیر کھیل وثقافت اور پھر وزیر خزانہ کی حیثیت سے شامل کر لیا۔جنرل جیلانی کی سفارش پر جنرل ضیاء کی حکومت نے بھٹو دور میں قومیائی گئی صنعتیں شریف فیملی کو واپس کر دیں۔19 دسمبر 1984ء کے ریفرنڈیم میں شہر لاہور میں ٹرانسپورٹ کی فراہمی سمیت دیگر خدمات نے میاں محمد شریف کی اہلیہ مسز شمیم اختر اور بیگم شفیقہ ضیاء الحق کے درمیان دوستی پیدا کر دی۔یوں میاں شریف کی محنت اور ضیاء الحق کی شفقت کی وجہ سے پنجاب کی وزارت اعلیٰ کا ہما میاں نواز شریف کے سر پر بیٹھا اور پھر خوش بختی کا یہ سفر وزیر اعظم ہاؤس سے ہوتا ہوا جدہ شہر کے وسط میں رویس کے علاقے میں شاہ فیصل شہید کے تعمیر کردہ محل ''سرور پیلس'' تک پہنچا جہاں 84 سال کی عمر میں میاں شریف کا انتقال ہوا۔

1986ء میں اتفاق خاندان میں اختلاف کا آغاز ہوا اور 1991ء میں صنعتی ایمپائر قائم کرنے والے اتفاق خاندان میں بٹوارا ہو گیا۔خاندانی جائیداد کی تقسیم کے بعد میاں محمد شریف نے شریف گروپ قائم کر کے نئی صنعتیں لگائیں اقتدار و اختیار جب میاں شریف کے دروازے پر سجدہ ریز ہوا تو میاں شریف نے سیاست میں عملی طور پر حصہ نہ لینے کے باوجود غیر اعلانیہ طور پر بھرپور حصہ لیا۔میاں نواز شریف وزارتِ اعلیٰ اور وزارتِ عظمیٰ کے دور میں ہر اہم فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے والد سے مشاورت کیا کرتے تھے۔نواز شریف کے وہ تمام سیاسی و انتظامی فیصلے جو ملکی سیاست اور میاں نواز شریف کی سیاست پر کسی صورت میں بھی اثر انداز ہوئے ہیں۔ان کے حوالے سے فیصلہ کن کردار میاں محمد شریف کا ہی تھا۔

مسلم لیگ کا عوامی نیشنل پارٹی سے سیاسی اتحاد نواز حکومت کے دورِ اول اور دورِ ثانی میں پنجاب کی وزارتِ اعلیٰ کے فیصلے فاروق احمد خان لغاری کے مستعفی ہونے کے بعد صدر پاکستان کے منصب کے لئے جسٹس (ریٹائرڈ) محمد رفیق تارڑ کا انتخاب، جنرل پرویز مشرف کی بطور چیف آف آرمی اسٹاف کے لئے جنرل ضیاء الدین بٹ کا انتخاب تمام فیصلے پارٹی پارلیمنٹ اور کابینہ کی بجائے میاں شریف کی مرضی سے ہوئے تھے سابق چیف جسٹس آف سپریم کورٹ جناب جسٹس سید سجاد علی شاہ نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ حکومت کے بحران کے دنوں میں میاں نواز شریف (وزیر اعظم) نے مجھے (چیف جسٹس آف پاکستان) سے کہا تھا کہ آپ ایک مرتبہ ''اباجی'' سے مل تو لیں۔

میاں شریف کے غیر اعلانیہ طور پر کئے گئے فیصلوں نے قومی زندگی پر دیرپا اثرات مرتب کئے ہیں۔12 اکتوبر 1999ء کو جب ان کے بیٹے میاں نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل پرویز مشرف مسندِ اقتدار پر قابض ہوئے۔ان کے دونوں بڑے بیٹوں کو پابندِ سلاسل اور پورے خاندان کو کڑے پہرے میں رکھا گیا تو انہوں نے استقامت اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ان کے بیٹے نواز شریف کو جنرل مشرف کا ''طیارہ اغواء'' کرنے کے جرم میں عمر قید کی سزا سنائی گئی تو بھی انہوں نے کوئی خاص ردِعمل ظاہر نہیں کیا۔اس دوران وہ اپنے بیٹوں سے ملنے جیل بھی نہیں گئے۔ان کا کہنا تھا کہ ''میرے بیٹے بے گناہ ہیں ایک روز مجھ سے ملنے خود آئیں گے''۔

میاں شریف نے انتہائی دانشمندی اور حکمتِ عملی کے ذریعہ سعودی عرب کے شاہی خاندان خصوصاً شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز سے اپنے

Marfat.com

خاندانی مراسم کو استعمال کیا اور عمر قید کے قیدی سابق وزیراعظم میاں نواز شریف سمیت پورے خاندان کو لے کر حجاز مقدس پرواز کر گئے۔ انہوں نے سعودی عرب میں اپنی وفات کے روز تک 3 سال 10 ماہ اور 19 دن کی زندگی گزاری 10 دسمبر 2000ء سے 29 اکتوبر 2004ء کے درمیانی عرصہ میں وہ شدید علالت میں بھی مبتلا رہے گزشتہ دو ماہ سے ان کی حالت خاصی تشویشناک تھی۔

انہوں نے اپنے بیٹوں کے ہمراہ سعودی عرب میں بھی ایک بہت بڑی اسٹیل ملز لگانے کا منصوبہ شروع کر رکھا تھا۔ اس منصوبے میں انہیں سعودی عرب کے شاہی خاندان کی معاونت اور پارٹنر شپ بھی حاصل تھی۔

اپنی شب و روز محنت اور ان تھک کاوشوں کی بدولت وہ ایک معمولی سے اسکریپ ڈیلر سے ایک بڑے صنعتی گروپ کے سربراہ بنے جو یقیناً غیر معمولی بات ہے۔ میاں شریف مرحوم 6 ٹیکسٹائل ملز، چار شوگر ملز کے علاوہ اتفاق فاؤنڈریز کے چیئرمین بھی تھے۔ اپنی ان تھک پیشہ ورانہ جد وجہد کے علاوہ وہ ایک بہت بڑے سماجی اور رفاہی انسان بھی تھے۔ ان کے رفاہی اور سماجی منصوبوں کی طویل فہرست میں اتفاق ہسپتال لاہور، شریف میڈیکل سٹی (رائے ونڈ) شریف ایجوکیشن کمپلیکس (رائے ونڈ) بے شمار چھوٹے بڑے ہسپتال، ڈسپنسریاں اور خواتین کی فلاح و بہبود کے ادارے شامل ہیں۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی یہ معمول بنائے رکھا کہ وہ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہر خاص و عام سے ملتے تھے۔ ضعف اور ناسازیٔ طبع کے باعث اگر خواص سے ملاقات نہ بھی ہوتی تو کچھ نہیں لیکن وہ عام افراد سے ضرور ملا کرتے تھے۔ مستحق اور نادار افراد کی خبر گیری اور مددان کا خاصا تھا۔ ضرورت مند گھرانوں کے بچوں بچیوں اور شادی سے لیکر گھریلو اخراجات تک کا اہتمام اس طور پر کرتے تھے۔ کہ کسی دوسرے کو خبر تک نہ ہوتی۔ اپنے گھریلو ملازمین اور اداروں کے اسٹاف کے ساتھ مشفقانہ رویہ ان کے دکھ درد میں شرکت ان کی زندگی کا لازمی حصہ تھا۔

میاں شریف کو اپنے خاندان میں مرکزی اور کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ انہوں نے خاندان کے اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھنے کے لئے ہمیشہ دانش وحکمت اور فراست سے کام لیا۔ ان کے تمام بیٹے اور اہل خانہ ان کا بے حد ادب اور احترام کرتے تھے۔ آخری دنوں میں علالت اور بڑھاپے کے باوجود ان کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ نماز حرم شریف میں ادا کریں۔ وہ وہیل چیئر پر بیٹھ کر حرم پاک اور مسجد نبوی جایا کرتے تھے۔ ان کی وہیل چیئر کو خود میاں نواز شریف دھکیلتے تھے۔

ان کی موت اس حسنِ اتفاق کے پردوں میں لپٹی ہوئی ہے کہ بسا اوقات کچے گھروں، گرد وغبار پوش بستیوں اور ٹوٹی پھوٹی جھونپڑیوں میں جنم لینے والے اور پرورش پانے والے جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کے جنازے محلات سے اٹھتے ہیں۔ گام گام ماتم ہوتا ہے۔ اور ان کی موت کو ایک زمانے، ایک عہد، ایک ادارے، ایک انجمن، ایک تہذیب اور ایک دبستان کی موت تصور کیا جاتا ہے۔

انوار حسین حقی ہفت روزہ وجود کراچی

☆☆☆

Marfat.com

میاں شریف کا سفرِ آخرت

سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے والد میاں محمد شریف 29 اور 30 اکتوبر کی درمیانی شب جدہ میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ میاں شریف کو سرور پیلس (جدہ) میں نماز تراویح کے دوران ہارٹ اٹیک ہوا۔ انہیں فوری طور پر یونائیٹڈ ڈاکٹرز ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ سعودی وقت کے مطابق رات 8 بجکر پندرہ منٹ پر انتقال کر گئے۔ اتوار کی صبح پانچ بجکر پچیس منٹ پر حرم میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اس سے قبل اڑھائی بجے رات سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اپنے خاندان کے ساتھ جدہ سے میاں شریف کی میت حرم شریف لائے۔ اور نمازِ جنازہ تک عبادت میں مشغول رہے۔ اس موقع پر میاں نواز شریف نے اپنی والدہ کو سہارا دے کر طواف کرایا۔ نماز فجر کے فوراً بعد میاں شریف کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں بڑی تعداد میں پاکستانیوں اور مسلم لیگی راہنماؤں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کے بعد دوبارہ جسدِ خاکی جدہ لے جایا گیا جہاں سے صبح چار بجے PK-732 کے ذریعے کراچی پہنچا۔ جبکہ پی آئی اے کی ایک دوسری پرواز PK-302 کے ذریعے یکم نومبر کی صبح 9 بجکر 30 منٹ پر لاہور ایئرپورٹ پہنچا جہاں سے میت ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے جاتی امراء (رائے ونڈ) فارم پہنچا دی گئی۔ میت کے ہمراہ شریف خاندان کا کوئی فرد پاکستان نہیں آیا۔ میاں شریف کے مشیر خاص ایم اے ایچ محفوظ، سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کے ملٹری سیکرٹری بریگیڈیئر (ر) جاوید اقبال، ڈاکٹر عدنان اور تین ملازمین کے ساتھ پاکستان آئے۔

حکومت پاکستان کی طرف سے شریف فیملی کے اعلان کردہ پروگرام کے مطابق داتا دربار مسجد میں نمازِ جنازہ کی ادائیگی کی اجازت نہیں دی گئی شریف فیملی کے پاکستان مقیم افراد مسلم لیگ کے رہنما اور کارکن رائے ونڈ سے میت کے بغیر داتا دربار کمپلیکس پہنچے جہاں پر انہوں نے میاں محمد شریف مرحوم کی غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی۔ اگرچہ داتا دربار میں نمازِ جنازہ کی ادائیگی کا پروگرام گزشتہ دو روز سے اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کی خبروں کا موضوع بنا ہوا تھا۔ لیکن لاہور ایئرپورٹ سے میت براہ راست رائے ونڈ بھجوانے کے حکومتی اقدام کے بعد لاہور کے شہری اور مسلم لیگی کارکن مایوسی اور بددلی کا شکار نظر آتے ہیں۔ اس کا اظہار غائبانہ نمازِ جنازہ کے اجتماع سے بھی ہوتا تھا۔ غائبانہ نمازِ جنازہ کے بعد ہزاروں افراد رائے ونڈ کی جانب رواں دواں نظر آئے جہاں ان کی وصیت کے مطابق انہیں شمیم پارک میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

میاں شریف کی میت کے ہمراہ سعودی عرب سے شریف فیملی کا کوئی فرد پاکستان نہیں آیا۔ شریف فیملی نے ایسا بطور احتجاج کیا ہے تدفین سے ایک روز قبل لاہور پریس کلب میں ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسلم لیگ پنجاب کے صدر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، زعیم قادری، انعام اللہ خان نیازی، اور دیگر رہنماؤں نے کہا تھا کہ میاں شریف کی وفات شریف فیملی کے لئے ہی نہیں پورے ملک کی عوام کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے مگر کتنے دکھ اور شرم کی بات ہے کہ موجودہ حکمران میاں شریف کی وفات کو بھی سیاسی رنگ دے رہے ہیں۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ شہباز شریف کی لاہور اترنے کی کوشش سیاست تھی۔ اور ہم نے اس کے لئے تیاری بھی کی مگر میاں شریف کی میت کو کندھا دینا ان کے بیٹوں کا حق ہے۔ لیکن حکومت کہہ رہی ہے کہ اسے کسی قسم کی درخواست نہیں دی گئی۔ اگر درخواست دی گئی تو حکومت غور کرے گی۔ میاں نواز شریف شہباز شریف سمیت شریف فیملی کا کوئی ممبر میت کے ہمراہ نہیں آئے گا۔ حکمران دعویٰ تو 96 فیصد عوامی حمایت کا کرتے ہیں اور ایک میت سے گھبرا رہے

Marfat.com

ہیں۔انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں کو ہمارا پیغام ہے کہ ایک دن سب کو مرنا ہے یہ میاں شریف کے نصیب کی بات ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ بیت اللہ کے سامنے ادا کی گئی۔اب یہاں پاکستان میں ادا کی جائیگی۔حاکمِ وقت کو بھی زوال آتا ہے۔ان کے بزرگوں اور خود انہوں نے بھی مرنا ہے۔اولاد کو نماز جنازہ میں شرکت سے روکنے والے حکمرانوں کی اللہ کے حضور ضرور گرفت ہوگی۔سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے کہا کہ میاں شریف فیملی نے حکومت کی بے ہودہ شرط پر جنازے میں شرکت سے احتجاجاً انکار کیا ہے۔حکومت کو ڈر ہے کہ اجتماع بڑا ہو جائے گا۔لیکن ہم اعلان کر رہے ہیں کہ ہمارے کوئی سیاسی مقاصد نہیں ہیں۔نہ ہی ہم سیاست چمکانا چاہتے ہیں۔بلکہ سادگی سے مذہبی فرائض ادا کرنا چاہتے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ میاں محمد شریف کی وفات کے بعد سعودی عرب میں متعین پاکستانی سفیر ریٹائرڈ ایڈمرل عبدالعزیز مرزا نے جدہ پہنچ کر میاں محمد نواز شریف سے ملاقات کی تھی۔اس دوران پاکستانی سفیر نے اظہار افسوس کیا اور نواز شریف سے اپیل کی کہ وہ پاکستان آنے کی اجازت کے لئے باقاعدہ درخواست دیں۔عبدالعزیز مرزا نے نواز شریف کو بتایا کہ وہ لاہور آسکتے ہیں تاہم انہیں قبرستان سے فارغ ہو کر فوراً واپس جانا پڑے گا۔شریف فیملی کے ذرائع کے مطابق نواز شریف نے کہا کہ وہ شرائط پر پاکستان جانا نہیں چاہتے۔ہم پاکستانی شہری ہیں اور اپنے وطن جانے کے لئے کوئی درخواست نہیں دیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ نواز شہباز کی طرف سے درخواست موصول ہونے کے امکانات کا جائزہ لینے کے لئے جنرل مشرف کے فوجی مشیروں کا خصوصی اجلاس اور صلاح ومشورہ ہوا تھا۔وائس آف جرمنی کے مطابق جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب وہ اسلام آباد میں سر جوڑ کر بیٹھے رہے کہ میاں شریف کی تدفین کے حوالے سے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جانا چاہئے۔اگر حکومت سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف اور ان کے بھائی شہباز شریف کو ان کے والد کی تدفین میں شرکت سے روکتی ہے۔اور پاکستان نہیں آنے دیتی تو ملک کے اندر ہی سے نہیں بیرونی دنیا میں بھی اس حکومتی طرزِ عمل کی مذمت کی جائے گی۔دوسری جانب یہ سوال زیر غور رہا کہ اگر شریف برادران کو میت کے ساتھ پاکستان آنے دیا جائے تو مسلم لیگ (ن) کے ہزاروں حامیوں کو تدفین میں شرکت سے کیسے روکا جائے۔اس اجلاس کے بعد ہی حکومت نے وہ حکمتِ عملی ترتیب دی تھی۔جس کا اظہار سعودی عرب میں پاکستانی سفیر ریٹائرڈ عبدالعزیز مرزا نے میاں نواز شریف سے ملاقات کے دوران کیا تھا۔اور اسی پالیسی کے خلاف احتجاجاً شریف فیملی کے افراد نے میت کے ہمراہ پاکستان آنے کی درخواست کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

میاں شریف کی تدفین کے پروگرام کا اعلان ہونے کے بعد رائے ونڈ میں نواز شریف فارم کے تمام ٹیلی فون منقطع کر دیئے گئے تھے۔جس کی وجہ سے شریف فیملی کے تمام ملازمین کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور اہل سعودی عرب سے شریف فیملی کا رابطہ منقطع ہوگیا۔صرف یہی نہیں بلکہ شریف فیملی میڈیکل سٹی کے تمام ٹیلی فون نمبر بھی بند تھے جس سے ہسپتال میں داخل تمام مریضوں کو بھی شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔تین دن تک مختلف خفیہ اداروں کے اہلکاروں کی بڑی تعداد ماڈل ٹاؤن میں میاں نواز شریف کی رہائش گاہ، میاں شریف کے داماد میاں یوسف عزیز کی رہائش گاہ 168/H اور رائے ونڈ فارم کے ارد گرد تعینات رہی۔وہ لمحہ بہ لمحہ رپورٹ اپنے اداروں کو ارسال کرتے رہے رائے ونڈ میں شریف فیملی قبرستان کے لئے مخصوص پانچ ایکڑ کے مختص پلاٹ کی صفائی کا کام بھی ہنگامی بنیادوں پر مکمل ہوا۔قبل ازیں یہاں کسی کی قبر نہیں تھی۔حمزہ شہباز کی ہدایت پر عملہ نے پلاٹ کی صفائی کی۔فصل کاٹ کر زمین کو ہموار کیا گیا۔معلوم ہوا ہے کہ میاں شریف کی وصیت کے مطابق یہاں ایک مدرسہ بھی قائم کیا جائے گا بچوں کو مفت حفظِ قرآن کی تعلیم دی جائے گی۔میاں محمد شریف کو سپرد خاک کیا جا چکا ہے۔ان کی موت اور ان کی تدفین اپنے پیچھے ایسے بہت سے سوالات چھوڑ گئی ہے جن کے ہماری سیاست اور معاشرے پر گہرے اثرات مرتب ہونگے۔

انوار حسین حقی۔ ہفت روزہ وجود کراچی۔

Marfat.com

رمضان المبارک کے مہینہ میں اور حرم پاک کے سائے میں وفات اور وہیں ہزاروں مسلمانوں کی دعائیں اور نمازِ جنازہ میں شرکت یہ سب کچھ ایک مسلمان کے لئے ایک مذہبی اور اُخروی اعزاز سے کم نہ ہے میاں محمد شریف کی خوش نصیبی کہ ان کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ مگران کی رائیونڈ میں تدفین کے موقع پر حکومتی جبر اور پابندیوں کے نتیجے میں ان کے سیاسی مخالفین کو کیا ملا؟ اس سوال کے ساتھ نامور کالم نویس محترم عبدالقادر حسن نے میاں محمد شریف کے غربت اور امارت تک کے محنت عزم اور لگن سے بھرپور اس سفرِ زندگی کو اپنے خاص انداز میں اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

جاتی امراء سے جاتی امراء تک

بھارتی پنجاب کے گاؤں جاتی امراء میں آج سے 84 برس قبل جس بچے نے ایک نادار مزدور گھرانے میں جنم لیا تھا اور صفر سے اپنی زندگی شروع کی تھی وہ اسی نام کے پاکستان کے ایک گاؤں میں سپردِ خاک ہو گیا لیکن اس نے اتنا نام اور اتنی دولت کمائی کہ اس کو گننے کیلئے کسی ایک ہندسے کے ساتھ کئی صفر درکار ہوتے ہیں اور پھر بھی اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ایک کرشماتی زندگی اور ایک ناقابل تسخیر شخصیت، شکست سے قطعاً نا آشنا، صنعت کی دنیا میں قدم رکھا تو کارخانوں کی ایک قطار لگا دی اور جب مجبور ہو کر سیاست میں آیا تو ایک بیٹا ملک کا وزیر اعظم اور دوسرا سب سے بڑے صوبے کا وزیر اعلیٰ بنتے دیکھا۔ اس کی زندگی بھر کی کمائی چھین لی گئی تو اس نے ایک بار پھر صفر سے اپنی نئی زندگی کا آغاز کر دیا اور ایک بار پھر اس کی دولت کو شمار کرنے کے لئے کئی صفر درکار ہو گئے کسی ہندسے کے ساتھ پھر کئی صفروں کا اضافہ کرنا پڑا جب سیاستدان حکمران نے اس کو قلاش کر دیا تو اس نے تنگ آ کر سیاست کی اقلیم کو فتح کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کی اولاد بلند ترین سیاسی مناصب تک جا پہنچی۔ ایک حیرت انگیز آہنی شخصیت جس کے ہاتھوں میں فولاد موم بنتا رہا، دنیا میں اس جیسی بہت کم مثالیں ہوں گی اور پاکستان میں تو کوئی بھی نہیں۔ آج جب یہ شخص اپنے بسائے ہوئے آبائی گاؤں کے نام پر ایک گاؤں جاتی امراء میں ابدی نیند سو رہا ہے تو اس کی زندگی کی حیرتیں ایک ایک کر کے سامنے آ رہی ہیں۔ سوائے مسلسل محنت اور فولادی ارادے کے اس کی زندگی میں کوئی راز نہیں۔ اس کی زندگی اور کامیابی کی حکمت عملیوں کا تعارف کسی ایک اخباری کالم میں نہیں سما سکتا۔ اس کیلئے کوئی مفصل کتاب درکار ہے۔ ایک ایسی کتاب جسے پاکستانی پڑھیں اور یہ دیکھیں کہ کوئی انسان جب کوئی عزم دل میں ٹھان لیتا ہے تو پھر حالات اس کے تابع ہو جاتے ہیں،۔ وہ زمانے کے اسپِ تازی پر سوار ہو کر کامیابی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے اور صرف تقدیر ہی اسے اس سواری سے اتار کر لحد میں لے جاتی ہے۔ زندگی کے آخری لمحے تک وہ اپنے سفر پر رواں رہتا ہے اور جدھر چاہتا ہے حالات کا رخ موڑ لیتا ہے۔ دنیا اسے میاں محمد شریف کے نام سے جانتی ہے۔ اس کی تابناک زندگی کی کتاب کے ورق جہاں سے بھی الٹیں ایک نئی دنیا کی جھلک دکھاتے ہیں ایک ایسی دنیا جس میں شکست کا کوئی شائبہ تک نہیں فتوحات سے بھری ہوئی زندگی میں کسی محاذ پر شکست کا نام ونشان نہیں۔

سات بھائیوں کا یہ کنبہ مشرق کی خاندانی روایات کا ایک نمونہ تھا جس کو ایک بھائی میاں محمد شریف نے ایک اکائی بنا دیا اور اس اکائی کی برکت سے کامرانیوں کا ایک ڈھیر لگا دیا۔ یہ اکائی ٹوٹی بھی تو ہر ایک کے پاس دولت کے انبار جمع تھے۔ نئی نو عمر اور ہم عمر نسل اپنے بڑوں کے ایثار اور عجز کے وصف سے آراستہ نہ ہو سکی۔ مگر آج ان سب کے دل اپنے خاندان کے اس محسن کی یاد میں بے قرار ہو رہے ہیں۔ جو ان میں موجود نہیں۔ میں

Marfat.com

نے میاں صاحب مرحوم ومغفور کو کئی بار دیکھا مگران سے کبھی بالمشافہ تعارف نہیں ہوا البتہ ان کے بیٹوں کو بہت قریب سے دیکھا کیونکہ وہ سیاست میں آگئے جہاں ہم اخبارنویس قلم کان پر رکھے ان کے انتظار میں تھے۔والد ماجد سے غیر معمولی عقیدت اور محبت ان کی اصل طاقت تھی۔ان کی سیاسی زندگی میں بھی والد کی خوبیوں کی کچھ جھلک نظر آتی تھی۔کم گو اور صاف دل نواز شریف کی آنکھوں میں بلا کی شرم اور لحاظ تھا اور شہباز کی زندگی محنت اور اعلیٰ کارکردگی کی ایک منفرد مثال۔وزیر اعظم نواز شریف ایک نیک نیت اور قدر شناس انسان ہے اور وزیر اعلیٰ شہباز شریف ایک سخت گیر اور ماتحتوں سے زیادہ محنت لینے والا ایک حکمران۔کہا جاتا ہے کہ سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا لیکن ان دونوں بھائیوں کے سینوں میں ایک درد آشنا دل دھڑکتا تھا۔آج وہ ایک جلاوطن خانوادے کے رکن ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ ان کی تقدیر میں کیا لکھا ہے لیکن وہ اور ان کے والد جتنی زندگی پاکستان میں گزار گئے وہ ان کی جلاوطنی اور وطن عزیز سے دوری کے باوجود مجبور کرتی ہے کہ ان کو یاد رکھا جائے۔ان کے والد مرحوم کی زندگی پاکستان کی نئی نسل کیلئے ایک رہنما زندگی ہے کہ انسان کا عزم صمیم کیا رنگ لاتا ہے ان کے بیٹوں کی زندگی سیاست کی دنیا میں جگنو کی طرح سیاسی تاریکیوں کا پتہ دیتی ہے کہ اندھیرا کہاں ہے۔آج یہ دونوں بیٹے پردیس میں تنہا ہو گئے ہیں وہ اپنے باپ کی میت کو نہ کندھا دے سکے نہ انہیں اپنے ہاتھوں سے آخری آرام گاہ میں اتار سکے۔بدصورت کام کرنے والی ہماری حکومت نے اولاد کو باپ کے آخری سفر کی آخری منزل تک ساتھ دینے کا موقع نہ دیا۔آہنی اعصاب کے مالک باپ کے ان بیٹوں نے بھیک مانگنے سے انکار کر دیا۔ان کے مخالف یہ نہ سوچ سکیں کہ ایسا کر کے وہ ان سیاسی بیٹوں کو مظلومیت کا ایک ہتھیار دے رہے ہیں جو مشرقی دنیا میں بہت کام آتا ہے اور پاکستان میں تو اس کی کاٹ کو بار بار دیکھا گیا ہے شاید یہ بھی ان کے نیک صفت اور زندگی بھر کے عبادت گزار باپ کی ایک دعا تھی جو وہ جاتے جاتے بیٹوں کو تحفہ میں دے گیا یوں مرحوم کی زندگی کے بعد کی بھی ایک کامرانی......

پاکستان میں غریبوں کی، امیروں کی نامور لوگوں کی میتیں آتی رہتی ہیں اور ایک معمول کے مطابق ان کی تجہیز وتکفین کر دی جاتی ہے لیکن ہمارے حکمران ایک میت سے ڈر گئے اور ان کے آخری سفر کو بھی ایک مخمصہ بنا دیا جو بیک فائر کر گیا یہ خاندان اپنے بزرگ کی میت کے ساتھ آجاتا دو ایک روز آخری رسومات ادا کرنے اور فاتحہ خوانی کے بعد لوٹ جاتا تو کیا قیامت آجاتی۔اب قیامت کا ایک منظر بن گیا ہے۔مرحوم کے اہل خانہ کے درخواست نہ کرنے کا فیصلہ وقت نے درست ثابت کر دیا ہے۔مرحوم کو رمضان المبارک کا مہینہ ملا اور حرم پاک میں جنازہ کی سعادت مخالفین کو کیا ملا......؟ جس کے نصیب میں جو ہوتا ہے وہ ہی ملتا ہے۔

عبدالقادر حسن روزنامہ جنگ 3 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

جناب عباس اطہر صاحب ایک کالم نویس ہونے کے ساتھ ساتھ چشمِ بینا کے حامل ایک کہنہ مشق اور جدید نظریات رکھنے والے صاحب الرائے بھی ہیں کسی کی بھی حمایت، مخالفت، اور تعریف وتنقید کرنے میں بھی نہ چوکنے، نہ گھبرانے، اور نہ خجلانے والے سید عباس اطہر نے شریف برادران کی اس وضع داری کو مثالی قرار دیا ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے میاں محمد شریف مرحوم کی وفات اور تدفین کے موقع پر کیا۔

وضعداری کی نئی مثال

میاں محمد شریف ایک گئے دور کے بے تاج بادشاہ تھے۔ انہوں نے پاکستان میں پہلے صنعتی اور پھر سیاسی سلطنت بنائی۔ اسے اجڑتے دیکھا۔ پھر جلاوطن کر دیئے گئے۔ وہ عزم کے حوالے سے اتنے طاقتور تھے کہ چھینی ہوئی سلطنت واپس لینے کی امید سے آخری دم تک دستبردار نہیں ہوئے ہوں گے۔ میاں شریف، وہ دن کہ جس کا وعدہ تھا نہیں دیکھ سکے۔ وہ دن انہوں نے اپنے بیٹوں میاں نواز شریف اور شہباز شریف کے لئے ورثے میں چھوڑ دیا ہے کہ عوام وعدے کا دن کبھی نہیں بھلاتے۔ وعدے کے اس دن سے بھٹو اور شریف خاندان کو مزید چند سال دور تو رکھا جا سکتا ہے لیکن ہمیشہ کے لئے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت نے اپنی طاقت اور حکمت عملی سے ائیر پورٹ سے جنازے کا جلوس روانہ نہیں ہونے دیا۔ خیر سارے انتظامی اقدامات اور ہیرا پھیری کے باوجود لوگوں نے جلاوطن خاندان کے سربراہ کو بڑی عزت اور احترام سے رخصت کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ پانچ سال گزرنے کے باوجود بھی وہ اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں 12 اکتوبر 1999ء اور اس کے بعد مسلسل موجود تھے اور ہیں۔

نواز شریف کے دور حکومت میں ان کے مخالفین کثرت سے یہ طعنہ دیا کرتے تھے کہ اصل حکمران میاں شریف ہیں۔ نواز شریف اپنے والد کے احترام کے معاملے میں ایک انوکھی مثال تھے۔ وہ ملاقات کے بعد ان کی طرف پشت کرنے کی بجائے الٹے قدموں واپس پلٹتے تھے۔ ہر حکم بجالاتے تھے اور ہر معاملے میں مشورہ لیتے تھے۔ اسی قسم کا معاملہ میاں شہباز شریف کا تھا۔ رائے ونڈ میں حاضری سعادت سمجھی جاتی تھی اور دوسروں کے علاوہ آرمی چیف بھی یہ فریضہ انجام دینے میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔ طویل عرصے کی بے تاج بادشاہت کے بعد میاں شریف کو جلاوطنی کی آزمائش سے گزرنا پڑا۔ اگرچہ وہ اپنی دینی طبیعت کی وجہ سے حجاز کی سرزمین پر جلاوطنی کو بھی ثواب سمجھتے رہے لیکن عام آدمی کی نظر میں وہ مظلوم تھے۔ دیارِ غیر میں ان کی وفات نے اس تاثر کو اور بھی گہرا کر دیا ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے "مارا دیارِ غیر میں مجھ کو وطن سے دور" لیکن شاید اس شعر کا پہلا مصرعہ نہیں پڑھا جا سکتا۔ "رکھ لی میرے خدا نے مری بے کسی کی لاج"۔ کیونکہ وہ وطن سے دور ہونے کے باوجود بے کس نہیں تھے۔ نواز شریف کا ووٹ بنک آج بھی پہلے کی طرح قائم ہے۔ کبھی کبھی اس کا اعتراف کر کے تردید بھی کرنا پڑتی ہے۔ یہ ووٹ بنک اب بھی نواز شریف کو اپنا لیڈر سمجھتا ہے اور میاں شریف کو وہی مقام دیتا ہے جس کے لئے اے این پی رہبر تحریک اور ایم کیو ایم قائد تحریک کی اصطلاحیں استعمال کرتی ہے۔ حرم شریف کے علاوہ دنیا بھر میں غائبانہ جنازوں کی نمازیں بھی میاں شریف کی بے کسی کے تاثر کی نفی کرتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ایسے جلاوطن بادشاہ تھے جنہیں موت نے اپنی سلطنت واپس لینے کی مہلت نہیں دی۔

موجودہ نظام کی مضبوطی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ میاں شریف کی میت بھی خطرناک سمجھی گئی۔ ممکن ہے بعض سمجھداروں کو یہ خوف ہو کہ داتا دربار میں میت لانے کی اجازت دینے سے بہت سی اصلاحات خطرے میں پڑ جائیں گی۔ یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ

Marfat.com

اس اقدام سے حکومت کے سیاسی اور معاشی استحکام میں کتنا اضافہ ہوا۔ خیر اس بات کو سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں۔ حکومت کے تمام دوسرے فیصلوں اور پالیسیوں کی طرح یہ اقدام بھی ''اصولی'' تھا۔ اور اصولی معاملوں میں نفع یا نقصان کا خیال نہیں کیا جاتا۔ میاں اظہر کے اس بیان پر بھی توجہ دینے کی اس لئے کوئی ضرورت نہیں کہ ماضی میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی کو اپنے باپ کے جنازے کو کندھا دینے سے روکا گیا ہو''۔ کیونکہ بھٹو مرحوم کے معاملے میں جنرل ضیاء الحق نے زیادہ شاندار مثال قائم کی تھی۔ موجودہ دور کے بارے میں مجموعی طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ زمانہ ہی کچھ ایسے کاموں کا ہے جن کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ ویسے بھی اس بات کی مثال بہت کم ملتی ہے کہ کوئی میت نظام کیلئے خطرہ سمجھی گئی ہو۔ بھٹو مرحوم کی مثال اس لئے نہیں دی جا سکتی کہ وہ معزول وزیر اعظم اور آئندہ حکمرانی کے دعویدار نہیں تھے۔ دوسرے اس وقت مارشل لاء نافذ تھا۔ میاں شریف کبھی وزیر اعظم رہے نہ آئندہ کے لئے وزارتِ عظمیٰ کے امیدوار تھے نہ ہی ان کی میت مارشل لاء دور میں آئی۔ ظاہر ہے سترہویں ترمیم کو مارشل لاء کہنا سراسر ناانصافی ہے۔

میاں شریف خوش نصیب تھے کہ آخری وقت تک ان کے تینوں بیٹے اور چند ایک کے سوا سارا خاندان ان کی نظروں کے سامنے رہا۔ جدہ میں ان کا محل منی پاکستان تھا۔ پاکستان سے جانے والے اس محل کی زیارت کرنا فخر سمجھتے تھے۔ یہ صورتحال اگرچہ ''دانشمندوں'' کی نظر میں بہت تکلیف دہ تھی لیکن اس سے نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں شگفتہ مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حافظ حسین احمد نے تو یہ جملہ بھی کہہ دیا تھا کہ ''سعودی عرب میں حرمین پہلے سے موجود تھے اب شریفین بھی پہنچ گئے ہیں''۔

میاں شریف کے مخالف بھی ان کی وضعداری کے قائل تھے۔ ماضی میں بھٹو خاندان اور شریف خاندان کی دشمنی (جو امید ہے اب قصہ پارینہ بن چکی ہوگی کیونکہ دونوں جماعتوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے جمہوریت کی مخالف اصل روح کو پہچان لیا ہے) کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ خود میاں شریف کو بھی بھٹو اور بےنظیر بھٹو کی حکومتوں سے بہت شکوے تھے لیکن ان کی زبان سے کسی نے کبھی ایک سخت لفظ بھی نہیں سنا۔ بینظیر دور میں وہ گرفتار ہوئے اور زبردستی اسلام آباد لیجائے گئے لیکن رہائی کے بعد انہوں نے اپنی زبان سے کسی کو برا نہیں کہا۔ کیا ایسی وضعدار شخصیت نے اپنی زندگی میں کبھی یہ سوچا ہوگا کہ تخت کے موجودہ وارث (جن سے مرحوم نے تمام عمر وضعداری نبھائی) ان کے جنازے کے معاملے میں وضعداری کی نئی مثالیں قائم کرینگے۔

میاں شریف کی وفات کے ساتھ شریف خاندان کا ایک دور ختم ہو گیا ہے۔ وہ ایک گھنا سایہ تھے جس کے نیچے پورا خاندان سمٹ کر بیٹھا ہوا تھا نہ صرف شریف خاندان بلکہ کئی اور بےسہارا، بیواؤں، یتیموں اور طالب علموں کے لئے وہ اللہ کی رحمت سے کم نہ تھے۔ اب پہلی بار اس خاندان کو دھوپ لگے گی اور دھوپ کے تقاضے سائے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ دیکھتے ہیں میاں شریف کی رحلت صرف شریف خاندان کو ہی متاثر کرتی ہے یا اور بھی بہت سارے پردہ نشین اس سے متاثر ہوتے ہیں یا نہیں یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا اور مؤرخ ہی اس کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کر پائے گا۔

عباس اطہر روزنامہ نوائے وقت۔

☆☆☆

Marfat.com

ارشادِ حق ہے کہ "ہاتھ سے کام کرنے والا میرا دوست ہے" یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا کی تمام بڑی بڑی، عالی شان اور فلک بوس عمارتیں ایک مزدور ہی کے ہاتھ کی پروردہ ہیں۔ بڑی بڑی فیکٹریاں اور کارخانے مزدوروں کے دم قدم سے ہی چل رہے ہیں۔ میاں محمد شریف مرحوم بھی دراصل ایک مزدور ہی تھے اربوں روپے کا مالک ہونے کے باوجود میاں محمد شریف اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اپنے ہاتھ پر بھروسہ اور یقین رکھنے والے میاں محمد شریف مرحوم کو جناب جاوید چودھری نے اس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

دو ہاتھ

میاں شریف صاحب سے میری صرف ڈیڑھ ملاقاتیں تھیں۔ ان سے مکمل اور بھرپور ملاقات 98ء میں رائے ونڈ روڈ پر ان کی رہائش گاہ پر ہوئی تھی۔ میرے ایک دوست ان کے عزیز تھے۔ انہوں نے ایک بار بڑے میاں صاحب سے میرا ذکر کیا تو انہوں نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ میں ان دنوں کسی کام کے سلسلے میں لاہور تھا۔ میرے دوست نے اگلے روز مجھے ساتھ لیا اور ان کے پاس چلا گیا۔ میاں صاحب بڑی شفقت اور محبت سے ملے ہم وہاں ان کے پاس دو گھنٹے رہے۔ میاں صاحب نے ان دو گھنٹوں میں اپنا سارا ماضی، اپنی ساری فلاسفی کھنگال دی۔ میں نے ان کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا مثلاً انہوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ایک مزدور اور ایک کارکن کی حیثیت سے کیا تھا۔ انہوں نے کسی سے پانچ سو روپے ادھار لے کر لوہے کی بھٹی لگائی تھی۔ یہ بھٹی آہستہ آہستہ اتفاق فاؤنڈری بن گئی۔ بھٹو صاحب کی حکومت آئی تو یہ فاؤنڈری ان کی نیشنلائزیشن کی نذر ہوگئی۔ میاں صاحب اور ان کے خاندان کے پاس ایک گاڑی کے سوا کچھ نہ بچا۔ انہوں نے ہمت نہ ہاری اور اگلے دن دوبارہ زندگی کا کنواں کھودنے میں مصروف ہوگئے۔ جنرل ضیاء کے دور میں انہیں یہ فیکٹری واپس ملی تو انہیں احساس ہوا کہ اس ملک میں زندہ رہنے کے لئے صرف پیسہ، کاروبار اور صنعت کافی نہیں۔ انسان کے پاس طاقت اور اثر ورسوخ بھی ہونا چاہئے۔ اس لئے انہوں نے اپنا ایک بیٹا سیاست کے لئے وقف کر دیا۔ یہ بیٹا آنے والے دنوں میں میاں نواز شریف کے نام سے پوری دنیا میں مشہور ہوا۔ میاں شریف ایک دین دار، وضعدار، فراخ دل، مردم شناس اور قوتِ فیصلہ سے مالا مال شخص ہیں۔ ان کی آل اولاد اپنے قلب، اپنے اندر سے ان سے محبت کرتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ گفتگو شروع ہوئی تو میں نے ان سے کرید کرید کر پوچھنا شروع کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اس ملاقات اور اس ملاقات کے دوران ہونے والی بات چیت کا کہیں ذکر نہیں کروں گا۔ میں نے ان سے وعدہ کرلیا۔ ان کے انتقال کی خبر ملی تو میں نے اپنے اسی دوست سے رابطہ کیا جو اس ملاقات کا سبب بنا تھا۔ اس نے مجھے چند ایک باتوں کا ذکر کرنے کی اجازت دے دی۔

میاں صاحب نے فرمایا "میں نے زندگی میں صرف ایک بات سیکھی ہے جو شخص اللہ کے بعد اپنے ہاتھوں پر یقین رکھتا ہے وہ کبھی خسارے میں نہیں رہتا۔ وہ کبھی نقصان میں نہیں ہوتا۔ 1947ء میں میرے پاس اللہ کی مدد اور یہ دو ہاتھ تھے۔ انہوں نے چادر سے ہاتھ باہر نکالے، ہوا میں لہرائے اور دوبارہ چادر میں چھپا لئے۔ میں نے ان ہاتھوں سے دعا کی اور پھر یہ دو ہاتھ کام میں لگا دیئے۔ اللہ نے کرم کیا اور ہمارے کاروبار کو جاگ لگ گئی۔ بھٹو صاحب نے ہمارا سب کچھ چھین لیا۔ میں گھر گیا، میں نے دو نفل پڑھے اور جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا وہ دونوں سلامت تھے۔ میں نے مسکرا کر اپنے آپ سے کہا شریف جب تک تمہارے پاس دو ہاتھ موجود ہیں کوئی شخص تم سے کچھ نہیں

Marfat.com

چھین سکتا۔ میں اگلے روز اٹھا میں نے شہباز کو اٹھایا اور اس سے کہا اٹھو پتر ہم نے کام پر جانا ہے۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا ابا جی کس کام پر؟ میں نے کہا پتر جس کے لئے اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ ہم دونوں باپ بیٹا معمول کے مطابق نہا دھو کر گھر سے نکل آئے۔ ہمارے پاس ایک چھوٹا سا دفتر تھا ہم نے اس دفتر سے ایک بار پھر سٹارٹ لے لیا۔

میں نے پوچھا آپ کو دشمنوں سے ڈر نہیں لگتا؟ میں جب جاتی امراء سے نکلا تھا تو میرے پاس تن کے صرف دو کپڑے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص مجھ سے یہ کپڑے نہیں چھین سکتا۔ باقی سب چیزیں یہ گھر، یہ کاروبار، یہ گاڑیاں، یہ ساری شان وشوکت عارضی ہے۔ یہ عارضی جنت اگر کوئی نہ چھینے تو بھی میں نے یہ سب کچھ اللہ کی زمین پر ہی چھوڑ جانا ہے۔ لہٰذا ڈر کس بات کا؟ خوف کا ہے کا؟ میں نے پوچھا آپ کو دونوں بیٹوں کی کون کون سی عادت اچھی لگتی ہے؟ بولے نواز شریف کی حیا اور وضع داری اور شہباز کی ان تھک محنت۔ میں نے عرض کیا آپ کو اب تک کس بات نے حیران کیا؟ بولے دنیا کا ریاضی کہتا ہے تم دس میں سے چار نکال لو تو وہ چھ ہو جاتا ہے لیکن رب کریم کا حساب کہتا ہے کہ تم دس میں سے چار اللہ کی راہ میں دے دو تو وہ دس چودہ ہو جائیں گے۔ میں نے پوری زندگی یہ تجربہ کیا اور ہمیشہ اللہ کی راہ میں ہونے والے منفی کو جمع ہوتے دیکھا۔ میں اس حساب پر حیران ہوتا ہوں۔

بڑے میاں صاحب سے آدھی ملاقات دو ماہ پہلے مدینہ شریف میں ہوئی تھی۔ میں عصر پڑھ کر مسجد نبویؐ سے نکلا۔ میاں نواز شریف بڑے میاں صاحب کی وہیل چیئر کو دھکیل کر باہر لا رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ وہ کچھ دیر تک میری طرف دیکھتے رہے۔ ان کا چہرہ سپاٹ اور آنکھوں میں اجنبیت تھی لیکن پھر انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ انکے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ انہوں نے اپنی گود سے دونوں ہاتھ اٹھائے، میری طرف دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ ہوا میں لہرا دیئے۔ میں سمجھ گیا وہ کیا کہہ رہے تھے۔ ”مجھ سے میری فیکٹریاں میرا کاروبار چھن گیا مجھ سے وطن بھی چھین لیا گیا لیکن میرے دونوں ہاتھ ابھی تک میرے پاس ہیں۔ چنانچہ مجھے کوئی خسارہ، کوئی نقصان نہیں ہوا“۔ میں نے عقیدت سے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ آج یہ سطریں تحریر کرتے ہوئے مجھے ان کے ہاتھ کا لمس یاد آ رہا ہے۔ ان کے ہاتھ کی رگوں میں خون سرک رہا تھا۔ ان کی جلد میں حرارت اور گرم جوشی تھی۔ یہ گرمجوشی، یہ حرارت کہہ رہی تھی اللہ پر اعتماد اور محنت پر یقین قائم ہو تو دنیا کا کوئی خسارہ، خسارہ اور کوئی نقصان، نقصان نہیں ہوتا۔ مگر افسوس یہ دونوں ہاتھ یکم نومبر کو جاتی امراء کی مٹی میں سو گئے اور وہ ہاتھ جنہیں اس لمحے ان کی لحد کے سرہانے ہونا چاہے تھا ان کے راستے میں سیاست حائل ہو گئی۔ انہیں پاکستانی حکومت نے لحد تک نہ پہنچنے دیا۔

جاوید چوہدری روزنامہ جنگ 6 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنا بہت مشکل کام ہے۔ مگر یارانِ جہاں اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے ماضی اور حال کا جائزہ لے کر مستقبل کی پیش گوئی کر دیتے ہیں اور یہ پیش گوئی اکثر سچ ثابت ہوتی ہے۔ محترم فرخ سعید خواجہ صاحب بھی نہ صرف عقلی حوالے سے مستقبل کی پیش بینی کے ماہر ہیں بلکہ عقلی حوالے سے دیوار سے دوسری طرف دیکھنے والی آنکھ بھی رکھتے ہیں۔ معزول وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کے والد کی جلاوطنی میں موت اور وطن عزیز میں تدفین کا واقعہ بھی ملکی سیاست میں ایک اہم واقعہ ہے اس واقعہ کے متعلق خواجہ صاحب کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

میں نے دیکھا

دن ہفتوں میں ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں یوں ڈھلتے ہیں کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ 1920ء میں امرتسر کے گاؤں جاتی امراء میں پیدا ہونے والے میاں محمد شریف کے بارے میں اس وقت کس نے سوچا ہوگا کہ وہ ایک دن پاکستان کی بہت بڑی صنعتی ایمپائر کھڑی کرنے میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ قیام پاکستان کے بعد سات محنت کش بھائی اتفاق کی برکت سے اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ مٹی کو ہاتھ لگائیں تو سونا بن جائے گی۔ اس بات کا بھلا کس کو گمان تھا اور پھر اتفاق نا اتفاقی میں ڈھلے گا اور ہاتھوں کے پلے بچے اپنے بڑوں کے منہ کو آئیں گے۔ اس کی بھلا کوئی توقع کر سکتا تھا مگر یہ سب کچھ ہوا...... پھر زمانے نے دیکھا کہ ایک ایثار کرنے والا شخص اتفاق خاندان کی جائیداد کو اپنے بھتیجوں کی منشاء کے مطابق تقسیم کر کے ایک مرتبہ پھر بچی کھچی جائیداد کے بل بوتے پر دوبارہ صنعتی میدان کا ہیرو ثابت ہوا۔ قدرت اس پر اس قدر مہربان تھی کہ اس کے فرمانبردار بچے عزت و مقام کی اس منزل تک پہنچے جس کی کوئی والد خواہش ہی کر سکتا ہے۔

یوں لگا اقتدار شریف خاندان کا عاشق ہو گیا ہے۔ میاں نواز شریف ملک کے وزیر اعظم تھے اور میاں شہباز شریف پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے وزیر اعلیٰ۔ بڑے سیاسی خانوادوں کے چشم و چراغ ان کی رہائش گاہ پر حاضری دینے کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ وزارتیں اور جھنڈے والی گاڑیاں شریف خاندان کے اشارۂ ابرو پر دے دی جاتیں تھیں۔ میاں محمد شریف اپنی اولاد کے سر پر سایہ دار درخت کی طرح موجود تھے اور پھر وقت بدلا...... 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی انقلاب کے بعد شریف خاندان کے دوست، پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سرخیل ایک ایک کر کے اڑن چھو ہونے لگے۔ نواز شریف، شہباز شریف اور ان کے خاندان کے دیگر مرد حتیٰ کہ جوان بچے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے پر مجبور کر دیئے گئے۔ یہاں تک کہ خواتین تک کو نظر بند کر دیا گیا۔ بوڑھے وضعیف مگر شیر دل میاں محمد شریف نے یہ سب کچھ ہمت سے برداشت کیا اور پھر وہ دن آ گیا جب شریف خاندان کی بہو اور سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کی اہلیہ میدان سیاست میں اتری، ایک خانہ دار خاتون سیاسی داؤ پیچ سے نا آشنا اور مسلم لیگ (ن) ہی کے ایک ٹولے میں گھری ہوئی بیگم کلثوم نواز نے سیاسی میدان میں بہادری کے نئے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ لوگ کہنے لگے کہ آئندہ وزیر اعظم نواز شریف نہیں بلکہ بیگم کلثوم نواز ہوں گی۔ ان کے شوہر کی پارٹی تتر بتر ہو چکی تھی کہ انہوں نے 3 دسمبر 2000ء کو نوابزادہ نصر اللہ خان کی قیادت میں قائم ہونے والے اے آر ڈی میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کو شامل کروا لیا۔ بیگم کلثوم نواز کی سیاست نصف النہار پر تھی کہ 10 دسمبر 2000ء کو وہ کچھ ہوا جو سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کے لئے ناقابلِ یقین تھا۔ شریف خاندان سعودی عرب جلاوطن کر دیا

Marfat.com

گیااوراب یہ متنازعہ بات ہے کہ ایساان کی خواہش پر ہوایا جنرل پرویز مشرف نے سیاسی دباؤ سے نکلنے کے لئے یہ قدم اٹھایا۔

ماڈل ٹاؤن میں وزیراعظم ہاؤس اب حکومت کی طرف سے بے سہاروں کا آشیانہ قرار دے دیا گیا ہے۔افسوس اس آشیانہ میں جہاں کبھی اقتدار کا سورج نہیں ڈھلتا تھااس کا مکین سعودی عرب میں وفات پانے کے بعد جب پاکستان لایا گیا تو اسے آشیانہ سے چند گھر چھوڑ کر اپنی اکلوتی صاحبزادی کی رہائش گاہ پر آنا بھی نصیب نہ ہوا۔البتہ میاں شریف کے بھائی، داماد پوتے اور بھتیجے میاں شریف کی صاحبزادی کی رہائش گاہ پر پھوڑی پر بیٹھے جہاں زندگی کے ہر شعبے کے شخص نے آ کر تعزیت کی۔نہ آئے تو ملک کے حکمران نہ آئے وہ بھی جو کبھی نواز شریف اور شہباز شریف کے بہت پیارے تھے۔

میاں شریف کی جدہ میں وفات کی خبر پاکستان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی۔ان کی میت کی پاکستان آمد اور شریف فیملی کی میت کے ساتھ نہ آنے کی وجوہات کی خبریں اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پوری قوم تک پہنچ چکی ہیں۔اس پر صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ جنرل پرویز مشرف جیسے بہادر شخص نے نواز شریف سے خوفزدہ ہو کر انہیں اپنے والد کی میت کے ساتھ دیگر خاندان کے افراد سمیت پاکستان آنے سے روکنے کے لئے شرطیں عائد کر دیں وگرنہ خارجی و داخلی بحرانوں کے شکار پاکستان میں ان لوگوں کے آنے سے سیاست کا ایک نیا دور شروع ہو جاتا۔''جنرل پرویز مشرف کو 96 فیصد عوام کی حمایت حاصل ہے''اس کے باوجود وہ میاں صاحبان اور بیگم کلثوم نواز کی آمد کو اپنے لئے خطرہ سمجھ بیٹھے اور اس طرح قومی مفاہمت کا ایک موقع گنوا بیٹھے۔

سیاسی محاذ آرائی میں کمی کا دوسرا موقع انہوں نے اس وقت کھو دیا جب میاں شریف کی میت ان کے اہل خانہ کے حوالے کرنے کی بجائے زبردستی اپنے قبضے میں لے لی۔اس موقع پر حکومت نے جو کچھ کیا وہ نہ کرتی تو اچھا تھا۔جنرل پرویز مشرف کے نمائندے کے طور پر طارق عزیز اور وزیراعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی،حمزہ شہباز سے تدفین سے رسم قل تک اظہار افسوس کر لیتے تو کیا بہت اچھا نہ ہوتا۔ان سے اچھے تو سردار فاروق احمد خان لغاری رہے بے شک وہ رسم قل والے دن ایک بجے ماڈل ٹاؤن میں میاں شریف کی صاحبزادی کی رہائش گاہ پر اس وقت پہنچے جب وہاں حمزہ شہباز یا خاندان کا کوئی اور بڑا مرد موجود نہیں تھا۔

یہ بات بیان کرنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ 12 اکتوبر 1999ء سے اب تک پانچ سال گزرے ان پانچ برسوں میں یہ پہلا موقع تھا کہ مسلم لیگ (ن) کے قائدین نے ذوالفقار کھوسہ کی رہائش گاہ پر اجلاس منعقد کیا اور اس میں فیصلہ کیا کہ حکومت کو یہ گارنٹی دی جائے کہ مسلم لیگ (ن) امن وامان کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرے گی اور نمازِ جنازہ و تدفین کو مذہبی رسومات تک محدود رکھا جائے گا۔اس اجلاس کا فیصلہ پرویز ملک ایم این اے کی قیادت میں مسلم لیگ (ن) کے وفد نے حکومتی نمائندوں تک پہنچایا مگر افسوس غلط مشیروں اور خفیہ ایجنسیوں نے حکمرانوں کو دانشمندانہ فیصلہ نہ کرنے دیا جس سے حکومت کے حصے میں رسوائی آئی۔

حکومت اگر اتفاق کی ایمبولینس میں میت میاں شریف کے ورثاء اور مسلم لیگ (ن) کے عہدیداروں کو لے جانے دیتی تو یقیناً حکومت کی نیک نامی ہوتی اور میاں شریف کی تدفین کے بعد حکوت، اور مسلم لیگ (ن) بلکہ اپوزیشن کی جانب سے بیانوں کی جو گولہ باری ایک دوسرے پر کی گئی اس کی نوبت نہ آتی۔

فرخ سعید خواجہ روزنامہ نوائے وقت 9 نومبر 2004

Marfat.com

محترم مصطفیٰ صادق صاحب اعلیٰ روایات وخیالات کے امین ایک راست گو صحافی ہونے کے ساتھ ساتھ ممتاز مذہبی وادبی شخصیت کے مالک ہیں اور روزنامہ وفاق لاہور کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں کالم لکھ کر انہوں نے میاں محمد شریف مرحوم کی محنت، کردار کی عظمت اور عزم وہمت کو ایک طرح سے سند کا درجہ عطا کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

میاں محمد شریف مرحوم کی یاد میں

ڈاکٹر اے آر خالد کا ایک کالم انہی دنوں نوائے وقت میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے بعض مرحوم دوستوں کے حوالہ سے بعض اہم یادداشتوں کا ذکر کیا ہے۔ اس مضمون کے الفاظ ہی نہیں بعض جملوں کے جملے بھی میرے دل کی ترجمانی کرتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں بالخصوص ان کے ان جذبات کا اظہار کہ کچھ عرصہ سے طبیعت لکھنے سے گریزاں ہے۔ بعینہٖ اس کیفیت سے میں بھی گزشتہ چند ماہ سے دوچار ہوں اور نبی کی یہ دعا بار بار دہراتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسلمندی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ دعا ایسا معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر اے آر خالد کے متذکرہ مضمون کے مطالعہ سے منظوری کا مرحلہ طے کر پائی ہے۔ ڈاکٹر خالد نے جن مرحوم دوستوں کی یاد میں یہ کالم لکھا ہے ان میں مرحوم فاروق نثار اور پنجاب پولیس کے سابق آئی جی چوہدری سردار محمد بطور خاص قابل ذکر ہیں کہ میں بھی ان کی وفات سے اسی طرح متاثر ہوں جس طرح ان کے بعض دوسرے احباب غمزدہ اور پریشان ہیں۔

مرحوم شخصیات میں میاں محمد شریف کا ذکر بھی بطور خاص قابل ذکر ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ سابق وزیراعظم میاں نواز شریف اور سابق وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کے والد گرامی تھے بلکہ فی الحقیقت وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آہنی عزم اور فولادی جسم کے حامل میاں محمد شریف مجسمہ شرافت تھے۔ سراپا عجز وانکساری اور ذہانت ودیانت کا مرقع تھے۔ میں نے زندگی میں جن اصحاب بصیرت کو انتہائی قریب سے دیکھا ہے ان میں میاں محمد شریف کا مقام کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مرحوم کے ساتھ اپنے ایک محترم دوست ڈاکٹر راشد رندھاوا کے ہمراہ متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ بعض اوقات جناب مجیب الرحمٰن شامی کے ہمراہ بھی میاں صاحب سے ملنے کا موقع ملا لیکن یہاں میں صرف دو اہم واقعات کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایک واقعہ عالمی شہرت کی مالک دینی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے رائے ونڈ تشریف لانے کے متعلق ہے جن کا استقبال محترم میاں صاحب نے اس شان سے کیا کہ گھر کی چار دیواری سے کچھ فاصلے پر مولانا اور ان کے رفقاء کو بگھیوں میں سوار کیا گیا اور خود میاں محمد شریف ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے کھڑے تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مرحوم نے کبھی بھی کسی دینی سیاسی شخصیت کا خیر مقدم اس غیر معمولی انداز سے کیا ہو۔ ہمارے قافلہ میں دوسرے بزرگوں کے علاوہ مولانا مفتی زین العابدین بھی شریک تھے جنہوں نے چائے کے دسترخوان پر مولانا ندوی کا تعارف کرایا اور میاں محمد شریف کو یاد دلایا کہ سود کی حرمت کے بارے میں جو کام آپ نے راجہ محمد ظفر الحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی کے سپرد کیا تھا وہ کام ختم ہو چکا ہے۔ اب اس فیصلے کے نفاذ کا مرحلہ باقی ہے جس پر میاں صاحب نے وعدہ کیا کہ وہ ان کے نفاذ میں نواز کی توجہ دلائیں گے۔ دوسرا اہم واقعہ میاں صاحب کی گرفتاری سے تعلق رکھتا ہے۔ انہیں سپیشل پولیس کے کارندوں کے ذریعے جس بے ڈھب طریقے سے گرفتار کر کے گاڑی میں بٹھایا

Marfat.com

گیااس پرسخت احتجاج ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے اس وقت کے صدر جناب سردار فاروق خان لغاری سے اس افسوس ناک واقعہ کا ذکر کیا تو مجھے بتایا گیا کہ پولیس نے اپنے طور پر ہی اس قسم کا نازیبا سلوک روا رکھا ہوگا ورنہ اوپر سے ایسی کوئی ہدایت نہیں تھی۔ بہرحال ہسپتال میں جب میں اس واقعہ کے بعد میاں صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو مجھے اندازہ ہوا کہ انہوں نے اس افسوسناک واقعہ کو اپنی شخصی عظمت کے باعث نظرانداز کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ میاں صاحب کے بارے میں ایک اہم بات جس کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ اس وقت کے بھارتی وزیراعظم مسٹر واجپائی کے دورہ لاہور سے تعلق رکھتی ہے۔ انتہائی قابلِ اعتماد ذرائع کے مطابق بذریعہ بس مسٹر واجپائی کے سفر کی سکیم میاں محمد شریف کے ذہن کی پیداوار تھی۔ حتیٰ کہ مینار پاکستان پر جانا بھی میاں صاحب ہی کی سکیم کا ایک حصہ تھا لیکن یہ سفر چونکہ سیاسی اعتبار سے متنازعہ حیثیت اختیار کر گیا تھا اس لئے پاک بھارت تعلقات کے ضمن میں اس دورہ کی کچھ زیادہ اہمیت اجاگر نہیں ہو سکی تھی تاہم یہ واقعہ تاریخ کا حصہ ضرور بن چکا ہے۔ اور اب جب کہ میاں صاحب مرحوم خود دارِ فانی سے کوچ فرما کر خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہی دعا کرنی چاہئے کہ پاکستان اور اسلام کے لئے میاں صاحب مرحوم نے جو خدمات انجام دی ہیں حق تعالیٰ انہیں شرف قبولیت بخشے اور ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے۔

مصطفیٰ صادق۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور

☆☆☆

Marfat.com

انسانی معاشروں کی تاریخ بھی عجیب ہے کوئی قبر میں جا کے اس طرح گم ہو جاتا ہے کہ پیچھے کوئی نام لینے والا نہیں ہوتا۔کوئی گمنام زندگی گزارنے کے بعد جب قبر میں چلا جاتا ہے تو لوگ اسے یاد کرنا شروع کر دیتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ زندہ درگور ہوتے ہیں ایسے معاشروں میں وہ لوگ واقعی عظیم ہوتے ہیں جو اپنی زندگی میں بھی قابل احترام ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی لوگوں کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کا حصہ بن جاتے ہیں۔محترم سجاد میر صاحب نے پاکستان کی تاریخ کے آئینے میں میاں محمد شریف کی سماجی خدمات کو ان پیرائے میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

میں نے انہیں پچھلے ہفتے ہی تو دیکھا ہے۔وہیل چیئر پر وہ بڑی متانت سے اپنے خیالوں میں گم بیٹھے تھے اور دو افراد انہیں ہوا خوری کروا رہے تھے۔میں ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا۔میرا ساتھی عرب محافظوں سے گفتگو میں مصروف تھا میں انہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔وہ آہستہ آہستہ گزرتے ہی چلے گئے۔یہ میری ان سے پہلی اور آخری ملاقات تھی اگر اسے ملاقات کہا جائے تو۔جی ہاں، لاہور ماڈل ٹاؤن والے گھر میں، میں صرف ایک بار گیا ہوں۔رائے ونڈ تو دیکھا تک نہیں۔

افطار کے وقت جرنلسٹ فورم والوں نے مل بیٹھنے کا بندوبست کر رکھا تھا۔اس لئے طے پایا تھا کہ میاں صاحبان سے تراویح کے بعد کھانے پر ہی ملاقات ہوگی۔نواز شریف اور شہباز شریف سے یہ ملاقات سراسر ذاتی تھی۔میں اسے ذاتی ہی رکھنا چاہتا تھا مگر لگتا ہے کہ میں وہاں بڑے میاں صاحب کی زیارت کے لئے گیا تھا۔

زیارت کا لفظ میں نے سوچ سمجھ کر استعمال کیا ہے۔ایسا شخص قابل زیارت ہے جس نے ساری زندگی تقدیر کے وہیل کو گردش میں رکھنے پر گزار دی ہو۔خاک سے کام شروع کیا اور ہمالیہ بنا ڈالا۔اتنی بڑی صنعتی سلطنت قائم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ایک بار نہیں کئی بار۔عمر بھر کی کمائی ایک حکمران نے لوٹ لی تو انہوں نے دوبئی کی راہ لی اور اپنی دنیا پھر سے آباد کر لی۔واپسی ہوئی تو بکھرے ہوئے تنکوں کا پھر آشیاں بنا ڈالا۔اسی دوران بیٹے سیاست میں آئے اور ملک کے اعلیٰ ترین مقام تک ہی نہیں پہنچے بلکہ ملک کی سیاست کا نقشہ بدل ڈالا۔پھر جلاوطنی سے گزرنا پڑا مگر اس بار منزل وہ تھی جس کی ایک سچا مسلمان حسرت کرتا ہے۔ان کا بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کی دینداری کا قائل تھا۔ان کے رفاہی کام سے سیاست کی بو نہیں۔دین کی مہک آتی تھی۔یہ تو برا ہو سیاست کا کہ لوگ نیکیاں بھی بھول جاتے ہیں۔وہ دیارِ حبیبؐ پہنچے تو وہاں ایک بار پھر انہیں خاک سے ابتدا کرنا پڑی۔وہ سرزمین بھی اس بات کی گواہی دے گی کہ یہ شخص سچ مچ صنعت و تجارت کو محض منفعت بخشی کا ذریعہ نہیں ایک عبادت سمجھ کر کرتا تھا۔کس چیز کی کمی تھی مگر اس پیرانہ سالی میں بھی انہوں نے وہیل چیئر پر بیٹھ کر عزیزیہ اسٹیل ملز کے پراجیکٹ کی نگرانی کی جس طرح وہ یہ کام کرتے تھے وہ کوئی لالچی صنعت کار یا تاجر نہیں کر سکتا۔اس بارے میں ان کے واضح نظریات تھے۔وہ سمجھتے تھے کہ انہیں یہ کام کرتے رہنا چاہئے یہی وہ مرحلہ ہے جب ہر کام عبادت بن جاتا ہے۔

عرض کیا کہ برا ہو سیاست کا اپنوں اور مخالفوں دونوں نے سیاست بازی میں بڑی پھبتیاں کسیں مگر یہ بھی ان کا اعزاز تھا کہ ان کی اولاد

Marfat.com

اتنی سعادت مند تھی کہ ان کے کہے پر چلتی تھی ہر معاملے میں ان سے رہنمائی مانگتی تھی اس لحاظ سے وہ بڑے خوش نصیب تھے۔

بدنصیب تو ہم ہیں جو اپنے لوگوں کو جلاوطنی پر مجبور کرتے ہیں۔ کیا یہ تکلیف کی بات نہیں کہ ہماری قیادت کا بڑا حصہ ملک سے باہر ہے یا جیل میں ہے جن کے ساتھ اس ملک کے نوے فیصد رائے دہندگان تھے ان پر وطن کی سرزمین تنگ کردی گئی ہے۔ کچھ وہ ہیں جو ملک میں تو ہیں مگر آزاد نہیں۔ یہ ایک ایسا کرب ہے جسے وہ دل ہی سمجھ سکتا ہے جس میں آزاد و مستحکم پاکستان کے خواب بسے ہوئے ہیں۔ میں آج اسی دل کا نوحہ لکھنا چاہتا تھا مگر شاید جذبات کی لہریں دوسرے ساحلوں پر کھینچ کرلے گئیں۔ شاید مرنے والے میں کچھ ایسی کشش تھی جو اس فلسفہ جھاڑنے کے شوق سے فزوں تر تھی۔

میں آج (جس روز میت آنی تھی) کسی کو بتا رہا تھا کہ ان کی میت اسی فلائٹ سے آرہی ہے جس سے ٹھیک ایک ہفتہ پہلے میں آیا تھا۔ وہی پرواز نمبر وہی دن وہی وقت وہ پوچھنے لگے کہ انہیں سرزمین حجاز ہی میں کیوں سپرد خاک نہیں کردیا گیا۔ میں سوچ میں پڑ گیا بتایا کہ جدہ میں اسپتال کھولا جائے ظفر علی خاں بھاگے بھاگے آئے کہ یہ سازش ہے جاسوسی کا اڈہ ہوگا اور عیسائیت کی تبلیغ کا مرکز اور جذباتی مسلمان اس کے نام پر بڑھ بڑھ کر چندہ دے کر اپنے ہاتھوں اس کی داغ بیل رکھیں گے۔ اقبال نے کہا مولانا فکر نہ کیجئے شام کو نظم لے جایئے چھاپ دیجئے کوئی مسلمان چندہ نہیں دیگا۔ وہی نظم ۔

کھلنے کو جدہ میں ہے شفا خانہِ حجاز کیا زور دار دلیل ہے ۔

نبضِ مریض پنجہِ عیسیٰ میں چاہیے۔

سبحان اللہ اور آخر میں حکیم الامت نے کیا بات کی ہے۔ اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں

مسلمان جھوم اٹھے چندے کی مہم اور انگریز کی سازش ناکام ہوگئی۔ انہیں جلاوطن کرنے والے بھی نہیں جانتے کہ سازش ناکام ہوجائے گی۔

انہیں موت آئی تو سرزمین حجاز پر جنازہ پڑھا گیا مسجد حرام میں

اللہ اللہ کیا خلقت ہوگی نواز شریف وزیر اعظم ہوتے اور شہباز شریف وزیر اعلیٰ تو بھی شاید اتنی خلقت نہ ملتی، پھر رمضان کا مہینہ ہے۔ اور ان کی میت سرزمین وطن کی طرف پیوند خاک ہونے کے لئے واپس آرہی ہے۔ میں پھر سوچ رہا ہوں اس کا مطلب کیا ہے کیا اس شخص نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کی محبت اس دیس سے اتنی زیادہ ہے کہ وہ اپنی خوابوں کی سرزمین کو چھوڑ کر اپنی مٹی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ یہ سب کچھ اس کے حکم سے ہوتا ہے۔ مجھے ایک انگریزی نظم یاد آرہی ہے جس میں وطن کے سپاہی سے کہا گیا ہے کہ تو جہاں دفن ہوگا وہ جگہ انگلستان بن جائے گی۔ لگتا ہے یہ میت ہمارے آقا و مولا کی طرف سے اہلِ پاکستان کو ایک تحفہ ہے۔ خاکِ حجاز کی خوشبوؤں میں لپٹا ہوا یہ تحفہ تمہاری مٹی کو گل و گلزار کرنے کے لئے ارسال ہے۔ ان کے اذن کے بغیر تو یہ واپس نہیں آسکتے تھے نا! یہ خود نہیں آئے بھیجے گئے ہیں! خاکِ وطن حرم سے آئے اس تحفے کو قبول فرما!۔

میرے آقا پر درود و سلام میرے وطن کی مٹی کے نصیب ضرور بدلیں گے، قیدی سوال کرتے ہیں، جلاوطن عرض گزار ہیں، فریادی فریاد کرتے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ یہ وہی دیس ہے نا آقا! جہاں سے آپ کو ٹھنڈی ہوا آیا کرتی تھی۔ میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے ہمارے دن بدلنے والے ہیں نا آقا بد لنے والے ہیں۔ ہم نے اسے تہہ خاک سلا دیا۔ آقا۔

اندر بھی زمیں کے روشنی ہو مٹی میں چراغ رکھ دیا ہے

اس چراغ کی روشنی ضرور پھیلے گی۔ ہم جو سب اپنی اپنی قبروں میں ہیں ہمارے چاروں طرف کی تاریکیاں ضرور چھٹیں گی۔

سجاد میر روزنامہ نوائے وقت کراچی یکم نومبر 2004ء

Marfat.com

بالکل سچا واقعہ ہے کہ گزشتہ دنوں لاہور ڈویژن کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر ایک دیسی انجینئر جسے عرف عام میں لوہار کہا جاتا ہے نے رکشے کے انجن پر کچھ پرزے فٹ کر کے اسے جہاز بنا ڈالا اور اپنے تجربے کی چیکنگ کے لئے پہلی ہی اڑان میں ایک ضلعی صدر مقام کی پوری شہری آبادی کا ایک معقول بلندی پر جا کر اڑ کر چکر لگا ڈالا۔ مذکورہ ضلع کی انتظامیہ نے نہ صرف اس دیسی انجینئر کو تھانہ کی سیر کرائی بلکہ اسے تنبیہہ کر دی کہ آئندہ اگر ایسا کیا تو قانون سے نہ بچ سکو گے۔ پھر کیا تھا دیسی انجینئر نے ویزہ لگوا لیا اور روس چلا گیا اب سنا ہے کہ وہ وہاں نہ صرف اپنے تجربات کر کے ایرونائیکل انڈسٹری کے لئے تحقیقی خدمات سرانجام دے رہا ہے بلکہ چٹا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے ایک مکمل اور جدید انجینئر جتنی سہولتیں اور پروٹوکول بھی انجوائے کر رہا ہے لیکن اگر وہ اپنے آبائی گاؤں میں ایسے تجربے کرتا تو آج شاید جیل میں بند ہوتا۔ جس ملک میں فن اور جدت کی اس حد تک مخالفت ہو اس ملک میں انتہائی نچلی سطح سے اٹھ کر صنعتی ایمپائر قائم کر دینے کا کام واقعی ایک بڑے آدمی کا کام ہے ایسے دیسی انجینئر ...... پاکستانی لوگ ...... واقعی ہنری فورڈ جیسے جدید ملک کے رہائشی انجینئر سے زیادہ لائق تحسین ہیں۔ نواز ملک صاحب وہ واحد رائٹر ہیں جو بیک وقت اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کالم لکھتے ہیں اور ملک کے لیڈنگ اخبارات میں شائع ہوتے ہیں میاں محمد شریف مرحوم کی کامیابیوں اور ان کی وفات کے ملکی سیاست و حالات پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور میاں صاحب مرحوم کی خدمات کس حوالے سے غیر معمولی اور نا قابلِ فراموش ہیں۔ اس حوالے سے نواز ملک کے اردو اور انگریزی زبان میں دونوں کالم اس کتاب میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

میاں شریف مرحوم کی کامیابیاں اور انکی وفات کے متوقع اثرات

سابق وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے والد محترم کی وفات نہ صرف ان کے خاندان کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے بلکہ پاکستان بھر میں غور و احساس کرنے والا ہر فرد میاں محمد شریف مرحوم کی جدائی کا غم اور اثر محسوس کرے گا۔ اس حقیقت کی دو ٹھوس وجوہات ہیں اول یہ کہ وہ انڈسٹریل سیکٹر میں کامیابی کی ایک بہت بڑی مثال ہیں۔ دوئم یہ کہ وہ ہمارے دور کی ایک بہت بڑی سیاسی کامیابی کے پلانر اور ماسٹر مائنڈ بھی تھے۔

جو افراد امریکہ فورڈ کار کمپنی کے بانی ہنری فورڈ کی زندگی پر دو تین کتابیں پڑھ چکے ہیں وہ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے کہ کئی لحاظ سے پاکستانی صنعت میں میاں محمد شریف کی مثال تقریباً ایسے ہی ہے جیسے امریکی انڈسٹری میں ہنری فورڈ کی۔ اگرچہ امریکہ بہت بڑا اور ٹیکنالوجی میں ایڈوانس ملک ہے۔ اس لئے وہاں کی صنعتی مثالیں بھی بہت بڑی ہیں۔ تاہم ہمارے ملک کی مختصر تاریخ اور محدود انڈسٹریل سیکٹر میں میاں شریف مرحوم کی مثال خاصی قابلِ ذکر ہے۔ انہوں نے زیرو سے سٹارٹ لے کر نہ صرف درجنوں صنعتی یونٹس لگانے میں کامیابی حاصل کی بلکہ پاکستان کے سٹیل سیکٹر میں ان کی حیثیت کسی حد تک اس صنعت کے بانیوں کی سی بھی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہنری فورڈ کے والدین کا پیشہ کھیتی باڑی تھا تاہم مکینیکل چیزوں میں کریز کی حد تک دلچسپی ہونے کے ناطے اس نے ایک مکینک کا کام شروع کر دیا اور ایک دن ایک ایسی چیز بنانے کی ٹھانی جو گھوڑوں کے کھینچے بغیر خود بخود چلے۔ تاہم جب اس نے اپنے علاقے میں منادی کرائی کہ وہ لوگوں کے سامنے سے ایک ایسی چیز پر سوار ہو کر گزرے گا جسے کوئی جاندار چیز کھینچ نہیں رہی ہوگی تو لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اس کے جھوٹ کا پول کھولنے کا مصمم ارادہ کر کے اس کے دیئے گئے دن اور

Marfat.com

جگہ پر اکٹھے ہوئے البتہ اس نے خود بخود چلنے والی ایک لوہے کی بنی چیز پر بیٹھ کر جب تقریباً 500 گز کا سفر طے کر کے دکھایا تو وہ ششدر رہ گئے...... مگر اس مظاہرے کا اصل مقصد پھر بھی پورا نہ ہوا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اس کی پہلی موٹر کار کی کارکردگی سے متاثر ہو کر کوئی سرمایہ لگانے والا سامنے آئے تاکہ اس کے انجن کو مزید ڈویلپ کر کے اس کی مسافت 500 گز سے بڑھا کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک کی جائے اور اس موٹر کار کو کمرشل مقاصد کیلئے زیادہ تعداد میں تیار کیا جائے، مگر سرمائے کے معاملے میں اسے بالکل ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا جن کا میاں محمد شریف کو ابتدائی ایام میں ہوا تھا۔ سرمایہ داروں نے یہ کہہ کر ہنری کے منصوبہ کو رد کر دیا کہ تم نے کوئی چکر چلا کر 500 گز تو طے کر لئے مگر اس سے زیادہ مسافت ممکن نہیں اور اگر ہو بھی جائے تو باقاعدہ سفر کیلئے اسے خریدنے والا کوئی نہیں ہوگا البتہ ہنری فورڈ میاں شریف کی طرح بلند حوصلے والا آدمی تھا۔ اس کی تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی مگر اس نے اپنے منتخب کردہ کاروبار کے یہ مشکل مراحل کامیابی سے طے کئے اور اپنی زندگی میں ہی اپنی فورڈ موٹر کار کے درجنوں ماڈل متعارف کروائے جس نے نہ صرف پورے متحدہ ریاست ہائے امریکہ کا طرزِ زندگی تبدیل کر دیا بلکہ یورپ میں بھی اس کی شخصیت کی چھاپ لگا دی۔ ابتدا میں اس کا مذاق اڑانے والے اور سرمایہ سے انکاری سرمایہ دار آج کی دنیا میں کاروں کا کردار اور اثر دیکھنے سے اپنی قبروں سے اٹھ کر واپس آئیں تو انہیں اپنی حماقت کا احساس ہو۔

میاں محمد شریف بھی مالی مشکلات کی وجہ سے زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے اور لاہور میں ایک معمولی سے بھٹی سے اپنا کاروبار شروع کیا مگر مستقل مزاجی اور کاروباری سمجھ داری کی وجہ سے اس سیکٹر میں چھا گئے۔ یاد رہے کہ جب انہوں نے لاہور میں اتفاق فاؤنڈریز کی ابتدا کی تو کراچی والی پاکستان سٹیل ملز کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ اس لئے پاکستان کے لئے اس شعبے میں میاں شریف مرحوم کے کام کی حیثیت بانیوں کی سی ہے اور اب ان کا ادارہ درجنوں صنعتی یونٹس کا مالک ہونے کے ناطے ملک میں بڑے گروپوں میں سے ایک ہے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کی صنعتی ایمپائر میں اتنی توسیع اور میاں شریف کے ہاتھوں ان کے پوتوں کی کاروباری تربیت دیکھ کر بالکل ہنری فورڈ کی کہانی یاد آجاتی ہے۔ ہنری نے اپنی عمر کے آخری حصے میں اپنے پوتے کو اپنی صنعتی ایمپائر کے چھوٹے بڑے ہر شعبے میں عام کارکنوں کے ساتھ کام کروا کے اس کی تربیت کی۔ حالانکہ وہ ہارورڈ بزنس سکول سے MBA کر کے آیا تھا۔ نچلے لیول پر تربیت کے بعد بیٹے اور پوتے کو سینئر مینجمنٹ میں موقع دیا۔ اپنے پوتے کی مکمل تربیت ہونے کے بعد وفات سے کچھ عرصہ قبل انڈسٹریل ایمپائر پوتے کے حوالے کر کے ہنری فورڈ ریٹائر ہو کر زیادہ تر وقت گھر گزارنے لگا۔ آج جب حمزہ شہباز صنعتوں کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں اور اس سے قبل حسین نواز میڈیکل سٹی رائیونڈ کے سربراہ کا کام کر رہے تھے تو یہ فورڈ فیملی کے ساتھ ایک خوبصورت مماثلت نہیں ہے کیا؟

اسی طرح ملکی سیاست میں بھی میاں شریف مرحوم نے اپنے آپ کو بہت بڑا پلانر اور ماسٹر مائنڈ ثابت کر دیا تھا۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ان کی رہنمائی اور منصوبہ بندی کی وجہ سے ہی ان کے بیٹے پاکستان کے عظیم ترین عہدوں تک پہنچے۔ ان کا بیٹا 1981ء میں سیاسی سفر شروع کر کے نوجوانی میں ہی صرف 9 سالوں کے اندر وزیرِاعظم بن گیا۔ بننے والے ہر حکومتی سربراہ کیلئے ضروری نہیں ہوتا کہ اس کا باپ یہ کردار ادا کرے۔ وہ اپنی ذاتی صلاحیتوں اور جدوجہد سے بھی بن سکتا ہے جیسے کہ امریکی صدر بل کلنٹن، برطانوی وزیرِاعظم ٹونی بلیئر اور بھارتی وزرائے اعظم واجپائی اور منموہن سنگھ بنے۔ تاہم نواز شریف کے دونوں دفعہ وزیرِاعظم ہاؤس تک پہنچنے میں ان کے والدِ محترم کا کردار فیصلہ کن ہے اور نواز، شہباز کی سیاسی Success Story کا ہیرو میاں شریف ہی ہے۔ اس کے علاوہ وہ اتنے صاحب الرائے تھے کہ دو دفعہ وزیرِاعظم بننے کے

Marfat.com

باوجود نواز شریف کو ان کے مشوروں کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ وہ خود حکومت میں کبھی نہیں رہے مگر اس کے باوجود حکومتی معاملات میں دوسروں کی رہنمائی کرنا بہت بڑی خوبی ہے۔ تاہم اگر کسی کی دل آزاری نہ ہو تو اس صورتحال کو ایک اور زاویے سے دیکھنے کی ضرورت بھی ہے۔ جب موجودہ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش صدر منتخب ہوئے تو ان کے والد سابق صدر بش سینئر سے صحافی نے پوچھا کہ آپ بیٹے کی صدارت کے دوران بیک سیٹ ڈرائیور کی حیثیت میں اسے باقاعدگی سے مشورے دیتے رہیں گے کیا؟ تو یہ اچھی طرح جانتے ہوئے بھی کہ انکا بیٹا کوئی ذہین آدمی نہیں ہے۔ سابق صدر نے واضح طور پر کہہ دیا ’’نہیں یہ فعل تو (اسکی) خود اعتمادی کم کر دے گا۔ اسے اپنی ٹیم سے مشورہ کرنا چاہئے‘‘۔

ذرا غور کیجئے کہ اس کا باپ جو خود ایوان صدارت کی 16 سال تک ہوا کھاتا رہا وہ یہ کہہ رہا ہے وہ ریگن جیسے مقبول صدر کیساتھ 8 سال تک نائب صدر رہنے کے بعد خود 4 سال کیلئے صدر رہا مگر بیک سیٹ ڈرائیونگ سے نہ صرف مکمل طور پر انکار کر گیا بلکہ عملی طور پر یہ ثابت بھی کر دیا۔ اس نے لیڈرشپ اور مینجمنٹ کے انتہائی سنہری اصول پر عمل کیا کہ اس نے اپنی ٹیم کے تربیت یافتہ وفادار افراد بیٹے کو دے دیئے تاکہ باپ کے ٹیلنٹ سے اس طرح فائدہ اٹھائے کہ باپ کے تربیت کردہ افراد سے باقاعدگی سے مشورہ کر سکے اور ان سے کام لے سکے مگر باپ کی ذات پر انحصار نہ کرے۔ اور اس کا دست نگر بن کر نہ رہ جائے۔ یاد رہے کہ موجودہ نائب صدر ڈک چینی بش سینئر کیساتھ وزیر دفاع جب کہ موجودہ وزیر خارجہ کولن پاول امریکی افواج کے سربراہ تھے۔ اسی طرح اور بہت سے بش سینئر کے ساتھ موجودہ صدر بش کیساتھ کام کر رہے ہیں۔ چار سالہ عہدِ صدارت میں اپنی مرضی سے بش جونیئر نے باپ سے ایک دو دفعہ کسی انتہائی اہم ایشو پر مشورہ کیا ہو تو کیا ہو ورنہ باپ نے صدر کے اوپر سپر صدر بننے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ اسی طرح اگر میاں شریف بھی یہی اصول اپناتے تو شاید ان کے بیٹے اچھے فیصلے کرنے کے ماہر بن جاتے اور آج بھی پاکستان پر حکومت کر رہے ہوتے۔

ان کی وفات سے ملکی سیاست پر خاصے اہم اثرات مرتب ہوں گے۔ فوری اثر یہ ہوا ہے کہ ان کی رحلت کی وجہ سے عوام میں مسلم لیگ (ن) کیلئے ہمدردی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ جب کہ مستقبل بعید میں امکان یہ ہے کہ نواز لیگ کا جھکاؤ شاید ایم ایم اے کی نسبت پی پی پی کی طرف زیادہ ہوگا نتیجہ کے طور پر اے آر ڈی مزید مضبوط ہوگی۔ کیونکہ عام تاثر یہ ہے کہ شہباز شریف پی پی پی سے کچھ فاصلہ جب کہ نواز شریف اس کی قربت پسند کر رہے ہیں۔ اور نواز شریف سابق وزیر اعظم اور بڑا بھائی ہونے کے ناطے والد کی غیر موجودگی میں خاندان کے اندر فیصلوں پر زیادہ اثر انداز ہونگے۔ جب کہ میاں شریف مرحوم اپنی زندگی میں دونوں بیٹوں کے درمیان توازن قائم رکھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ (آمین)۔

نواز ملک (دل کی آواز)۔ روزنامہ نوائے وقت

☆☆☆

Marfat.com

شریف خاندان کی شرافت اور تابندہ سماجی روایات سے ملک کا ہر ذی شعور بخوبی آگاہ ہے اس خاندان کو گزشتہ تقریباً پانچ سالوں سے ملک بدری کی صعوبت کا سامنا ہے۔اس پر طرہ یہ کہ گزشتہ دنوں میاں محمد شریف کی وفات اور تدفین کے موقع پر حکومتی اقدامات کئی لوگوں اور شریف خاندان کی دل آزاری کا باعث بنے، جناب شاہ محی الحق فاروقی نے ان حکومتی اقدامات کی مذمت اپنے زیرِ نظر مضمون میں یوں کی ہے۔

شریف خاندان کے ساتھ غیر شریفانہ سلوک

اب جناب شیخ رشید لاکھ کہیں اگر شریف خاندان اجازت مانگتا تو ہم اسے میاں شریف کی میت کے ساتھ آنے دیتے لیکن ان کی اس بات کو بہت کم لوگ تسلیم کریں گے شریف خاندان کے ساتھ موجودہ حکومت کا جو رویہ شروع سے اب تک رہا ہے وہ کسی طور پر بھی یہ ثابت نہیں کرتا کہ حکومت ایسی فراخدلی کا ثبوت دیتی اول تو نواز شریف اور شہباز شریف عقل وخِرد سے اتنے عاری نہیں کہ وہ اس قسم کی درخواست کر کے حکومت کو یہ موقع فراہم کرتے کہ وہ ان کے ساتھ سیاسی کھیل کھیلے اور اگر وہ اس قسم کی حماقت کر دیتے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ حکومت انہیں اجازت دے دیتی لیکن بات وہی دودھ میں مینگنی ڈالنے والی ہوتی یعنی اس اجازت کے ساتھ اتنی اور ایسی شرائط لگا دی جاتیں کہ اس پورے واقعے سے ہمارے جیسے غیر متعلق لوگ بھی الامان والحفیظ کہہ اٹھتے بس شیخ رشید کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ ہم تو اجازت دینے کیلئے تیار تھے اب اگر شریف خاندان کے لوگ خود نہیں آئے یعنی آنے کیلئے انہوں نے درخواست نہیں دی تو ہم کیا کرتے۔

شرائط کچھ اس قسم کی ہوسکتی تھیں کہ مثلاً جدہ سے آنے والے شریف خاندان کے تمام لوگ اپنی آنکھوں اور اپنے ہونٹوں پر پٹی باندھ کر ہوائی جہاز میں بیٹھ جائیں بلکہ بہتر ہوگا کہ یہ سب لوگ دہشت گردوں کے انداز میں اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیں تا کہ انہیں کوئی نہ دیکھ سکے جدہ سے سیدھے لاہور آئیں لاہور میں کچھ لوگ ان کی انگلی پکڑ کر ہیلی کاپٹر میں بٹھا دیں گے اور ہیلی کاپٹر سے عین قبر کے کنارے اتار کر کھڑا کر دیا جائے گا وہاں ان کی پٹی تو ہٹا دی جائے گی لیکن وہ بس قبر پر نظر رکھنے کے پابند ہونگے ادھر ادھر نہیں دیکھیں گے اور چار منٹ میں تدفین مکمل ہوتے ہی انہیں اسی انداز میں جدہ واپس جانا ہوگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر نواز شریف، شہباز شریف، اور شریف خاندان کے لوگوں کو بلا کسی شرط کے پاکستان آنے کی اجازت دے دی جاتی تو ان میں سے کچھ لوگ ایک آدھ بیان وغیرہ دے کر سیاسی کھلبلی مچانے کی کوشش کرتے لیکن اس وقت پاکستان کی سیاست جس انداز میں جارہی ہے اور پارلیمانی اکثریت اور انتظامیہ پر حکومت کی جو گرفت ہے اس کے پیش نظر یہ بات آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ ان لوگوں کا وہ بیان پادر ہوا ثابت ہوتا بلکہ عوام کی اکثریت یہی کہتی کہ حکومت نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن شریف خاندان نے بڑے چھوٹے پن کا ثبوت دیا جب کہ اب عوام کی اکثریت غالباً اسکے برعکس کہہ رہی ہے عوام کی اکثریت کی اصطلاح میں نے اس لئے استعمال کی ہے کہ حکومت کے عمائدین اور بطورِ خاص صدرِ محترم کو یہ اصطلاح بہت پسند ہے کیونکہ وہ جو بات بھی کہنا چاہتے ہیں عوام کی اکثریت کے لاحقہ کے ساتھ ہی کہتے ہیں مثلاً عوام کی اکثریت مجھے وردی میں دیکھنا چاہتی ہے۔عوام کی اکثریت کو میرے بیک وقت دوعہدے رکھنے پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ صحیح معنوں میں خوشی ہے وغیرہ وغیرہ......

Marfat.com

ایک بات اور آپ کا یہ کہنا کہ اگر شریف خاندان اجازت مانگتا تو ہم دے دیتے اس لحاظ سے غلط ہے کہ جدہ میں شریف خاندان کے ترجمان نے کہا کہ سعودی عرب میں پاکستان کے سفیر عبدالعزیز مرزا محمد نواز شریف کی رہائش گاہ پر آئے تھے اور انہیں پاکستانی حکومت کے اس فیصلے سے آگاہ کیا تھا جس کے مطابق میاں شریف کے جسد خاکی کو تدفین کیلئے پاکستان لانے دیا جائے گا مگر نواز شریف شہباز شریف اور کلثوم نواز کو مرحوم کی آخری رسومات میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی قارئینِ کرام! اب آپ خود سوچیں کہ اس فیصلے کے بعد اس کی گنجائش کہاں رہ گئی تھی کہ یہ لوگ درخواست دیتے اور حکومت شرائط عائد کرتی شرائط تو کسی درخواست کے بغیر عائد کی جا چکی تھی اور فیصلہ تو پہلے ہی سنایا جا چکا تھا اس کے علاوہ آپ یہ بھی سوچئے کہ کیا عبدالعزیز مرزا کی بیان کردہ شرائط اس سے زیادہ افسوسناک نہیں تھیں جو میں نے کچھ اوپر مزاحیہ انداز میں لگائی ہیں میری شرائط میں کم از کم میاں شریف کے بیٹوں اور بہو کے آنے کی گنجائش تو تھی اب تو پتا ہی صاف کر دیا گیا ہے۔

داتا دربار میں میاں شریف کی نمازِ جنازہ کی اجازت نہ دینے کی مصلحت تو سمجھ میں آتی ہے اگر جنازہ ائیر پورٹ سے داتا دربار اور وہاں سے رائیونڈ جاتا تو یہ سارا سفر سڑک کے ذریعے ہونے کی وجہ سے راستے میں کچھ بھی ہو سکتا تھا لہٰذا صوبائی حکومت کا مؤقف سمجھ میں آتا ہے لیکن صوبائی حکومت کے کارپردازوں اور خصوصاً وزیر اعلیٰ کو اس صورت حال سے پنجاب میں حکومت کی ہر دلعزیزی کا اندازہ لگا لینا چاہئے اور آنے والے دنوں کا خیال رکھنا چاہئے برا وقت آتا ہے تو کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔

شاہ محی الحق فاروقی۔ روزنامہ لیڈر لاہور

☆☆☆

Marfat.com

رومی کے بقول، مٹی کے دو چراغ ملاحظہ کرو، یہ دونوں چراغ شکل وشبیہ اور دیگر کئی خواص یکساں رکھنے کے باوجود بھی جسمانی لحاظ سے آپس میں متحد نہیں بلکہ جداگانہ مادی وجود رکھتے ہیں لیکن جب ان کو روشن کر دیا جائے تو نتیجہ میں پیدا ہونے والی دونوں کی روشنی آپس میں اس طرح ممزوج ہوتی ہے کہ ایک کی روشنی کو دوسرے کی روشنی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ انسان بھی اپنے نظام بدن کی گرمی وتپش رکھنے والا ایک مٹی کا چراغ ہی تو ہے یہ چراغ اپنی دھرتی کی لو سے اپنی لو ملا کر جل رہا ہوتا ہے یہ جہاں بھی ہو اس کا دل اور دورانِ خون اپنی دھرتی کے ساتھ ہی رواں دواں رہتا ہے یہ چراغ یعنی انسان سو فیصد دھرتی کا ہوتا ہے...... اپنی دھرتی ماں کا۔

ایک سو فیصد پاکستانی کی رحلت

بزرگوں کے سائے جب سروں پر سے اٹھنا شروع ہو جائیں تو پھر اوپر آسمان ہی رہ جاتا ہے۔ ایک ختم نہ ہونے والا درد آشوب اور اس پر ''جدائی کا موسم'' سال سوا سال سے وطن کے نصیب میں یہی ''پت جھڑ'' رہ گیا ہے۔ پہلے نوابزادہ نصر اللہ خان رحلت فرما گئے اور انکے کچھ ہی دنوں بعد علامہ شاہ احمد نورانی اور اب میاں محمد شریف۔ حکمِ ربی کے مطابق موت برحق ہے۔ میاں محمد شریف اور اول الذکر دونوں بزرگوں میں ماسوائے بزرگی کے شاید ہی کوئی بات ایک جیسی ہو۔۔۔ مگر نہیں! ایک بات تو ان تینوں مرحومین کے لئے مشترک تھی کہ آنے والے کل میں جانے والے کل کی نسبت ان کی کہیں زیادہ ضرورت تھی مگر نجانے کن ناکردہ گناہوں کی سزا ہے کہ ہمارے بزرگ ہمارا ساتھ چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔

میاں محمد شریف کبھی کسی سیاسی جماعت کے نہ رکن رہے اور نہ ہی کوئی عہدیدار۔ اپنے صاحبزادوں کے سیاسی وسرکاری اجلاس میں کبھی نہیں دکھائی دیئے۔ مگر 1985ء سے رقم ہونے والی پاکستان کی سیاسی تاریخ ان کے ذکر کے بغیر ادھوری رہے گی۔ اسی لئے تو نوابزادہ نصر اللہ خان اپنی ذاتی محفلوں میں میاں محمد شریف کو شریف خاندان کا سب سے بڑا ''سیاستدان'' کہا کرتے تھے۔ عملی سیاست سے لاتعلقی کے باوجود ان کی نیک تمنائیں ہمیشہ شامل حال رہتی تھیں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف اسی ''مٹی'' کو چھو کر سونا بن گئے۔ ان کی صحیح نگہداشت اور اعلیٰ تربیت سے ان کے صاحبزادوں کو وہ عروج ملا کہ 12 اکتوبر 1999ء کے سانحے کے بعد بھی زوال ان کے قریب آنے کو ترس رہا ہے۔ بے شک وہ جلاوطن ہیں مگر وہ آج بھی عوام میں وطن پاک کے سیاہ وسفید کے مالکان سے کہیں معتبر ہیں۔ بہار کی بادِ نسیم ہو یا خزاں کی ترش ہوائیں وطن کا رخ کرنے سے پہلے جدہ سے ہو کر آیا کرتی ہیں۔ ایک طرف بوٹوں کی آوازیں اور دوسری طرف دل کے دروازے پر سنائی دی جانے والی دستک۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ سے یہ دستک ہی سرخرو رہی اور آج عوام الناس میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی سنائی جانے والی دستک میں میاں محمد شریف کے بھی میٹھے بول شامل ہیں۔

میاں برادران کی سیاست کا سب سے رومانوی پہلو یہ تھا کہ وہ ذاتی سیاسی بلکہ ہر معاملہ میں والد محترم کی شفقت کو سب سے اولیت دیتے تھے۔ والدین کی دعاؤں پر تو خدا بھی مہربان ہو جاتا ہے اور اسی لئے بہت ہی کم عرصے میں شریف خاندان نے صدیوں سے قائم سیاسی خاندانوں کی اجارہ داری کو جکڑ کر رکھ دیا اور ناچیز کی رائے میں ان کی سیاست کا سب سے اہم کردار ''اباجی'' تھے۔ وزارت عظمیٰ ہو یا وزارت اعلیٰ یہ سب منصب انہوں نے اپنے والدین کے قدموں تلے سے ہی حاصل کیے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو محنت، عظمت وانکساری کے ساتھ ساتھ جرأت وبہادری بھی سکھائی۔ 12 اکتوبر کی شب جب وطن کی ایک اور داغ داغ اجالے والی صبح میں ڈھل رہی تھی تو دنیا نے دیکھا کہ میاں شریف ''ان لوگوں'' کے سامنے ڈٹ گئے جو استعفیٰ دینے پر بہت سی آسائشیں دینے آئے تھے۔ میاں صاحب کے بارے میں ان کے مخالفین کا کہنا تھا کہ چونکہ

Marfat.com

ان کی تربیت ناز ونعم میں ہوئی ہے لہٰذا ان کی لیڈر شپ کا اندازہ اس وقت ہوگا جب کبھی انہیں جیل یاترا کا موقع ملے گا۔ لانڈھی کی جیل ہو یا اٹک کا قلعہ میاں نواز شریف نے اپنا سر بلند ہی رکھا۔ میاں شہباز شریف تو پہلے ہی اس قسم کی دل لگی کو انجوائے کر چکے تھے۔ 12 اکتوبر کی شب جب میاں صاحب ڈٹے ہوئے تھے تو پھر ان کے استعفیٰ کے لئے میاں محمد شریف سے مدد مانگی گئی تو انہوں نے بن بلائے اپنے ان مہمانوں کو جواب دیا'' کوشش کر کے دیکھ لیں۔ نواز شریف ایسا نہیں کرے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے کیا کرنا ہے''۔

ان کا ایک ایک لفظ اپنی اولاد کے لئے آئین وقانون سے کسی طور پر کم نہ تھا۔ 1997ء کے انتخابات میں تاریخ ساز کامیابی کے بعد ''وفا پرستوں'' کی جلد بازی کو دیکھتے ہوئے میاں محمد شریف مرحوم کے کہنے پر ہی میاں نواز شریف نے میاں شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بنایا۔ حالانکہ ان کے اس فیصلے پر حریفوں کے ساتھ ساتھ حلیفوں نے بھی نکتہ چینی کی تھی۔ جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمد صاحب نے تو اسے ہمالیہ سے بڑی غلطی کہا تھا مگر اب سب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسی فیصلے کی بدولت مسلم لیگ (ن) آج ہمالیہ کی چوٹی پر ہے۔

جن دنوں میاں شہباز شریف اپنی جلاوطنی کو ختم کر کے لندن سے لاہور آرہے تھے تو سرکاری ''پیادوں'' نے یہ چال چلی کہ ان کے اس فیصلے پر میاں محمد شریف ناخوش ہے وہ شخص جو ساری زندگی بہادری سے حالات کا مقابلہ کرتا رہا۔ بھلا وہ اپنے بیٹے کی اس بہادری پر کیسے ناخوش ہو سکتا تھا۔ جب 70ء کے عشرے میں ان کی اتفاق فاؤنڈری کو قومیا لیا گیا تو آزمائش کے ان دنوں میں بھی انہوں نے بڑی جرأت اور بہادری سے از سر نو اپنے نئے بزنس کا آغاز کیا اور اسی جرأت اور بہادری نے پھر چاغی کے سیاہ پہاڑوں کا رنگ سفید کر کے رکھ دیا تھا۔ ایٹمی دھماکے کے موقع پر ''اپنوں'' کے خوف وہراس کے باوجود میاں محمد شریف نے میاں نواز شریف کو دھماکے کرنے کا حکم دیا تھا۔ اے آر ڈی کی ''تخلیق'' کے وقت بھی نوابزادہ نصر اللہ خان کو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کے دو کناروں کو یکجا کرنے میں میاں محمد شریف کی unseen مدد حاصل تھی۔ وہ محنت اور عظمت کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ فرش سے عرش تک والی کہانی کا نہ صرف ایک ایک لفظ بلکہ نکتے اور فل سٹاپ بھی انہی کے لئے تھے۔ وہ اتفاق فونڈری کے روپ میں پہلے اپنے بھائیوں پھر اپنی اولاد اور بالآخر ملک وقوم کے لئے اتفاق بن گئے تھے۔ وہ صرف میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف، میاں عباس شریف اور بیگم یوسف عزیز ہی کے والد نہیں تھے نجانے کتنے حاجت مندوں کے سروں پر ان کا سایہ پدری تھا۔ جب وہ اپنے خاندان کے ہمراہ جلاوطن کئے جارہے تھے تو ریلوے روڈ، ماڈل ٹاؤن اور رائے ونڈ کے در و دیوار بھی ان حاجت مندوں کی آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں کو دیکھ کر افسردگی کا سایہ بنے ہوئے تھے مگر غریب الوطنی میں بھی میاں محمد شریف انہیں نہیں بھولے۔ ہر خوشی کے تہوار اور ضرورت پر انہیں اپنا حصہ ملتا رہا۔ حکم ربی سے اگر انہیں ایک ہاتھ سے مل رہا تھا تو دوسرے ہاتھ سے وہ اس کی خلق کو دے رہے تھے۔ پہلے تو یہ امید تھی کہ کبھی نہ کبھی وہ لوٹ آئیں گے مگر اب وہ جہاں چلے گئے ہیں وہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔ دلِ ماتم کی ''عاجزی'' کے لئے ہم یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ صرف ان کا وصال ہوا ہے اتفاق ہسپتال، شریف کمپلیکس، شریف ایجوکیشنل کمپلیکس تو سب کے سب زندہ ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے میاں محمد شریف ہمیشہ ہمارے درمیان ہوں گے۔ ان کی رحلت نہ صرف ایک بہت بڑے سیاستدان بلکہ ایک سو فیصد پاکستانی کی ہے تبھی تو انہوں نے مکہ مدینہ کی بجائے وطن کی خاک میں پیوند ہونے کی وصیت کی تھی۔

کون آتا ہے لوٹ کر آخر — جانے والوں کو کیوں بلاتے ہیں
دل لگی یہ نہیں تو کیا ہے اور — یہی سمجھانے دوست آتے ہیں

اعجاز حفیظ خان روزنامہ ''ایکسپریس''

Marfat.com

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ حکومت میں خان عبدالقیوم خان مرحوم وفاقی وزیر داخلہ تھے۔ جبکہ صوبہ سرحد میں مفتی محمود وزیر اعلیٰ تھے۔ ایک دفعہ کسی اہم ملاقات کے سلسلے میں خان عبدالقیوم خان مفتی محمود مرحوم کے ہاں ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے۔ ہوا یہ کہ جب خان عبدالقیوم مفتی صاحب کے گاؤں میں داخل ہوئے تو گاؤں میں عوام کا ایک بڑا اجتماع موجود تھا اور مفتی محمود زندہ باد مفتی محمود زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگا رہا تھا۔ خان عبدالقیوم خوش ہوئے اور مفتی محمود کی سیاسی مقبولیت سے متاثر ہوئے۔ چند سال بعد جب دوبارہ خان عبدالقیوم مفتی صاحب مرحوم سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو اسی جگہ پھر لوگ جمع تھے۔ مگر اب وہ مفتی محمود مردہ باد، مفتی محمود مردہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ اس پر خان عبدالقیوم خان حیران وششدر ہوئے اور مفتی صاحب سے وجہ دریافت کی۔ مفتی صاحب نے جواب دیا کہ آپ صرف لوگوں کے زندہ باد کہنے پر خوش ہوئے تھے اور میں لوگوں کے مفتی محمود مردہ باد کہنے پر بھی خوش ہوں اور میں اس سیاسی زندگی سے خوفزدہ ہوں کہ جس زندگی میں نہ تو کوئی آپ کو زندہ باد کہنے والا ہو اور نہ ہی کوئی مردہ باد کہنے والا ہو۔ لہٰذا میں لوگوں کے مردہ باد کہنے پر خوش ہوں کہ لوگوں نے مجھ سے اپنا سیاسی عزم وابستہ کر رکھا ہے ان کی تنقید ہی میرا سرمایہ سیاست ہے۔

مقامِ عبرت

پاکستانی سیاست کے نشیب وفراز سے ہمارے سیاست دانوں اور اہلِ اقتدار نے ایک ہی سبق سیکھا ہے کہ انہوں نے کوئی سبق نہیں سیکھا کل تک جو آسمان سیاست کے دمکتے ہوئے چاند اور سورج تھے آج انہیں گہن لگ چکا ہے اور وہ بے بسی اور حرماں نصیبی کی تصویر بنے ہوئے ہیں کل تک شریف برادران کے کیا کروفر تھے ایسا لگتا تھا کہ وہ پاکستان کی تقدیر کے مالک بن چکے ہیں اور آج انہیں وطن واپس آنے اور اپنے والد کی آخری رسومات میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ عبرت ہے دیکھنے والی آنکھوں کیلئے اور ایک شریف برادران ہی کا کیا ذکر اب تک جتنی شخصیات ملک کی مسندِ اقتدار پر فائز ہوئی ہیں ان سب کا انجام ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اسکندر مرزا جو برسہا برس تک محلاتی سازشوں میں مصروف رہے۔ سیاست دانوں کو تگنی کا ناچ نچاتے رہے اور آخر کار آئین کو منسوخ کرنے اور مارشل لاء نافذ کرنے کے مجرم ٹھہرے نہایت خاموشی سے جلا وطن کر دیئے گئے اور آج کسی کو یاد بھی نہیں ہے کہ موصوف کہاں گہری نیند سو رہے ہیں جب تک زندہ رہے موت کو فراموش کئے رہے حالانکہ آخری حقیقت موت ہی ہے مردِ آہن جنرل ایوب خان جنہوں نے دس سال تک بلا شرکتِ غیرے حکومت کی۔ اقتدار سے اس طرح اترے کہ خود اپنے کانوں سے سنا کہ کالج کے لڑکے چیخ چیخ کر نعرے لگا رہے ہیں ایوب کتا ہائے ہائے اس کا ایسا قلق گزرا تھا کہ گوشہ گمنامی میں بقیہ زندگی گزار دی قدرت اللہ شہاب راوی ہیں کہ راولپنڈی کے ایک جنرل سٹور میں چند لڑکوں نے ایوب خان کو دیکھا اور ان کی طرف لپکے اور کہا انکل آپ سیاست میں کیوں نہیں آجاتے ملک کو آپ کی ضرورت ہے ایوب خان نے جواب دیا بیٹا اب کتا بوڑھا ہو گیا ہے۔ جنرل یحییٰ خان جنہوں نے ہوسِ اقتدار میں ملک کے دو ٹکڑے کر دیئے فالج کے حملے کے زیر اثر رات کی خاموشی میں ایسے پیہر دنیا سے رخصت ہوئے کہ اخبار کے حاشیے میں ان کی موت کی ایک سطری خبر شائع ہوئی ہے بھٹو صاحب جنہوں نے اپنے ''ڈیڈی'' ایوب خان کے خلاف عوامی تحریک منظم کی اقتدار سنبھالنے کے بعد فرعون بن بیٹھے اور کرسی کے ہتھے پر ہاتھ مار کر کہا میری کرسی مضبوط ہے اس طرح راتوں رات پھانسی کے تختے چڑھائے گئے کہ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ

Marfat.com

ہوسکی اور پھر چپ چاپ لاڑکانہ میں لے جا کر دفن کر دیئے گئے فخرِ ایشیا اور قائدِ عوام کا یہ حشر ہوا کہ عوام کو ان کی نماز جنازہ میں شرکت تک نصیب نہ ہوئی اور وہ جنرل ضیاء الحق جنہوں نے بھٹو کو اس کے انجام تک پہنچایا قضا و قدر کے ہاتھوں خود بھی محفوظ نہ رہ سکے اور ایک طیارے کے فضا میں پھٹنے سے ہلاک ہوئے صرف ان کا جبڑا مل سکا جو اسلام آباد میں اس مقام پر مدفون ہے جو جبڑا چوک کے نام سے مشہور ہے بےنظیر بھٹو جنہوں نے اسمبلی میں دعویٰ کیا تھا کہ وہ سونے کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوئی ہیں آج ملک سے باہر در بدر کی خاک چھان رہی ہے۔نواز شریف جنہوں نے پاکستان کی تقدیر بدل دینے کا بار بار عزم ظاہر کیا تھا اور جو تقدیر بدلنے کے بجائے وزیر اعظم الیون کی طرف سے کرکٹ میچ کھیلنے میں مصروف رہتے تھے آج بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں کہ باپ کی تدفین میں شرکت تک سے معذور ہیں یہ سارے واقعات کیا بتاتے ہیں؟ یہی کہ عزت و اقتدار کا حقیقی مالک فانی انسان نہیں بلکہ صرف اللہ ہے جو انسانوں کی آزمائش کرتا رہتا ہے اور ان میں سے بعض کو دنیاوی اقتدار عطا کر کے یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ وہ کیسا عمل کرتے ہیں؟ لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جسے اقتدار ملتا ہے وہ اپنی حقیقت کو بھول جاتا ہے اور وہی غلطیاں کرتا ہے جو ماضی میں دوسرے صاحبانِ اقتدار کرتے آئے ہیں اسے ان غلطیوں سے بچنے کی توفیق نہیں ملتی اور وہ بھی بالآخر اسی انجام سے دو چار ہوتا ہے جس سے دوسرے دو چار ہوتے آئے ہیں۔

سلاطینِ دہلی میں ایک صوفی منش بادشاہ جلال الدین خلجی گزرا ہے جب وہ بادشاہ بن کر محل میں داخل ہوا تو محل کے در و دیوار پہ نظر ڈال کر زار و قطار رونے لگا مصاحبین نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ میں یہ سوچ کر رو رہا ہوں کہ اس محل میں آج تک کوئی ٹھہرا ہے جو میں ٹھہروں گا ایوانِ صدر یا ایوانِ وزیر اعظم حقیقتاً یہ سرائے خانے ہیں جہاں ہر ایک کو کچھ مدت کیلئے قیام کرنا ہے اور پھر اپنے انجام کا منتظر رہنا ہے لیکن اسے کیا کیجئے کہ بقول کسے اقتدار کے سنگھاسن پہ فائز ہوتے ہی آنکھوں پہ سنہری پٹی بندھ جاتی ہے جو اقتدار سے اترتے ہی اتر جاتی ہے مگر اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے بے شک عبرت ہے دیکھنے والی آنکھوں کیلئے!

ڈاکٹر طاہر مسعود۔روزنامہ لیڈر لاہور

☆☆☆

Marfat.com

• جناب اسد اللہ غالب صاحب ایک معتبر اور سنجیدہ شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ بولڈ قسم کے رائٹر ہیں ایک مختصری ملاقات کے بعد اسد اللہ غالب میاں محمد شریف سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے انہیں ایک آئیڈیل باپ ہونے کا اعزاز دیا ہے۔ یہ احترام اور عقیدت کی انتہا بھی ہے اور میاں صاحب مرحوم کے دانا و بینا ہونے کا ثبوت بھی۔

فانی میاں شریف لافانی ہو گئے

میں نے اپنے والدِ گرامی کو نہیں دیکھا لیکن میاں محمد شریف کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ والد کا رتبہ کیا ہوتا ہے۔ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے میاں محمد شریف کو جو مرتبہ دیا وہ سب کے لیے مثالی ہوگا۔ صرف دو روز پہلے میاں محمد شریف کا ذکر سننے میں آیا میں چند اخبار نویس دوستوں کے ہمراہ چودھری سردار محمد کی عیادت کے لیے گیا تو وہاں ایک صاحب میاں محمد شریف سے ملاقات کا ذکر کر رہے تھے۔ وہ ملنے تو نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو گئے تھے لیکن ان کے ذہن میں میاں محمد شریف کی ملاقات کے نقوش حاوی ہو گئے۔ کہنے لگے کہ وہ بتا رہے تھے۔ کہ میاں صاحب کرسی پر فروکش تھے ان کے پاؤں میں گرم پانی کی تھیلی رکھی ہوئی تھی اور پورا خاندان ان کے سامنے مؤدب حاضر تھا کیا مجال کہ سانس کی آواز بھی سنائی دے، سب کی نظریں میاں محمد شریف کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ صحافی دوست نے کہا کہ محمد نواز شریف اور محمد شہباز شریف کے سیاسی مستقبل کا حال خدا جانتا ہے لیکن میاں محمد شریف کی دن رات کی خدمت سے انہوں نے اپنے لیے جنت کما لی ہے۔ صحافی دوست کا کہنا ہے کہ نواز اور شہباز جنتی ہیں میں نے میاں محمد شریف کو دور سے دیکھا ہے انہوں نے مجھے دور سے بھی نہیں دیکھا لیکن ایک مثالی باپ کے طور وہ میرے آئیڈیل ہیں میں نے ان کی یاد سے اپنے والد مرحوم کی یادوں کو ہمیشہ یاد رکھا میں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو صرف ایک ملاقات یاد آتی ہے جو ادھوری ملاقات کہلوا سکتی ہے۔ جنرل ضیاء الحق اتفاق ہسپتال کی افتتاحی تقریب میں شریک تھے وہ تختی کی نقاب کشائی کر رہے تھے کہ میاں محمد نواز شریف نے مجھے کندھے سے پکڑ کر اپنے والدِ گرامی کے سامنے کر دیا۔ انہوں نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا دو سوار کان اسمبلی ایک طرف اور ان کا کردار ایک طرف، میں نے کہا نہیں، یہ سب آپ کے اباجی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ میاں محمد شریف کی آنکھوں میں ایک ہلکی سی چمک پیدا ہوئی اور انہوں نے میری پیٹھ پر تھپکی دی پھر دھکم پیل میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ وقت نے یہ فاصلے مزید بڑھا دیئے۔؟

میاں محمد شریف ایک مثالی باپ کے طور پر تو میرے آئیڈیل تھے ہی لیکن ایک باہمت اور جفاکش انسان کے طور پر ان کی حیثیت بہت پہلے سے مسلمہ تھی۔ بھٹو دور میں ان کا بزنس سرکاری تحویل میں لے لیا گیا لیکن انہوں نے ہمت نہ ہاری، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارا نہ کیا اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ اپنی دنیا آپ پیدا کی اور نئے سرے سے کی اور اسے ایک صنعتی ایمپائر بنا دیا۔ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی سیاست کے لیے فیصلے اباجی کے ہاتھ میں تھے دونوں بھائیوں نے سیاسی اقتدار کا جو عروج دیکھا وہ ان کے والد گرامی کے فولادی کردار کا کرشمہ تھا۔ اس جلاوطنی نے پورے خاندان کو مدینے کی سرکار کا مقرب بنا دیا۔ مومن کی دعا ہوتی ہے کہ خدایا موت دے تو اپنے رسول ﷺ کی سرزمین پر، میاں محمد شریف نے آخری سانس حضور ﷺ کے دیس کی معطر، پرکیف اور نورانی فضاؤں میں لی، اب وہ اپنے رب کے سامنے حاضر ہیں لیکن واللہ وہ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہیں، خدا ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

اسد اللہ غالب روزنامہ پاکستان لاہور، پشاور۔

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم اپنی ذات میں ایک ادارہ، ایک عہد، ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ ملک میں سب سے بڑا میڈیکل کمپلیکس تعمیر کر کے خلقِ خدا کے لئے وقف کر دینا میاں محمد شریف کی عظمت کردار کی دلیل ہے۔ ایسے عظیم شخص کی موت پر جناب سید انور قدوائی صاحب نے روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں یوں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

میاں محمد شریف کی تاریخی جدوجہد اور انتقال پُر ملال

اس جہانِ فانی میں نہ پیدائش کوئی عجوبہ ہے اور نہ ہی موت کوئی غیر معمولی بات کہ ازل سے ہی سے ایسا ہوتا آ رہا ہے لیکن بعض خوش بخت ایسے ہوتے ہیں کہ جب پیدا ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ چمن میں بہار آ گئی ہے۔ ان کی آمد سے ایک نئی روشنی ابھرتی ہے اور جب یہ بڑے لوگ رخصت ہوتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایک خلاء پیدا ہو گیا ہو۔ میاں محمد شریف ایسے ہی خوش بخت اور اچھے لوگوں میں شامل ہیں جن کی ساری زندگی پاکستان کی معاشی و اقتصادی ترقی کے لئے جدوجہد میں گزری۔ جدہ جلاوطن ہو کر گئے تو وہاں بھی ایک سٹیل مل لگا دی وہ کہا کرتے تھے کہ صنعتیں لگانا میری ''ہابی'' ہے انہیں اپنے رب پر ایسا پختہ ایمان تھا کہ اس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی آزمائش کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ ان کا دنیاوی رہن سہن ایسا مثالی تھا کہ سب نے اسے اتفاق قرار دیا۔ سات بھائی سارے ایک ساتھ اور ساتوں کی محنت تھی کہ یہ خاندان پاکستان کا سب سے بڑا صنعتی خاندان قرار پایا۔ یہ وہ صنعتی ایمپائر تھی جس کا ایک ایک تنکا چن کر میاں محمد شریف نے اتفاق کا گھروندہ تعمیر کیا تھا۔ وہ بہت بڑے عاشق رسول ﷺ، دیندار، خداترس، اور مخلص و محب وطن شخصیت تھے ان کا یہ حسن تھا کہ انہوں نے سب کچھ اپنی محنت سے حاصل کیا اور اسے اپنے وطن کے لئے وقف کر دیا میاں محمد شریف مکمل طور پر ایک سیلف میڈ شخصیت تھے۔ جاتی امراء سے لاہور آ کر ان سب بھائیوں نے محنت و مزدوری کر کے ایک بھٹی لگائی اور آپس میں اتحاد و اتفاق نے اسے اسی نام کی فاؤنڈری میں تبدیل کر دیا۔ وہ اس خطے کی ایک بڑی فونڈری کہلوائی جہاں لوہا سریا کے علاوہ آلات حرب بھی بنائے گئے۔ شوگر مل کی تمام مشینری بھی بنائی اور اس ادارے نے بڑا نام پیدا کیا۔ ابھی یہ آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ نہ جانے کیوں اس وقت کے حکمران ذوالفقار علی بھٹو نے انجنیئرنگ کے ادارے قومی تحویل میں لے لئے۔ ان میں یہ فونڈری بھی شامل تھی میاں شہباز شریف راوی ہیں کہ جب اتفاق کو نیشنلائز کیا گیا تو سب کچھ چلا گیا۔ کاریں رقم سب کچھ اتفاق کے نام تھا صرف ایک کار رہ گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ میرے والد کے چہرے پر پریشانی کے کوئی آثار نہ تھے جب ہم کار میں دفتر سے جانے کے لئے بیٹھے تو میاں صاحب نے کہا کہ شہباز گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ اللہ نے دیا تھا وہ اب رزق کے دروازے کھول دے گا اور وہی ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد میاں محمد شریف دوبئی چلے گئے جہاں ان کی قیادت و رہنمائی میں ایک اور فاؤنڈری لگائی گئی۔ میاں محمد شریف نہ صرف خود پابند صوم و صلوٰۃ تھے بلکہ تمام خاندان کے لئے حکم تھا کہ سب باجماعت نماز ادا کریں۔ گھر کے بڑے اور بچوں کے لئے نماز فجر کے بعد باقاعدہ درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ماڈل ٹاؤن میں جب سات خاندانوں کی اتفاق کالونی بنائی گئی تو لاہور میں اس کی دھوم تھی سب کے گھر کا رقبہ اور ڈیزائن ایک جیسا تھا اور یہاں ایک جامع مسجد اور مدرسہ بھی بنایا گیا ہے۔ نامور عالم دین پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے قرآن پاک کی درس و تدریس کا آغاز اتفاق مسجد سے ہی کیا تھا۔ میاں شریف مساجد کی تعمیر ہو یا کوئی اور دینی کام سب سے آگے رہے۔ وہ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی امداد اس طرح

Marfat.com

کرتے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی علم نہ ہوتا - میاں محمد شریف باقاعدگی سے زکوٰۃ نکالتے اور بڑی احتیاط سے اس کی تقسیم کا انتظام کیا جاتا تھا - ایک وقت آیا کہ یہ رقم کروڑوں پر پہنچ گئی - لاہور میں ایک ایک کروڑ کی مالیت سے غریبوں میں اشیائے ضرورت کے عید گفٹ تقسیم کئے گئے - اس طرح میاں محمد شریف ہر صبح باقاعدگی سے اتفاق ہسپتال جاتے اور خود غریب و نادار مریضوں کی نہ صرف بیمار پرسی کرتے بلکہ ایم ایس کو ہدایت کرتے کہ فلاں مریض کا مفت علاج کیا جائے - اس سے 50 فیصد وصول کیا جائے ایسا بھی ہوتا تھا کہ مریضوں کی مالی امداد کرتے اور مریض کو علم بھی نہ ہوتا تھا کہ امداد کرنے والا کون ہے؟

جب میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف سیاست میں آئے تو اپوزیشن نے یہ تاثر دیا کہ ان کے والد گرامی اہم رول ادا کرتے ہیں - ہر اہم مسئلہ پر ان کا ہی فیصلہ آخری ہوتا ہے جبکہ یہ بات درست نہ تھی تاہم ایک عظیم باپ کی حیثیت سے میاں صاحب مرحوم اپنے بچوں کی رہنمائی ضرور کیا کرتے تھے اور حکم یہ تھا کہ غریب کی امداد کی جائے اور انہیں انصاف مہیا کیا جائے وہ چاہتے تھے کہ ملک میں اللہ کا قانون اور حکم نافذ ہو - تاہم ایک بات پکی ہے کہ میاں محمد شریف نے نہ ہی کبھی کسی سے سمجھوتہ کیا اور نہ ہی انہیں کوئی خوفزدہ کر سکا - 1988ء میں بے نظیر بھٹو برسر اقتدار آئیں تو اس وقت میاں محمد شریف کی ایک شوگر ملز پتوکی میں زیر تعمیر تھی - محترمہ نے آتے ہی ان کے قرضے روک دیئے ان کو مشورہ دیا گیا کہ ملز کا پراجیکٹ روک دیں - مگر میاں صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور ایک کوآپریٹو بنک سے بڑی شرح سود پر قرضہ لے کر شوگر ملز بنا کر دکھا دی بے نظیر بھٹو نے صرف یہ ہی نہیں کیا - بلکہ اپنے دوسرے دور اقتدار میں میاں نواز شریف پر دباؤ ڈالنے کے لئے ان کے والد میاں محمد شریف کو گرفتار کر لیا اور اس طرح کہ پولیس نے ان کو جبراً اٹھالیا - اس دوران میاں محمد شریف کے سر پر چوٹ بھی آئی لیکن میاں نواز شریف کے ماتھے پر شکن بھی نہ آئی اور صرف یہ کہا دیکھیں یہ لوگ کیا کر رہے ہیں موجودہ حکومت نے جب میاں نواز شریف کو جلاوطن کیا تو سب سے بڑی شرط یہ تھی کہ میاں شریف، ان کی اہلیہ سمیت سارا خاندان جدہ جائے گا - صرف میاں شہباز شریف کے بیٹوں حمزہ شہباز اور سلمان شہباز کو پاکستان میں رہنے کی اجازت دی گئی - میاں شریف نے یہ بات قبول کر لی اور اپنے بیٹوں کے ساتھ یہ کہہ کر جدہ چلے گئے کہ اللہ کے گھر سے بلاوہ آیا ہے - محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں جب میاں منظور وٹو صوبہ کے وزیر اعلیٰ تھے تو ماڈل ٹاؤن میں میاں نواز شریف کی کوٹھی کے باہر آپریشن کیا گیا - ہزاروں پولیس والے تھے کہ وہاں تعمیر کیے گئے کمرے اور عمارت کو بلڈوزر سے مسمار کر دیا گیا - نماز فجر کے وقت میں نے دیکھا کہ گیٹ کھلا اور میاں محمد شریف اپنی چھوٹی گاڑی میں باہر نکلے اور بڑے اطمینان کے ساتھ مسجد چلے گئے اور ان کے چہرے پر پریشانی کے کوئی آثار نہ تھے کچھ لوگوں نے ان کو دیکھ کر جذباتی نعرے لگائے تو میاں محمد شریف کے چہرے پر مسکراہٹ آئی کہ یہ بڑے عزم و حوصلہ کے شخص تھے کہ اب ایسے وضعدار، مخلص اور عظیم لوگ کہاں - میاں محمد شریف کے انتقال سے ملک و قوم ایک بڑے صنعت کار محب وطن اور عاشق رسول ﷺ سے محروم ہو گئی ہے - لاہور میں شریف ہسپتال، شریف میڈیکل سٹی اور شریف تعلیمی کمپلیکس ان کی زندہ یادگاریں ہیں جہاں سے ہزاروں مریضوں کو مفت علاج اور سینکڑوں بچوں کو مفت اعلیٰ تعلیم مہیا کی جارہی ہے - یہ میاں شریف کا صدقہ جاریہ ہے جو ان کے وارثوں نے قائم دائم رکھنا ہے کسی نے کہا ہے اور درست کہا ہے کہ میاں محمد شریف کی موت ایک ادارہ اور ایک عہد کی موت ہے کہ اب ایسے عظیم لوگ کہاں -

سید انور قدوائی - روزنامہ جنگ لاہور

☆☆☆

روزانہ سویرے سویرے نذیر ناجی کا نمکین اور بعض اوقات انتہائی تلخ حقائق سے پردہ کشائی کرنے والا کڑوا کالم بھی نظر سے گزرتا رہتا ہے سالہا سال سے یہ سلسلہ جاری ہے روزانہ عقلی حوالے سے مدلل اور اطلاعاتی حوالے سے مصدقہ اور نئی بات کرنا بلاشبہ نذیر ناجی کا اعجاز واعزاز ہے میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر نذیر ناجی کے قلم نے اناللہ وانا الیہ راجعون کے عنوان سے بھی ایک کالم تحریر کیا کیونکہ نذیر ناجی اصولی طور پر جمہوریت پسند ہیں اس لیے انہوں نے نہ صرف اپنے کالم میں میاں محمد شریف کو اپنے انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے بلکہ جمہوری روایات کے علمبردار میاں نواز شریف کی جمہوری جدوجہد کی بھی تعریف کی ہے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اَلَیہِ رَاجِعُون

میاں محمد شریف انتقال کر گئے۔اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اَلَیہِ رَاجِعُون. دنیا میں ایسے خوش نصیب انسان بہت کم ہوتے ہیں جو مزدوری سے اپنی زندگی کا آغاز کریں اور پھر پورے خاندان کو صنعت وسرمایہ کاری کی ان بلندیوں پر لے جائیں جو دنیاوی اعتبار سے کسی بھی معاشرے میں چند گنے چنے خاندانوں کے حصے میں آتی ہیں۔کوئی بھی بڑا خاندانی صنعتی گروپ ایک نسل میں ٹاپ ٹین کے درجے پر نہیں پہنچتا لیکن میاں شریف نے اپنے ہاتھوں سے گرم لوہا کوٹ کر ترقی کے جس سفر کا آغاز کیا تھا اس کا پہلا مرحلہ انہی کی قیادت میں مکمل ہوا اور اتفاق گروپ پاکستان کے ان دو چار بڑے صنعتی گروپس میں شامل ہو گیا میاں شریف کہیں رکنے والے انسان نہیں تھے۔شاید قدرت بھی انہیں کسی ایک مقام پر منجمند نہیں کرنا چاہتی تھی چنانچہ بھٹو صاحب کے دور میں ان کے عمر بھر کے اثاثے قومی ملکیت میں لے لئے گئے یہاں تک کہ ذاتی استعمال کی کاریں بھی چھن گئیں لیکن میاں شریف کے سینے میں عزم وہمت کے جو خزانے بھرے تھے ان میں کوئی کمی نہ آئی۔وہ اپنی مل اور اپنا دفتر چھن جانے کے بعد بھی معمول کے مطابق تیار ہو کر کام کاج کیلئے گھر سے نکلے۔گورنمنٹ کالج لاہور کے عقب میں ایک شکستہ سڑک پر نہایت خستہ عمارت کے اندر ایک چھوٹا سا دفتر قائم کیا۔نواز اور شہباز ان کے ساتھ جاتے اور نئی صنعتکاری کے لئے کام شروع کر دیا گیا۔بہت سے لوگ اپنے اثاثے چھن جانے پر دلبرداشتہ ہو کر پاکستان سے چلے گئے تھے اور بے شمار لوگوں نے یہ سوچ کر مزید محنت اور کام کرنے سے ہی انکار کر دیا تھا کہ جب سب کچھ بنانے کے بعد لٹنا ہی ہے تو پھر بنانے کا فائدہ کیا؟ پنجاب میں دو ہی بڑی اسٹیل فیکٹریاں چھینی گئی تھیں ایک سی ایم لطیف کی اور دوسری میاں شریف کی۔سی ایم لطیف ایسے دلبرداشتہ ہوئے کہ دوبارہ صنعتکاری کا رخ نہ کیا اور زندگی کے باقی ایام جرمنی کے ایک گاؤں میں گزارے اور کچھ عرصہ پہلے وہیں ان کا انتقال ہوا۔میاں شریف نے زمین پر گرنے کے بعد دوبارہ محنت ومشقت کا سلسلہ شروع کر دیا اور دوبارہ سات نئی صنعتیں کھڑی کر دیں۔ایسے عزم وہمت اور حوصلے کا مظاہرہ کم ہی لوگ کر سکتے ہیں اتفاق ان کا پہلا پیار تھا۔سرکاری انتظام میں یہ فیکٹری تباہ وبرباد ہو چکی تھی۔کوئی دوسرا ہوتا تو اس کھنڈر کے قریب سے نہ گزرتا لیکن میاں شریف نے اس کباڑ خانے کو واپس لے کر دوبارہ ایک صنعتی ادارے میں تبدیل کر دیا۔اس الزام میں کوئی حقیقت نہیں کہ جنرل ضیاء نے یہ کارخانہ واپس دے کر شریف خاندان کی کوئی مدد نہیں کی تھی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ میاں شریف نے یہ کارخانہ واپس لے کر حکومت کا بوجھ اتارا تھا اور وہ فیکٹری جہاں بیروزگاری کے سوا کچھ پیدا نہیں ہو رہا تھا اسے نہ صرف ایک بڑا پیداواری مرکز بنا دیا بلکہ ہزاروں افراد کو نئے روزگار بھی مہیا ہوئے جیسا کہ میں نے عرض کیا میاں شریف کسی ایک مقام پر رکنے والے انسان نہیں تھے اپنے صنعتی گروپ کو دوبارہ پیروں پر کھڑا کرنے

Marfat.com

کے بعد انہوں نے اپنے بڑے بیٹے نواز شریف کو سیاست میں لانے کا فیصلہ کیا اس کا مقصد حصول اقتدار سے زیادہ سیاسی اور شہری حقوق کا تحفظ تھا 1970ء کے تجربے سے انہیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ محض صنعتی طاقت ایک ایسے معاشرے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی جہاں بیورو کریسی اور فیوڈلزم کا غلبہ ہو لاہور میں جرمنی کے ایک قونصل جنرل ہوا کرتے تھے وہ میاں شریف کے ذاتی دوست تھے اس سلسلے میں ان سے کافی مشورے ہوئے اور یہ بڑا صنعتی خاندان جس کا سیاست سے صرف اتنا واسطہ تھا کہ مختلف جماعتوں کو چندے دے دیئے جاتے عملی سیاست میں حصہ لینے لگا نواز شریف اپنے گھر میں سب سے شرمیلے کم گو اور کم آمیز شخص تھے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک دن وہ نہ صرف صف اول کے سیاستدان بنیں گے بلکہ دو مرتبہ وزارت عظمیٰ کے منصب پر بھی فائز ہوں گے اور ان کا شمار ملک کے کامیاب ترین اور طاقتور ترین وزرائے اعظم میں ہو گا یہ بات نواز شریف کے مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان میں بطور وزیر اعظم جتنے اختیارات اور طاقت نواز شریف کو حاصل ہوئی وہ بھٹو صاحب سمیت کسی وزیر اعظم کے حصے میں نہیں آئی میاں محمد شریف کی بھرپور اور کامیاب زندگی کا احاطہ ایک کالم میں نہیں کیا جا سکتا اللہ نے توفیق دی تو اس خاندان سے اپنی نسبت کے حوالے سے بہت کچھ لکھوں گا فی الحال یہی عرض کروں گا کہ میاں محمد شریف اس جہانِ فانی سے رخصت ہو چکے ہیں اپنی زندگی میں انہوں نے کبھی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا ان کے بیٹے مسلم لیگ کے لیڈر رہے لیکن وہ کبھی پارٹی کے کسی اجلاس میں نہیں آئے اور نہ کسی جلسے میں گئے ان کے بیٹے وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ رہے مگر وہ کابینہ کے کسی اجلاس یا کسی سرکاری میٹنگ میں باضابطہ طور پر شریک نہیں ہوئے نجی طور پر وہ ایسے افراد کی رہنمائی ضرور کر دیا کرتے جو اس کے طلبگار ہوتے لیکن خود آگے بڑھ کر کسی سیاسی یا انتظامی معاملے میں نہیں آئے ان کے لیے عمدہ ترین خراجِ عقیدت یہ ہے کہ ان کی آخری رسومات کو بھی سیاست سے آلودہ نہ کیا جائے نہ حکومت اس معاملے میں کسی سیاسی تعصب کا مظاہرہ کرے اور نہ میاں محمد شریف کے پسماندگان میں سے کوئی اس کا سیاسی فائدہ اٹھائے اگر دونوں اطراف سے میاں محمد شریف کو مشترکہ خراجِ عقیدت پیش کرنے کا فیصلہ ہو جائے تو یہ مرحوم کی عظیم شخصیت کے مقام اور وقار کے عین مطابق ہو گا صدر پرویز مشرف وزیر اعظم شوکت عزیز اور چوہدری شجاعت حسین اور چوہدری پرویز الٰہی نے تعزیتی پیغامات دے کر اچھی ابتداء کی ہے خدا کرے میاں شریف کا پورا خاندان ان کی آخری رسومات میں شریک ہو سکے اور نچلے درجے کے سیاسی طالع آزما آخری رسومات کے تقدس کو سیاسی نعرے بازیوں سے مجروح نہ کریں سیاست کے لیے بے شمار مواقع آئیں گے اور آنا بھی چاہئیں لیکن میاں محمد شریف کی آخری رسومات کی سوگوار اور ماتمی فضا کی پاکیزگی برقرار رہنا چاہیے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو بلند ترین درجات عطا فرمائے اور میاں محمد نواز شریف، میاں شہباز شریف، میاں عباس شریف، حسین نواز، حسن نواز، حمزہ شہباز اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)۔

نذیر ناجی روزنامہ جنگ لاہور۔

☆☆☆

Marfat.com

مشرقی روایات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو میاں محمد شریف کی جلاوطنی میں موت بھی ایک المیہ ہے کیونکہ جس ملک میں وہ رہے، پڑھے لکھے، محنت کی، عروج حاصل کیا، سیاست میں حصہ لیا، لوگوں کو دکھ درد بانٹے، اس ملک میں آج ان کی اولاد میں سے چند ایک کے سوا کوئی بھی نہیں کہ جس سے لوگ تعزیت کر سکیں اور اپنے من کا بوجھ ہلکا کر سکیں محترم رفیق غوری صاحب کا شمار بھی میاں محمد شریف مرحوم کے دوستوں میں ہوتا ہے وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ تعزیت کس سے کروں؟

تعزیت کس سے کروں؟

میاں شریف اس جہان سے اٹھ گئے اور اس جہان پہنچ گئے جہاں پہنچنے کا ہم سب کو یقین ہے مگر جانے پر آمادہ کوئی نہیں۔ اس موضوع پر بہت کچھ لکھنا ہے۔ بہت کچھ کہنا ہے اس لئے کہ راقم میاں محمد شریف کے بارے میں کافی آگاہی کا دعویٰ رکھتا ہے مگر اس دعویٰ کے باوجود کچھ لکھا نہیں جا رہا ہے میاں صاحب کے انتقال کی خبر کے بعد رائے ونڈ بھی گیا۔ ماڈل ٹاؤن بھی مگر اتنے بڑے آدمی، اتنی اولاد رکھنے والے شخص کی موت کی تعزیت کس سے کروں اس کے بارے میں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ کہ میاں شریف جن کے والد تھے۔ جن کے چچا، تایا تھے جن کے بزرگ تھے ان میں سے تو کوئی ابھی تک پاکستان آ ہی نہیں سکا۔ ان حالات میں کس کے سینے سے لگ کر اپنا بوجھ ہلکا کیا جا سکتا ہے۔ کس کے سامنے بیٹھ کر دعائے مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھانے کی درخواست کی جا سکتی ہے۔ کس کے سامنے یہ گفتگو کی جائے کہ مرنے والے میں بہت خوبیاں تھیں۔ تیسرے دن گیا تو میاں شہباز شریف کے ایک صاحبزادے جو اپنے خاندان کے ساتھ جدہ نہیں گئے تھے۔ تعزیتیں وصول کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان سے ہی تعزیت کر رہے تھے۔ ان سے ہی مل رہے تھے۔ میں بھی قطار میں لگ گیا اظہارِ افسوس کیا تعزیت کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ہمت نہ تھی میں حمزہ شہباز کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بار بار ان کی طرف ہی دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ اس دوران خیال آیا کہ ارے یہ تو میاں محمد شریف ہیں۔ یہ حمزہ شہباز نہیں ہیں۔ میں تو ان سے تعزیت کر رہا ہوں۔

قارئین آپ کو کبھی موقع ملے تو حمزہ شہباز شریف کو ایک نظر دیکھ لیجئے گا کہ وہ ہو بہو اپنے دادا پر گیا ہے۔ وہی وضع قطع، وہی سفید لباس، وہی نین نقشہ، اسی طرح کم بولنے کی عادت۔ گویا کہہ لیں جب حکومت نے میاں شریف کی میت کے ساتھ کسی کو پاکستان آنے کا حق نہ دیا تو میاں شریف اپنے آپ سے ہی تعزیت کرنے لگا۔ اپنے آپ ہی سے اپنے مرنے کا افسوس کرنے لگا۔ رائیونڈ میں لوگ کہہ رہے تھے مرحوم نے اپنی وصیت میں سب کچھ لکھ رکھا تھا۔ انہیں کس طرح دفن کیا جائے، کس جگہ دفن کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رائیونڈ میں شریف خاندان کی وہ رہائش گاہ جس کا بڑا شہرہ ہے، بڑا تذکرہ ہے، بڑی کہانیاں ہیں، اس میں میاں محمد شریف نے ایک قطعہ اراضی میں مدرسہ (دینی) بنانے اور کمسن بچوں کے لئے ایک سکول (پرانے انداز میں) بنانے کا فیصلہ کر رکھا تھا اور خواہش تھی کہ اسی مدرسہ میں جہاں بچے قرآنِ پاک کی تعلیم حاصل کیا کریں گے جہاں سکولوں میں جانے والے طالب علم با آواز بلند پہاڑے اک دونی دو دونی چار پڑھا کریں گے کے درمیان میاں شریف ابدی نیند سوئیں۔ اب میاں شریف کی قبر کے لئے اس جگہ سے فصل تو صاف کر دی گئی ہے مگر 12 اکتوبر کے سانحہ کے سبب وہاں کوئی سکول یا مدرسہ ابھی نہیں بن پایا۔ اچھا ہوا وہاں دینی مدرسہ نہیں بنا تھا ورنہ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے وہاں ہر روز چھاپوں کی اطلاعات آتیں کہ ان مدرسوں سے ہی تو دہشت گرد نکلتے ہیں۔

Marfat.com

ہم میاں محمد شریف کی المناک موت پر تعزیتی کالم لکھنے بیٹھے تھے ہم تو حمزہ شہباز کی صورت کو میاں محمد شریف کے ساتھ مشابہہ دیکھ کر اس دکھ میں بھی خوش ہو رہے تھے کہ چلو اچھا ہوا میاں محمد شریف کی تیسری نسل میں بھی کوئی پوری طرح ان جیسا نہ سہی مگر حمزہ کچھ نہ کچھ تو اپنے دادا پر ہی جائے گا۔ محض وضع قطع کے حوالے سے ہی نہیں طرز زندگی کاروبار کے میدان میں بھی اپنے دادا کے انداز کو اپنائے گا اور اس دوران یہ خیال بھی آیا کہ دانا، بینا دادے کو اپنے پوتوں میں سب سے زیادہ شاید حمزہ کی صلاحیتوں پر ہی ناز تھا کہ 12 اکتوبر کے بعد جب پورا خاندان جلاوطن ہوا تو حمزہ شہباز اس وقت کی خبروں کے مطابق بطور زر ضمانت پاکستان میں رکھ لئے گئے تھے۔ زر بھی اچھا ہے ضمانت بھی خوب ہے اور حمزہ شہباز اپنے دادا، اپنے والد، اپنے تایا کی عدم موجودگی میں کاروباری امور کو بھی خوب چلا رہے ہیں۔ انہی سوچوں میں گم تھا انہی خوابوں میں کھویا ہوا تھا کہ عصر کی اذان کا وقت ہو گیا اور حمزہ شہباز یہ آواز سنتے ہی مسجد کی طرف چل دیئے۔ بالکل اسی طرح جس طرح اس کے دادا اذان کے ساتھ ہی مسجد کی جانب روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ اللہ میاں شریف کے نیو ورژن (Version) کو سلامت رکھے۔ آمین۔

رفیق غوری روزنامہ جرأت لاہور

☆☆☆

Marfat.com

''دنیا میں ہر شخص کا ایک کام ہوتا ہے میرا کام یہی ہے کہ میں تلخ مگر مفید سچائی عوام پر ظاہر کروں۔ جہاں تک میری استطاعت میں تھا میں نے انسانیت شرافت اور رواداری کی دعوت دی ہے اگر دنیا نے نہیں سنا تو یہ میرا قصور نہیں ہے میں نے اپنے لئے ایک قاعدہ بنالیا ہے کہ میں ''عالمگیر سچائیوں'' کا ساتھ دوں گا میں کسی پر الزام نہیں لگاتا۔ کسی کی تضحیک نہیں کرتا۔ کسی معین شخص پر حملہ نہیں کرتا۔ میں کسی خاص فعل کو برا نہیں کہتا میں شر کو برا کہتا ہوں'' یہ الفاظ ماضی کے ایک ادیب روسو کے ہیں۔ آج بھی کئی ادیب، دانشور اور لکھاری روسو کے اس خیال کے مطابق عالمگیر سچائیوں کا ساتھ دیتے نظر آتے ہیں جناب غیاث الدین جانباز صاحب نے بھی عالمگیر سچائی کا ساتھ دیتے ہوئے معزول وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کو پاکستان میں ''رحمانی سیاست'' کا پرچم بلند کر کے اللہ کی رضا اور عوام کی خوشنودی حاصل کر لینے کا مشورہ دیا ہے امید ہے کہ معزول وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف ان گزارشات پر ضرور غور و فکر کریں گے۔ کیونکہ ان کے والد مرحوم و مغفور کا بھی مشن رحمانیت ہی تھا۔

میاں نواز شریف سے چند گزارشات

میاں محمد شریف مرحوم کی میت کو کندھا دینے اور اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارنے کے لئے ان کے فرمانبردار بیٹوں کو پاکستان آنے کی اجازت نہ دے کر حکمرانوں نے رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا۔ البتہ حکمرانوں کے عمل نے شریف خاندان کے لئے عوام کے دلوں میں محبت و ہمدردی میں جو اضافہ کیا ہے اس کا حکمرانوں کو اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔ یوں میاں شریف جاتے جاتے بھی اپنے بیٹوں کو نواز گئے اور حکمرانوں کو کمزور کر گئے۔ اللہ نے قرآن مجید میں جہاں اپنی اطاعت کا فرمان دیا ہے ساتھ ہی والدین کی فرمانبرداری کا حکم بھی دیا ہے۔ نواز شریف، شہباز شریف، عباس شریف نے اللہ کی کس حد تک اطاعت کی ہے یہ ان کا اور اللہ کا معاملہ ہے لیکن والدین کی اطاعت و فرمانبرداری میں بلاشک و شبہ کوئی کمی و کجی نہیں دکھائی اور اس کا صلہ بھی رب نے انہیں دیا ہے اور میاں شریف کی وفات نے ان کی مقبولیت کا گراف بہت بلند کر دیا ہے۔ اس گراف کو برقرار رکھنا اب نواز شریف پر منحصر ہے۔ نواز اور شہباز کو ان کے عظیم باپ کی بصیرت افروز رہنمائی تو میسر نہیں آئے گی اس لئے دونوں بھائیوں کو اپنے والد کے قریبی دوستوں سے اسی طرح رہنمائی لینی چاہیے جس طرح وہ اپنے مرحوم والد سے لیتے تھے۔ میاں نواز شریف اپنی کوتاہیوں کے باوجود عاشق رسولؐ ہیں اور دین سے گہری رغبت رکھتے ہیں۔ اس وقت ہمارے دین کے ساتھ جو ظلم روا رکھا جا رہا ہے اس میں مسلمان ملکوں کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی بزدلی و بے حمیتی بھی شامل ہے۔ صدر بش کی جیت پر ہمارے حکمران خوش اور عوام دل گرفتہ ہیں۔ ایک سچے عاشق رسولؐ کی حیثیت سے میاں نواز شریف کو اقتدار کی جنگ سے قدرے ہٹ کر اسلام اور پاکستان کی سربلندی کے لئے لائحہ عمل ترتیب دے کر ایک مدبرانہ کردار ادا کرنے کی طرف قدم بڑھانا چاہیے۔ انہیں پاکستان کو صحیح اسلامی جمہوری فلاحی ملک بنانے کے لئے اس عہد کے تقاضوں کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں منشور ترتیب دینا چاہئے نیز خارجہ پالیسی کے سلسلہ میں اپنی جماعت کی سامراج دشمن سمت کو درست کرنا چاہئے۔ ان کے خاندان کو ڈھیروں دولت اقتدار اور عوام میں مقبولیت امریکہ نے نہیں بلکہ اللہ جل شانہٗ نے عطا فرمائی ہے۔ جب یہ سب اللہ کریم کی عطا و عنایت ہے تو پھر اللہ کی ذات پر بھروسہ کر کے اس کی رضا و خوشنودی کے لئے رحمانی سیاست کا پرچم اٹھا لینا چاہئے۔ اقتدار دینے والا خود ہی سارے کام درست کر دے گا۔ نواز مسلم لیگ اور پی پی پی کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ وہ امریکہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ میاں نواز شریف کو اس تاثر کو دور کرنا چاہئے کچھ

Marfat.com

عرصہ کے لئے وہ اقتدار کو بھول جائیں اور انتقام کا سوچنا چھوڑ دیں۔ جب رضائے الٰہی کیلئے ظلم کی شکار اس کی مخلوق کیلئے سفر کا آغاز کیا تو پھر ڈھیروں برکتیں ملیں۔ جو اللہ پر بھروسہ کر لیتے ہیں اللہ ان کو نوازتا ہے۔ یقین جانیے عوام میں نواز شریف کی مقبولیت کا گراف بہت پستی کی جانب تھا لیکن ان کے والد کی موت اور میت کی تدفین کے سلسلہ میں روا رکھے جانیوالے سلوک نے شریف خاندان کی مقبولیت کا گراف بہت بلند کر دیا ہے۔ یہ ہمدردانہ مقبولیت کا گراف ہے اسے بہادری میں تبدیل کر دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ بھی بہادروں کو پسند کرتا ہے۔ صدر بش کامیابی کے نشہ میں جو درگت اسلام کی بنائیں گے وہ کھلا راز ہے۔ عراق شام ایران کے بعد باری پاکستان کی ہے اور اصل معرکہ اسی دھرتی پر ہوگا اور عالم اسلام مار کھا کر آخر کار پاکستان کے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اس وقت کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے۔ وہی لمحہ وہ ہوگا جب یہاں سیاسی تبدیلی آئے گی اس وقت اپنے منشور و پالیسی کو بھی واضح رکھ دیجئے اپنے والد کی موت کے غم کو طاقت میں بدل ڈالئے اللہ خیر کرے گا۔

بے لاگ۔ غیاث الدین جانباز روزنامہ نوائے وقت 9 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

28 مئی 1998ء کو پاکستان کو اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس دور میں میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان تھے۔ جبکہ نواز شریف کے بارے میں ان دنوں عام تاثر یہ تھا کہ وہ اپنے ابا جی کے حکم کے بغیر ایک انچ بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ یہ تاثر آوازِ خلق نقارہ خدا کی طرح حقیقت بھی تھا۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی نے بھی اس مناسبت سے میاں محمد شریف مرحوم کو ابا جی کے لفظ سے یاد کر کے قوم سے اظہارِ تعزیت کیا ہے۔

ابا جی انتقال کر گئے

محترم میاں محمد شریف اپنی عمر کے بھرپور 84 سال گزار کر جدہ کے ہسپتال میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میاں شریف زندگی بھر بڑے متحرک رہے۔ جس منصوبے کا سوچا، محنت کی اور اسے مکمل کیا۔ ان کا شمار ان چند خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے جن کا ماضی ان کے حال کی تصدیق کرتا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ شاندار مستقبل کی راہ ہموار کی اور ہر نازک صورتحال کا مقابلہ کر کے شاندار کامیابی پائی۔ وہ نیچے سے ترقی کرتے کرتے بلندی تک پہنچے۔ ان کا ایک بیٹا نواز شریف دو بار وزیر اعظم پاکستان بنا اور ایک بیٹا شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب ہوا۔

یہ ان کے کردار، حسن سلوک، سوچ اور عمل ہی تو تھے کہ ان کو سات بھائیوں کی سپورٹ حاصل رہی۔ اسی سلوک، پیار اور تعاون کی بناء پر ہی اتفاق فونڈری نام رکھا کہ ان سات کی قوت ایک ہو کر کئی سالوں تک یکجا رہی اور سب بھائی اور ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کے بازو بنے رہے۔ گویا میاں شریف نے عملی طور پر اتفاق میں برکت ہے کا قول ثابت کر کے دکھا دیا۔ پھر سب کے سب محبت و پیار کے باغ کے پھل کھاتے رہے۔ عہد و پیمان کے پتلے رہے اور عظمت کے محلات میں بستے رہے۔ ہر ایک نے بڑے کی عزت کی۔

میاں شریف عمر بھر غرباء کی اعانت کرتے رہے، مجبور لوگوں کی کفالت کی، بے سہاروں کو سہارا دیا، خاموشی سے لوگوں کی امداد کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا آخری سفر نہایت شاندار رہا اور وہ پاک سرزمین میں خصوصیت کے ساتھ پانچ برس رہے۔ ان کو خانہ کعبہ میں عبادت، طواف، غرض ہر طرح کی سہولت سعودی حکومت کی طرف سے میسر آئی۔ ان کو بڑھاپے نے تنگ نہ کیا وہ کسی حادثے کا شکار نہ ہوئے ان کی نگہداشت جدید آلات و سامان اور ڈاکٹروں کی ٹیم کی سرکردگی میں ہوئی۔ وہ نہایت آرام سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔

میاں شریف نے پاکستان میں رفاہِ عامہ کے بے شمار کام کئے مسجدیں بنوائیں۔ ہسپتال تعمیر کئے۔ لوگوں کو روزگار مہیا کیا۔ موسم کے اعتبار سے غرباء کو لباس کی سہولتیں فراہم کرتے رہے۔ سردیوں میں اچھی کوالٹی کی رضائیاں لوگوں میں تقسیم کیں۔ وہ زندگی بھر دوسروں کے کام آتے رہے۔ وہ کم گو تھے مسکراہٹ اور سنجیدگی ان کے چہرے کا رنگ تھی۔ ان کی ترقی کی بنیاد ان کے اصول تھے اچھا بول، اچھا تول۔ وہ بڑے خلیق انسان تھے۔ نماز، روزہ اور دیگر دینی شعار کے پابند تھے۔

آپ نے محنت مزدوری کو شعار بنایا، لوہے کا کاروبار اپنے لئے بطور روزگار منتخب کیا، ماں باپ کی دعا شامل ہوئی۔ حالات کا مقابلہ کیا۔ اپنے بازوؤں کو ٹٹولا، کر مزدوری کھا چوری کو اپنا لیا۔ سب کچھ بھول کر کام میں لگ گئے برانڈرتھ روڈ کے قریب لوہے کی بھٹی سے نئے دور کا آغاز کیا۔ کوشش، محنت کو مخصوص طریقے سے سمجھا اور جذبہ رگوں میں دوڑایا، بھائیوں کو ساتھ ملا کر کام کیا، پھر اولاد سب کی ہوتی گئی اور کام کرنے والے

Marfat.com

بڑھتے گئے۔اتفاق میں برکت ہے۔کارخانے بننے لگے،کسی جگہ لوہے کا کارخانہ،کسی جگہ برف بنائی جارہی ہے،پھر اتفاق فاؤنڈری قائم ہوگئی۔ میاں صاحب وقت کے پابند اسی طرح تھے جس طرح صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند تھے۔

جب فیملی بڑھنے لگی تو اپنا ٹھکانہ ماڈل ٹاؤن میں بنایا۔1962ء میں تعمیر اس انداز سے کی کہ سارے بھائی ایک قطار میں،ایک طرح کے مکانات میں رہنے لگے۔جن کے گیٹ بھی ایک طرح کے تھے۔پھر خراب وقت بھی آیا۔پیپلز پارٹی کی حکومت نے اتفاق فاؤنڈری پر قبضہ کرلیا اور یہ لوگ بے دخل ہوگئے۔مگر میاں صاحب نے فولاد جیسی قوتِ ارادی سے کام لیا،ہمت نہ ہاری مجبوری کو قبول نہ کیا اور جی ٹی روڈ پر ایک نئی اتفاق فاؤنڈری لگائی اور پھر سے کام ہونے لگا۔اللہ نے برکت ڈالی ان کی فیکٹری کا سریا لوہا قابلِ اعتماد اور قابلِ اعتبار ہوگیا۔میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف بلکہ خاندان کے سبھی نوجوان میاں شریف کی رہنمائی میں اپنا اپنا کام کرنے لگے اور لہر بہر ہوگئی۔

ذوالفقار علی بھٹو کو زوال آیا پھر جنرل ضیاء الحق آگئے۔میاں محمد شریف اپنی محنت اور دیانتداری سے کام میں مصروف رہے۔ان کے کسی ادارے پر کسی رفیق پر کسی عزیز پر کرپشن یا بدعنوانی کا کوئی الزام نہیں تھا۔اصول ان کی ترقی کے ضامن رہے۔وہ مستقبل کی ترقی پر نگاہ رکھتے تھے۔ کوئی ان کی سربراہی میں عدم توجہ کا شکار نہیں ہوا۔پھر ان کا چہیتا شہزادہ نواز شریف جنرل جیلانی کے دور میں باپ کی اجازت سے وزیر مقرر ہوا۔ان کا یہ معصوم چہرے والا بیٹا اپنی خداداد صلاحیتوں سے والدین کی دعاؤں کی برکتوں سے ملک کا دوبار وزیراعظم بنا اور اپنے دوسرے دور میں 28 مئی 1998ء کو پاکستان کو اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت بنانے کا اعزاز حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔دوسرے بیٹے شہباز شریف کو اس لئے سیاست کی اجازت دی کہ وہ میرٹ کا نظام صوبہ پنجاب میں رائج کرسکے۔گویا میاں محمد شریف کی بزنس،فیکٹری کے علاوہ بڑے اہم اور نازک قومی مسئلوں پر گرفت تھی اور اپنے دونوں بیٹوں کو صلاح مشورہ متواتر دیتے رہے۔ان کی زندگی قابل رشک تھی۔ملک بھر میں ان کا سوگ منایا جارہا ہے ان کے لئے دعائیں کی جارہی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی روزنامہ پاکستان 2 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ جس قوم نے بھی بے عملی اور رہبانیت کا چلن اختیار کیا تباہی وپستی اس کا مقدر بن گئی اور جن قوموں نے کام کو اپنا شعار بنالیا اور محنت سے ناطہ جوڑ لیا وہ قومیں عروج حاصل کرگئیں۔ ایک خاندان بھی قوم اور معاشرے کی اکائی ہوتا ہے دس بیس افراد پر مشتمل خاندان میں اگر ایک فرد بھی محنتی اور پُرعزم ہوتو خاندان کا مقدر سنور جاتا ہے۔ میاں محمد شریف مرحوم ان کے دیگر بھائی اور آگے ان کی اولاد سب افراد نے محنت کی اور اتنی ترقی کی کہ لوگ مثالیں دیتے ہیں۔ عمر فاروق منان صاحب نے بھی میاں محمد شریف کی محنت اور عزم کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

میاں محمد شریف......ایک کامیاب اور باہمت شخص کی موت

پاکستان کے سیاسی، شہری اور عوامی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و ملال کے ساتھ سنی گئی کہ جمعہ کی شب پاکستان کے سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف حالت نماز میں فنا ہوجانے والی دنیا سے ہمیشہ باقی رہنے والے جہاں کی طرف رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حالتِ نماز میں ان کا خالق حقیقی سے جاملنا اس امر کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے کہ وہ ایک نیک انسان تھے۔ انہیں دیارِ حجاز میں نماز کی ادائیگی کے وقت خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوے کا آنا ان کے نیک سرشت مومن ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ یوں تو ہر کلمہ گو صبح وشام ایسی مثالی موت کی دعا مانگتا ہے کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتو کسی نیک کام کی انجام دہی میں مصروف ہو اور مگن ہو۔ نماز تو نیکیوں کی معراج ہے۔ حالتِ نماز میں کسی کا اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردینا اس امر کی بیّن دلیل ہوتا ہے کہ وہ ایمان کی بہترین حالت میں تھا وگرنہ وہ جس امیر ترین طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اس کی اکثریت اکبرالہ آبادی کے الفاظ میں دنیا سے یوں رخصت ہوتی ہے۔

کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

جائے نماز اور مصلیٰ پر جان دینا خوش بختی کی علامت اور دلیل ہوتی ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ دوست دشمن، امیر غریب، عالم، جاہل، طاقتور اور ضعیف کون ہے جسے موت کا جام نہ چکھنا پڑے۔ موت وہ واحد قوت ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی اور طاقتور سے طاقتور ترین ہستی بھی جس کیلئے ناقابل تسخیر نہیں۔ یہ جام ہر زندگی کے لب چھوتا ہے۔ اس کے گھونٹ ہر کسی کو حلق سے نیچے اتارنا پڑتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا تھا۔

موت سے کس کو رستگاری ہے　　آج وہ کل ہماری باری ہے

اللہ اور اس کے رسولؐ اور الہامی کتابوں کے منکروں میں بھی اتنی جرأت نہیں کہ وہ موت کے وجود سے انکار کرسکیں۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب یہ آجاتا ہے تو کسی کو بھی ایک سیکنڈ کی مہلت نہیں دی جاتی۔ میاں شریف پیدا ہوئے تو وہ ایک غریب ترین گھرانے کے فرد تھے لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے دشمن دوست سبھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ وہ ایک امیر ترین شخصیت تھے۔ ان کی امارت دولت مندی اور آسودگی ان کی مسلسل محنت کا نتیجہ تھی۔ وہ جدوجہد پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا سرمایہ دولت تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا اصل اثاثہ ان کی جدوجہد تھی۔ دولت ہو، شہرت ہو یا کوئی اور مفید اور مثبت قدر، یہ اس وقت تک کسی انسان کی شخصیت کا گہنا نہیں بنتی جب تک کہ وہ ذہنی یکسوئی اور تمام

Marfat.com

تر توجہ اپنے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لئے کسی ایک پوائنٹ پر فوکس نہیں کر دیتا۔ جس شخص میں یہ اہلیت ہو کہ وہ اپنے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لئے اپنی توجہ کسی ایک پوائنٹ پر بآسانی فوکس کر دے اور پھر انگریزی محاورے کے مطابق اپنی لگن سے چمٹا رہے تو اس کی کامیابی یقینی ہو جایا کرتی ہے۔ کامیابی کو یقینی بنانا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے انسان کو سرد گرم حالات میں بھی توازن قائم رکھنا پڑتا ہے۔ اس پس منظر میں میاں محمد شریف کی زندگی کے اتار چڑھاؤ اور نشیب و فراز کا تجزیہ کیا جائے تو وہ ایک منظم، متوازن اور باہمت شخصیت کے طور پر ابھر کر تاریخ کے اسٹیج پر کامیاب ہیرو کے روپ میں سامنے آتے ہیں۔ کامیاب ہیرو کسے کہتے ہیں؟ کیا وہ شخص جسے زندگی میں کبھی ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو؟ کون ہے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ زندگی میں اس نے کبھی ناکامی مایوسی اور نامرادی کا منہ نہیں دیکھا؟ میرے نزدیک کامیاب ہیرو وہ ہے جو ناکامیوں سے نہیں گھبراتا۔ ہیرو اور بڑے آدمی کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ناکامی کو بھی ایک زینہ بنالیتا ہے تاکہ کامیابی کی اونچی برجی تک پہنچ سکے۔ میدان ہارنے والے ناکام نہیں ہوا کرتے، ناکام وہ ہوتے ہیں جو دل ہار دیتے ہیں۔

میاں محمد شریف کا یہ کمال تھا کہ مرحوم ہر میدان میں بھی کامیاب رہے اور دوسرا کبھی کسی موقع پر وہ ناکام ہوئے بھی تو ہاتھ پاؤں توڑ کر نہیں بیٹھ گئے۔ اگر کبھی کبھار کسی ناکامی سے ان کا سامنا ہوا تو اس سے انہوں نے حوصلہ مندی کا ایک نیا سبق سیکھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے کہ زندگی کے بارے میں جن کا نقطۂ نظر یہ ہوتا ہے کہ ناکامیاں اور شکست نہیں بلکہ بزدلی اور کم ہمتی انسان کو ناکام اور نادم بناتی ہے۔ غالباً اسی سے ملتی جلتی بات ایک انگریز دانشور نے بھی کہی تھی۔

No failure but low aim is crime

میاں محمد شریف کی موت پر میں صرف یہ کہوں گا کہ پاکستان ایک باہمت اور کامیاب شخص سے محروم ہو گیا ہے۔

عمر فاروق متان۔ روزنامہ صحافت

☆☆☆

Marfat.com

ہمارے ہاں یہ بھی ایک قومی المیہ ہے کہ فوجی وردی کے سائے میں اکثر جمہوریت قائم کر کے پاکستانی عوام اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک دی جاتی ہے اور بڑی پابندی سے جمہوری حکومت بھی قائم کردی جاتی ہے ایسی حکومتوں کے وزیر مشیر گو کہ عوام کے ووٹوں سے اسمبلی میں جاتے ہیں مگر وزارت یا حکومتی مشاورت کا قلمدان سنبھالنے کے لئے انہیں فوجی حکومت سے ہی ڈیل کرنا پڑتی ہے۔ اور بعض ایسے وزیر تو اس طرح کی ڈیل کر لیتے ہیں کہ ان کا اپنا عوامی نمائندگی کا وجود ایک ربڑ سٹمپ کی طرح نظر آنے لگتا ہے میاں محمد شریف مرحوم کی رائیونڈ میں تدفین کے موقع پر بھی بعض حکومتی وزیروں کا سیاسی رویہ بڑا مجبور اور روایتی نظر آیا۔ اس مجبوری کو جناب سلمان غنی صاحب نے نوائے وقت میں یوں بیان کیا ہے۔

والد کی تدفین کی رسومات میں بیٹوں کو شرکت سے کس نے روکا؟

مسلم لیگی قائدین میاں نواز شریف میاں شہباز شریف کے والد میاں محمد شریف کی سعودی عرب میں وفات کے بعد ان کی میت کی وطن واپسی ان کے بیٹوں کو تدفین کی رسومات میں شرکت کی اجازت نہ دینے اور صوبائی دار الحکومت لاہور میں پیش آنے والے متعدد واقعات نے پاکستان کی سیاسی صورتحال میں پیدا شدہ محاذ آرائی اور تلخی کی کیفیت میں اور اضافہ کر دیا ہے جس کے اثرات آنے والے دنوں میں ملکی حالات پر بھی ظاہر ہوں گے اور اس طرح وزیراعظم شوکت عزیز اور حکمران جماعت مسلم لیگ کے مرکزی سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین کی جانب سے اپوزیشن سے قومی ایشوز پر مفاہمت اور مذاکرات کی پیشکش ابتدا میں ہی دم توڑتی نظر آ رہی ہے۔ دونوں رہنماؤں کی جانب سے ایسی خواہشات کا اظہار ہوا تھا کہ ملک کی داخلی صورتحال اور عالمی سطح پر جاری حالات و واقعات کا تقاضا ہے کہ ملک میں قومی سطح پر مفاہمانہ فضا قائم ہوتا کہ ملک کے داخلی مسائل کے حل اور خارجی معاملات طے کرنے کے حوالہ سے جو بھی فیصلے ہوں وہ مکمل اتفاق رائے سے کئے جائیں۔ اس خواہش اور جذبے کو پروان چڑھانے کیلئے ضروری تھا کہ اس مرحلہ پر حکومت کی جانب سے اپوزیشن کے لئے کسی اچھے فیوچر کا مظاہرہ ہوتا اور دونوں جانب میں پیدا شدہ ضد اور ہٹ دھرمی کی فضا ختم ہوتی لیکن دیکھنے میں آیا کہ مسلم لیگی قائدین نواز شریف اور شہباز شریف کے والد کی وفات پر ذمہ دار حکام نے محض رسماً افسوس کے اظہار کیلئے بیانات چھپوانے تک اکتفا کیا۔ اگر حکومت کے اندر موجود سیاستدان خصوصاً مسلم لیگی حکومت کو مجبور کرتے کہ اس موقع پر غنیمت جان کر خود اس امر کا اعلان کر دیا جائے کہ نواز شریف شہباز شریف اور ان کے اہل خانہ اپنے والد اور بزرگ میاں شریف کی تدفین کی رسومات میں شرکت کر سکتے ہیں تو یقیناً اس کے اچھے اثرات نہ صرف ملکی سیاست پر ظاہر ہوتے بلکہ بعض قومی معاملات پر دونوں طرف سے لچک پیدا کر کے اچھے فیصلوں کا آغاز ہو سکتا تھا۔

حکومتی ترجمان شیخ رشید مسلسل تین روز تک اس امر پر زور دیتے رہے کہ شریف خاندان تدفین کی رسومات میں شرکت کے لئے حکومت کو درخواست دے یا اپیل کرے کیا ہی اچھا ہوتا اگر شیخ رشید اس نفسیاتی حربے کو بروئے کار لانے کی بجائے حکومت کے اندر موجود اپنے ساتھیوں خصوصاً چوہدری صاحبان سے مشورے کے ساتھ اصل حکمرانوں کو اس امر پر مجبور کرتے کہ اس نازک ملکی صورتحال میں اگر خود حکومت سابق وزیر اعظم نواز شریف اور مسلم لیگ ن کے صدر شہباز شریف کو اپنے والد کی تدفین کی رسومات میں شرکت کی پیش کش کریں تو اس کے مثبت اثرات قومی سیاست پر ظاہر ہونے کے ساتھ خود مسلم لیگیوں کے اندر پیدا شدہ تلخیوں کا سدباب بھی ہو سکتا ہے لیکن حکومت اور حکمرانوں کی اپنی مصلحتیں اپنی سوچ

Marfat.com

اور اپنے زاویئے ہوتے ہیں اور سننے میں آرہا ہے کہ حکومت کو بعض اداروں کی جانب سے یہ باور کرایا گیا کہ اس مرحلہ اور موقع پر نواز شریف اور شہباز شریف کو وطن واپسی کی اجازت دینا خود حکومت کیلئے مسائل پیدا کرے گا۔ لہٰذا اس ضمن میں شریف خاندان پر دباؤ رکھا جائے کہ وہ حکومت سے اپیل کریں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ متعدد بار حکومتی ذمہ داران کے شریف خاندان سے رابطوں میں بھی وہ اپنے مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر پائے تھے۔

مسلم لیگ کے صدر شہباز شریف کا کہنا ہے کہ والد کی میت کو کاندھا دینے سے روک کر حکومت نے اچھی روایت نہیں ڈالی حکومت کو رواداری اور بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا ان کا یہ فیصلہ ملک وقوم کے لئے اچھا ہوتا بعض حکومتی حلقے اس امر پر اصرار کر رہے ہیں کہ حکومت میں شامل بعض ذمہ داران اور وزراء نے نواز شریف شہباز شریف کو میت کے ساتھ آنے کی اجازت نہ دینے پر اپنے تحفظات ظاہر کئے تھے لیکن ان کی نہ سنی گئی اور یہاں سے انہیں اپنی حیثیت اور اہمیت کا اندازہ لگا لینا چاہئے۔ جہاں تک میاں محمد شریف کا تعلق ہے تو اس امر میں شک نہیں کہ وہ شخص اپنی پیدائش سے وفات تک سراپا جدو جہد رہا۔ ان کی پوری زندگی پر نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عزت و ہمت اور استقامت کا نشان تھے۔ جس کا اندازہ اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب 12 اکتوبر 1999ء کے ٹیک اوور کے بعد ان کے بیٹے جیل چلے گئے تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے ان کے پاس جیل جانے سے انکار کر دیا کہ وہ بے گناہ ہیں اور انشاء اللہ وہ اس آزمائش سے سرخرو ہو کر آئیں گے۔ میاں محمد شریف کو خراجِ تحسین پیش کرنے والوں میں صرف شریف خاندان کے قریبی احباب مسلم لیگی عہدیداران اور کارکن ہی نہ تھے بلکہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے ذمہ داران اراکین پارلیمنٹ مختلف طبقات کے نمائندہ افراد سمیت کراچی سے خیبر تک کے عوام تھے۔ ہاں البتہ حکومت کی جانب سے بیٹوں کو باپ کی تدفین میں شرکت کی اجازت نہ دے کر جہاں شریف خاندان کے لئے ایک ہمدردی کی لہر پیدا ہوئی وہاں حکومت کی ضد اور ہٹ دھرمی کو اعلیٰ سطحی حلقوں سے عوامی سطح تک محسوس کیا گیا جو خود حکومت اور حکمرانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے اور عوامی اور سیاسی سطح پر پیدا شدہ اس سوچ اور فکر کی جوابدہی کے لئے حکومت کو تیار رہنا چاہئے کہ اگر ملکی مفاد کے نام پر اہم محاذوں سے پسپائی اختیار کی جا سکتی ہے نامی گرامی کرپٹ افراد کو ڈیل کے ذریعے حکومت پر مسلط کیا جا سکتا ہے۔ سنگین مقدمات میں ملوث افراد کو معافی دی جا سکتی ہے تو ملک کے اندر محاذ آرائی کشمکش اور انتشار کے خاتمہ کے لئے ایسا قدم کیوں نہیں اٹھایا جا سکتا جس سے واقعتاً ملک میں اتحاد یکجہتی کے قیام کے ساتھ اسے استحکام سے ہمکنار کیا جا سکے۔ نواز شریف شہباز شریف اور ان کے اہلِ خانہ کو اپنے والد کی تدفین کی رسومات میں شرکت کی اجازت کی پیشکش کر کے حکومت بہت کچھ حاصل کر سکتی تھی۔ تلخیوں کی فضا کا خاتمہ ممکن تھا۔ اچھے سیاسی ماحول اور کلچر کی بنیاد رکھی جا سکتی تھی۔ انتشار کی جگہ استحکام کی جانب پیش رفت ہو سکتی تھی لیکن یہ محسوس ہوا کہ حکومت کے اندر شامل کوئی عنصر ایسا ہے جو محاذ آرائی اور انتشار کو ہوا دے کر اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتا ہے۔ یہی وہ ذہنیت ہے جس نے آج تک ملک عزیز میں سیاست اور جمہوریت کو مضبوط اور جمہوری اداروں اور قدروں کو مستحکم نہیں ہونے دیا۔ آئینی اداروں کو اپنی حدود و قیود کا پابند نہیں رہنے دیا۔

سلمان غنی۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور

☆☆☆

Marfat.com

من حیث القوم ہمارا ایک قومی المیہ یہ بھی ہے کہ انتظامیہ اور حکومتی ادارے جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں پہیہ گھما دیتے ہیں اور جب اور جہاں چاہتے ہیں پہیہ جام کر دیتے ہیں۔ میاں محمد شریف مرحوم کی رائیونڈ میں تدفین کے موقع پر بورے والا' سے آنے والے لیگی کارکنوں کو انتظامیہ کے کارندوں نے کس طرح لاہور آنے سے روکا۔ محترم جبار مفتی نے مسلم لیگی ایم پی اے مٹھوڈوگر کی گرفتاری کے تناظر میں انتظامیہ کی پھرتیوں کا ذکر یوں کیا ہے۔

میاں شریف کی وفات پر حکومتی رویّہ

جنوبی پنجاب میں گزشتہ ہفتہ کی ساری گرما گرمی مسلم لیگ (ن) کے بورے والا سے رکن پنجاب اسمبلی ڈاکٹر نذیر احمد عرف مٹھوڈوگر کے گرد گھومتی رہی۔ ہوا یوں کہ 25 اکتوبر کو بورے والا میں تجاوزات کے خلاف تحصیل کونسل کی مہم کے دوران تاجروں اور عملہ کے مابین تصادم ہو گیا جس میں ایک تاجر غلام حسین زخمی ہو گیا اسے اسی دن گرفتار کیا گیا جس سے کشیدگی مزید بڑھ گئی اور لیگی ایم پی اے تاجروں اور شہریوں کی حمایت میں آ گئے۔ اگلے روز احتجاج ہوا، جلوس نکلا جو ٹی ایم اے کے دفتر تک پہنچا تو وہاں باقاعدہ تصادم ہو گیا۔ پتھراؤ ہوا، لاٹھیاں چلیں، دفتر کا فرنیچر اور دروازے کھڑکیاں، الماریاں ٹوٹیں، چھ ملازمین زخمی ہو گئے۔ 27 اکتوبر کو ڈاکٹر نذیر احمد مٹھوڈوگر اور ان کے گن مین فرحت کو تحصیل ناظم عثمان وڑائچ کی طرف سے دی گئی درخواست کی بنیاد پر گرفتار کر لیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ 28 اکتوبر کو ان پر حوالات میں تشدد کیا گیا جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ جب کہ انتظامیہ اور پولیس کا کہنا ہے کہ انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو زخمی کیا ہے چنانچہ ان پر اقدام خودکشی کا مقدمہ بھی درج کر لیا گیا ہے۔ انہیں بورے والا کی حوالات سے وہاڑی ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس موقع پر وہاڑی کے وکلاء نے بھی احتجاج کیا۔ 29 اکتوبر کو انہیں ملتان کی خصوصی عدالت میں پیش کر کے ریمانڈ لے لیا گیا۔ اس موقع پر مسلم لیگ کے کارکنوں اور اے آر ڈی کے وکلاء کی بڑی تعداد موجود تھی۔ مٹھوڈوگر کا جسم زخم زخم تھا انہوں نے صحافیوں کو اپنے زخم دکھائے۔ احاطہ کچہری میں کارکنوں نے خوب نعرے بازی کی۔ اگلے روز پھر انہیں عدالت لایا گیا تو خاصا ہجوم جمع ہو گیا۔ جلسہ عام کا منظر بن گیا۔ کارکنوں سے مٹھوڈوگر نے خطاب کیا اور کہا کہ انہیں نواز شریف سے وفاداری کی سزا دی جا رہی ہے۔ مگر وہ کسی قیمت پر نواز شریف کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اسی شام میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے والد میاں محمد شریف کے جدہ میں انتقال کی خبر یہاں پہنچی تو جنوبی پنجاب کے مسلم لیگی کارکنوں میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ خیال تھا کہ مٹھوڈوگر کی گرفتاری سے کارکنوں میں جوش و جذبے کی جو لہر پیدا ہوئی ہے اسی جوش و خروش سے وہ لاہور پہنچیں گے اور داتا دربار میں نماز جنازہ میں نہ صرف شرکت کریں گے بلکہ سیاسی قوت کا مظاہرہ بھی کریں گے مگر حکومت نے احتیاطی اقدامات کر کے کارکنوں کو نماز جنازہ میں بھی شریک نہیں ہونے دیا۔ تمام شہروں میں پولیس کے ذریعے ٹرانسپورٹروں کو پابند کر دیا گیا کہ وہ لاہور کے لئے کوئی بس یا ویگن بک نہیں کریں گے۔ ادھر لاہور میں ان کے داخلے کو ناممکن بنانے کے انتظامات بھی مکمل تھے۔ اس کے باوجود دور دراز سے کارکن اپنے اپنے طور پر روانہ ہوئے مگر لاہور میں نماز جنازہ ہی نہ ہونے دی گئی اور عملاً میت کو ہائی جیک کر کے رائے ونڈ پہنچا دیا گیا۔

اپوزیشن کے کارکن اس ساری کارروائی سے اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جو حکومت بیٹوں کو باپ کی میت کے ساتھ نہیں آنے دیتی کارکنوں کو اپنے لیڈر کے والد کی نماز جنازہ نہیں پڑھنے دیتی اس سے سیاسی تو کیا انسانی رواداری کی بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اگر حکومت میاں محمد شریف کی نماز جنازہ لاہور میں ادا کرنے کی اجازت دے دیتی تو اس کا کچھ نہ جاتا البتہ نیک نامی ضرور کما لیتی جس سے وہ محروم رہ گئی۔ جبار مفتی۔ روزنامہ نوائے وقت۔

Marfat.com

خوفِ خدااور خدمتِ خلقِ خدامیاں محمد شریف مرحوم کی زندگی میں ہر جگہ نظر آتا ہے وطن سے محبت اور آخری نبی ﷺ کی ذاتِ اطہر سے عشق کی حد تک عقیدت ان کی زندگی کا اثاثہ تھا۔ابنِ صحرا کے بقول وہ کامل واکمل تو نہیں تھے مگر یتیموں مسکینوں بیواؤں،غریبوں اور محروم طبقہ سے ان کی محبت لافانی تھی۔ بقول فیض بڑا ہے درد کا رشتہ یہ دل غریب سہی تمہارے نام پہ آئیں گے غمگسار چلے

میاں محمد شریف،آس پاس موجود رہیں گے

جن کے سر سے چھت چھن گئی ان کا نجانے کیا حال ہوا ہوگا وہ جس طرح سے تڑپے ہونگے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔درد کی شدت کو انہوں نے برداشت تو کرنا ہی ہے۔اللہ کرے شاعر کا کہا سچ ثابت ہوا ہو کہ درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا۔حد سے بڑھا ہوا درد ہی ان کی دوا بن جائے جس ہستی نے داغ مفارقت دیا ہے اس کی جدائی کے زخم بھلے مندمل نہ ہوں تکلیف اور اذیت کی شدت ہی کم ہو جائے تو غنیمت ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں محمد شریف کا انتقال شریف فیملی کے لئے قیامت ثابت ہوا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ میاں صاحب کی موت نے بیشتر پاکستانیوں کو بھی غمزدہ کر دیا ہے۔انہیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ان کا اپنا بزرگ بچھڑ گیا ہو یونہی تو پورے ملک کی فضا سوگوار نہیں عظیم لوگ اس طرح ہم سے جدا ہوتے رہے تو ان آباد شہروں کو جنگل قرار دے دیا جائیگا۔

خشک پتوں کی طرح لوگ اڑے جاتے ہیں شہر بھی اب تو نظر آتا ہے جنگل کی طرح

سیاست میں جو مقام بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ خان اور ملک معراج خالد کو حاصل تھا صنعت وحرفت میں بعینہ وہی مقام میاں محمد شریف کو ملا،عزم وہمت کی جو داستان میاں شریف نے رقم کی وہ بہت کم شخصیات کے حصے میں آتی ہے۔سب کچھ چھن جانے کے باوجود ماتھے پر شکن نہ آئے اور نہ ہی زبان پر شکوہ ایسے صبر کے لئے پہاڑوں جتنا بلند حوصلہ درکار ہوتا ہے۔

نہ جانے کیا بات ہے کہ میں نے جب بھی میاں شریف صاحب کا چہرہ دیکھا مجھے اس میں ایک عجیب قسم کا جلال نظر آیا۔ان کا چہرہ جاہ و جلال سے بھرپور تھا۔بادشاہوں جیسی تمکنت،شان وشوکت،پر وقار اور آبرومند چہرہ،یہ چہرہ ان چند چہروں میں شامل تھا جنہیں دیکھ کر بندے کا دل یہ گواہی دینے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ اس شخص کے دل پر ہر داغ ہو سکتا ہے مگر ندامت کا داغ قطعی نہیں۔

ہر داغ ہے اس دل پر بجز داغِ ندامت

جس کے دل میں خوفِ خدا ہر گھڑی کروٹیں لیتا ہو اسی کے چہرے سے اس طرح کا نور ٹپکتا ہے۔بڑے سے بڑے غم کو ہنس کر برداشت کرنے کے بعد ہی انسان اس اعلیٰ مقام تک پہنچتا ہے جہاں پر میاں شریف نظر آتے تھے۔محنت،دیانت،صبر اور برداشت سے ہی اتنی بڑی صنعتی ایمپائر کھڑی کی جاسکتی ہے۔بقول میر تقی میر درد وغم کتنے کئے جمع تو دیوان کیا

یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی شخص خامیوں کا مجموعہ ہو یا کسی انسان میں خوبیاں ہی خوبیاں پائی جاتی ہوں۔عظیم انسان وہ ہے جس میں خوبیوں کی شرح خامیوں سے بلند ہو۔میاں محمد شریف بشری کمزوریوں کا شکار بھی رہے ہونگے مگر ان کی اچھائیاں اور نیک عادات کا گراف خامیوں سے کہیں زیادہ اونچا تھا۔میاں شریف مذہبی ذہن کے مالک اور اسلامی شعائر کی پاسداری کرتے تھے۔جہاں حقوقِ اللہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتتے وہاں

Marfat.com

حقوق العباد کا بھی بدرجہ اتم خیال رکھتے تھے۔ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، غریبوں اور محروموں کی ضروریات پوری کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے۔ اتفاق ہسپتال میں غریب مریضوں کی دوا دارو کا بندوبست اسی طرح سے کرتے کہ مریض کو اپنے مسیحا کا علم ہی نہ ہوتا۔ شریف ایجوکیشن کمپلیکس میں نادار طالب علموں کو وظائف دینا، لائق اور ذہین بچوں کے تمام تر تعلیمی اخراجات کا بوجھ برداشت کرنا، پھر عید شب برأت پر ضرورت مندوں میں نئے کپڑے اور بنیادی ضروریات کی اشیاء تقسیم کرنا ان کی زندگی کا لازمی حصہ تھا۔ انہوں نے خلقِ خدا کی خدمت میں ریا کاری کا کوئی شائبہ تک نہ آنے دیا۔ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً دائیں ہاتھ سے دیتے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہونے دیتے۔

میاں شریف اللہ کے بندوں سے پیار کرتے تھے ان کے مصائب اور دکھ درد میں شریک ہوتے۔ ان کے دکھ میں پریشان ہونے کے ساتھ ساتھ سکھ میں خوش بھی ہوتے۔ شاید ان کے پیشِ نظر علامہ موصوف کا یہ کمال شعر رہا ہو ؎

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں　　　بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا عاشق بنوں گا جس کو　　　خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

خدا کے بندوں سے پیار وہی کر سکتا ہے جس کا دل یادِ الٰہی سے معمور ہونے کی وجہ سے نرم ہو۔ میاں شریف نے اپنے ماضی کو بھی فراموش نہیں کیا۔ غریب گھرانے میں جنم لینے والے اس انسان نے اپنی دانائی اور ریاضت کو بروئے کار لا کر معجزے برپا کئے لیکن آفرین ہے کہ اس قدر کامیابیوں نے ان کو مغرور بنایا نہ ہی ان کی عاجزی اور انکساری کو نقصان پہنچایا۔ جب وہ اپنے ماضی اور اس کی مشکلات کو یاد کرتے تو ان کے خدمت خلق کے جذبے کو مہمیز مزید لگتا۔ پاکستان سے میاں محمد شریف کی محبت اور وابستگی بے مثال تھی۔ اپنا گھر، اپنا کاروبار، اپنے فلاحی ادارے، اپنے لوگ سب کچھ ان کا اسی دھرتی پر تھا لیکن جس بے بسی کی حالت میں موت نے انہیں پردیس میں آلیا اس کی مثال بھی کم کم ملتی ہے۔ غالب نے کہا تھا

مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور　　　رکھ لی مرے خدا نے مری بے کسی کی شرم

میاں صاحب جیئے اپنوں میں تھے تو اپنوں میں مرنا بھی ان کا حق تھا مگر نہیں کچھ لوگوں نے انہیں اس حق سے محروم کر دیا اور وطن سے دور دیارِ غیر میں انہوں نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی لیکن خیر جن کی بدولت میاں شریف کا وطن اور ہم وطنوں سے دور انتقال ہوا موت تو انہیں بھی آنی ہے مگر یہ بات طے ہے کہ ان کا انجام نا قابل رشک ہوگا۔ میاں محمد شریف ان لوگوں میں سے ہیں جو مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب تک لوگ ان کے قائم کردہ اداروں سے فیض یاب ہوتے رہیں گے میاں محمد شریف بھی ہمارے آس پاس موجود رہیں گے۔

ابن صحرا۔ روزنامہ دن۔

☆☆☆

Marfat.com

سیاسی لیڈر قوم کا خادم ہوتا ہے اس حوالے سے قوم کا ہر فرد ایک سیاسی لیڈر پر مثبت تنقید کرنے کا حق رکھتا ہے۔ خاص طور پر ایک لکھاری اگر سیاسی لیڈر پر مثبت تنقید نہ کرے تو یہ سمجھیں کہ لکھاری نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔ محترم منیر احمد بلوچ صاحب نے جہاں میاں محمد شریف مرحوم کی جہدِ مسلسل اور عزم کو خراج تحسین پیش کیا ہے وہاں اس عظیم باپ کے سیاسی لیڈر بیٹے میاں محمد نواز شریف کے بعض معاملاتِ سیاست پر مثبت تنقید بھی کی ہے جو کہ کسی بھی صورت لاپروائی کی نذر نہیں کی جانی چاہیے کیونکہ ملک عزیز میں ایک قلمکار طبقہ ہی وہ طبقہ ہے جس نے حق اور عوامی فلاح کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ہمیشہ حق کا ساتھ دیا ہے جبکہ جھوٹ اور جبر پر تنقید کی ہے۔

نیک اور دیندار شخص کا سفرِ آخرت اور سیاست

سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کے والدِ گرامی جناب میاں محمد شریف اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ (آمین)۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ اور اپنی انہی خوبیوں کی بدولت وہ اس ملک کی معیشت اور سیاست میں ایک درخشاں ستارے کی طرح چمکتے رہے۔ سخاوت اور عبادت ان کی زندگی کا سرمایہ افتخار تھی جو وہ اپنے ساتھ لے کر اپنے اللہ کے حضور پہنچ چکے ہیں اور وہ بھی اس مقدس اور رحمتوں اور برکتوں والے مہینے میں۔ نماز پڑھتے ہوئے، میں نے اپنی زندگی میں ان سے بہتر نظم و ضبط پر سختی سے عمل کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔ وہ ڈسپلن کے اتنے سخت پابند تھے کہ اس سلسلے میں کسی کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ چاہے ان کا کوئی قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ خاندان اور ان کے ادارے کے کئی ایسے لوگ جو کئی سالوں سے ان کے پاس ملازم ہوتے تھے ڈسپلن کی پابندی سے مبرا نہیں ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں اپنے پرائے کی کوئی تمیز نہیں ہوتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان کے اس سخت ڈسپلن کی وجہ سے ان سے انتہائی غلط قسم کی جھوٹ پر مبنی کہانیاں ان کے سیاسی مخالفین نے منسوب کر رکھی تھیں۔ وہ ایک سیاستدان اور حکمران کے باپ تھے اور سیاست دان بھی ایسا جو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا سنوارا اور زندگی کی ہر سانس کے ساتھ وہ اپنے سیاستدان بیٹے کی رہنمائی بھی کرتے رہے۔ ہر پیدا ہونے والا اپنے باپ کی شفقت اور تربیت کا مرہون منت ہوتا ہے اور ہر باپ اپنی ہمت اور استطاعت سے بڑھ کر اپنی اولاد کی تربیت اور لاڈ پیار کرتا ہے اور اس سلسلے میں میاں محمد شریف اور ان کی اولاد کی ایک دوسرے سے محبت اور عقیدت ضرب المثل تھی۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی اس ملک میں چھوٹا موٹا افسر بن جائے تو وہ بھی اپنے باپ کو خاطر میں نہیں لاتا لیکن میاں صاحبان اس ملک کے مختار کل ہونے کے باوجود اپنے عظیم والد کے سامنے ہمیشہ سر جھکائے رہتے تھے۔ افسوس کہ میاں صاحبان کے کچھ ساتھیوں نے اس مشیّتِ ایزدی کو اپنے سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا جو انتہائی افسوس ناک ہے۔ اس مبارک ماہ رمضان میں میاں شریف کی اپنے خالق کے دربار میں حاضری اس مقدس ماہ کی برکتوں کو سمیٹنے کا ایک انعام ہے۔ لیکن ان کی اس وفات کو اس ماہ مقدس کی برکتوں کو سمیٹنے کی بجائے ان کی جماعت کی دوسرے اور تیسرے درجے کی قیادت شریف خاندان کی اس غمناک دائمی جدائی کو اپنے ذاتی فوائد اور گھٹیا مقاصد کیلئے استعمال کر رہی ہے جو ان کی روح کیلئے بھی باعث اذیت ہوگی۔ کسی بھی حکومت کو گالیاں اور برا بھلا کہنا اتنا ہی آسان ہے جیسے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنا اور ہمارے ملک میں تو یہ ایک فیشن یا دوسرے لفظوں میں نفسیاتی بیماری بن چکا ہے۔ آیئے! ہم ایمانداری سے جناب میاں محمد شریف مرحوم کی وفات

Marfat.com

اوراس سلسلے میں حکومت اور خاص طور پر جنرل مشرف پر کی گئی تنقید کا باریک بینی سے جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اصل صورتحال کیا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں سیاست کرنے کے لئے اوراپنے مخالف کو بدنام کرنے کے لئے لوگ اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ کچھ لکھنا یا کہنا زیب نہیں دیتا۔جن لوگوں کا تھانوں اور کچہریوں سے واسطہ رہتا ہے وہ میری اس بات کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔

میاں شریف کا جب جدہ میں انتقال ہوا تو سعودی عرب میں متعین پاکستانی سفارت خانے کے سینئر اہل کاروں نے سرور پیلس میں سوگوار فیملی کے لوگوں سے رابطہ کیا ان کے غم میں برابر کے شریک رہے اوراس سلسلے میں ان کے آئندہ پروگرام کی تفصیل اور تدفین کے متعلق بات کی تاکہ اس کے حساب سے خاندان کے لوگوں کی قانونی اور سفری دستاویز کی تیاری کی جا سکے۔یہ اس لئے کیا گیا تاکہ مرحوم میاں صاحب کی تدفین میں کوئی قانونی رکاوٹ باقی نہ رہے۔اس حوالے سے خاندان سے تقریباً بارہ افراد کی ایک فہرست تیار کی گئی جس میں چار افراد کو صرف تین دن کیلئے پاکستان میں مشروط قیام کی فوراً اجازت دے دی گئی اور باقی افراد جن میں میاں نواز شریف کی والدہ محترمہ سمیت آٹھ افراد شامل تھے ان کو عدت کی مدت تک پاکستان میں قیام کی اجازت دینے کا اصولی فیصلہ ہو گیا لیکن پاکستان میں مقیم کچھ ایسی دوسرے اور انتہائی تیسرے درجے کی قیادت نے بینظیر بھٹو کو اپنے والد مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی آخری رسومات میں شرکت کی اجازت نہ ملنے سے اب تک حاصل ہونے والے سیاسی فوائد کا حوالہ دے کر شریف فیملی کو استعمال کیا۔افسوس کہ جناب نواز شریف کے ساتھ ساتھ جناب شہباز شریف جیسا زیرک اور سمجھدار انسان بھی اس ریلے میں بہہ گیا اور یہ بات ایک بار پھر ابھر کر سامنے آ گئی کہ سیاست کے سینے میں صرف اقتدار ہوتا ہے دل نہیں ہوتا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے دنیاوی فائدے ہیں۔میاں صاحبان کو سوچنا چاہئے کہ اتنی بڑی صنعتی سلطنت کے مالک آج جب قبر میں اتارے گئے تو اپنے ساتھ کیا لے کر گئے ہیں سوائے کفن اوراپنے اعمال کے۔میاں صاحبان جیسا کہ آپ نے پاکستان کے مختلف اخبارات میں میاں شریف صاحب کی میت کی آمد سے لیکر تدفین تک کی مکمل تفصیلات شائع کروائیں اوراس اشتہار کا آغاز اس آیت مبارکہ سے کیا گیا کہ ہر شے نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔لیکن یہ اشتہار دیتے ہوئے اس آیت مبارکہ کے معنوں پر غور کیوں نہ کیا کہ سیاست کیلئے تو ساری عمر پڑی تھی لیکن جان نچھاور کرنے والے باپ کی میت کو اگر آپ اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارتے تو آپ کے دلوں کو کچھ تو سکون ملتا لیکن آپ نے صرف اس لئے پاکستان آنے کی اجازت نہ مانگی کہ اس طرح آپ کے پاکستان سے باہر جانے کی ڈیل کنفرم ہو جاتی ہے۔واقعی سیاست صرف اقتدار دیکھتی ہے اور اس اقتدار کی حرص میں ٹوٹ کر چاہنے والے اوراعلیٰ ترین مقام تک پہنچانے والے باپ کا سفرِ آخرت بھی وقتی سیاسی فائدے کیلئے قربان کرنا پڑتا ہے۔

اس سارے کھیل میں صدر مشرف اور چوہدری شجاعت کیلئے بھی یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ پنجاب میں موجود ستر کے قریب وزراء اوراتنی ہی تعداد میں مرکزی وزیروں نے اپنی زبانوں کو سی لیا اور تمام پراپیگنڈہ جس کا نشانہ صرف صدر مشرف تھا کا جواب تک نہ دیا۔مزار علی ہجویریؒ اور رائے ونڈ میں جس قسم کی زبان ان کے متعلق استعمال کی گئی وہ نا قابل اشاعت ہے۔یہاں مجھے قائداعظم کا وہ تاریخی فقرہ یاد آ رہا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں۔جناب مشرف صاحب ان چوری کھانے والے کھوٹے سکوں کا بوجھ آپ کو لے ڈوبے گا۔جبری بھرتی اور مانگے تانگے کے مجنوں کبھی بھی محاذ پر کام نہیں آتے۔اسی لئے پرویز الٰہی کو میڈیا کو بریف کرنے کیلئے خود آگے آنا پڑا اگر یہ سارا بوجھ انہوں نے ہی اٹھانا ہے تو باقی وزیروں اور مشیروں کا کروڑوں کا ماہانہ بوجھ کس کام کا ہے۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پرہیزگار اور دین دار شخص کے سفرِ آخرت کو بھی سیاست کی نذر کر دیا گیا۔ منیر احمد بلوچ۔روزنامہ خبریں۔

Marfat.com

ایک شاعرِ درویش نے کیا خوب کہا ہے کہ

ہر فن کسی منہاج کا پیرو ہے، اصولاً ارفع ہے وہی فن جو صداقت سے نہ بھٹکے

میاں محمد شریف مرحوم بھی اپنے فن میں ارفع تھے محنت، خدمت اور صداقت کا فن انہوں نے بچپن ہی سے حاصل کر لیا تھا۔ اور آخر کار اسی فن کی بدولت ملکی صنعت کی ایک بڑی ایمپائر قائم کر ڈالی۔ نوائے وقت میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں محترم عرفان صدیقی نے میاں محمد شریف مرحوم کے اسی فن کی رفعت اور عظمت کا یوں ذکر کیا ہے۔

میاں محمد شریف مرحوم

موت اٹل ہے اور ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے یہ ایسا آئین فطرت ہے جسے کوئی پی سی او کوئی ایل ایف او اور کوئی آئینی ترمیم تبدیل نہیں کر سکتی۔ گدائے بوریا نشیں سے لے کر شاہانِ تخت نشیں تک کوئی نہیں جو دستِ اجل سے بچا ہو۔ کوئی نہیں جسے دستک دینے والے فرشتے نے متعین وقت کے بعد ایک ثانیے کی بھی مہلت دی ہو۔

محنت مشقت، ریاضت، عزم راسخ اور نا مساعد حالات میں ان تھک جدو جہد میاں محمد شریف کی شخصیت کے اجزائے ترکیبی تھے۔ جب بھی کوئی افتاد ان کی عمر بھر کی کمائی لے گئی انہوں نے پیچھے پلٹ کر دیکھنے اور لٹ جانے والی پونجی کا ماتم کرنے کی بجائے نئے سرے سے کمر ہمت باندھی اور عزم تازہ کے ساتھ پھر سے آمادہ سفر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عجب ہنر دیا تھا جانے یہ کسی درویش کی دعا تھی یا ان کی شخصیت کے کسی خاص پہلو کا ثمر کہ وہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تو سونا بن جاتی۔ اس باہمت شخص کو کارِ آشیاں بندی میں لطف آتا تھا۔ جب کبھی بجلی اس کے نشیمن پر گرتی اور اس کا آخری تنکا راکھ ہو رہا ہوتا وہ آگ بجھانے کی کوشش کرنے یا کسی آتشباز کی منت سماجت کرنے کے بجائے نئے تنکے جمع کرنے نکل کھڑا ہوتا اس کی سخت جانی نے ایسے عجوبے رقم کئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ اس نے کبھی اپنے لٹ جانے کا ماتم نہ کیا۔ کبھی آہ و زاری کر کے رحم طلبی نہ کی کسی کے سامنے نہ ہاتھ جوڑے نہ ہاتھ پھیلائے۔ اپنے خدا پر لازوال یقین اس کا سب سے بڑا سرمایہ تھا۔ وہ سرتاپا پاکستانیت کے سانچے میں ڈھلا تھا اور اس کے جسم کے ایک ایک انگ سے اس مٹی کی خوشبو آتی تھی۔ اسی مٹی کیلئے وہ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ''جاتی امراء'' سے پاکستان آ گیا تھا۔ اس نے جعلی کلیم داخل کئے نہ الاٹمنٹوں کی آلودگیوں میں پڑا اور نہ ہی ہجرت کو پاکستان پر احسان کی طرح ماتھے کا جھومر بنایا۔ ایک محنت کش کی طرح اپنا رختِ سفر سمیٹا اور رزق حلال کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ اس کا جذبہ صادق تھا سو اس نے جس بھی چٹان پر تیشہ چلایا دودھ کی نہریں بہہ نکلیں۔

پاکستان نے میاں محمد شریف کو مالا مال کر دیا اور اس نے بھی پاکستان کی جھولی میں بہت کچھ ڈالا۔ اس نے محنت اور ریاضت کا کلچر دیا۔ متوسط طبقے کو جہدِ مسلسل کی راہ دکھائی۔ نوزائیدہ ریاست کو صنعتی پیش رفت دی۔ روزگار کے مواقع پیدا کئے۔ رفاہی اور فلاحی اداروں کی بنیاد ڈالی۔ ہسپتال اور تعلیمی ادارے قائم کئے۔ کشادہ دستی کا قرینہ عام کیا۔ مذہبی تعلیمات سے آراستہ ایک خاندان پروان چڑھایا۔ اپنے بچوں کو اسلام اور پاکستان سے لازوال وابستگی کا جذبہ دیا۔ بیواؤں محتاجوں اور یتیموں کی مدد کا نظام قائم کیا۔ اقتدار کے عروج میں بھی کسی کی عزت نفس پر حملہ نہ

Marfat.com

کیا۔ کسی کی تذلیل نہ کی۔ کسی کو تھانوں کچہریوں کا رزق نہیں بنایا۔ کسی کی پگڑی نہیں اچھالی۔ کسی کی پشت لہولہان نہیں کی۔ ان کی ذات نے کچھ روایات کو پروان چڑھایا۔ کچھ اقدار کی پرورش کی کچھ رویوں کی آبیاری کی یہاں تک کہ وہ زندگی کی آخری سانس تک ایک بڑے خاندان کی چھت کا مرکزی ستون رہے۔

میاں محمد شریف کا چمنستان وہ تھا جس کا ہر پھول ہر غنچہ ہر کلی ان کے ذوق کے سانچے میں ڈھلی تھی۔ ہمارے ہاں کی سیاست بڑی بے رحم ہے میاں محمد شریف کا بیٹا محمد نواز شریف سیاست میں آیا اور عوامی مقبولیت کی معراج کمال تک پہنچا۔ خامیوں کوتاہیوں کمزوریوں اور لغزشوں سے قطع نظر پاکستان کے عوام نے اسے سیاسی تاریخ کے سب سے بڑے مینڈیٹ سے نوازا۔ لیکن ہمارے نظام تعزیر میں عوامی مقبولیت ہمیشہ ناقابل معافی جرم رہا ہے۔ سو نواز شریف کو بھی قیمت چکانا پڑی اسے اپنے بوڑھے والدین اور پورے خاندان کے ساتھ جلا وطن ہونا پڑا۔ میاں محمد شریف کو اس پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی جس پاکستان کے لیے انہوں نے جاتی امراء سے ہجرت کی تھی۔ میاں محمد شریف ایک عرصے سے علیل تھے۔ ان کے لیے اپنے قدموں پر چلنا مشکل ہو گیا تھا اور وہ وہیل چیئر پر ہی نقل و حرکت کرتے تھے۔ وقفے وقفے سے انہیں کئی بار ہسپتال داخل رہنا پڑا۔ دل کے عارضے کے ساتھ ایک طرح کا ڈیپریشن ان کے اعصاب پر پیہم ضربیں لگا رہا تھا۔ وہ اکثر کھوئے کھوئے سے رہتے تھے۔ میں کوئی چار پانچ ماہ قبل ادائیگی عمرہ کے لیے گیا۔ سرور پیلس میں ان سے ملاقات ہوئی۔ وہ وہیل چیئر پر ہی تھے وہ بہت کمزور لگ رہے تھے۔ جب تک بڑے کمرے میں محفل آراستہ رہی میں انہیں دیکھتا اور سوچتا رہا کہ میاں شریف کیا سوچ رہے ہوں گے۔ ہجر کے طویل دنوں اور لمبی راتوں میں ان کے حجرۂ خیال میں کس قسم کی سوچوں کا جھمگھٹا رہتا ہوگا؟ ان کے آس پاس ٹوٹ کر چاہنے والوں کا ہجوم تھا۔ بے پناہ پیار کرنے اور ادب و احترام میں گندھے بیٹوں پوتوں پوتیوں اور بہوؤں کی ریل پیل تھی ان میں سے ہر ایک کی صبح کا آغاز نماز، تلاوت اور میاں صاحب کے ہاتھوں اور ماتھے پر بوسوں سے ہوتا تھا ان کی دیکھ بھال کرنے والے ذاتی ملازم الگ تھے لیکن میں نے مدینہ میں دیکھا کہ پانچ نمازوں کے وقت میاں نواز شریف خود اپنے والد کی وہیل چیئر ہوٹل سے مسجد نبوی اور مسجد نبوی سے ہوٹل لے کر جاتے رہے۔ وہ اس سعادت پر صرف اپنا حق سمجھتے تھے۔ مجھے اسی وقت لگا کہ چراغ کی لو تھرتھرا رہی ہے۔ فولاد کو موم کرنے والا ہمت شعار شخص کسی انجانے جبر تلے دبا جا رہا تھا۔ میں نے میاں نواز شریف سے کہا کیا یہ ممکن نہیں کہ بڑے میاں صاحب اور آپ کی والدہ۔ پاکستان چلے جائیں۔ شاید وہاں کی ہوا انہیں سنبھالا دے سکے؟ میاں صاحب کہنے لگے۔ کئی بار کہا ہے مگر ان کا ایک ہی جواب ہوتا ہے۔ گئے تو اکٹھے ہی جائیں گے۔

اور اب مہاجرین کے پورے قافلے کو وہیں چھوڑ کر بہت دور نکل گئے ہیں۔ موت کے فرشتے کو شاید کسی خاص لمحے کی تلاش تھی ایسا لمحہ جو اس نیک، خوددار، دریا دل شخص کے شایانِ شان ہو جب اس کا جسم سرزمین حجاز کے کسی گوشے میں ہو۔ جب رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہو۔ جب مغفرت والا عشرہ شروع ہو چکا ہو۔ جب جمعۃ المبارک کا سعید دن ہو۔ جب وہ باوضو ہو۔ جب وہ دن کی پانچوں نمازیں ادا کرنے کے بعد تراویح کی مشکبو ساعتوں میں سانس لے رہا ہو۔ میاں محمد شریف نے شاید ہی کبھی اتنی خوبصورت موت کا تصور کیا ہوگا۔

کہا جاتا ہے اتوار کو نماز فجر کے فوراً بعد حرم کعبہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور پھر شام تک ان کی میت رائے ونڈ لائی جائے گی۔ اس کے بعد کی کہانی کے سارے موڑ دھند میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ بالاترین سرکار اور ریاستی سطح سے اعلان کر دیا جائے کہ نواز شریف سمیت سب کیلئے دروازے کھلے ہیں۔ سعودی حکومت کو بتا دیا جائے کہ ہم کسی معاہدے کسی ڈیل کو اسلام کی اجلی روایات، تہذیبی قرینوں اور روشن معاشرتی اقدار سے زیادہ متبرک نہیں سمجھتے لیکن حکمرانوں کی اپنی مصلحتیں ہوتی ہیں اور وسیع تر ملکی مفاد کے تقاضوں کو صرف وہی سمجھ سکتے ہیں سو

Marfat.com

نہ معلوم اپنے والد کی وہیل چیئر تھامے رکھنے والا سعادت مند بیٹا اس کے تابوت کو کندھا دے سکے گا۔ کہ نہیں۔ نہ معلوم اسے اپنے باپ کی قبر پر مٹھی بھر مٹی ڈالنے کی سعادت نصیب ہوگی یا نہیں؟ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ حقیقی جمہوریت کے اس درخشاں دور میں پاکستان کی تابندہ تاریخ میں کس نئے سنہری باب کا اضافہ ہونے جا رہا ہے۔

میاں محمد شریف کی موت ایک انسان کی موت ہے اور کوئی انسان نہ پیغمبروں کی طرح معصوم ہوتا ہے نہ فرشتوں جیسا پاکباز اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں، خطاؤں، اور گناہوں کو معاف فرمائے اور ان کی روح کو بھی اتنا ہی بلند مقام عطا فرمائے جتنا بلند مرتبہ ان کی قابلِ رشک موت کو بخشا گیا ہے۔

عرفان صدیقی۔ روزنامہ نوائے وقت

☆☆☆

Marfat.com

میرے عمل کا دائرہ پھیلے گا میرے بعد بھی   پھول مرجھائیں تو خوشبو کا سفر رکتا نہیں

یعنی عملِ خیر کرنے والا اگر اس فانی دنیا سے کوچ بھی کر جائے تو اس کارِ خیر کی بناء پر اس کی نیک نامی اور اس کے پسماندگان کی عزت افزائی ہوتی رہتی ہے اسی اصول کے تحت جناب صدیق اظہر نے اپنے زیرِ نظر کالم میں میاں محمد شریف کی شرافت اور خدمت کی بناء پر ان کی وفات اور تدفین کے موقع پر موجودہ حکومت کو سیاسی مخالفت سے بالاتر ہو کر فراخ دلی کا مظاہرہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر حکومت نے اس مشورہ سے فائدہ نہ اٹھانا تھا اور نہ اٹھایا۔

میاں شریف کی رحلت......فراخدِلی دکھانے کا موقع

محترم میاں محمد شریف وطن کی گلیوں ہواؤں اور موسموں سے دور دیارِ حبیبؐ میں انتقال کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ سکون عطا کرے۔ اور ان کی غلطیوں کو معاف فرمائے۔ میاں صاحب انسانی محنت کی عظمت اور کامیابی کا ایک بہت بڑا مظہر تھے انہوں نے امرتسر کے ایک غیر معروف گاؤں جاتی امراء میں ایک محنت کش کشمیری گھرانے میں آنکھ کھولی۔ اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اتحاد کی ایک ایسی مثال قائم کی جوان بھائیوں کے لیے مشعلِ راہ ہے جو ایک دوسرے کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ میاں صاحب نے گوالمنڈی کے ایک چھوٹے سے علاقے سے کاروبار شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پاکستان کے ممتاز ترین صنعت کاروں میں شامل ہو گئے۔ پاکستان کی لوہے کی صنعت کو ترقی دینے کے عمل میں ان کی مساعی کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں اس حوالے سے انہیں ''مردِ آہن'' کہنا بالکل درست ہو گا میاں صاحب ایک مجلسی آدمی بھی تھے ان کے بچوں کے سیاست میں آنے سے قبل بھی میاں صاحب لاہور کے معروف لوگوں میں سے تھے۔ لاہور کے صحافتی حلقوں میں بھی میاں صاحب مقبول تھے۔ ریڈیو پاکستان لاہور کے قریب ان کے دفتر میں لوگوں کا ایک ہجوم ان سے ملنے کے لیے براجمان رہتا ان میں سے بہت ایسے ہوتے جو اپنی چھوٹی چھوٹی ضرورتیں پوری کرنے کی درخواست کرتے میاں صاحب لاہور کے روایتی آداب اور طرزِ زندگی کا بہت خیال رکھتے تھے ان کے دوستوں میں بھی اندرونِ شہر کے پہلوان، صحافی، اور مجلسی زندگی کے معروف لوگوں کی اکثریت تھی۔ وہ انتہائی خوش اطوار اور خوش مزاج تھے۔ مسلم لیگ (ن) کے قائد اور سابق وزیراعظم میاں نواز شریف کے سیاست میں آنے کے بعد اور خاص طور پر وزیراعلیٰ بننے کے بعد ان کی پرانی مصروفیتوں میں فرق آ گیا تھا۔ انہوں نے تمام بچوں کو سیاست میں داخل کر دیا تھا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میاں شریف کے تین بیٹے اسمبلیوں کے رکن بنے جن میں سے ایک وزیراعظم تھا جب کہ ان کا ایک بیٹا اس خارزار سے استعفیٰ دے کر نکل گیا لیکن میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف سیاست میں رہ گئے۔ ایک وزیراعظم بنا اور دوسرا پنجاب کا وزیراعلیٰ جبکہ انہوں نے اپنے ایک دوست جناب رفیق تارڑ کو صدرِ پاکستان بنایا۔ انکی اس پسند کی مخالفت بھی ہوئی اور اسے وفاق کی روح کے منافی سمجھا گیا۔ لیکن اس بزرگ نے اپنے رفیق کے ساتھ جو نیکی کرنا تھی وہ کر ہی ڈالی۔

بےنظیر بھٹو کے دوسری بار وزیراعظم بننے کے بعد چند روز کے لیے انہیں قید و بند کی صعوبت بھی برداشت کرنا پڑی اور یہ عمل بےنظیر کے دورِ حکومت کا ایک انتہائی غیر اخلاقی اقدام تصور کیا گیا تھا۔ شاید اس کے ردِعمل سے خوف زدہ ہو کر بےنظیر حکومت نے انہیں جلد ہی رہا بھی کر دیا تھا اس حوالے سے بھی میاں محمد شریف اپنی زندگی میں ایک باب کا اضافہ کر گئے۔ وہ ایک ایسے باپ تھے جسے بیٹے کی سیاسی زندگی کے سبب جیل دیکھنا

Marfat.com

پڑی، 12 اکتوبر 1999ء میاں صاحب کی زندگی میں ایک گہری اور طویل مایوسی کا سبب بنا ان کے دونوں بیٹے ملک کے کمانڈر انچیف کے جہاز کو اغوا کرنے کے مقدمہ میں گرفتار ہوئے۔ یہ مقدمہ کراچی میں چلا۔ مقدمہ کے دوران جہاز کے اغوا کی سخت ترین سزا یعنی سزائے موت کے حوالے سے بھی سرگوشیاں جاری تھیں۔ میاں صاحب 80 برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے ان کے لیے ایک کڑی آزمائش کا وقت تھا۔ اور ان دنوں ان کی صحت پر خاصا اثر پڑا۔ کیونکہ اس مقدمہ کی کارروائی کے دوران لوگوں کے شعور میں ذوالفقار علی بھٹو کے مقدمہ کی کارروائی بھی زندہ ہوگئی تھی۔ تاہم اس دفعہ نتائج ایسے خطرناک نہ نکلے میاں صاحب کے دونوں بیٹوں کو جرمانے اور قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ ایک معاہدہ کے مطابق شریف خاندان جدہ روانہ ہوگیا اور وہیں انہوں نے اپنا کاروبار بھی شروع کر دیا۔ ان پانچ برسوں کے دوران میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی واپسی کے تذکرے بھی جاری رہے اس دوران میاں شہباز شریف ایک مرتبہ لاہور کے ہوائی اڈے پر بھی اتر چکے ہیں اور وہاں سے واپس جدہ بھی بھجوائے جا چکے ہیں۔ حکومت اور شریف برادران کے درمیان تعلقات بے نظیر بھٹو اور حکومت کے درمیان تعلقات سے زیادہ کشیدہ ہیں۔ لیکن ایک حوالے سے اتنے بھی کشیدہ نہیں جتنے جنرل ضیاء الحق اور بھٹو خاندان کے درمیان تھے۔ شاہنواز بھٹو کی جواں مرگی پر ضیاء الحق حکومت نے بے نظیر بھٹو کو شاہ نواز کی میت لیکر پاکستان آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور وہ لاڑکانہ میں جتنے دن ٹھہرنا چاہتی تھیں ٹھہری بھی اگر میاں شریف کی تدفین رائے ونڈ کے گاؤں جاتی امراء میں ہونے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے تو حکومت کو میاں نواز شریف اور شہباز شریف کو اپنے والد کی میت کے ساتھ پاکستان آنے کی اجازت ملنی چاہئے۔ ان کے دل میں حسرت نہیں رہنی چاہیے۔ کہ سیاسی اختلاف نے انہیں اپنے باپ کی آخری رسومات سے محروم کر دیا تھا۔ حکومت کا انکار عالمی سطح پر اس کی بدنامی کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر حکومت شریف برادران کو اپنے والد کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے پاکستان آنے کی اجازت دے دیتی ہے تو اسے اچھا قدم قرار دیا جائے گا بہر حال میاں شریف کا انتقال حکومت کے لیے فراخدلی دکھانے کا ایک موقع ہے دیکھیں وہ اس سے فائدہ اٹھاتی ہے یا نہیں؟

صدیق اظہر۔ روزنامہ پاکستان لاہور

☆☆☆

Marfat.com

پاکستان کے ہر سزا یافتہ شہری کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اس کے خاندان میں خوشی غمی کی صورت اسے پیرول پر رہائی ملے تا کہ وہ اپنے پیاروں کے ساتھ خوشی یا غم کا اظہار کر سکے۔ یہ ایک بنیادی انسانی حق ہے جسے ہر معاشرہ تسلیم کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے مگر اس سلسلہ میں موجودہ حکومت نے چند انتظامی ترجیحات کی بنا پر یہ حق غصب کر کے میاں شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر من مانی کی۔ اس حکومتی من مانی کے متعلق جناب ڈاکٹر حسین احمد پراچہ صاحب کی زودِ پشیمانی کے عنوان سے یہ تحریر ملاحظہ ہو۔

زود پشیمانی

سابق وزیر اعظم نواز شریف کے والد میاں شریف کے انتقال کے موقع پر امید یہی کی جا رہی تھی کہ ہماری یہ تہذیبی روایت ہر جگہ دکھائی دے گی اور ان کی وفات سیاست سے ماورٰی گردانی جائے گی۔ اس روایت کا ادنیٰ تقاضا تو یہ تھا کہ اعلان عام ہوتا کہ مرحوم کے صاحبزادگان سمیت جو کوئی تجہیز و تکفین کے لئے پاکستان آنا چاہے اس کی آمد میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی بلکہ اس سلسلے میں ہر ممکن مدد بہم پہنچائی جائے گی اور غمزدہ وسوگوار خاندان تدفین کے لئے جو پروگرام ترتیب دے گا اسی پر عملدر آمد یقینی بنایا جائے گا مگر افسوس کہ اس روایت کو نظر انداز کر دیا گیا۔ مرحوم میاں شریف کے سوگوار بیٹوں کو پاکستان نہیں آنے دیا گیا۔ شریف خاندان حکومت کے بقول ایک معاہدے کے تحت پاکستان سے باہر گیا ہے جب کہ پاکستان کے ہر سزا یافتہ شہری کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ خوشی غمی کی صورت میں اسے پیرول پر رہائی ملے تا کہ وہ اپنے پیاروں کے ساتھ تقریب کے تقاضوں کے مطابق خوشی یا غم کا اظہار کر سکے۔ یہ ایک بنیادی انسانی حق ہے جسے دنیا کا ہر مہذب معاشرہ تسلیم کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے مگر جن لوگوں نے خود کو شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ثابت کرنے کے لئے ہماری تہذیبی روایت اور بنیادی انسانی حق سے انحراف کا مشورہ دیا ہے؟

مجھے جدہ میں دو تین بار میاں شریف مرحوم سے علیک سلیک کا موقع ملا۔ میں نے ان کے بارے میں سن رکھا تھا کہ مرحوم ایک مجلسی شخصیت تھے اور دوستوں کی مختصر محفل میں میر محفل ہوتے تھے۔ وہ بڑے شوق سے نعتیں سماعت کرتے اور دل کھول کر داد دیتے تھے۔ وہ لطائف سنتے اور اچھے لطائف پر سر دھنتے تھے مگر جدہ میں ان سے جب ملاقات ہوئی ہم نے انہیں کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا پایا وہ محفل میں ہوتے ضرور تھے مگر اس طرح سے کہ ''ہر چند کہیں کہ ہیں مگر نہیں ہیں'' کی تصویر بنے ہوتے تھے۔ ہجرت اگر چہ سنتِ رسولؐ ہے مگر یہ جان جوکھوں کا کام ہے۔ رسول پاکؐ بھی اپنے وطن مکۃ المکرمہ سے جدا ہوتے ہوئے بہت دل گرفتہ تھے اور آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا تھا۔ ہجرتِ اختیاری اور ہجرتِ جبری میں بڑا فرق ہے۔ میاں شریف کی ہجرت جبری ہجرت تھی اسی لئے وہ جدہ کے قصر سرور (جس کے معنی ہیں خوشیوں کا محل) میں بھی ہر وقت غمزدہ ہی دکھائی دیتے تھے۔

ہم ابھی تک ذہنی غلامی کے دور سے گزر رہے ہیں۔ اس لئے ہم اچھی اقدار کو نمایاں کرنے کیلئے بھی غیر ملکی مثالوں اور کہانیوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جہدِ مسلسل اور فرش سے عرش تک پہنچنے کی سچی حکایتوں کے لئے ہم فورڈ اور بل گیٹ کی زندگی کے قصے نوجوانوں کو سناتے ہیں جب کہ ہمارے اپنے معاشرے میں ایسے باہمت لوگوں کی کمی نہیں جنہوں نے اپنے خداداد ٹیلنٹ اور محنت شاقہ سے زبردست ترقی کی اور عروج وزوال کے کئی ادوار سے گزر کر ثابت کر دیا کہ اگر اللہ کی اطاعت کے بعد کسی چیز میں عظمت ہے تو وہ محنت ہے۔

Marfat.com

میاں شریف کی حقیقی داستانِ حیات انہی داستانوں میں سے ایک ہے جو پاکستان کے غریب معاشرے کے غریب نوجوانوں کے لئے منزل نہ سہی مگر چراغِ راہ کی حیثیت ضرور رکھتی ہے۔ میاں شریف نے جب اسکول میں تعلیم کا آغاز کیا تو ان کے مالی حالات ناگفتہ بہ تھے۔ وہ دن میں تعلیم حاصل کرتے اور رات کو کسی فیکٹری میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے تقریباً 300 روپے سے اپنے کاروبار کا آغاز کیا اور تمام بھائیوں کو ساتھ ملا کر اتفاق فونڈری قائم کی۔ محنت اور اتفاق کی برکت سے چند سالوں میں 300 روپے سے شروع کیا ہوا کام کروڑوں تک جا پہنچا اور پھر وہ دن بھی آیا کہ جب ذوالفقار علی بھٹو نے 1972ء میں ان کے سارے کاروبار کو قومیا لیا۔

میاں محمد شریف نے کروڑوں کے کاروبار کے جانے اور اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیے ہوئے کارخانوں کے یوں پلک جھپکنے میں اجڑ جانے پر آنسو بہانے کی بجائے ازسرِنو آشیاں بندی کے لئے تنکوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور ایک بار پھر ان کا کاروبار چمکا۔ جس سیاست نے ان کے عروج کو زوال میں بدلنے کی کوشش کی تھی اس بار وہی سیاست ان کے زبردست عروج کا باعث بن گئی۔ میاں شریف کے سابق صدر ضیاء الحق مرحوم سے اچھے تعلقات نواز شریف کے کوچۂ سیاست میں آنے کا سبب بن گئے۔ میدانِ سیاست میں عروج و زوال کا آپس میں وہی تعلق ہے جو دن اور رات کا ہے۔ سیاست میں میاں نواز شریف اوجِ ثریا پر پہنچے۔ بلندی کے اس سفر میں جہاں نواز شریف کی خوش قسمتی کو دخل تھا وہاں میاں شریف کی منصوبہ بندی اور دعاؤں کا بھی بڑا ہاتھ تھا۔ یہ عروج ایک بار پھر زوال آشنا ہوا۔ اس بار بھی میاں شریف کا حوصلہ تو پست نہ ہوا مگر ان کا دل ٹوٹ گیا۔ اور یہی ٹوٹا ہوا دل ان کے لئے موت کا پیغام لے کر آیا۔ مگر اس طرح سے کہ ان کی زندگی ہی نہیں موت بھی قابلِ رشک بن گئی۔ انہیں حرم مکہ کی نمازِ جنازہ اور وطن کی مٹی دونوں نصیب ہوئے اور یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ میاں شریف میں بہت خوبیاں تھیں مگر بشری کمزوریوں سے تو مبرّا نہ تھے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ ان کی بشری کمزوریوں سے درگزر فرمائے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

ہماری اپنی تہذیبی روایات ہیں۔ ان روایات کا اپنا ایک مشرقی حسن اور روحانی سرور ہے۔ میاں شریف کی وفات کی خبر سنتے ہی مجھے یقین سا ہو گیا تھا کہ سوگ اور غم کے اس موقع پر حکمرانوں سمیت ہر پاکستانی غمزدہ خاندان کے غم میں شریک ہوگا۔ اور اپنے اپنے سابقہ تعلقات کی روشنی میں اپنے غم کا اظہار کرے گا۔ تاہم جب حکمرانوں کی طرف سے تجہیز و تکفین کے معاملے میں تعاون کی بجائے رکاوٹ کا تاثر ملا تو مجھے بہت قلق ہوا۔ بالخصوص اپنے تئیں پنجاب کی دیہاتی روایات کے علمبردار وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کی طرف سے بے اعتنائی اور تنقیدی تیروں سے بھرپور پریس کانفرنس سن کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ شاید کچھ کالم نگاروں اور بہی خواہوں کے توجہ دلانے پر گزشتہ روز میاں شریف کی قبر پر پھولوں کی ایک چادر جنرل پرویز مشرف کی طرف سے طارق عزیز نے اور دوسری چوہدری پرویز الٰہی نے اپنی طرف سے چڑھائی اور مرحوم کے پوتے حمزہ شریف سے اظہارِ تعزیت کیا۔ ان کے اس اقدام پر ایک تبصرہ انگریزی میں کیا جاسکتا ہے۔ انگریزی کا ایک محاورہ ہے۔

It is never too late to mend. میں انگریزی والے اس محاورے کے حق میں ہوں اور دعا گو ہوں کہ آنے والے دنوں میں یہی محاورہ ہمارے دیگر قومی مسائل کے حل میں ہمارا رویہ قرار پائے تاکہ اس پریشان حال قوم کو کچھ تو قرار آئے۔

ڈاکٹر حسین احمد پراچہ۔ روزنامہ نوائے وقت

☆☆☆

Marfat.com

شعاعِ نور بھی جس تک پہنچ نہ پائے گی   اتنی ہے تیز مرے اسپِ فکر کی رفتار

جناب رفیق عالم صاحب کے اسپ فکر نے بھی اپنے پرائے پہچان یوں کی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن میں مفاہمت کی بات کرنے والے ایک حکومتی عہدیدار کے بیان کو بنیاد بنا کر تاریخ کے حوالے سے اپنا حق گوئی کا فریضہ ادا کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پہچان

اس ذہن کو بہت داد ملی ہوگی جس نے میاں محمد شریف مرحوم کے تابوت کو لاہور پہنچنے پر ان کے پوتے کے حوالے کرنے کے بجائے بذریعہ ہیلی کاپٹر رائے ونڈ پہنچانے کا منصوبہ پیش کیا ہوگا۔ شاید اس کا کوئی تعلق اس گروپ سے رہا ہوگا جس نے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے سفر آخرت کو سرکاری نگرانی میں طے کرنے کا منصوبہ دیا تھا۔ عوام کو علم نہیں تھا صرف حکومت والے جانتے تھے کہ کب بھٹو کو تختہ دار پر لے جانا ہے۔ انہیں صبح سویرے راولپنڈی میں پھانسی دی گئی اور فوجی ہیلی کاپٹر کے ذریعے نعش کو گڑھی خدا بخش پہنچانے کے بعد بندوقوں کے پہرے میں دفنا دیا گیا۔ کئی دن تک بھٹو کی قبر پہرے کے سائے میں رہی۔ ان کے بیٹے بیٹیاں اور بیویاں موجود تھیں لیکن سب ان کا چہرہ نہیں دیکھ سکے کہ کچھ جیل میں تھے تو کچھ نگرانی میں۔ بوڑھے چچا نے نعش وصول کی۔ عوام میں سے کوئی بھی قائد عوام کے آخری سفر کو نہیں دیکھ سکا۔ اس سلوک کو بھٹو خاندان فراموش کر سکا نہ پیپلز پارٹی والے اور نہ ہی عام آدمی کو یہ انتظامی اہلیت اچھی لگی تھی۔

بھٹو کی نعش منظرِ عام پر آنے سے سیاسی اور انتظامی خدشات کوئی بھی رخ یا صورت اختیار کر سکتے تھے کہ اس کی رہائی کے لئے کارکنوں نے کوڑے کھائے تھے، جیلوں میں مار برداشت کر رہے تھے خود کو زندہ جلا رہے تھے۔ بھٹو سیاسی آدمی تھا لیکن میاں محمد شریف سیاسی رہنما تھے نہ سیاسی خطرہ۔ کئی بیماریوں سے نبرد آزما ایک بزرگ انسان جو اللہ تعالیٰ کے گھر کی قربت سے سرشار ہونے کے بجائے اپنے پاکستان میں دفن ہونے کی خواہش رکھتا تھا۔ بعض لوگ انہیں میاں محمد نواز شریف کا ''اصل دماغ'' قرار دیتے تھے۔

وہ شخص جو سیاسی دشمن نہ تھا اتنی اہمیت اختیار کر گیا کہ جو اس سے دعائیں لینے جایا کرتے تھے اس کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہو پائے۔ شاید اس کے لئے کہ راہیں الگ ہو گئی تھیں یا خوف تھا کہ کوئی اور ناراض نہ ہو جائے۔ انہیں یاد نہیں رہا کہ موت تو سب کی سانجھ ہے۔ اس دن دشمن بھی گھر آ جائے تو اس سے تعرض نہیں کرتے۔ سردار فاروق احمد خان لغاری نے ہمت دکھائی کہ حکومت کا حصہ ہونے کے باوجود شریف خاندان کے گھر جا کر اظہار تعزیت کیا۔ نماز جنازہ میں اپنے خلاف نعرے سننے کے باوجود میاں محمد اظہر بھی وہاں گئے۔ ان لوگوں میں سے بہت بڑی اکثریت نہیں گئی جو کہتے تھے کہ تری راہ میں نظروں کو ہم بچھائیں گے۔

میاں محمد شریف کی نعش کی وطن واپسی پر انتظامی بصیرت کا مظاہرہ کیا گیا لیکن عام آدمی کو اچھا نہیں لگا اگر اندیشہ تھا کہ اس نعش کو سیاست چمکانے کے لئے استعمال کیا جائے گا تو اب یہ اندیشہ زیادہ بڑھ گیا ہے۔ گزرنے والا ہر لمحہ اور ہونے والے فیصلے تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں۔ لاہور سے رائیونڈ بذریعہ ہیلی کاپٹر کی حکمت عملی سے اندیشے وقتی طور پر ٹل گئے لیکن نادانستگی میں بااختیاروں کے کمزور پہلو سامنے آ گئے۔ اگر فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ شریف خاندان کی طرف سے درخواست ملنے کی صورت میں تین دن تک اہلِ خانہ کو پاکستان میں قیام کی اجازت دے دی جائے گی تو اس کا

Marfat.com

اعلان بھی کر دیتے اسے چھپانے یا دبانے کی کیا ضرورت تھی تب یہ سوال بھی ذہنوں میں نہ ابھرتا کہ پاکستانی سفیر نے کس حیثیت میں کس اختیار یا حکم کے تحت میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور بیگم کلثوم نواز شریف کو پاکستان جانے کی اجازت دینے سے انکار کیا تھا؟

غالباً سوچا گیا ہوگا کہ میاں محمد شریف کی رسم قل کے بعد بش، کیری الیکشن پر بحث شروع ہو جائے گی اور اس کے شور وغل میں یہ باتیں دب جائیں گی۔ ایسا نہیں ہوتا اس قسم کے واقعات کے اثرات جمع ہوتے رہتے ہیں۔ یہ وہ واقعات اور باتیں ہیں جو روزمرہ معمولات کے زمرہ میں نہیں آتیں تاریخ کے حوالے کے طور پر پیش کی جاتی ہیں اور بعض حوالے بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا رب اور سب کچھ کرنے پر قادر ہے فرماتا ہے کہ سب نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور ہم سب نے اس کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ پھر اپنی موت کیوں یاد نہیں اور ایک موت کی آغوش میں سمٹے ہوئے انسان سے خوف کیا؟ پاکستان مسلم لیگ (ق) کے جنرل سیکرٹری سینیٹر مشاہد حسین سید کے قومی مفاہمت والے بیان کے ساتھ ہی قدرت نے ایک موقع فراہم کیا تھا اس سے شاید غصے ناراضگی اور نفرت کی دھند ختم ہونے میں مدد ملتی لیکن انتظامی اہلیت کے مظاہرے کی خواہش نے اسے بھی ضائع کر دیا۔ تاہم کون اپنا کون پرایا کی پہچان دوبارہ تازہ ہوگئی۔ اے موت، تو بہت کچھ آشکار ہونے کا موجب بنتی ہے۔

رفیق عالم۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور

☆☆☆

تبصرہ نگاری اور تجزیہ نگاری میں جانبداری اور بے ساختگی بہت اہم ہوا کرتی ہے۔ جانبداری گو کہ پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے مگر اس کی ہیئت اور سمت اس وقت یکدم تبدیل ہو جاتی ہے جب بے ساختگی نمایاں ہوتی ہے جناب امیر نواز نیازی نے بھی بڑی کھری اور پکی بات قطعاً بے ساختگی سے کی ہے اور کھجور کے اس درخت کو اپنی اور میاں محمد شریف کی ملاقات کا مرکز و یادگار ظاہر کر کے اس درخت کی کونپلوں، ٹہنیوں اور سبزہ کو گواہ بنالیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کھجور کا یہ درخت مستقبل قریب یا بعید میں ماضی کی تلخیوں اور یادوں کو کوئی حسین موڑ دینے میں کامیاب ہو جائے۔

میاں محمد شریف

گزرے ہوئے کچھ دنوں کی یادیں

میاں محمد شریف مرحوم کی ان گنت دیگر بہت سی خوبیوں کے علاوہ ان میں ایک خوبصورت خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ اپنے گردونواح میں سبزہ وگل کو بہت پسند کرتے تھے۔ اور اپنے اردگرد کے ماحول میں درختوں کی موجودگی کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ چنانچہ درختوں سے ان کی یہی محبت ہمارے درمیان رابطے کا سبب بنی کہ ہم بھی اسی شعبہ سے وابستہ رہے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب میاں نواز شریف پہلی دفعہ پاکستان کے وزیراعظم بنے تو ایک روز ہمیں میاں محمد شریف کے ایک صنعت کار دوست کی معرفت جن سے ہماری بھی یاد وابستہ تھی پیغام ملا کہ ہم میاں محمد شریف کو ان کے دفتر میں ملیں۔ وہ رائے ونڈ مانگا روڈ پر اپنے نئے صنعتی کمپلیکس کے آغاز پر ہم سے شجر کاری کے متعلق مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اگلے روز ہم ان کے ایمپریس روڈ والے دفتر میں حاضر ہوئے۔ ایک مختصر سی ملاقات ہوئی جس میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہو سکے تو ہم دو روز بعد انہیں رائے ونڈ مانگا روڈ پر اس مقام پر ملیں جہاں وہ اپنے نئے صنعتی کمپلیکس کا آغاز کرنے والے ہیں۔ ہم نے اپنے لئے یہ سعادت سمجھ کر بسروچشم ہامی بھرلی اور اس کے اگلے روز ماحول اور گردونواح کا جائزہ لینے کے لئے علاقہ کا چکر لگایا۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک شورزدہ بے آب و گیاہ وسیع علاقہ اس مقصد کے لئے گھیرے میں لیا جاچکا ہے۔ جس کی باقاعدہ حد بندی بھی ہو چکی تھی اور تعمیرات کا کام شروع ہونے والا تھا۔ وہاں اردگرد ایک آدھ گاؤں کے علاوہ دور دور تک کسی آبادی کا نشان تک نہ تھا۔ موقع پر سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا خیمہ نصب تھا جس میں معمولی لباس میں ملبوس اک باریش شخص میز کرسی لئے آگے پیچھے کچھ نقشے پھیلائے بیٹھا تھا۔ اس کی وضع قطع اور سادگی کو دیکھ کر ہم نے انہیں میاں محمد شریف مرحوم کا کوئی اور سینئر ٹائپ ملازم ہی سمجھا ان سے پوچھے بغیر اپنا تعارف کرایا اور کام کی نوعیت سمجھنے کی کوشش کی تو انہوں نے نہایت انکساری سے نقشوں کی مدد سے ان سبزہ زاروں اور درختوں کے لئے مخصوص مقامات کی نشان دہی کی جن پر ہم نے اگلے روز میاں صاحب سے گفتگو کرنا تھی۔ خیمے سے باہر نکلے اور ان کے کسی ملازم سے پوچھا کہ یہ کون صاحب تھے جن سے ہماری گفتگو ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف کے بھائی اور میاں محمد شریف کے چھوٹے صاحبزادے عباس شریف ہیں جس کا کسی طرح انہوں نے اپنی گفتگو یا رویے سے اظہار ہونے نہ دیا تھا۔ ہم اپنے رویہ پر دل ہی دل میں شرمندہ سے ہوئے کہ اس گفتگو میں ہمارا رویہ افسرانہ رہا۔ بہرحال اس کے بعد میاں عباس شریف سے ہماری اس قدر ملاقاتیں ہوئیں کہ ہمارے درمیان خاصی حد تک شناسائی قائم ہوگئی بلکہ کئی دفعہ ہم سڑک پر کھڑے کسی ریڑھی والے سے باہم خورد و نوش سے بھی مستفید ہوئے اور اس دوران بھی میاں عباس شریف نے کبھی کوئی متکبرانہ بات کی اور نہ ہی ایسے رویے کا اظہار کیا کہ جس سے ہمیں کسی کمتری کا

Marfat.com

احساس ہوا ہو۔

چنانچہ ان معمولات میں ہمارا یہ معمول بنا کہ ہفتے میں دو مخصوص دنوں میں ہم بعد دوپہر وہاں پہنچ جاتے اور میاں عباس شریف کی معیت میں میاں محمد شریف کو ان کے ایک مقررہ وقت پر ریسیو کرتے۔ میاں صاحب کی آمد پر میاں عباس شریف نہایت مؤدبانہ انداز میں ان کی گاڑی کا دروازہ کھولتے میاں صاحب گاڑی سے اتر کر تمام متعلقین کے جلو میں موقع پر جاری تمام کاموں کا باری باری ملاحظہ کرتے اور نہایت باریک بینی سے ان کا جائزہ لیتے تو یہاں ہم نے دیکھا کہ ان کی دوربین نظریں ہر اس نقص کو بھی دیکھ لیتیں جو عام طور پر وہاں موجود بڑے بڑے انجینئروں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا۔

میاں محمد شریف کو جامن کا درخت بہت پسند تھا اور پتہ چلا کہ وہ جامن کا پھل بہت شوق سے کھاتے تھے اور موسم کے علاوہ بھی جتنا عرصہ اس کو محفوظ کر سکتے کر لیتے تھے چنانچہ جب بھی درخت لگانے کا مشورہ ہوتا میاں صاحب کی پہلی ترجیح جامن ہی ہوتی۔ ایک دفعہ وہ لائٹ موڈ میں تھے تو ہم نے یوں ہی کہہ دیا کہ میاں صاحب! آپ یہاں سوت کا کارخانہ لگانے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی اردگرد جامن کے درختوں کی بہتات چاہتے ہیں تو پھر یہاں یہ خدشہ بھی موجود رہے گا کہ کام کرنے والے مزدور لوگ ان جامنوں سے رنگے اپنے ہاتھ سوت کو لگائیں گے تو اسے بھی داغدار کر دیں گے۔ گپ میں کہی ہوئی ہماری یہ بات سنجیدگی سے میاں محمد شریف کے دل کو لگی اور اس کے بعد پھر کبھی انہوں نے وہاں جامن لگانے کی بات نہ کی۔

سرتاپا شرافت کا اعلیٰ نمونہ میاں محمد شریف دھان پان سا ایک پیکر لئے وہ مردِ آہن تھے جو فولاد کا کاروبار ہی نہیں فولادی عزم اور وجود بھی رکھتے تھے۔ ستر کے پیٹے میں بھی اس قدر مستعد اور چاک و چوبند ہم نے بہت کم لوگ دیکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اتنا کچھ رکھنے کے باوجود سادگی اور انکساری ان کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ ہم جتنے عرصہ ان کے ساتھ رہے یہی دیکھا کہ وہ ایک ہی آدھے بازوؤں والی دھاری دار قمیض اور سفید لٹھے کی شلوار میں ملبوس نظر آئے۔ پاؤں میں ہمیشہ کا ڈرائے کا بنا ہوا جوتا پہنا ہوتا تھا۔ اور ہم سوچتے کہ کیا میاں محمد شریف کے پاس ایک ہی جوڑا ہے جو روزانہ دھلوا لیتے ہیں یا ایسے ہی ایک ہی طرح کے کئی جوڑے ہیں جو روزانہ تبدیل کر آتے ہیں۔ حقیقت کیا تھی ہمارے لئے یہ ایک معمہ رہا۔ بہر حال یہی ان کا مستقل فیلڈ ڈریس رہا اور اس دوران ان کی اس وضع قطع میں کبھی تبدیلی نہ آئی۔ موسم میں خنکی پیدا ہو چلی تو اوپر ایک سویٹر پہن لیا۔ اور اب جب کہ ان کی المناک رحلت پر ملک بھر کے اخبارات نوحہ خواں ہیں اور ان کی گوناگوں خصوصیات اور Achievements پر تبصرے کر رہے ہیں تو ہمیں یہ اور اس طرح کی بہت سی باتیں بے ساختہ یاد آ رہی ہیں اور ہمارے خیالات کا دھارا اس مقام پر اٹکا ہوا ہے کہ وہ کھجور کا درخت جو مسجد کے دروازے کے قریب میاں صاحب نے لگایا تھا کیا اب بھی وہاں موجود ہے اور اگر ہے تو ان بارہ سالوں میں کتنا بڑا ہو گیا ہو گا کہ اس کے بعد ہم وہاں نہیں گئے اور اسے دیکھ نہیں سکے اور میاں صاحب سے بھی دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔ اگرچہ انہوں نے ایک دو دفعہ یاد بھی فرمایا تھا لیکن ہم جا نہ سکے اور اب جب ملنے کے تمام امکانات معدوم ہو چکے ہیں تو ہم بہت سوگوار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

امیر نواز نیازی۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور

☆☆☆

Marfat.com

تاریخ فکر میں سقراط وہ پہلا مفکر ہے جس نے مادی فطرت وہیئت کے علاوہ انسان کی فطرت پر بھی غور وفکر کرنا شروع کیا تھا۔ سقراط کی سوچ کا لب لباب یہ ہے کہ ''نیکی پھل ہے علم کے شجر کا'' اور یہ بھی ایک فطری حقیقت ہے کہ اگر انسان کو یقین ہو جائے کہ فلاں کام نیک ہے تو وہ اسے کرگزرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ یعنی علم انسان کو نیکی کے راستہ پر لاتا ہے اور اس علم میں روز بروز اضافہ بتدریج آگے بڑھنے کا باعث بھی بنتا ہے یعنی علم بذاتِ خود نیکی ہے۔ میاں محمد شریف کو بھی علم ہو گیا تھا کہ سیاسی اجارہ داری کے اُس دور میں عوامی سیاسی حقوق کے حصول کے لئے ملکی سیاست میں اہم ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی علم کی بنیاد پر انہوں نے نیکی اور شرافت کی سیاست کی بنیاد رکھی اور ملکی سیاست میں اہم ترین اور مثبت کردار ادا کیا اور قومی تاریخ میں خدمت وشرافت کے نئے ابواب رقم کیے۔

قومی منظر نامہ

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خاں اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے بعد میاں محمد نواز شریف وہ تیسرے وزیر اعظم تھے جو با اختیار تھے۔ نواز شریف نے ضیاء الحق کے آئین میں کی گئی چودھویں ترمیم ختم کر کے صدر پاکستان کو ایک بار پھر محض آئینی سربراہ مملکت ہی بنا دیا تھا۔ جس کے پاس اختیارات نہ ہونے کے برابر تھے۔ میاں نواز شریف کے سیاسی کیریئر کو دیکھ کر لوگ رشک کیا کرتے تھے کیونکہ وہ سیاست کے افق پر نمودار ہوتے ہی چھا گئے تھے۔ پنجاب میں گورنر غلام جیلانی کی کابینہ میں وزارتِ خزانہ سے اپنے سیاسی کیریئر کا آغاز کرنے کے بعد وہ آگے ہی آگے بڑھتے رہے اور سیاست میں جو گرم سرد حالات ہوتے ہیں۔ ان کا انہیں بھی سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس حوالے سے وہ ایک نہایت خوش قسمت سیاستدان سمجھے جاتے تھے کہ پہلے پنجاب کی وزارتِ اعلیٰ پر فائز ہوئے پھر چند سالوں کی مختصر سی جدوجہد کے بعد وہ پاکستان کی وزارتِ عظمیٰ تک دو بار پہنچے مگر قدرت کا قانون کبھی نہیں بدلتا۔ یعنی دن کے ساتھ رات، صبح کے ساتھ شام اور خوشی کے ساتھ غم ہمیشہ ہوتا ہے ایسا ہی شریف خاندان کے ساتھ بھی ہوا اور وہ بھی اس قدر اچانک کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

12 اکتوبر 1999ء میں جب وہ وزیر اعظم تھے تو اچانک ان کی حکومت ختم ہو گئی نہ صرف یہ کہ ان کی وزارتِ عظمیٰ جاتی رہی بلکہ بھاری مینڈیٹ والی حکومت بھی ختم ہو گئی اور زندگی میں پہلی بار انہیں گرفتاری اور قید کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی اور بیٹے کو بھی قید کر دیا گیا۔ شریف خاندان کے لیے مشکلات سے بھرپور دور شروع ہو چکا تھا۔ انہیں لمبے عرصے تک قیدِ تنہائی کاٹنی پڑی۔ حکومت کی طرف سے طویل مقدمے کا سامنا کرنا پڑا۔ اور انہیں کئی بار ایک ملزم کے طور پر عدالت کے روبرو پیش ہونا پڑا۔ پھر عمر قید اور نااہلی کی سزا سنائی گئی اور انہیں کراچی سے اٹک کے قلعہ میں منتقل کر دیا گیا جہاں انہیں مزید مقدمات کا سامنا کرنا تھا کہ اچانک دسمبر 2000ء میں میاں نواز شریف اور ان کے بھائی شہباز شریف کو ان کے پورے خاندان سمیت جلاوطن کر کے سعودی عرب روانہ کر دیا گیا۔ جہاں ابھی تک وہ اپنے خاندان سمیت گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مئی 2004ء میں ان کے بھائی شہباز شریف نے وطن واپس آنے کی کوشش کی مگر ان کو لاہور ایئر پورٹ سے ہی واپس سعودی عرب بھیج دیا گیا۔ شریف خاندان کے مشکل دور کا شاید ابھی خاتمہ نہیں ہوا کیونکہ ان پر اچانک ایک اور سخت مشکل آن پڑی یعنی 29 اکتوبر کو میاں نواز شریف کے والد اور شریف خاندان کے سربراہ جدہ میں انتقال کر گئے۔ وہ باغبان نہ رہا جس نے پورا چمن سجایا تھا۔

Marfat.com

میاں نواز شریف اور شہباز شریف سمیت پورے خاندان کے لیے یہ صدمہ بہت بڑا ہے کیونکہ میاں محمد شریف اتفاق صنعتی گروپ کے ہی نہیں بلکہ پاکستان کے ایک با اثر سیاسی گھرانہ شریف خاندان کے بھی سربراہ تھے ان کے خاندان کے لیے میاں محمد شریف کا کہا حرفِ آخر ہوتا تھا۔

1990ء سے 1993ء تک اور پھر 1997ء سے 1999ء تک جب تک نواز شریف پاکستان کے وزیراعظم رہے تو میاں محمد شریف صاحب کو پاکستان کا طاقتور ترین شخص سمجھا جاتا تھا۔ جو پس پردہ رہ کر پاکستانی سیاست کے اہم فیصلے کیا کرتے اور ان کے دونوں بیٹے میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف ان پر بلا چوں چرا عمل کرتے تھے۔

میاں محمد شریف جب فوت ہوئے تو اس وقت ان کی عمر 84 برس تھی مگر وہ اس عمر میں بھی بہت متحرک اور محنتی تھے۔ میاں شریف 1940ء میں مشرقی پنجاب کے شہر امرتسر کے ایک غیر معروف علاقہ جاتی امراء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ایک غریب محنت مزدوری کرنے والے انسان تھے۔ چنانچہ ان کا بچپن غربت میں گزرا۔ میاں شریف کے چھ بھائی تھے۔ وہ سب بھائیوں میں چھوٹے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ پاکستان ہجرت کر آئے اور پاکستان کے دل لاہور میں آباد ہو گئے۔

1940ء کی دہائی کے آخر میں انہوں نے لاہور میں ریلوے روڈ پر پانچ سو روپے قرض لے کر لوہے کی ایک چھوٹی سی بھٹی لگائی اس وقت سی ایم لطیف ان کے کاروباری حریف تھے جنہوں نے بعد میں بیکو کے نام سے اپنے صنعتی انجینئرنگ یونٹ کی بنیاد رکھی۔ 1960ء میں میاں شریف صاحب نے بھی اپنا کارخانہ ریلوے روڈ سے کوٹ لکھپت منتقل کر لیا۔ اس کارخانے نے بعد میں بڑھتے بڑھتے فولاد کی اتفاق فاؤنڈری کی شکل اختیار کر لی اور بعد میں اتفاق گروپ بن گیا جس نے ٹیکسٹائل اور کاغذ کے کارخانوں کے علاوہ شوگر ملز بھی لگائیں سعودی عرب میں جلاوطنی کے دوران بھی انہوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ عزیزیہ ملز کے نام سے وہاں بھی فولاد کا کارخانہ لگایا۔

ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں دوسری صنعتوں کے ساتھ ساتھ اتفاق فاؤنڈری کو بھی قومی ملکیت میں لے لیا گیا تھا۔ شریف خاندان کے قریبی افراد کا کہنا ہے کہ جب بھٹو نے اتفاق فاؤنڈیشن کو قومی ملکیت میں لیا تو اسی وقت میاں شریف نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ان کا خاندان ایک دن ملک کی قومی سیاست میں سرگرم کردار ادا کرے گا۔ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے بعد جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت میں اتفاق فاؤنڈری شریف خاندان کو واپس کر دی گئی۔ میاں محمد شریف صاحب کے کہنے پر جنرل ضیاء الحق اور اس وقت کے پنجاب کے گورنر غلام جیلانی نے میاں شریف کے بڑے بیٹے نواز شریف کو اپنی کابینہ کا وزیر خزانہ بنایا اور اس کے بعد 1985ء میں غیر جماعتی انتخابات کے بعد وزیراعلیٰ پنجاب نامزد کیا۔ 1988ء میں جب جنرل ضیاء الحق نے جونیجو حکومت برخاست کی تو میاں شریف کے ضیاء الحق سے قریبی تعلق کے سبب ہی میاں نواز شریف کو پنجاب کے نگران وزیراعلیٰ کے طور پر قائم رکھا گیا۔ میاں شریف کے ضیاء الحق سے قریبی تعلق کا نتیجہ ہی تھا کہ ضیاء الحق نے میاں نواز شریف کو اپنا سیاسی وارث قرار دیا اور اپنی عمر بھی نواز شریف کو لگ جانے کی دعا دی۔ جنرل ضیاء الحق کے بعد بھی میاں نواز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ منتخب ہوئے اور بعد میں ان کے وزیراعظم اور مسلم لیگ کے صدر بننے میں بھی ان کے والد میاں محمد شریف کا کلیدی کردار تھا۔ جنہوں نے پاکستان کے طاقتور فوجی حلقوں اور پنجاب کے بااثر اخبارات کے مالکان سے قریبی تعلقات بنائے اور انہیں اپنے بیٹوں کے سیاسی مقاصد کے فروغ کیلئے استعمال کیا۔

میاں شریف کا پاکستان کی سیاست میں اہم کردار یہ ہے کہ انہوں نے ممتاز دولتانہ کے بعد پہلی مرتبہ پنجاب کی سیاسی قیادت کا تصور اجاگر کیا اور پاکستان کے سیاسی افق پر نواز شریف پنجاب سے ایک مؤثر سیاسی رہنما کے طور پر ابھرے جو پہلے پنجابی سیاست دان ہیں جنہوں نے دوبارا اسٹیبلشمنٹ کو چیلنج

Marfat.com

کرتے ہوئے اقتدار سنبھالا اور اسی اسٹیبلشمنٹ کو چیلنج کرتے ہوئے اقتدار سے معزول کئے گئے میاں نواز شریف کے جب پہلی بار فوج کے سربراہ آصف نواز اور صدر غلام اسحاق خان سے اختلافات ہوئے تو ان دونوں نے میاں شریف کی مداخلت پر کئی بار بحران ختم کیا۔ دوسری بار میاں نواز شریف کی اقتدار سے معزولی سے پہلے جب ان کے فوج کے سربراہ پرویز مشرف سے اختلافات کی خبریں گرم تھیں تب بھی جنرل پرویز مشرف نے رائیونڈ کے فارم ہاؤس پر جا کر میاں شریف سے ملاقات کی تھی اور اس ملاقات کے دوران جنرل پرویز مشرف نے میاں شریف کو یہ تجویز پیش کی تھی کہ نواز شریف کی بجائے شہباز شریف مرکز میں وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالیں۔

میاں شریف پرویز مشرف کو اپنا چوتھا بیٹا کہتے تھے اور انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں نواز اور شہباز کو کئی بار فوج سے بنا کر رکھنے کا مشورہ دیا تھا۔ میاں شریف نے آخری عمر میں ہسپتال اور تعلیمی ادارے قائم کر کے عوام کی فلاح و بہبود کے کام میں بھی بھرپور دلچسپی لی۔ انہوں نے لاہور میں لی گئی زمین پر اتفاق ہسپتال اور رائے ونڈ فارم پر اتفاق میڈیکل کمپلیکس اور شریف ایجوکیشنل سٹی کے نام سے ادارے کھولے جہاں نہ صرف مقامی لوگوں کو بلکہ نجی مریضوں کے علاوہ شریف خاندان سے وابستہ مستحق افراد کا مفت علاج بھی کیا جاتا ہے۔ میاں شریف ایک نہایت مذہبی انسان ہونے کے ساتھ ساتھ خدا ترس انسان بھی تھے۔ وہ نہ صرف خود نماز روزے کے پابند تھے بلکہ اپنے پورے خاندان کو اور اپنے پاس کے ملازمین کو نماز و روزے کی سختی سے تاکید کرتے۔ میاں شریف کی بدولت کئی شخصیات کو بڑے بڑے عہدے نصیب ہوئے۔ مثلاً میاں محمد اظہر جن کا خاندان شریف خاندان کے نہایت قریب تھا۔ پنجاب کے گورنر میاں شریف کے کہنے پر بنائے گئے۔ میاں شریف کے قریبی ساتھی محمد رفیق تارڑ صاحب جج سے صدر پاکستان میاں شریف کی بدولت ہی بنائے گئے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا کیریئر بڑی حد تک میاں شریف کی توجہ کا محتاج ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف میاں شریف کے مشورہ کے طفیل کئی سینئر جنرلوں کو چھوڑ کر آرمی چیف بنائے گئے۔ میاں شریف کی نماز جنازہ مکہ میں ادا کی گئی جب کہ ان کی وصیت کے مطابق ان کی تدفین رائیونڈ میں ان کے فارم ہاؤس کے قریب شریف میڈیکل کمپلیکس کے سامنے ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں ہوئی۔ میاں شریف نے اپنے پسماندگان میں اپنی بیوہ کے علاوہ تین بیٹے میاں محمد نواز شریف، شہباز شریف اور عباس شریف کے علاوہ ایک بیٹی اور کئی پوتے پوتیاں وارث چھوڑے۔ میاں شریف کے بعد شریف خاندان کو پہلے کی طرح اتفاق سے متحد رکھنا شریف برادران کیلئے آنے والے دنوں میں یقیناً بڑا چیلنج ہوگا۔

اعجاز الحق۔ سنڈے میگزین روزنامہ دن لاہور۔

☆☆☆

Marfat.com

ہائیڈروجن گیس سے بھرا ہوا ایک موٹا کپہ قسم کا ''گیسی غبارہ'' جو مبتلائے خود فریبی ہے اور خود نمائی اور شوخی و شیخی کے شوقِ نا ہنجار میں بڑے طمطراق کے ساتھ نام نہاد عروج کی جانب مائلِ پرواز ہے۔ایک پتلی سی، کمزور سی، شمع جو روشن ہے اور ارد گرد کے ماحول کو کسی حد تک روشن کیے ہوئے ہے اس گیسی غبارے سے کہیں بہتر ہے کیونکہ یہ غبارہ محض اپنی کھوکھلی ہیئت و جسامت جو ہر مثبت استعداد کے جوہر حقیقی سے خالی ہے اور وہ اپنی تہی دامنی کا کھلم کھلا اظہار و اعلان کر رہا ہے۔ایک پتلی سی کمزور شمع ملکِ عزیز میں بھی کرپشن کے گیسی غبارے کے مقابل سچی تحریر کی صورت میں قیام پاکستان سے لے کر آج تک روشن ہے یہ پتلی سی شعور و آگہی کی شمع کیسی لو دیتی ہے خود ہی دیکھ لیں ''میاں شریف کے مردہ جسم پر عائد پابندیوں کے سیاسی نتائج'' میں۔

میاں شریف کے مردہ جسم پر عائد پابندیوں کے سیاسی نتائج

میاں محمد شریف جلاوطنی میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے ان کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کے والدِ محترم تھے کلثوم نواز بھی جلاوطنی کی زندگی گزار رہی ہیں ان کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ نواز شریف کی بیوی ہیں شہباز شریف اس لئے جلاوطن ہیں کہ وہ نواز شریف کے بھائی ہیں اور حسین نواز اس لئے ملک بدر ہیں کہ وہ نواز شریف کے فرزند ہیں جب ہماری پولیس کسی جرم کرنے والے شخص کے لواحقین کو تھانے میں بٹھا دیتی ہے تو ہم اسے خلاف قانون حرکت قرار دیتے ہیں کیونکہ ہمارا قانون اخلاق اور مذہب اس کی اجازت نہیں دیتے ایسے معاملات میں ہماری اعلیٰ عدالتوں کے جج بھی سائل کی فوری دادرسی کرتے ہیں لیکن میاں نواز شریف کے خاندان کے معاملے میں ہمارا قانون، اخلاق اور مذہب گہری نیند سو رہے ہیں ہمارے حکمرانوں کو صورتحال کا ادراک ہمیشہ دیر سے ہوتا ہے یہاں تک کہ انہیں ایک روز قبل بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اگلے روز اقتدار کے سنگھاسن سے رخصت ہو رہے ہیں ہمارے حکمرانوں نے جب میاں شریف کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت نہ دی اور میاں شریف کے جسدِ خاکی کو نماز جنازہ اور کفن دفن کیلئے پولیس کی حراست میں ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے لاہور ائیرپورٹ سے جاتی امراء رائے ونڈ پہنچا دیا تو اس وقت وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ میاں شریف کے مردہ جسم پر لگنے والی پابندیاں عوامی حلقوں میں شریف خاندان کیلئے ہمدردی کی ایک نئی لہر پیدا کرنے کا باعث بنیں گی حکمرانوں کو اس صورتحال کا احساس ہوا تو نہ صرف انہوں نے وضاحتی بیان بازی کا سہارا لیا بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی اور صدر مشرف کے نمائندے طارق عزیز نے میاں شریف کی قبر پر حاضری دے کر چادریں چڑھائیں۔کیا ان اقدامات سے عوام میں پایا جانے والا غم و غصہ اور نواز خاندان سے ہمدردی کی لہر ختم ہو گئی۔ یہ تو عوام ہی بتا سکتے ہیں عوام کے اظہار کا ذریعہ سیاست دانوں اور حکمرانوں کی طرح پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نہیں ہوتا بلکہ عوام ہمیشہ اپنے جذبات کا اظہار جلسے جلوسوں اور ریلیوں کے ذریعے کرتے ہیں جن کا اہتمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

ہمارے ہر فوجی حکمران نے پاکستان کو ایڈہاک بنیادوں پر چلانے کی کوشش کی ہے کیونکہ ہر فوجی حکمران ایک ناقابلِ عمل نظام کے ذریعے اپنی کرسی مضبوط کرنے کی کوشش کرتا ہے بی ڈی ممبروں کے نظام غیر جماعتی انتخابات اور ناظمین کے نظاموں کا سہارا لیا جاتا ہے اور پھر جب فوجی حکمران رخصت ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کو سہارا دینے والا جعلی نظام بھی زمین بوس ہو جاتا ہے اس کے بعد اصلی اور حقیقی سیاسی

Marfat.com

جماعتیں ملک کو واپس جمہوری نظام میں لانے کے کام میں جت جاتی ہیں یہ کھیل قیام پاکستان سے جاری ہے اور نہ جانے کب تک جاری رہے گا بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے جب یہ فرمایا تھا کہ میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں تو دراصل ان کی چشم بصیرت نے دیکھ لیا تھا کہ ان کے مسلم لیگی ساتھی قیام پاکستان کے بعد ہر آمر کے کاسہ لیس اور سہارا بنیں گے اور قیام پاکستان کے مقاصد کو پاکستان کی سرزمین میں دفن کر دیں گے اگر قائداعظم کے مسلم لیگی ساتھیوں کا یہ کردار ان کی ذات تک ہی موقوف ہو جاتا تو قوم یہ صدمہ سہہ لیتی لیکن مسلم لیگیوں کی نسلوں سے تو کھوٹے سکے پیدا ہونے کا عمل مسلسل جاری ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض مسلم لیگیوں کا جمہوریت یا نظریہ جمہوریت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

انہیں صرف اقتدار میں تھوڑے سے حصہ اور کرپشن کی آزادی سے سروکار ہے نواز شریف اور ان کا خاندان مار کھانے کے عمل سے گزر کر مسلم لیگ کی روایت سے انحراف کا مرتکب ہوا ہے اس لئے اب ہم اس خاندان کے افراد کو سچے مسلم لیگی نہیں سمجھ سکتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نواز لیگ پیپلز پارٹی کے بعد حقیقی جمہوریت کیلئے جدوجہد کرنے والی دوسری جماعت بن چکی ہے دوسری جانب امریکا اور اسٹیبلشمنٹ کے دودھ پر پروان چڑھنے والی مذہبی جماعتوں کو بھی ''دودھ'' کی سپلائی بند ہونے کے بعد جمہوریت ایسے یاد آ رہی ہے جیسے ''چھٹی کا دودھ'' یاد آتا ہے بہر حال یہ خوش آئند بات ہے کہ ملک میں تمام مکتبہ فکر میں بحالی جمہوریت کیلئے اتفاق رائے پیدا ہو رہا ہے اب جمہوریت سے دور رہنے والی جماعتوں کو بھی یہ احساس ہو چلا ہے کہ صرف جمہوری نظام ہی وہ نظام ہے جس میں عسکری قوت بھی ہے اقتصادی قوت بھی ہے سیاسی قوت بھی ہے اور سفارتی طاقت بھی اس وقت صرف جمہوری نظام کے حامل ملک ہی دنیا کو عسکری اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے فتح کر رہے ہیں اور دنیا کی بڑی بڑی بادشاہتیں اور آمریتیں بھی ان ہی جمہوری ملکوں کے آگے جھکی ہوئی ہیں۔

جاوید سید۔ روزنامہ دن لاہور۔

☆☆☆

Marfat.com

شخصیات پر لکھنا انتہائی ذمہ داری کا کام ہے اس کٹھن مرحلہ میں تعصب سے حد درجہ پاک دل اور امانت و دیانت میں مسلم فکر و خیال اور صداقت کیش و حق پرست قلم کی ہمت مردانگی سے استمد اد مطلب کئے بغیر سلامت روی کی شرط کا پورا کرنا بہت ضروری ہوتا ہے جو کہ ناممکن حد تک مشکل ہے لیکن اگر بات پاکستانی سیاست میں ایک اہم غیر سیاسی شخصیت میاں محمد شریف مرحوم کی ہو تو یہ مشکل آسان ہو جاتی ہے کیونکہ میاں شریف ایک کاروباری ہونے کے باوجود ایک درویش صفت انسان تھے۔ان کی رائے ونڈ میں تدفین کے موقع پر موجودہ حکومت نے میاں محمد شریف مرحوم کی ڈیڈ باڈی پر کچھ پابندیاں عائد کر ڈالیں اس پر جناب محمد سلیم بٹ یوں رائے زنی کرتے ہیں۔

میاں شریف بھی اللہ کو پیارے ہو گئے

میاں شریف مرد آہن اور مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹنے کے باوجود حوصلہ نہ ہارنے والے شخص تھے۔ان کی ہمت ہمیشہ بلند رہی۔ مایوسی کو کفر سمجھا اور ہمیشہ اللہ کی رحمت اور اپنے قوت بازو سے کام لیا۔اور ایمانداری کو اپنا شعار رکھا۔آہ! وہ باعمل دوراندیش درویش صفت میاں صاحب آخر اس دنیا سے منہ موڑ گئے۔

زیرو سے ہیرو بننا کوئی آسان کام نہیں اس کے لئے تدبر، فراست، حوصلہ، پلاننگ، لگن، عزم اور انتھک محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سب چیزیں میاں شریف میں موجود تھیں۔آج کا نوجوان خاص طور پر پڑھا لکھا نوجوان جو سرکاری نوکریوں کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہے اگر وہ میاں شریف کی زندگی کا مطالعہ کرے تو اسے بہت حوصلہ مل سکتا ہے۔

نوجوانو! آگے بڑھو روزگار کمانے کیلئے چاہے چھابڑی لگانی پڑے لگاؤ پھر دیکھو کیا ہوگا۔میرا باپ خود کہا کرتا کہ اگر روٹی کمانے کیلئے جھاڑو بھی دینا پڑے تو شرماؤ نہیں کرلو۔آپ کے گھر آٹا کوئی نہیں دینے آئے گا۔میں نے خود اس نصیحت پر ساری عمر سختی سے عمل کیا ہے۔

میاں شریف صاحب انتہائی چوکس اور صاحب بصیرت شخصیت تھے اور جیسے وہ باپ تھے اولاد کو ایسا مثالی باپ ملنا مشکل ہے۔اور جیسی فرمانبردار اولاد ہے ایسی اولاد بھی والدین کو ملنی مشکل ہے۔غرض کہ دونوں اطراف سے اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں رہیں۔

میاں صاحب کو بس ایک شوق تھا اپنے بچوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات پر کھڑا دیکھنے کا اور خدا نے ان کا وہ شوق پورا کر دیا۔میرا خیال ہے کہ ان کے اعمال اور خدائی مخلوق سے ان کی عملی محبت پر خدا بھی ان سے خوش تھا تبھی تو ان کی ہر دعا اس نے قبول کی۔ان کی ایک اور شدید خواہش تھی کہ پاکستان کو اقوام عالم میں ایک آبرومند مقام پر کھڑا دیکھنا وہ پاکستان جس کی معاشی اور صنعتی جڑیں بہت گہری اور مضبوط ہوں۔میاں نواز شریف جنرل جیلانی کی کابینہ میں وزیر کھیل و خزانہ تھے اور ساتھ ہی پاکستان سائیکلنگ فیڈریشن کے صدر بھی جس کا راقم سیکرٹری جنرل تھا۔بس یہی ایک معمولی سا تعلق تھا۔

جب میاں نواز شریف نے پہلی دفعہ حلقہ گوالمنڈی سے قومی اور صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑا غالباً ان کے الیکشن کے سلسلے میں ان کا پہلا انتخابی جلسہ تھا جو بشیر بختیار لیبر ہال نسبت روڈ پر ہونا طے پایا۔مجھے خواجہ ریاض محمود سابق لارڈ میئر صاحب کا فون آیا کہ میاں نواز شریف نے مجھے بھی اس جلسے سے خطاب کیلئے کہا ہے۔یہ جلسہ میاں شریف کی صدارت میں ہوا اور جناب نواز شریف صاحب خود اس جلسے میں نہ آسکے۔بے شمار مقرر تھے

Marfat.com

جن میں جناب بشیر بختیار مرحوم نے بھی کھل کر نواز شریف کی حمایت کا اعلان کیا اور ایسے ہی خیالات کا اظہار جناب خواجہ ریاض محمود نے کیا۔
جب سٹیج پر مجھے بلوایا گیا تو میں نے اپنے خطاب میں دیگر باتوں کے علاوہ یہ کہا کہ نواز شریف اور ان کے خاندان کی شرافت اور معاشرے کی بے لوث خدمت کے پیش نظر ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم میاں صاحب کو کامیاب کروائیں میں نے مزید کہا کہ نواز شریف میاں شریف کا بیٹا تو ہے ہی لیکن ساتھ ہی پورے لاہور کا بیٹا بلکہ پنجاب کا بیٹا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ اگر موقع ملا تو وہ پاکستان کا مایہ ناز بیٹا ثابت ہوگا۔
تقریروں کا سلسلہ ختم ہوا تو میاں شریف صاحب نے مجھے بہت پیار دیا۔
میں شیخوپورہ میں ایک بنک کا زونل چیف تھا۔ وہاں ایک شخص نے ہماری شرقپور برانچ سے چاول پر قرضے کی لمٹ لی تھی۔ بندہ بدمعاش ٹائپ تھا ایک دن آدھی رات مجھے مینجر نے بتایا کہ وہ بندہ رات اندھیرے میں چوکیدار کو مار پیٹ کر گودام کے تالے توڑ کر مال لے اڑا ہے۔ میں نے وقت ضائع کئے بغیر بنک کا مال تو نارنگ منڈی سے قابو کر لیا اور بنک کی رقم محفوظ کر لی اور وہیں ہم سب نے فیصلہ کیا کہ آئندہ سیزن میں اسے قرض نہیں دینا۔ جب سیزن شروع ہوا تو وہی شخص ایک دن زونل آفس آیا اور انتہائی بدتمیزی سے میرا چیمبر کھول کر شہباز شریف کا وزنگ کارڈ میری میز پر پھینکا جس پر اس کی سفارش کی گئی تھی اور ساتھ ہی کہا کہ میں دیکھوں گا کہ اب تو کس طرح میرا قرضہ منظور نہیں کرتا۔ اب وقتی طور پر میں پریشان ہو گیا لیکن وہیں فیصلہ کیا کہ میں یہ شکایت میاں شریف صاحب کو کروں اور بتلاؤں کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ کیا کیا تھا۔ میں نے کریڈٹ مینجر کے کمرے میں جا کر اتفاق لاہور فون کیا اور میاں صاحب کے سیکرٹری مختار کو ساری تفصیل سنا دی اور میاں صاحب سے بات کرانے کو کہا۔ انہوں نے کچھ دیر بعد رابطہ کرنے کو کہا۔ دوبارہ جب میں نے فون کیا تو مختار نے مجھے بتایا کہ میں نے میاں صاحب کو تمہاری کتھا سنا دی ہے انہوں نے شاباش دی ہے کہ آپ یہ قصہ ان کے علم میں لائے ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ اس شخص کو دھکے دے کر اپنے دفتر سے بھگا دو تم پر کوئی ناراض نہیں ہوگا۔ وہ بااصول شخص تھے جن کی کاوش اور کوشش سے ان کا بیٹا قائداعظم کی پیروی کرتے ہوئے ایک دن جیل جائے بغیر وزیراعظم بن گیا ورنہ تو لوگ ان سے کہیں ڈھیر مالدار ہیں سیانے ہیں سالہا سال سے سیاسی جدوجہد میں مصروف ہیں، ماریں کھائیں، قیدیں کاٹیں لیکن وزیراعظم تو درکنار کونسلر اور ناظم بھی نہ بن سکے۔

میاں شریف مرحوم خدائی فرائض بجالانے سے کبھی غافل نہ تھے اور نہ اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے تھے۔ ایسے شخص جس کا دل پاکستان کی محبت سے لبریز ہو اور وطن واپس آنے کی شدید خواہش رکھتا ہو اس تمنا کو دل میں لئے عدم کو کوچ کرنا انتہائی افسوس ناک ہے۔ اور اس سے زیادہ افسوس ناک ان کے خاندان کو پاکستان آ کر تدفین میں حصہ لینے سے روکنا ہے۔

محمد سلیم بٹ روزنامہ نوائے وقت 9 نومبر 2004ء

☆☆☆

Marfat.com

جنازوں پر سیاست کی روایت بڑی پرانی ہے مگر آج کے ترقی یافتہ دور میں یہ ایک معیوب اندازِ سیاست سمجھا جاتا ہے رانا شفیق پسروری نے اپنی تحریر میں نہ صرف اس روایت اور انداز سیاست کو نشانہ تنقید بنایا ہے بلکہ میاں محمد شریف مرحوم کی میت پر سیاست نہ کرنے کے شریف برادران کے عمل کو اپنے الفاظ میں اس طرح سراہا ہے۔

جنازے پر سیاست

جناب محمد شریف نیکی، نیک نامی اور عزم و بصیرت کی ایک تاریخ رقم کر کے اپنے خالق کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ دیارِ غیر میں جان ہار گئے، مگر ان کے نصیب کا کیا کہنا کہ نماز جنازہ بیت اللہ میں ادا ہوئی۔ ماہ مبارک کی سعید ساعتوں میں لاکھوں فرزندان توحید نے حرم پاک کے امام محترم کی اقتداء میں ان کا جنازہ پڑھا اور ان کی بخشش کے لئے دعائیں کیں۔ حرم پاک کے علاوہ دنیا بھر میں خصوصاً پاکستان میں لاکھوں دل فگاران نے اپنے ہاتھوں کو اپنے رب کے حضور بلند کر کے ان کی بلندی درجات کی دعائیں کی ہیں اور کر رہے ہیں۔ لاہور میں ایک ہی روز جنازے کے دو بڑے اجتماعات ہوئے جس میں دور دراز سے آئے ہوئے ہزاروں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ ایک اجتماع حضرت علی ہجویریؒ کی آرام گاہ سے متصل وسیع مسجد کے وسیع صحن میں ہوا اور دوسرا جاتی امراء میں میاں صاحب کی رہائش کے وسیع لان میں ہوا۔ دونوں جگہ لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اخلاص کی ڈور سے بندھا چلا آیا تھا۔ شرکاء غم زدہ تھے، لبوں پر مغفرت کی دعائیں تھیں ایک دوسرے سے تعزیت ہو رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ حکمرانوں کے رویہ پر شکوے بھی ہو رہے تھے۔

میں بذاتِ خود دونوں اجتماعات میں شریک تھا۔ میں نے دیکھا کہ عوام و خواص کی ایک بڑی تعداد مرحوم کے لئے دعا بلب اور دست بدعا ہے۔ میاں نواز شریف و شہباز شریف کی قیادت کا دم بھرنے والے تو تھے ہی، غیر بھی موجود تھے، اے آر ڈی اور ایم ایم اے کے رہنما تو آئے ہی تھے۔ میاں اظہر اور الٰہی بخش سومرو جیسی شخصیات بھی موجود تھیں۔ اور برملا میاں محمد شریف کی شرافت اور اعلیٰ کردار کی تعریف کر رہی تھیں۔ سندھ کے دور دراز قصبات اور سرحد کے پس ماندہ دیہات کے لوگ بھی شامل تھے۔ امریکہ سے بھی مسلم لیگ کا ایک وفد جس میں خواتین و حضرات تھے، صرف جنازے میں شرکت کے لئے آیا تھا۔ متحدہ عرب امارات سے بھی آئے ہوئے چند نوجوان ملے۔ اور بھی کئی جگہوں سے آئے ہوئے لوگوں سے ملاقات ہوئی جن کا فرداً فرداً تذکرہ کرنا ممکن نہیں۔ میں جب تک رائے ونڈ رہا میں نے دیکھا آنے والوں کا ایک تانتا لگا ہوا تھا وہ آتے کھلے میدان میں میاں صاحب کی قبر پر جاتے دعا کرتے اور واپس چلے جاتے۔ خلقِ خدا کی یہ آمد میاں محمد شریف کی نیک نفسی کی گواہی دے رہی تھی۔ ورنہ ہمارے ہاں تو محاورہ ہے کہ قاضی کی لونڈی مری سارا شہر آیا، قاضی مرا کوئی نہیں آیا۔ یہاں صورتِ حال عجیب تھی، میاں نواز شریف اور شہباز شریف کا اقتدار ختم کر دیا گیا۔ ان کے وابستگان کو بزور ان سے دور کر دیا گیا۔ انہیں ملک سے باہر بھیج دیا گیا۔ ان کی واپسی پر پابندی لگا دی گئی، ان کے نام لیواؤں کی زندگی تلخ بنا دی گئی، ذرائع ابلاغ کو ان کے خلاف استعمال کیا گیا۔ باپ کے جنازے کو کندھا دینے اور قبر میں اتارنے کے لئے انہیں پاکستان نہ آنے دیا گیا۔ حالات کے اس تمام تر جبر کے باوجود لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو دل کے تاروں سے بندھا چلا آیا تھا۔ کوئی منہ ملاحظہ نہ تھا۔ اخلاص اور دردمندی تھی اور کچھ نہ تھا کہ دور دراز حتیٰ کہ سات سمندر پار سے لوگ اپنی محبت اور عقیدت میں چلے آئے تھے۔

Marfat.com

مخلص لوگ ایک جذبے سے جنازے کے لئے آئے تھے لیکن وہ واپس جاتے ہوئے ارباب اقتدار کے لئے کوئی اچھا تاثر نہیں لے کر گئے۔ وہ اس بات پر حیران ہیں کہ مضبوط حکومت کا دعویٰ کرنے والے ایک بوڑھے کی میت سے حراساں کیوں ہو گئے؟ وہ اخلاقی روایات اور انسانی اقدار کیا ہوئیں جو ہماری تاریخ وثقافت کا لازمہ تھیں۔ ہمارے ہاں تو بڑے بڑے مجرموں کو اپنے عزیزوں کے جنازے کو کندھا دینے کیلئے پیرول پر رہا کر دیا جاتا ہے۔ پھر پاکستان کی ایک بڑی پارٹی کے قائد (جو دو بار وزیر اعظم بھی رہے اور جن کے نام پر آج بھی لاکھوں دل دھڑکتے ہیں) اور اس کے بھائی کو (جو بڑے صوبہ کا وزیر اعلیٰ رہا اور جس کی وزارتِ اعلیٰ کی کارکردگی کے غیر بھی معترف ہیں) اپنے ہی ملک میں اپنے باپ کے جنازے میں شرکت کی اجازت کیوں نہ دی گئی؟ صرف سیاسی اختلافات کی وجہ سے ان کو اپنے باپ کو قبر میں اتارنے کی اجازت نہیں دی گئی! صرف اتنی سی بات پر ایک جنازے کو سیاست کی نذر کر دیا گیا۔

میاں محمد شریف کے جنازے پر جس طرح سیاست کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ کسی کو پسند نہیں آیا۔ اپنوں اور بیگانوں کے دلوں پر اس کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوئے، ہماری تو روایت ہے کہ ''دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے'' پھر یہ کیوں کیا گیا؟ شریف خاندان تو تدفین کی رسوم میں شریک نہ ہو سکا۔ یہاں کے لوگوں کو بھی شرکت سے روکنے کا سامان کر کے انتظامیہ نے جو کچھ اور جس طرح کیا اس سے حکومت کے بارے میں اچھا تاثر قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک نجی ٹی وی نے پہلے روز تو وفات کے حوالے سے بہت سرگرمی دکھائی بار بار کئی شخصیات کی گفتگو چلاتا رہا۔ لیکن پھر معلوم نہیں کس کے حکم پر نہایت سرد مہری کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ ایک مقامی اخبار نے نماز جنازہ کے بارے میں کنفیوژن پھیلا دی۔ حکومت نے تو حضرت علی ہجویریؒ کی مسجد کے احاطے میں بندش کے احکامات دیئے تھے یا نہیں۔ اس اخبار نے سرخی جمادی کہ دو بجے رائے ونڈ میں جنازہ ہو گا۔ پھر پولیس نے جگہ جگہ اس طرح مجمع لگایا تھا جس طرح میاں شہباز شریف کی آمد پر گیارہ مئی کو لگایا گیا تھا۔ جاتی امراء میں پولیس ہی پولیس دکھائی دے رہی تھی۔ میاں صاحب کی رہائش کے مین گیٹ پر لاہور کے دو بڑے افسر بے شمار ماتحتوں کے ساتھ براجمان تھے۔ لوگ جھجھک جھجھک کر آگے چل رہے تھے۔ کمزور دل اتنی فورس دیکھ کر ویسے ہی آگے نکل جاتے تھے۔ یہ سب کچھ نیک نامی کا باعث تو نہیں بنا۔ مجھے کئی لوگ ملے جو اس بات پر احتجاج کر رہے تھے کہ ائیر پورٹ پر میت وصول کرنے والوں کو میت نہیں دی گئی بلکہ میت تک پہنچنے ہی نہیں دیا گیا۔ میت ہیلی کاپٹر پر رکھ کر جاتی امراء چھوڑ دی گئی۔ تاکہ شہر میں جنازہ کی ادائیگی نہ ہو سکے۔ حکومت نے انتظامی وجوہ کی بناء پر یہ سب کچھ کیا ہے یا سیاسی اختلاف کی وجہ سے بہر حال عوام میں اس کا اچھا تاثر نہیں پھیلا۔ مجھے رہ رہ کر ایک بات یاد آ رہی ہے کہ جب بھٹو کو پھانسی دی گئی تو جنرل ضیاء کی حکومت تھی۔ حکومت نے اسی طرح امن وامان کی خاطر رات کے اندھیرے میں بھٹو صاحب کی میت کو گڑھی خدا بخش میں بھیج کر تدفین کرادی تھی۔ اس پر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے خطبہ جمعہ میں کہا تھا۔

''ہم بھٹو کے سخت مخالف رہے ہیں لیکن جس طرح بھٹو کے خاندان کو اس کا منہ نہیں دیکھنے دیا گیا یہ کوئی اچھی روایت نہیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے ہو سکتا ہے ان کے گھر والے چاہیں بھی تو ان کا چہرہ نہ دیکھ سکیں''۔ میاں محمد شریف کے جنازے پر اتنی بندشیں نہ لگائی جاتیں تو بہتر تھا اگر مسلم لیگ (ن) والے کوئی جلوس نکالتے یا نعرہ بازی کرتے تو عوام نے ان کو اچھا نہیں کہنا تھا ان کے حق میں اچھا نہ ہوتا۔ اب وہ عوام کی نظر میں مظلوم ہیں اور انتظامات کرنے والوں کے لئے جتنے منہ اتنی باتیں ہو رہی ہیں۔ جنازے سیاست کرنے کے لئے نہیں ہوتے عبرت ونصیحت اور دعائے مغفرت کے لئے ہوتے ہیں۔ جنازوں کو دیکھ کر سب کو اپنی موت یاد کرنی چاہئے۔ ''دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مرجانا''۔

رانا شفیق پسروری روزنامہ پاکستان

Marfat.com

یونانی علم الاساطیر کے کشفیات میں تمام فنون کو واحد الاصل بتانے کے ساتھ ساتھ ایک مقدس چشمے ہپوکرین (hippocrene) کا ذکر ملتا ہے جو فنونِ لطیفہ وجمیلہ کی نومربی دیویوں کے زیرِ تصرف ہے۔ بعض یونانی مفکروں کے مطابق تمام فنکاروں کی روحیں پہلے اس متبرک جل سے جرعہ نوش ہوتی ہیں اور پھر وہ فنی تخلیق پیش کرنے پر گویا قادر و عامل ہو سکتی ہیں۔ محترم فیصل بٹ صاحب بھی اپنا مدعا نذرِ قرطاس کرنے میں درجہ فن پر فائز ہیں ابا جی کے عنوان سے اپنے زیرِ نظر مضمون میں انہوں نے نہ صرف میاں محمد شریف مرحوم اور ان کے عظیم بیٹے کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے بلکہ تاریخ اسلام سے قربانی کی دل نشین مثال دے کر یہ واضح کر دیا ہے کہ مقدس چشمے (hippocrene) کی تشبیہ اگر سچ ہے تو فیصل بٹ صاحب کی روح نے اپنے حصے کا فنِ لطیف بیک جرعہ نوش فرما لیا ہوگا۔

''ابا جی''

پاکستان کی سیاست میں گزشتہ چند سالوں سے ایک لفظ بہت زور پکڑ گیا تھا کوئی بھی سیاسی پارٹی ہو، حکمران ہو یا اپوزیشن ان میں موضوع بحث بنا رہا۔ اس لفظ کی بازگشت ناقابلِ یقین حد تک تھی۔ وہ لفظ تھا ''ابا جی''۔ محترم! یہ لفظ مسلم لیگ (ن) میں بڑی اہمیت کا حامل تھا جس کی بدولت ملک میں قد آور سیاسی شخصیات کا جنم ہوا۔ قارئین یہ لفظ چند روز قبل میاں شریف صاحب کی تدفین کے ساتھ شاید دفن ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ سے بڑھ کر کسی کا رتبہ نہیں رکھا والدین کی عزت واحترام کے سلسلے میں بہت سے انبیائے کرام نے ایسی مثالیں پیش کیں جو آج بھی دنیا بھر کے مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں۔ والد کی اطاعت کا اگر ذکر آئے تو سب سے پہلے ہمارا ذہن حضرت اسماعیلؑ کی طرف جاتا ہے جنہوں نے اپنے والد کے حکم پر ذبیح ہونا قبول کر لیا۔

حضرت اسماعیلؑ اپنی شادی کے بعد اپنا گھر بسا لیتے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے گھر پہنچتے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ گھر پر موجود نہیں ہوتے۔ آپؑ گھر پر آواز دیتے ہیں جس پر آپؑ کی بہو بتاتی ہیں کہ وہ گھر پر نہیں ہیں اور پوچھتی ہیں بابا جی آپ کہاں سے آئے ہیں اور کیا کام ہے۔ جس پر آپؑ اپنا تعارف کروائے بغیر کہتے ہیں کہ جب تمہارا شوہر گھر آئے تو اسے کہنا کہ چوکھٹ بدل لو۔ حضرت اسماعیلؑ شام کو گھر آتے ہیں ان کی وفا شعار بیوی ان کو اس واقعہ کے بارے میں بتلاتی ہیں اس پر اسماعیلؑ فرماتے ہیں کہ چوکھٹ بدلنے سے مراد ہے کہ میں تمہیں طلاق دے دوں اور وہ بابا جو میرے ابا جی تھے ان کا یہ حکم ہے۔ آپؑ ان کا یہ حکم فوری طور پر بجا لاتے ہیں اور اپنے بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں۔ اور اپنے باپ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ اپنے باپ کی اطاعت میں اتنا آگے نکل جاتے ہیں کہ باپ جب بیٹے کو قربان کرنے کے لئے بیٹے کو لٹاتا ہے تو بیٹا باپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں مبادا کہ کہیں آپ کے دل میں اولاد کی محبت جوش نہ مارے اور آپ حکم الٰہی کو پورا کرنے میں کوتاہی کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ یہ تھی ہمارے اسلام میں بیٹے کی ایک باپ سے تابعداری کی سب سے بڑی مثال اگر کوئی مسلمان اس پر عمل کرے تو وہ دنیا وآخرت میں امر ہو جاتا ہے۔

یہ چند واقعات ایک فرمانبردار بیٹے کے لکھے ہیں یہ تو صرف اور صرف سمجھنے کی بات ہے یا پھر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے۔
قارئین میں قطعاً مسلم لیگی نہیں بلکہ دفتر کی جانب سے میری ذمہ داریاں حکمران پارٹی کیلئے مرتب کی گئی ہیں۔ اگر میں صرف اور صرف میرٹ پر فیصلہ

Marfat.com

کروں تو میرے ضمیر کی یہ آواز آتی ہے کہ میاں نواز شریف کی شروع سے تربیت میاں شریف نے ایسی ہی کی کہ انہوں نے اسلام کی اعلیٰ مثالیں اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگی کو ایک سبق ایک رستے پر گامزن کر لیا۔ میاں شریف وہ خوش قسمت انسان تھے جن کی اولاد کی فرمانبرداری کی مثالیں دنیا دیتی ہے۔

اس اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک واقعہ گزشتہ دنوں مجھے محترم رفیق غوری نے بتایا۔ آپکے سامنے حرف بہ حرف پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ان کی زبانی ''جب میں مقامی اخبار میں بطور رپورٹر خدمات انجام دیتا تھا تو جنرل ضیاء الحق بطور صدر پاکستان میری بیٹ تھی۔ میری ان سے اچھی دوستی تھی۔ نواز شریف اس وقت پنجاب کے وزیر خزانہ تھے۔ پنجاب کا بجٹ پیش کیا جانا تھا۔ صدر پاکستان ضیاء الحق کو اسلام آباد بریفنگ دی جا رہی تھی کہ نواز شریف بار بار اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی جانب دیکھ رہے تھے۔ ضیاء الحق نے کئی بار یہ بات نوٹ کی۔ کیونکہ سینئر کے سامنے گھڑی کو دیکھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ضیاء الحق نے مسکراتے ہوئے کہا کیوں میاں صاحب آپ بار بار گھڑی دیکھتے ہیں۔ آپ نے گھڑی نئی لی ہے۔ جس پر میاں نواز شریف نے نہایت معصومیت اور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا کہ سر گھڑی نئی نہیں لی میں اس لئے بار بار ٹائم دیکھ رہا تھا کہ میں نے لاہور میں ابا جی کیلئے ڈاکٹر سے ٹائم لیا تھا۔ اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری فلائٹ مس ہو جائے گی اور میں ابا جی کو ڈاکٹر کے پاس نہ لیجا سکوں گا۔ جس پر ضیاء الحق نے کہا میاں صاحب آپ بے فکر ہو جائیں آپ میٹنگ بھی اٹینڈ کریں گے اور ابا جی کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جائیں گے۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد نواز شریف پریشانی میں باہر نکلے تو ضیاء الحق کے حکم پر ان کے لئے ایک ون جو کہ صدر کے استعمال میں ہوتا ہے طیارہ کھڑا تھا جس پر نواز شریف کو لاہور بھجوایا گیا۔ ضیاء الحق ان کی ''ابا جی'' کیلئے اتنی تابعداری دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور میاں نواز شریف پر شفقت کرتے ہوئے ان کی صلاحیتوں کے بدلے انہیں وزیر خزانہ پنجاب سے وزیر اعلیٰ پنجاب تک کے منصب پر پہنچانے کا فیصلہ کیا۔

ایک دفعہ ابا جی کا حکم نواز شریف کو ہوا کہ آپ حج کرنے جا رہے ہیں طاہر القادری کو بھی ساتھ لے کر جائیں اور یہ بیمار ہیں ان کو خانہ کعبہ کا طواف کرانا آپ کی ذمہ داری ہے جس پر نواز شریف نے مولانا طاہر القادری کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر نہ صرف طواف کروایا بلکہ غار حرا تک لے کر گئے۔ یہ تھی ابا جی کے حکم کی تعمیل۔ میاں شریف کا کمال یہ تھا کہ ایک ان کا بیٹا وزیر اعظم ایک وزیر اعلیٰ اور ایک ممبر قومی اسمبلی بنا۔ یہ ابا جی کی حکمتِ عملی تھی۔ میاں شریف کی زندگی میں نواز شریف نے جس عقیدت کا مظاہرہ کیا وہ تو قابل بیان نہیں ہے۔ ان کی وفات کے بعد سیاسی حلقوں میں یہ تاثر عام پایا جاتا تھا کہ میاں شریف کی میت پر شاید سیاست ہو مگر آفرین ان بیٹوں پر جنھوں نے ابا جی کی میت پر سیاست نہیں کی جب کہ تمام دنیا میں مثالیں موجود ہیں کہ اقتدار کی خاطر بیٹے نے باپ کو باپ نے بیٹے کو ختم کیا۔ دور اقتدار میں نواز شریف کو ان کی کابینہ کچھ بھی کہتی رہی مگر انہوں نے ''ابا جی'' کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھایا یہاں تک کہ نواز شریف کی گرفتاری کے بعد تمام معاملات پر ڈیل ابا جی نے ہی کی جس پر انہوں نے ابا جی کا حکم سنا اور ان کے پیچھے چل پڑے۔ میاں شریف کی تدفین کے موقع پر مجھے بھی رائیونڈ جانے کا اتفاق ہوا جہاں اور بہت سے لوگ وہاں موجود تھے ان میں دو نوجوان سیاست دان جو کہ شمالی لاہور سے ممبر صوبائی اسمبلی بھی ہیں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن پر بھی نظر پڑی جو کہ غمگین صورت میں پتھر کی آنکھوں سے سارا واقعہ گم سم دیکھ رہے تھے۔ میں نے ان کے قریب جا کر انہیں مخاطب کیا تو کوئی جواب نہ ملا۔ میرے دوبارہ مخاطب کرنے پر وہ ایک دم سکتے کی سی کیفیت سے باہر آ گئے اور گلوگیر آواز میں بولے مجھے اپنے والد میاں شجاع الرحمٰن جو کہ بلند حوصلہ سیاست دان تھے ان کی یاد آ گئی تھی۔ جواب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ہم ان کی شفقت سے تو محروم ہو چکے ہیں مگر ان کا سایہ اب بھی ہمارے اوپر موجود ہے۔ والد کے مرنے کے بعد جو کیفیت ہوتی ہے وہ قابل بیان نہیں ہے۔

فیصل بٹ روزنامہ لیڈر لاہور۔

Marfat.com

ملکی تاریخ گو کہ فوجی حکومتوں اور آمریتوں سے بھری پڑی ہے مگر ایک بات خاصی حوصلہ افزا اور باعثِ اطمینان ہے کہ جبر کے ہر دور میں یہاں کے عوام اور اہلِ قلم نے جبر اور کرپشن کے خلاف اور جمہوری قائدین کے حق میں نہ صرف آواز بلند کی بلکہ خودسوزی بھی کی۔ جیلیں بھی کاٹی اور حکومتی تشدد اور جبر کا بھی مقابلہ کیا۔ سعادت خیالی صاحب نے بھی میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین پر موجودہ حکومت کے جبر پر مبنی اقدامات اور ملکی سیاست میں میاں شریف خاندان کی مقبولیت کا ذکر بڑے مدلل طریقے سے کیا ہے اور عوام کی اس رائے کو الفاظ وزبان دی ہے کہ آنے والی نسلیں میاں محمد شریف کی قیمتی زندگی سے اپنی راہِ عمل متعین کرے گی۔

میاں شریف کے چالیسویں کا اجتماع

پاکستان کے ریگزاروں کو جنت ارضی میں اپنے ہاتھوں سے تبدیل کرنے والے مرد درویش اور اپنی سرتا پا درویشی اور وطن پرستی کے عوض آخری عمر میں نیک نام، محبِ وطن اولاد سمیت زورآوروں کی طرف سے جلاوطنی کی موت پانے والے میاں محمد شریف کی لاہور میں سرکاری نگرانی میں آنے والی میت کا میں نے رائے ونڈ میں جنازہ پڑھا تھا انہیں اپنے یا ان کے نیک نام خدا ترس بیٹوں کی طفیل یہ ''رعایت'' بھی نہ دی گئی کہ جوان کا پیدائشی حق تھا کہ ان کے پروانے ان کی نماز جنازہ حسب اعلان حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار میں ہی پڑھ کر دل کو سکون دے لیتے لیکن ہوائی اڈے سے جنازے کو سیدھا ہیلی کاپٹر کے ذریعے اٹھا کر رائے ونڈ کے جاتی امراء میں ان کی پرانی رہائش گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ ان کے کسی بھی عزیز کو جدہ کی جلاوطنی سے دو چار روز کی رعایت نہ دی گئی کہ وہ کم از کم ان کے قل ہی مادرِ وطن میں قیام کر کے اپنے ہاتھوں سے سرانجام دے کر ان کی آخری خواہش ہی کو پورا کر لیتے بلکہ انہیں بھی بھٹو کی طرح اس وقت کے فوجی صدر ضیاء الحق کے فرمان کے مطابق ''مردہ بھٹو زندہ بھٹو سے زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے'' کا نام دے کر تمام رعایتیں منسوخ کر دی گئیں۔ یہاں دل ودماغ یہ تاثر دے کر مرحوم کو خراج عقیدت پیش کر رہا تھا کہ

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی　　　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

میاں شریف ایسے خدا ترس عوام دوست اور اپنے دونوں ہاتھوں سے لوہا کوٹ کر دیانتدارانہ کاروبار سے ایک ریاست قائم کر لینے والے کا جنازہ جاتی امراء میں پڑھنے کے لئے سارے ملک سے میاں خاندان کے دیوانے جوق در جوق پہنچ گئے۔ وقت بہت کم دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود پیدل سائیکلوں، رکشاؤں، تانگوں اور ریڑھے پر چڑھ کر آنے والوں کی تعداد کاروں اور گاڑیوں کے ذریعے آنے والوں سے بہت زیادہ تھی جنہوں نے اپنے اپنے رنگ میں اس عاشق رسول اور پانچ ہزار سے زائد اللہ کے گھر (مساجد) تعمیر کروانے والے غریب بے سہارا اور لاوارثوں کی ایک لاکھ سے زائد تعداد کی مستقلاً ماہانہ بنیادوں پر بھرپور کفالت کرنے والے اور دس لاکھ سے زائد بے روزگاروں کے روزگار کا ذریعہ بننے والے مرد درویش کے آخری دیدار کیلئے تڑپ اور سینہ کوبی کر رہے تھے۔ کسی کو اس امر کی پرواہ نہیں تھی کہ انہیں اس ادائیگی فرض کے عوض کوئی مالی منفعت ملے گی یا کسی کی نظر کرم ہی پڑ جائے گی کہ نظر کرم والے تو تمام کے تمام ناکردہ گناہ اور عوام کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے والے گزرے وقت کے حاکموں کی ساری تعداد ملک بدر ہو کر جدہ میں تھی۔ جبکہ میاں شریف ایسے بطلِ جلیل کے لئے محروم، بےبس اور ان کی نامی بیساکھیوں پر چڑھ کر زندگی کی چھلانگیں مارنے والے چیخیں مار مار کر کہہ رہے تھے

Marfat.com

فرشتوں سامعصوم پیغمبروں کی دُعا سا — خدا لے گیا اک شخص تھا جدُا سا

چالیسواں بھی جاتی امراء میں رائے ونڈ روڈ پر ہی منایا گیا۔ پوزیشن آج بھی وہی تھی ان کے دونوں عظیم محب الوطن جانثار صاحبزادوں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف یا ان کے افراد خانہ کو سرکاری سیکورٹی کی بنا پر اس چالیسواں میں بھی شرکت کے حق سے محروم رکھا گیا اور میاں شہباز شریف کے وطن میں بے وطن اور بے بس کئے ہوئے صاحبزادے حمزہ شہباز ہی نے اپنی جواں سالہ شخصیت سمیت سارے مراحل کی ذمہ داری کا بھاری بوجھ ادا کیا۔ سارے ملک سے جس میں چاروں صوبوں کے علاوہ بیرون ملک سے بھی ہزاروں عقیدت منداس تقریب چالیسواں میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ افتتاحی تقریب کا وقت ایک بجے دوپہر تھا لیکن اس قدر ہجوم لگا کہ اس کی آمد کا سلسلہ رات آٹھ بجے کے گھپ اندھیروں میں بھی جاری رہا بے شمار بڑے افراد کے خلاف گمنام لاوارثوں مرد وخواتین کی بھی بھاری تعداد شامل تھی۔ کوئی اپنی رائے ونڈ روڈ سے سات میل اندر کے پیک جام سڑک پر سے گزرتے ہوئے یہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ اسے اپنے وجود کا کسی اہم شخصیت کے سامنے مظاہرہ کرنا اور ''داد'' یا آنے والے یقیناً حوصلہ افزاء دور کے پاسبانوں سے داد وصول کرنا ہے کہ وہاں تو بے چارے حمزہ شہباز ایسے سرتا پا شریف زادے کے سوا اور کوئی آنے والے وقت کا زور آور موجود نہیں تھا۔ چالیسویں میں شرکت کرنے کا غائبانہ یہ ریکارڈ تھا کہ ایسے مٹی میں چلے جانے والے مرد خدا ترس کی عدم موجودگی اور ان کے مستقبل کے حاکم صاحبزادوں میں سے وہاں کوئی بھی نہیں تھا لیکن میں اپنی زندگی کے طویل صحافتی تجربہ کی بنا پر بلا کم وکاست چھاتی پر ہاتھ مار کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے بڑے بڑے شہ زوروں کے کسی خاندان کے سربراہ کا اتنا بڑا چالیسواں دیکھا ہی نہیں بلکہ کبھی سوچا تک نہیں کہ جہاں کسی کو ''چہرہ شناسی'' کا ایک فیصد بھی موقع موجود نہ ہونے کے باوجود پاکستان کے عالمی اجتماعات میں ایک ریکارڈ توڑا اکثریت نے شرکت کی ہوا ن میں بھی زیادہ حیران کن بات جہاں یہ تھی کہ اس میں کسی خوف یا ایکشن کے خوف کو پاؤں کی جوتی کے تلے رکھ کر اکثر بڑے بڑے سرکاری افسران نے دھڑلے سے اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کئے وہاں انتہائی غریب افراد میلوں کا فاصلہ پیدل طے کر کے چہلم میں گرتے پڑتے شریک ہوئے۔ تمام راستے میں بڑے بڑے بینرز لگے ہوئے تھے جن میں سے چند یہ تھے۔

''میاں شریف خاندان تیری عظمتوں کو سلام'' — ''ملک کو بچانا ہے نواز شریف کالانا ہی لانا ہے''

''نواز وشہباز تم ہی نہیں سارا ملک اور اس کے در ودیوار میاں شریف کی رحلت پر سوگوار ہیں اور یہ ساری قوم کا غم ہے اکیلا تمہارا نہیں''

''ہم سب مجبور ہیں غم سے چکنا چور ہیں''

''خدا کی قسم ملک نواز شریف اور شہباز شریف کی قیادت میں ہی دوسرا سوئٹزرلینڈ بن جائیگا''

خدا کے خداداد بندے میاں شریف کے چہلم کے لاکھوں شرکاء میں خاص طور پر مندرجہ ذیل شامل تھے۔ سابق صدر محمد رفیق تارڑ، چودھری نثار احمد خاں، رانا تنویر حسین، سردار ذوالفقار علی کھوسہ، خواجہ احمد حسان، خواجہ محمد آصف، خواجہ سعد رفیق، پیپلز پارٹی کے منیر احمد خاں، راجہ ظفر الحق، خالد خاں کھرل، پیر صابر شاہ، ثناء اللہ بٹ، اسحاق ڈار، حمزہ شہباز، میاں زاہد لطیف، عزیز الرحمٰن چن، پیر سید ناظم حسین شاہ، ریاض حسین شاہ، میاں خاں ایم این اے، اقبال خاکوانی، اداکار محمد علی، سید فرخ شاہ، صدیق الفاروق، طاہر القادری، گارڈ فلٹر کے مخیّر اور خدا ترس صنعت کار سابقہ کونسلر ملک محمد شفیع، انعام اللہ نیازی، واجد خان عرف دلیپ کمار، زار شاہ انجنیئر، طارق جاوید چیمہ، حمید الدین المشرقی، ملک عبدالرحمٰن ناظم اعلیٰ، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن، زیڈ کے شیر دل، رانا شمیم امجد خان ٹھیکیدار اور اس کے علاوہ پیشہ ور اور مالک اخبارات صحافیوں کو ایک کثیر تعداد بھی شامل

Marfat.com

تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ اگر میں غرباء کی بھاری اکثریت چھوڑ کر ناموروں کی پوری فہرست شائع کرنا چاہوں تو یہ صفحات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ خدا اپنے اس نیک بندے کو کہ جوا پنی طویل تر زندگی میں کام اور صرف مادرِ وطن کی تعمیرِ نو کے لئے کام نہ صرف خود دل و جان سے ساری زندگی ادا کرتے رہے بلکہ انہوں نے اپنے افرادِ خانہ خاص طور پر اپنے دونوں عظیم تر صاحبزادوں میاں نواز شریف اور جدید پنجاب کے بانی شہباز شریف کے خون میں ملک کی انتھک خدمت کا جذبہ بیدا کر کے کارنامہ سرانجام دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مرحوم وطن سے جدائی کا ایک لمحہ بھی برداشت نہ کر سکتے تھے اور دراصل عوام کی یہ رائے لفظ بلفظ درست ہے کہ ان کی جلاوطنی میں ان کا قتل کیا گیا ہے اور آنے والی نسلیں اس مردِ درویش کی قیمتی زندگی کا یقیناً انتقام لے کر رہیں گی۔

سعادت خیالی، روزنامہ دن لاہور۔

☆☆☆

Marfat.com

Mian Sharif ' s achivementes and the impact of his death

The death of Nawaz sharif 's fa ther is not only a great loss for his family but mian mehammad sharif ' s departure to eternity would also be felt and mourned by almost every "thinking"pakistani. This fact is based on two solid reasons. Firstly, Mina Sharif ' s is a great succass story in pakistani industry. secondly, he was a planner and mastermind of a great political achievement of our era.

The people who have read a coulpe of books on the life of foender of Ford car company, Henry Ford , would agree with me that Mine Sharif
s example in pakistan's industry is similar to Frod's in the USA manufacturing sector.Although,USA is a larger and technologically advanced country and it had very big in dustrial success stories . How ever, given our country' s brief history and small industrial sector , Mian Sharif 's example is a very significant one . Starting from zero, he not only succeeded in installing dozens of industrial units but he was also one of the pioneers in pakistani steel industry .Just te way Henry Ford's parents were farmers but his interest in mechanical things was such that the could be called mad abut them,so he started working as a mechanic. One day, he decjded to moke a cart that would run on its own without the horses' pull.Nevertheless, disbeliveing Ford , the public made fun of him when he invited them to watch him ride on a cart running without any living being's help. And most of them arrived there determined to watch him failing.However, they were extremely surprised when he traveled for 500 yards on something metallic but none of them volunteered to finance this project which was his real objective of organizing this show. He had an original idea and technical know how to develop the engine of his first motorcar'so that it could travel from village to village and wanted to produce it for commercial purposes but just like Mian Sharif he faced tremendous difficulties in raising funds. The potential financiers dismissing his invention merely a trick, declred that travelling beyond 500 yards

Marfat.com

by this engine was not possibe and even if it would, many people would not like to buy it for regular travelling. Nonetheless, Ford like Sharif being a determined and optimist man did not give up.His nominal eduation did not becme a hurdle in his chosen mission.As a result of his continuous searh for the best possible way, he succeeded in introducing dozens of models of his motor car.Evetually,Ford motor car not only revolutionized the American way of life but it also started influencing the European society. 'f the financiers,who were not ready to side with him in the beginning, com back from their graves , the role of motor cars in today's life and their shotsightedess then, would really shock them.

In a similar manner Mina Sharif took a meager start with a small furnace withoet letting his elementary education becoming a hurdle on the way.His detdrmination, creative thinking and purdence became key factors in his success in busiess.It is worth reminding that when he began his work the steel sector was almost nonexistent in pakistan.Not even the idea of karachi steel mills'had been conceived yet. That is why Sharif con clearly be named as one of the pioneers in pakistani steel sector'just the way Ford was in American motorcar industry.Incidentally Ford and Sharif seem to confirm cambridge educated pakistan,s national poet and philosopher Dr Mehammad Iqbal's philosophy regarding conceptual development.Iqbal on page number 39 of his frist philosophical book'The Development of Metaphysics in persia"elaborates that almost every primary concept is conceived due to stimuli received from the immediate evironment.Ford and Sharif had very little theortical training,however,they were able to develop further technical and commercial concepts due to interaction with materilistic dimension of their professional interests. And in line with Iqbal's philosophy, their higher concepts seem to have achieved the level of objectivity in isolation of the outer environment.Other memvers of their (American and pakistani societies)were unable to understand their ideas and concepts, before they took practical shap, precisly due to his reason of isolation (which is a must condition for development of an extraordinary genius concept)

Anyway, presently,Sharif's family owns dozens of industrial units and this conglomerate is

Marfat.com

one of the largest in pakistan. Such an expansion in his ilfetime and his grandsons training by him genuinely reminds me of Ford's story .Because Henry Ford's sons were not very intelligent and did not have a good education, therefore,he chose his grandson to be his successor,who had graduated with an MBA from Harvard Business school.Henry Ford trained him in almost all departments befor giving him exposure at the senior level.And a couple of years befor his death, retiring to spend most of his him at home, he handed over the industrial empire to his grandson. Don't you find this an interesting similary between Ford and Sharif famill... ?

Similary, the late Mian Sharif proved to be a great planner and masterming in the field of politice,as well.It is an undeniable fact that without his guidance and planning, his sons could not get to the most powerful positions in the country.His son commenced his political journey from the provincial cabinet in 1981and became a praime Miniter within nine years.Of course, it is not necessay for every potential head of the government that his father should play such a role.He can achieve such a position with his struggle and natural talent. Just the way American president Bill clinton,British prime Minister Tony Blair and Indian prime Minister vajpavee and Manmohn Singh did Nevertheless,two-time prime Minister Nawaz Sharif owes a lot to his father regarding his political success.It is my well-considered opinion that the real hero of Nawaz and Shahbaz's success story is Mian Muhammad Sharif!He was so perceptive that even after becoming prime Minister twice, Nawaz still needed his asvice in every significant matter.Shraif never had been part of any government,even then being able to help others concerning government matters is an impressive qualtiy.Nonetheless, if it doesn't upset somebodh,then,this scenario should be looked at from another angle as well. When George w Bush got elected president first time, a journalist asked his father president Bush senior if he would advise the president-elect on regular basis to act as a back seat drive! The former president clearly said "Not at all.That would be demoralizing .He should consult his team".Think, these are the words of a person who had seen the presidency very closely for 12 years. He had been vice president with a popular president Ronald Reagan for eight years and president for

Marfat.com

four years. Having so much experience of the job did not tempt him to act a back seat driver.He gave him training and gave loyal members of his team to his son so that he could benefit from his father's exprience and talent by regularly consulting and getting work done by the people who were trained by his father.

However, he did not want him to become entirely dependent on his father!At such a higest level, this is the best way of providing leadership by a father because when a follwoer protegees level in the hierarchy changes,the role of the leader is also transformed.It is worth mentioning that incumbent vice president Dick Cheney had been secretary for defense and secretary of state colin powell had been head of the American armed forces during Bush senior's tenure. There are many other white House staff and members of the cabinet who also previously worked during Bhsh senior's presidency.During the last four years,Bush Junior might have constulted his father concerning an extremely iportant national or international issue,however,one thing is sure that Bush senior did not try to be super president over the president.If Mian Sharif had follwed the same principle,his sons might have become experts on taking good decisions and they might still have been ruiling the country.

Furthemore,the incidence of Mian Sharif's death would have significantly important impact on the future of politics.The immediate outcome has been a wave of sympathy in the country for pakistan Muslim league(Nawaz),whereas in the far future Nawaz league is likely to lean towards the ppp instead of MMA.Consequently, ARDwould be strengthened and it would be come more effective.The PPP and PML-N new bond would be due to the fact that contrary to Shabaz's thinking, Nawaz prefers closer relationship with the PPP.Nonetheless,when the Sharif family would take collective decision,in the absence of their father,Nawaz being the for mer prime Minister and elder brother would dominate the proceeding's and is judgement would prevail. Opposite to this during his life the late Mian Sharif kept a balance between the two sons.Allah may rest his soul in eternal peace(Aameem)

The Daily News Lahore

Contributed by Nawaz Mailk.

Marfat.com

یادِ میاں شریف

انیس سو بیس میاں جی کا جنم سال ہے
اور دو ہزار چار۔۔ سالِ وصال ہے

''جاتی امراء'' پنڈ میں پیدا ہوا شریف
جواں ہوا تو۔۔ وطن کا شیدا ہوا شریف

میاں شریف صنعت کار نامور ہوا
خوش حالیِ وطن کا پیام بر ہوا

ابتداء میں میاں لوہا کوٹتا رہا
بدن سے پسینہ اس کے چھوٹتا رہا

چلائی ورکشاپ اس نے اپنی کھول کر
روزی کمائی سچ سے اور پورا تول کر

صنعت میں رکھا قدم اور آگے بڑھ گیا
مشکل جو آئی سامنے، ہمت سے اڑ گیا

غریب کا یہ بیٹا جب امیر ہو گیا
صنعت کار، باطنی فقیر ہو گیا

مال دین دنیا سے وہ مالا مال تھا
مشہور صنعت کار اور بے مثال تھا

لوگوں کے دل جیت لئے سچے پیار سے
لاکھوں ہمکنار کئے روزگار سے

اربوں روپیہ ٹیکس ادا کیا اس نے
غریبوں پہ اپنا مال فدا کیا اس نے

کرتے رہیں گے یاد سب میاں شریف کو
دشمن بھی دیں گے داد سب میاں شریف کو

وہ اپنی نیک نامی سے دنیا میں چھا گیا
کئی ہسپتال اور مساجد بنا گیا

نواز اور شہباز کے جو باپ تھے یارو
میاں شریف اپنی مثال آپ تھے یارو

صدمے سے اپنی قوم کو دوچار کر گیا
اپنے دین و وطن کا پرچار کر گیا

بھولے گی نہ شبیرؔ یہ شریفی داستاں
کرے گی یاد دنیا ان کو کہاں کہاں

رانا شبیر احمد شبیرؔ شیخوپورہ

Marfat.com

Marfat.com

مرحوم کی اولاد
قریبی لوگوں
اور مرکزی سیاسی وسماجی
شخصیات کے
تاثرات

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور سب سے بڑا منصف ہے۔ ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موجودہ حکومت نے میرے والد مرحوم کی تدفین کو سیاسی ایشو بنانے کی کوشش کی مگر ہم نے چونکہ اپنے والد کی تدفین کو سیاست کے لئے استعمال نہیں کرنا تھا اس لئے ہم نے پاکستان نہ جانے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے اپنا معاملہ اللہ اور عوام کی عدالت میں پیش کیا ہوا ہے وہی بہتر فیصلہ کرتے ہیں۔

میاں محمد نواز شریف معزول وزیر اعظم پاکستان حال مقیم جدہ سعودی عرب

اُن کی کن کن خوبیوں کا ذکر کروں وہ تو سراپا خوبی تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ آمین۔

میاں شہباز شریف سابق وزیر اعلیٰ پنجاب .(جدہ)

آج ہم باپ کی مہربان آغوش سے محروم ہو گئے ہیں اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

بیگم کلثوم نواز شریف (جدہ)۔

غریب الوطنی میں بھی میاں محمد شریف نے اپنے وطن کے مفلوک الحال بے کسوں کو نہیں بھلایا اللہ غریق رحمت کرے۔ (آمین)۔

میاں معراج دین (سسر میاں شہباز شریف)

میاں محمد شریف صاحب واقعی son of soil تھے۔ **میاں جاوید شفیع (ماڈل ٹاؤن لاہور)**

وہ اتفاق فاؤنڈری کے روپ میں پہلے اپنے بھائیوں پھر اپنی اولاد اور آخر کار ملک پاکستان کے لئے اتفاق بن گئے۔

میاں یوسف عزیز

آج اپنے دادا کو قبر میں اتارتے وقت یوں محسوس ہوا جیسے ہم نے اپنی زندگی کی نایاب اور عزیز ترین ہستی کو دفنا دیا ہو۔

سلمان شہباز شریف (پوتا میاں محمد شریف)

حکمِ ربی سے اگر انہیں وافر دولت ملتی رہی تو وہ اسی حساب سے سخاوت بھی کرتے رہے۔ **میاں طارق شفیع**

بزرگوں کے سائے جب سروں سے اٹھنے لگیں تو پھر سروں پر آسمان ہی رہ جاتا ہے۔ **بیگم یوسف عزیز**

وہ اپنے خاندان کے لئے شجر سایہ دار تھے اللہ رب العزت انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ (آمین)۔ **میاں محمد شفیع**

وہ ہم سے نوکروں جیسا نہیں بیٹوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ **محفوظ احمد (ذاتی ملازم)**

خوش قسمت ہوں کہ ان کے ہاں ملازم ہوا۔ **محمد رمضان (ذاتی ملازم)**

حرمِ پاک میں وصال اور وطن کی آغوش میں پیوندِ خاک ہونا میاں محمد شریف کی خوش قسمتی کی دلیل ہے۔

جناب مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت لاہور

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر بھی پولیس گردی موجودہ حکومت کا شرمناک اقدام ہے۔

مخدوم جاوید ھاشمی ایم این اے، قائم مقام صدر مسلم لیگ (ن) پاکستان، اسیر اڈیالہ جیل راولپنڈی۔

میاں محمد شریف مرحوم نہ صرف صنعت کے میدان میں اپنی محنت کے بل پر اعلیٰ کامیابیوں اور تعریف کے حقدار قرار پائے بلکہ دینی اور معاشرتی حلقوں میں بھی اپنے تقویٰ وعبادت اور بے پناہ سماجی وفلاحی خدمات کی بناء پر قابلِ احترام اور قابلِ تقلید تصور کیے جاتے تھے۔اس حوالے سے ان کی وفات ایک بڑا ملکی نقصان قرار دی جاسکتی ہے۔موجودہ حکومت نے ان کی تدفین کے موقع پر آمرانہ طرزِ عمل اختیار کر کے عوام کی دل آزاری کی ہے۔

راجہ ظفرالحق مرکزی چیئرمین مسلم لیگ (ن) پاکستان اسلام آباد

غریبوں سے ان کی ہمدردی ہمیشہ یاد رہے گی قوم ایک سچے عاشقِ رسولؐ سے محروم ہوگئی ہے۔حق مغفرت کرے۔

محمد رفیق تارڑ سابق صدر مملکت پاکستان

حکومتی جبر اور پابندیوں کے باوجود میاں محمد شریف کے جنازہ میں ہزاروں افراد کی شمولیت اس بات کی غماز ہے کہ شریف خاندان کی حکمرانی عوام کے دلوں پر قائم ہے۔

چودھری نثار علی خاں پارلیمانی لیڈر قومی اسمبلی مسلم لیگ (ن)

لوگ اپنی زیادہ عمر یا دولت سے بڑے نہیں تصور کئے جاتے بلکہ ان کی شخصیت کے اوصاف اور ان کا مشن انہیں بڑے آدمیوں کی صف میں شامل کرتا ہے۔میاں محمد شریف مرحوم کی ذات میں بڑے لوگوں والی یہ کوالٹی تھی کہ وہ سوالی کو نہ تو خالی ہاتھ لوٹاتے اور نہ ہی سوالی کی نیت پر شک کرتے۔

رانا تنویر حسین سابق ایم این اے ومرکزی سنیئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) پاکستان

میاں محمد شریف مرحوم نے صنعتی میدان میں جس طرح محنت اور جرأت کے ساتھ کام کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک کی لوہے کی صنعت میں ترقی اور جدت میاں محمد شریف کی مرہونِ منت ہے ان جیسا محنتی اور سخی شاید قوم کو دوبارہ نہ مل سکے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صدر مسلم لیگ (ن) پنجاب

کتنے دکھ اور شرم کی بات ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے میاں محمد شریف مرحوم کی وفات اور تدفین کو بھی سیاسی رنگ دیا اور گھٹیا سیاست بازی میں وہ اخلاقی واسلامی حدود کو بھی عبور کر گئے اور 96 فیصد عوامی حمایت کے دعوے کے باوجود ایک میت سے ڈر گئے۔

محترمہ تہمینہ دولتانہ **ایم این اے ومرکزی نائب صدر مسلم لیگ (ن)**

صنعت کے میدان میں میاں محمد شریف مرحوم کی لازوال خدمات ہیں صنعت کی دنیا میں انہوں نے لاکھوں افراد کو روزگار دیا انکی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے لاتعداد بیوگان، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی امداد کی۔ان کی زندگی آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے ان کی وفات سے قوم کا بھاری نقصان ہوا ہے۔

صاحبزادہ **میاں جلیل احمد** شرقپوری ایم این اے ومرکزی رہنما مسلم لیگ (ن) سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

Marfat.com

✍ ملک بھر کے تمام بڑے بڑے صحافیوں اور حق گو اہل قلم نے جس طرح میاں محمد شریف مرحوم کی قومی، سماجی، صنعتی اور فلاحی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میاں محمد شریف نے نہ صرف پاکستانی عوام اور ریاست کے چوتھے ستون یعنی اہل صحافت کی نظر میں بھی نیک نامی پائی بلکہ اپنے کردار کی عظمت اور ہمت کا لوہا بھی منوایا۔

میاں حمزہ شہباز شریف (پوتا میاں محمد شریف مرحوم)

✍ معزول وزیر اعظم نواز شریف، شہباز شریف، عباس شریف اور دیگر اہل خانہ کو میاں محمد شریف کی تدفین سے روکنے کا حکومتی اقدام غیر آئینی ہے کیونکہ آئین کی دفعہ 9-15 کے تحت ملک کے ہر شہری کو آزادانہ زندگی گزارنے اور نقل و حمل کی آزادی کا حق حاصل ہے ملک کی اعلیٰ عدلیہ کو از خود اختیارات اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

ملک طارق عزیز ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، وکیل میاں نواز شریف (لاہور)

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے قوم کو دو ایسے سپوت دیئے جنہوں نے پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کے تن مردہ میں جان ڈال دی تھی اور سارے ملک میں مسلم لیگ کا ڈنکا بجا دیا۔ میاں محمد شریف قوم کے محسن تھے۔

سید ظفر علی شاہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات اے آر ڈی پشاور

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے بے شمار فلاحی کام کئے لوگ انہیں برسوں یاد رکھیں گے۔

ڈاکٹر صفدر محمود سابق بیورو کریٹ (مؤرخ)

✍ لاکھوں جنازے ہوتے ہیں کیا سب میتوں کی تدفین میں شرکت کے لئے درخواستیں دی جاتی ہیں۔

احسن اقبال چودھری چیف کوآرڈی نیٹر مسلم لیگ (ن) اسلام آباد

✍ میاں محمد شریف مرحوم واقعی مرد آہن تھے۔ وہ فولادی عزم کے مالک تھے۔ **سنیٹر اسحاق ڈار**

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے ہمیشہ غریبوں کے سروں پر دست شفقت رکھا۔

شاہد خاقان عباسی سابق وفاقی وزیر، ایم این اے

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے جس طرح محنت کر کے اپنے خاندان کو چار چاند لگائے بہت کم محنت کش اس طرح کر سکے ہیں۔

ڈاکٹر غوث خاں نیازی ایم این اے خوشاب۔

✍ صدر مشرف کئی بار کہہ چکے ہیں کہ اگر نواز شریف اور بے نظیر ملک میں آ گئے تو وہ کہاں ہوں گے اسی خوف کی بناء پر میاں نواز شریف کو اپنے والد کی تدفین کے سلسلہ میں پاکستان آنے سے روک دیا گیا۔

چودھری **رحمت علی، حافظ محمد ادریس، منور حسن**، میاں مقصود احمد مرکزی رہنما جماعت اسلامی پاکستان

✍ میاں محمد شریف مرحوم مکمل طور پر غیر متنازعہ شخصیت تھے۔

ائیر مارشل (ر) شاہد ذوالفقار مرکزی جنرل سیکرٹری تحریک انصاف

حاجی محمد یونس مغل رہنما مسلم لیگ (ن) حلقہ 155 والٹن کینٹ، لاہور

Marfat.com

ہر انسان کو دنیا سے جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

چوہدری محمد افضل ساھی سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب

کیا حکومتیں سیاسی قوتوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرتی ہیں جس طرح کا سلوک حکومت نے میاں شریف کی میت کے ساتھ کیا۔

رانا مقبول احمد سابق آئی جی سندھ ۔ جی آر او (لاہور)

موجودہ حکومت اگر میاں محمد شریف کے جنازہ پر جابرانہ اقدام نہ کرتی تو اسے جابر کون کہتا۔

آصف علی زرداری مرکزی رھنما پی پی پی

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیٹوں کو باپ کی میت دفنانے سے روک دیا جائے؟

مخدوم امین فھیم مرکزی صدر اے آرڈی مرکزی رھنما پی پی پی

حکومتی جبر اور پابندیوں کے باوجود میاں محمد شریف کے جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت اس بات کی غماز ہے کہ شریف خاندان کی حکومت پاکستانی عوام کے دلوں پر قائم ہے۔

غلام دستگیر خان مرکزی لیگی رھنما چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) پنجاب (گوجرانوالہ)

میاں محمد شریف کی میت کی تدفین کے موقع پر حکومت نے بزدلی کا مظاہرہ کیا۔

ڈاکٹر سر فراز احمد نعیمی الازھری مھتم جامعہ نعیمیہ لاھور، سربراہ ماہنامہ عرفات لاہور

سیاسی واقتصادی میدان میں میاں محمد شریف نے لازوال خدمات انجام دیں۔

سنیٹر پروفیسر ساجد میر مرکزی امیر جمعیت اھلحدیث پاکستان

میاں محمد شریف کو موجودہ حکومت کے جبر اور جلاوطنی پر مجبور کر دینے والے اقدامات نے جلد موت تک پہنچایا ہے موجودہ حکومت میاں محمد شریف کی میت کی بے حرمتی کرنے کی مرتکب ہوئی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب موجودہ حکمرانوں کو اس ظلم اور بداخلاقی کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ کیونکہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ **سیدزعیم حسین قادری ترجمان نواز شریف (لاھور)**

میاں محمد شریف مرحوم کی شفقت اور خلوص بھری یادیں ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی ان کے نقشِ قدم پر چل کر ملک کا ہر محنت کش ترقی کر سکتا ہے۔ **سید نسیم حسن شاہ سابق چیف جسٹس آف پاکستان (لاھور)**

میاں محمد شریف مرحوم ایک متقی اور پرہیزگار مسلمان تھے۔ **مولانا معین الدین لکھوی سابق ایم این اے**

پاکستان میں لوہے کی صنعت میں جدت میاں محمد شریف مرحوم جیسے باصلاحیت محنت کشوں کی مرہون منت ہے۔

سیدہ عابدہ حسین سابق سفیر یوایس اے (جھنگ)

میاں محمد شریف مرحوم عظیم صنعتکار اور سماجی ورکر تھے۔ **سید فخرامام سابق سپیکر قومی اسمبلی**

وہ ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے **جسٹس (ر) عبدالقیوم ملک (لاھور)**

میاں محمد شریف مرحوم سچے عاشق رسول تھے۔ حق مغفرت کرے۔ **جسٹس(ر) خواجہ محمد شریف (لاھور)**

Marfat.com

- میاں محمد شریف جیسا سخی شاید قوم کو دوبارہ نہ مل سکے۔ **جسٹس (ر) فلک شیر (لاہور)**
- میاں محمد شریف مرحوم ایک اچھے انسان تھے۔اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے۔ **جسٹس (ر) آفتاب فرخ (لاہور)**
- وہ اپنی فیملی کے لئے شجر سایہ دار تھے۔ **جسٹس(ر) سردار محمد ڈوگر(لاہور)**
- موجودہ حکومت نے میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر پولیس گردی کی ہے۔ بزرگ مسلم لیگی رہنما **جناب ایم حمزہ۔**
- میاں محمد شریف مرحوم کی میت سے موجودہ حکومت کا جابرانہ سلوک موجودہ حکومت کے خاتمے کی ابتداء ہے۔

سرانجام خان سابق سنیٹر ، مرکزی جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) صوبہ سرحد

- میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے بیٹوں کی تربیت اس نہج پر کی کہ وہ ملکی سطح کے عظیم لیڈر کے روپ میں سامنے آئے۔

راجہ اشفاق سرور سابق صوبائی وزیر

- ایک نیک دل بزرگ کی وفات پر ہم شریف خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ائیر مارشل (ر) اصغر خان (سیاست دان)

- حرم پاک کے سائے میں وفات اور آغوشِ وطن میں آسودہ خاک ہونا میاں محمد شریف کی خوش بختی کی دلیل ہے۔

نوابزادہ منصور علی خاں مرکزی رہنما اے آرڈی (لاہور)

- اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے شریف خاندان پر مظالم ڈھانے والے کسی دن خود بھی قدرت کے کٹہرۂ عدل میں کھڑے ہونگے۔

علامہ شبیر احمد ہاشمی مرکزی رہنما ایم ایم اے اور جے یو پی (پتوکی)

- میاں محمد شریف مرحوم جیسے دیو مالائی کردار خال خال ہی نظر آتے ہیں۔

مرزا اسلم بیگ سابق آرمی چیف ،مرکزی چیئرمین عوامی قیادت پارٹی پاکستان

عزیز احمد اعوان کنوینئیر عوامی قیادت پارٹی لاہور۔ پاکستان۔

- بے پناہ سماجی وفلاحی خدمات کی بنا پر میاں محمد شریف مرحوم قابلِ احترام اور قابلِ تقلید ہیں۔

چودھری محمد برجیس طاھر سابق پارلیمانی سیکرٹری مرکزی صدر مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ شیخوپورہ

- میاں محمد شریف مرحوم ایک بڑے سماجی ورکر تھے اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

مولانا حافظ فضل الرحیم نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

- میاں محمد شریف مرحوم نے دکھی انسانیت کے لئے جو کام کئے وہ دیگر مخیّر حضرات کے لئے نمونہ عمل ہیں۔

قبلہ صوفی **مسعود احمد صدیقی** لاثانی سرکار مدظلہ ، مدیر اعلیٰ ماہنامہ لاثانی انقلاب 39/4 غلام رسول نگر فیصل آباد

- میاں محمد شریف مرحوم کی میت کو کندھا دینا ان کے بیٹوں کا حق تھا مگر موجودہ حکومت نے جبر کی پالیسی اپنائی۔

جہانگیر بدر مرکزی رہنما اے آرڈی ، جنرل سیکرٹری پاکستان پیپلز پارٹی (لاہور)

اعجاز احمد شیخ سابق صوبائی وزیر و رہنما مسلم لیگ (ن) سیالکوٹ

Marfat.com

✍ غیر عوامی حاکم سیاسی جماعتوں کو کچلنے کے لئے اسی طرح کے بھونڈے حربے آزماتے ہیں جس طرح میاں محمد شریف کی تدفین پر بھونڈے حربے آزمائے گئے۔

راؤ جھانزیب قوی خان۔ ایم پی اے و صدر مسلم لیگ (ن) شیخوپورہ۔

✍ موجودہ حکومت خوفزدہ ہے کہ اگر حقیقی عوامی قیادت کو ملک میں آنے دیا گیا تو ہم جو حکمرانوں کو کہیں جگہ نہ ملے گی۔

رحمت اسلام خٹک ،حاجی شمس الرحمٰن سابق ایم این اے مرکزی راہنما مسلم لیگ (ن) کرک صوبہ سرحد

ارباب خضر حیات صوبائی رھنما مسلم لیگ (ن) سر حد (پشاور)

✍ قوم ایک سچے عاشق رسول سے محروم ہوگئی آج پوری قوم سوگوار ہے۔

چودھری **محمد جعفر اقبال گجر** سابق ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی، مرکزی نائب صدر مسلم لیگ (ن) پاکستان (رحیم یار خان)

بیگم عشرت اشرف ایم این اے وصدر مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین پاکستان۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے ساری زندگی صرف غریبوں کا ساتھ دیا۔

حافظ محمداقبال خاکوانی نائب صدر مسلم لیگ (ن) پنجاب (ملتان)

✍ ایک محسنِ قوم کی میت کی بے حرمتی کی سزا موجودہ حکمرانوں کو ضرور ملے گی۔ **شاھد حامد** سابق گورنر پنجاب (لاہور)

✍ جس دور میں شرفاء کی عزت نہ ہو اس دور کے حکمران قوم کے مجرم ہوتے ہیں۔

سنیٹر ایس ایم ظفرایڈووکیٹ سپریم کورٹ (لاہور)

✍ میاں محمد شریف کی غائبانہ نمازِ جنازہ داتا صاحبؒ کے مزار پر ادا کئے جانے کا پروگرام طے کیا گیا تھا مگر موجودہ حکومت کی سیاسی روش نہ صرف شریف خاندان بلکہ پاکستانی عوام کی دل آزاری کا باعث بنی ہے۔

صدیق الفاروق مرکزی سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) اسلام آباد

✍ میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو اپنے والد میاں محمد شریف کی میت کے ساتھ پاکستان آنے سے روک کر حکومت نے اپنی کمزوری ظاہر کردی ہے۔ **میاں مصباح الرحمان صدر چیمبر آف کامرس لاھور**

✍ میاں محمد شریف مرحوم سے منسوب کوئی واقعہ ایسا نہیں کہ جس میں انہوں نے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو۔

سنیٹر میاں رضا ربانی اپوزیشن لیڈر سینٹ

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک متوکل اور سنجیدہ شخصیت کے مالک تھے۔

بلال اعجاز شفیع، میاں اعجاز شفیع مرکزی نائب صدر و چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) ممتاز صنعت کار کراچی

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے (آمین)۔

چودھری سجاد حسین چھینہ (صنعتکار) صوبائی لیگی رھنما مریدکے ضلع شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی سماجی ورکروں کے لئے نمونہ عمل ہیں۔ **نواب سرفراز سیال۔**

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم سچے اور کھرے کردار کے مالک تھے۔ **اورنگزیب برکی** مرکزی رہنما پیپلز پارٹی پاکستان (لاہور)۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک باعمل اور محنتی انسان تھے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔ **طارق وحید بٹ صنعتکار (لاہور)**

✍ میاں محمد شریف مرحوم ہزاروں بے کسوں کے ہمدرد تھے اللہ غریقِ رحمت کرے۔

ملک مشتاق احمد اعوان سابق سینئر صوبائی وزیر پنجاب (شیخوپورہ)

نعیم صفدر پاشا صوبائی رہنماپاکستان پیپلز پارٹی (رنیکے مینارہ) شیخوپورہ

✍ ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے میاں محمد شریف اس حوالہ سے بڑے خوش قسمت ہیں جو ماہِ رمضان کے مقدس ایام میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم دینی مدارس کی دل کھول کر امداد کیا کرتے تھے۔ آج ان کی رحلت پر ہزاروں دینی مدارس میں ان کی بلندی درجات کے لئے قرآنِ پاک کی تلاوت وقرأت جاری ہے۔

قبلہ پیر فضل رسول رضوی مد ظلہ سجادہ نشین محدث اعظم پاکستان (فیصل آباد)

✍ مرنا تو ہر ایک نے ہے مگر وہ لوگ جو اپنی زندگی میں خلقِ خدا کی خدمت کرتے رہے ہوں ان کی موت سے خلقِ خدا دکھ محسوس کرتی ہے اور خلقِ خدا سمجھتی ہے کہ ایسے لوگوں کی موت عوام کے نقصان کے مترادف ہے میاں محمد شریف مرحوم کی وفات نے بھی خلقِ خدا کو غم زدہ کیا ہے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔

جگر گوشہ محدثِ اعظم پاکستان صاحبزادہ قبلہ علامہ حاجی محمد فضل کریم رضوی مد ظلہ ایم این اے مرکزی امیر جمعیت علمائے پاکستان۔ فیصل آباد۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کو دین کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔ وہ علماء کرام کی بے حد عزت واحترام کرتے تھے۔ بے شمار دینی مدارس کی سرپرستی بھی فرماتے تھے ان کی وفات یقیناً ایک قومی سانحہ ہے۔ ہم میاں فیملی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری غلطیوں کو معاف کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)۔

قبلہ حضرت صاحبزادہ پیر علامہ نور المصطفیٰ رضوی مدظلہ سجادہ نشین درگاہ قطب عالم علامہ ابوالفیض عبدالکریم ابدالوی رضوی چشتیؒ ناظم اعلیٰ جامعہ انوار مدینہ (سانگلہ ہل) مدیر اعلیٰ مجلہ جانِ رحمت سانگلہ ہل خطیب مرکزی جامع مسجد کھجوروالی شاہکوٹ۔ رہائش گاہ ابدالوی منزل غوثیہ سٹریٹ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ **صاحبزادہ علامہ فیض اللہ فیضی** مدظلہ خطیب جامع مسجد مرکزی دربار حاجی دیوان صاحبؒ، خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم اپنی سماجی خدمات کی بناء پر صدیوں تک یاد رہیں گے۔

قبلہ صاحبزادہ علامہ پیر غلام مرتضیٰ شازی مد ظلہُ سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان پنجاب، جامع مسجد پیر بھار شاہ شیخوپورہ

مرکزی چیئرمین ابوالفیضؒ فاؤنڈیشن (خانقاہ ڈوگراں) ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

میاں محمد شریف کی قبر پر رحمتِ الٰہی کا نزول ہو۔

حضرت صاحب زادہ پیر علامہ ابو ریحان نور المجتبیٰ چشتی مد ظلہ مھتمم،
شیخ الحدیث ومفتی دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں، ضلع شیخوپورہ۔

اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)

پروفیسر محمد حسین آسی (ممتاز عالم دین) ادیب، سکالر، سرپرست اعلیٰ مجلّہ الحقیقہ (شکرگڑھ ضلع نارووال

میاں محمد شریف مرحوم نے ساری زندگی محنت کی اور دکھی انسانیت کی ہمدردی کی۔

پروفیسر سید شاہ فرید الحق (مرکزی رھنما) جمعیت علمائے پاکستان

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی سے ان کے خاندان کے نوجوان اپنا مستقبل تلاش کر سکتے ہیں۔

جنرل ریٹائرڈ کے ایم اظھر خان جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے پاکستان۔

میاں محمد شریف مرحوم قابل احترام ہیں کہ انہوں نے قائد عوام میاں نواز شریف کی تربیت و پرورش کی۔ہم میاں برادران کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

علامہ مفتی صفدر علی اشرفی قادری مدظلہ جانشین محدث قصوریؒ مرکزی رہنما مرکزی جمعیت علمائے پاکستان

میاں محمد شریف عظیم انسان تھے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

انجینئر سلیم اللہ خان مرکزی امیر جے یو پی (نفاذ شریعت) لاھور

میاں محمد شریف مرحوم کی سخاوت، حب الوطنی اور دیانت کے معترف ان کے مخالف بھی ہیں۔اللہ غریق رحمت کرے۔

پیر صاحب آف پگاڑا شریف سندھ

میاں محمد شریف مرحوم ایک کامیاب انسان تھے اور یہ کامیابی انہیں محنت اور مسلسل کام کے عوضانہ میں نصیب ہوئی تھیں۔

سنیٹر امان اللہ کنرانی صدر جمھوری وطن پارٹی بلوچستان

میاں محمد شریف مرحوم کی صنعت کے شعبہ میں خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

آغا شاھد اکبر بگٹی جنرل سیکرٹری جمھوری وطن پارٹی پاکستان

میاں محمد شریف مرحوم ایک عظیم سماجی ورکر تھے۔

مولانا علامہ عبد الغفور حیدری ایم این اے مرکزی رہنما جمعیت علمائے اسلام

عوام کی خدمت اور سیاسی و معاشرتی حقوق کی بحالی کے لئے برسر سیاست آنے والے مرد آہن میاں محمد شریف دنیاوی جاہ وحشم سے بے نیاز تھے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائیں۔آمین۔

رانا توصیف آصف ، ایم این اے مسلم لیگ (ن) جڑانوالہ فیصل آباد۔

عظمیٰ بخاری ایم پی اے پنجاب (شیخوپورہ)

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں اور اپنی زندگی ایک نظم وضبط کے ساتھ گزارتے ہیں۔ میاں محمد شریف مرحوم کی کامیابیاں ان کے ذاتی نظم وضبط کی مرہونِ منت ہیں۔

چوہدری عباس ہنجراء خادم مسلم لیگ (ن) سٹی شیخوپورہ۔ہنجراء ہاؤس گھنگ روڈ شیخوپورہ

آج دنیا میاں محمد شریف مرحوم کی مثال نہیں ڈھونڈ سکتی۔ **راجہ محمد اسد خان** ایم این اے مسلم لیگ (ن) جہلم۔

میاں محمد شریف جیسے مردِ آہن روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ **راجہ نادر پرویز** ایم این اے مسلم لیگ (ن) فیصل آباد۔

وطن عزیز ایک متوکل سخی سے محروم ہوگیا۔ میاں محمد شریف کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔

غلام مصطفےٰ جتوئی سابق نگران وزیر اعظم **حافظ سلمان بٹ ایم این اے متحدہ مجلس عمل لاہور۔**

وطن عزیز محنت وریاضت پر یقین رکھنے والے ایک مشنری آجر سے محروم ہوگیا ہے۔

محمد پرویز ملک ایم این اے ومرکزی سیکرٹری فنانس مسلم لیگ (ن) لاہور۔

میاں محمد شریف مرحوم نے زندگی میں کبھی بھی کسی بھی مشکل مرحلہ میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

قاضی حمید اللہ خان ایم این اے گوجرانوالہ **سردار ایاز صادق ایم این اے لاہور۔**

عزم وہمت کے حوالے سے ہمیں میاں محمد شریف کی تقلید کرنی چاہیے۔

محترمہ ثمینہ خالد گھرکی ایم این اے پی پی لاہور

میاں محمد شریف کی وفات کے بعد ملک سے جابر حکومت کے خاتمے کا آغاز ہوگیا ہے۔

رانا محمود الحسن ایم این اے ملتان مسلم لیگ (ن)۔

موت ایک اٹل حقیقت سہی مگر زندگی بھی ایک انمول عطیہ ہے اس امر کا اندازہ میاں محمد شریف مرحوم کی موت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

لیاقت بلوچ ایم این اے ایم ایم اے لاہور۔

محسنِ قوم، رہبرِ قوم، اور فخرِ قوم میاں محمد شریف جیسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

میاں محمد اسلم ایم این اے راولپنڈی **دیوان جعفر حسین بخاری ایم این اے ملتان۔**

عوام کی خدمت اور سیاسی ومعاشرتی حقوق کی بحالی کے لئے برسرِ سیاست آنے والے مردِ آہن میاں محمد شریف دنیاوی جاہ وحشم سے بے نیاز تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائیں۔ آمین۔

قائد کشمیر پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ علامہ مولانا محمد عتیق الرحمٰن نقشبندی، مجددی، قادری، سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈاھا نگری شریف میر پور آزاد کشمیر، امیر جمعیت علمائے جموں وکشمیر وایم ایل اے۔

محسنِ قوم، رہبرِ قوم، اور فخرِ قوم میاں محمد شریف جیسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

محترمہ مجیدہ وائیں ایم این اے میاں چنوں

Marfat.com

ہم نواز شریف کے غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

خان عبدالولی خان ،بیگم نسیم ولی خان ،سینٹر اسفند یار ولی خان، فریـد طوفان، بشیر احمد بلور، احسان وائیں ایڈووکیٹ (لاہور) سردار حسین بابک (بونیر) میاں افتخار حسین صوبائی سیکرٹری اطلاعات عوامی نیشنل پارٹی (پشاور) **۔شاہی سید** صدر اے این پی سندھ۔

پاکستان ایک باہمت اور پُرعزم کامیاب شخص سے محروم ہو گیا ہے میاں محمد شریف جیسے مرد آہن روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

چودھری محمود بشیرورک سابق ایم این اے، مرکزی رہنما مسلم لیگ (ن) (گوجرانوالہ)

میاں محمد شریف مرحوم اپنی نجی زندگی میں بڑے پابند اور چاق و چوبند تھے اسی لئے انہیں کامیابیاں اور ترقی نصیب ہوئی۔

امتیاز الدین ڈار سابق ڈپٹی میئر سیالکوٹ صوبائی رہنما مسلم لیگ (ن)۔

آنحضرت ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا اور مکہ کے سرداروں کو اسلام کی دعوت دی تو مکہ کے سرداروں کا ایک اجتماع ہوا جس میں ابوجہل بھی شامل تھا۔ کئی سرداروں نے ابوجہل سے سوال کیا کہ محمدؐ تیرے اپنے قبیلے کا سردار ہے تیرا بھتیجا ہے اور اللہ کا سچا اور آخری نبیؐ ہے تجھے اس پر ایمان لانے پر کیا اعتراض ہے تو ابوجہل نے جواب دیا کہ اے مکہ کے سردارو! مجھے علم ہے کہ محمد اللہ کا سچا اور آخری نبی ﷺ ہے اس کی آمد کی خبر اور نشانیاں ہماری دینی کتب میں بتائی گئی ہیں یہ واقعی اللہ کا نبی ﷺ ہے اس کی تمام باتیں درست ہیں مگر اس کی ایک عادت مجھے (معاذ اللہ) اچھی نہیں لگتی کہ یہ اپنے نوکروں کو اپنے بھائیوں جیسا درجہ دیتا ہے اور بلال حبشیؓ جیسے غلام کو بھی اس کی بیٹی چچا کہہ کر پکارتی ہے محمدؐ کے دین پر مجھے کوئی اعتراض نہیں بلکہ مجھے تو اس امر پر اعتراض ہے کہ یہ ہماری سرداری توڑنے کے درپے ہے جس سے میں اس کی اور اس کی دعوت کی مخالفت کرتا ہوں اس واقعہ سے نہ صرف حضور ﷺ کی سنت واضح ہوتی ہے بلکہ یہ سبق بھی ملتا ہے کہ نوکروں سے اپنے بھائیوں اور بیٹوں جیسا سلوک کرنا اللہ کے نبی کو بھی پسند ہے۔ میاں محمد شریف مرحوم بھی اپنے نوکروں کو برابر کی سطح پر ڈیل کرتے تھے اللہ انہیں اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے (آمین)۔

قبلہ پیر سید حافظ افضال حسین شاہ مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ ریحان شریف جڑانوالہ روڈ ریحان والا تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

عوام کی خدمت اور سیاسی و معاشرتی حقوق کے لیے برسرِ سیاست آنے والا مردِ آہن دنیاوی جاہ و حشم سے بے نیاز تھا اللہ کروٹ کروٹ جنت عطا کرے۔ **چودھری شیر علی سابق میئر فیصل آباد**

خیر الناس من ینفع الناس یعنی عوام میں سے بہتر وہ ہے جو عوام کے لئے فائدے (بھلائی) کا باعث ہو میاں محمد شریف مرحوم بھی اپنی زندگی میں عوام الناس کے لئے بھلائی کے کام کرتے رہے سکول بنائے، ہسپتال بنائے اور دکھی لوگوں کی خدمت کی۔

انجینئر حافظ ابتسام الٰہی ظہیر مرکزی ناظم جمعیت اہلحدیث پاکستان (لاہور)

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات لائق تحسین ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا **عبدالرحمان اشرفی** مدظلہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے ہمیشہ غریبوں کی امداد اور دلجوئی کی۔ **غالب نشتر** مرکزی صدر (خوشحالی بنک) پاکستان۔

میاں محمد شریف مرحوم کے جلاوطنی میں رحلت فرما جانے سے لاہوریوں کا دل خون کے آنسو رو دیا ہے۔

حاجی امداد حسین سابق صدر مسلم لیگ (ن) لاہور جنرل سیکرٹری اے آر ڈی لاہور

میاں محمد شریف کی وفات پر ہم شریف خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔

ہمایوں اختر خان وفاقی وزیر صنعت وتجارت (لاہور)

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات شریف خاندان کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

خلیل الرحمان ڈپٹی چیئرمین سینٹ (اسلام آباد)

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر ہم میاں خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

الطاف حسین قائد متحدہ قومی موومنٹ

میاں محمد شریف کی وفات پر ہم سوگوار ہیں۔

جناب سید ساجد علی نقوی سربراہ تحریک جعفریہ پاکستان

جناب مولانا سمیع الحق مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ سرحد

جناب حضرت علامہ محمد رفیع عثمانی صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

شریف خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے۔

صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف، وزیر اعظم پاکستان شوکت عزیز، چوہدری شجاعت حسین، چوہدری پرویز الٰہی وزیراعلیٰ پنجاب، اکرم خان درانی وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد، جام محمد یوسف وزیر اعلیٰ صوبہ بلوچستان، ارباب غلام رحیم وزیر اعلیٰ صوبہ سندھ، ملک محمد طاہر ڈائریکٹر سی سی بی پاکستان، مبارک علی چوہدری ڈائریکٹر سی سی بی پنجاب، میاں اصغر علی، ڈائریکٹر سی سی بی پنجاب۔ محمد میاں سومرو چیئرمین سینٹ (اسلام آباد)

میاں محمد شریف مرحوم نے دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے ملکی تاریخ میں بڑے ادارے قائم کر کے ایک عظیم سماجی خادم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ **مخدوم فیصل صالح حیات** وفاقی وزیر امور کشمیر **بابر غوری** وفاقی وزیر، ایم این اے

آفتاب احمد شیر پاؤ وفاقی وزیر داخلہ

چوھدری ذکاء اشرف مرکزی چیئرمین شوگر ملز ایسوسی ایشن پاکستان لاہور

مولانا فضل الرحمان ایم این اے، اپوزیشن لیڈر قومی اسمبلی

حافظ حسین احمد مرکزی رہنما ایم ایم اے

Marfat.com

بیرونِ ملک مقیم
پاکستانیوں
اور غیر ملکیوں
کے
تاثرات

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف کی وفات پر ہم نواز شریف وشہباز شریف کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔
مسٹر کوفی عنان، جنرل سیکرٹری اقوام متحدہ۔

✍ شرافت و دیانت اور ایمانداری ان کی کامیابی کی بڑی وجوہات تھیں۔ **اختر بٹ صدر مسلم لیگ (ن) فرانس۔**

✍ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہنا اور خوف کو کسی سطح پر بھی اعصاب پر مسلط نہ ہونے دینا ان کی شخصیت کا خاص وصف تھا۔
چوہدری سجاد میو وال دا دو ورھیاں نائب صدر مسلم لیگ (ن) فرانس۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے جن اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ساری زندگی جہدِ مسلسل کی میاں محمد نواز شریف نے ان کی اس جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ **شیخ طارق جاوید، مرکزی رهنما مسلم لیگ (ن) فرانس**

✍ جس قوم کو میاں محمد شریف جیسے رہبر مل جائیں وہ قوم ضرور ترقی کرتی ہے مگر عوام دشمن طاقتوں نے میاں خاندان کو جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا۔ اور ملک دس سال پیچھے چلا گیا۔ **اشرف گوندل، صدر پیپلز پارٹی فرانس۔**

✍ میاں محمد شریف کے نقش قدم پر چل کر ایک غریب آدمی بھی ترقی کر سکتا ہے۔ **ملک منیر**، جنرل سیکرٹری پیپلز پارٹی فرانس

✍ حکومت نے میاں محمد شریف کی میت کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا ڈنڈے کے زور پر ایک سیاسی مخالف کی میت پر اس طرح کی سیاست کرنا موجودہ حکومت کی شرمناک کارروائی ہے۔ **ارشاد علی کمبوہ**، مرکزی رہنما پیپلز پارٹی ورکرز ونگ فرانس

✍ میاں محمد نواز شریف کی صورت میں قوم کو عظیم قائد عطا کر دینے والے عظیم انسان میاں محمد شریف صدیوں تک زندہ رہیں گے۔
ڈاکٹر لقمان نائب صدر مسلم لیگ (ن) انٹر نیشنل افیئرز یو ایس اے

✍ میاں محمد شریف جیسے عظیم لوگوں کے حالاتِ زندگی اور کارہائے نمایاں آج کے نوجوانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں ان کی تقلید کی جائے
عبدالخالق اعوان نائب صدر مسلم لیگ (ن) یو ایس اے۔ملک مشتاق حسین اعوان
شاهد پرویز، اسلم انصاری، بشیر کھوکھر کارکنان مسلم لیگ (ن) نیویارک

✍ میاں محمد شریف کی وفات ملک سے آمریت کے خاتمے کا آغاز ثابت ہوگی۔ **جاوید صدیقی** نائب صدر مسلم لیگ (ن) یو ایس اے۔ **میاں فیاض، رانا سعید، چوہدری صلاح الدین، اعجاز بٹ، انور شاہ واسطی**
ملک جمیل، چوهدری لطیف، ساجد چوهدری، عزیز بٹ، امتیاز وڑائچ، سهیل اختر بٹ،
زاهد شاه، زمرد خاں سجاد حسین، کارکنان مسلم لیگ (ن) مسلم لیگ ہاؤس نیویارک امریکہ۔

✍ وہ ایک باکمال سیاستدان اور باوقار شہری تھے۔ **محمد امین** (منی بھائی) صدر مسلم لیگ (ن) ہوسٹن امریکہ یو ایس اے
مرزا عنائت اشرف نائب صدر مسلم لیگ (ن) ہوسٹن یو ایس اے
حاجی جمیل سابق صدر مسلم لیگ (ن) یو ایس اے

حافظ محمد صابر، شهزاد چودهری، طارق صدیق، زاهد خاں مروت خان کارکنان مسلم لیگ (ن) نیویارک

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف کی وفات پر ان کی محنت مشقت اور سماجی خدمت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

علامہ محمد ظفر اقبال نوری واشنگٹن ڈی سی امریکہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک اصول پسند اور نظم وضبط کے پابند منتظم تھے۔ **زبیر خان رہنما مسلم** کانفرنس واشنگٹن امریکہ

✍ ملک کے غریبوں اور مسکینوں کے دکھوں کا مداوا کرنے والے عظیم سخی میاں محمد شریف بے مثال محسنِ قوم تھے۔

بیگم شکیلہ چوہدری صدر شعبہ خواتین مسلم لیگ (ن) یو ایس اے

✍ وہ مٹی کو سونا بنانے کا ہنر جانتے تھے۔ **روحیل ڈار صدر مسلم لیگ (ن) امریکہ نیو یارک**

✍ وہ ستاروں پر کمند ڈالنا جانتے تھے اللہ غریقِ رحمت کرے۔

سرور چوہدری صدر پیپلز پارٹی ٹریاٹ اسٹیٹ ایریا (امریکہ) نیو یارک

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی رحلت سے پاکستان کے لاکھوں بے کس بے یار و مددگار ہو گئے ہیں اللہ انہیں میاں محمد شریف کا بدل عطا کر دے (آمین)۔ **راناعبدالستار صدر مسلم لیگ (ن) کویت**

✍ کسی مسلمان کو میت کی تدفین سے روکنا اسلامی شعائر کے خلاف ہے۔

جمشید علی صدر مسلم لیگ (ن) جدہ سٹی سعودی عرب

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک پکے مسلمان اور سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ **شیخ حرم مولانا محمدمکی حجازی**

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے ہمیشہ غریبوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔

مولانا عبدالحفیظ مکی مکہ مکرمہ سربراہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس سعودی عرب

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی ان کی اولاد کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہے۔

شیخ الحدیث ڈاکٹر مولانا سعید احمد عنایت اللہ مکہ مکرمہ

✍ موجودہ غاصب حکمران میاں خاندان سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ ایک میت کی تدفین کیلئے بھی انہیں پاکستان آنے سے روک دیا گیا۔ **راجہ جاوید اقبال سینئر نائب صدرمسلم لیگ (ن) برطانیہ**

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی زندگی میں ہی وصیت کر دی تھی کہ میرا جسدِ خاکی وطن کی خاکِ پاک میں ہی دفن ہو۔

اقبال سندھو ایڈیشنل جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ (ن) یوکے

✍ میاں محمد شریف مرحوم نہ صرف اپنے خاندان بلکہ وطن عزیز کے ہزاروں خاندانوں کے محسن اور مربی تھے۔

زبیر گل صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) یوکے

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی تمام زندگی میں نہ کبھی کسی سے انتقام لیا اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچایا البتہ انہیں اکثر حاکمانِ وقت نے اپنے عتاب کا نشانہ بنایا مگر وہ ہر حال میں ثابت قدم رہے۔

میاں سعید مسعود سینئر پریزیڈنٹ مسلم لیگ (ن) یوکے

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی پاکستانی صنعتکاروں اور مزدوروں کے لئے ایک روشن مثال ہے۔

راجہ جاوید اقبال نائب صدر مسلم لیگ (ن) برمنگھم

میاں محمد شریف مرحوم کا خواب ایک روشن ورخشاں اور تیر وتاباں پاکستان تھا مگر بعض لوگوں کی سازش سے وہ جلاوطنی میں ہی اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ **اقبال منور سند ھو** جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) یو کے

میاں محمد شریف مرحوم کے انتقال سے موجودہ حکومت کے زوال کا آغاز ہو گیا ہے اب فتح حقیقی مسلم لیگ کی ہی ہو گی۔

راجہ شکیل حیدر مسلم لیگ (ن) یوکے

میاں محمد شریف مرحوم ایک عظیم فلاحی جذبہ رکھتے تھے۔ **نذیر ناجی مسلم لیگ (ن) یوکے**

انجم علی چودھری صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ **لندن**

میاں محمد شریف مرحوم عظیم باپ عظیم صنعتکار اور فولادی عزم رکھنے والے مزدور تھے۔ **اشرف رضا مسلم لیگ (ن) یوکے**

میاں محمد شریف ایک متوکل اور قانع شخصیت کا نام ہے۔ **ایم طفیل بھٹی ،رھنما مسلم لیگ (ن) یوکے**

میاں محمد شریف مرحوم واقعی سوفیصد پاکستانی تھے۔ **چودھری محمد حنیف مسلم لیگ (ن) یو کے**

میاں محمد شریف ایک محبِ وطن بزرگ تھے۔ **ملک محمد حسین صدر مسلم لیگ (ن) برمنگھم یو کے**

میاں محمد شریف ایک نرم مزاج اور خلیق بزرگ تھے۔ **راجہ زرخان سنیئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) یوکے**

میاں محمد شریف کا نصب العین پاکستانیوں کو ان کے سیاسی حقوق دلوانا تھا۔

ملک فتح خان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) برمنگھم یوکے

حکمرانوں نے میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین سے میاں برادران کو روک کر اپنے زوال کی ابتدا خود کر دی ہے۔

چودھری محمد عارف اقبال چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) برمنگھم یوکے

مرنا تو سب کو ہے مگر وہ موت قابلِ رشک ہے کہ لوگ مرنے کے بعد بھی تعریف کریں اور دعائے خیر کریں۔ جیسا کہ میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر ہر دل دعا گو ہے۔ **چودھری اظہر محمود مسلم لیگ (ن) برمنگھم یو کے**

میاں محمد شریف ایک شیر دل لیڈر اور جاں فروش مجاہد کا نام ہے۔ **ملک شیرا فضل** مرکزی رہنما مسلم لیگ (ن) برمنگھم یوکے

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات سے میاں خاندان ایک درخشندہ آفتاب سے محروم ہو گیا ہے۔

عظیم بٹ صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ برمنگھم یوکے

میاں محمد شریف مرحوم اہلِ لاہور کی جان اور پاکستان کی شان تھے وہ لوگوں کے دلوں پر آج بھی حکومت کرتے ہیں۔

محمد شفیق سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ برمنگھم یوکے

میاں محمد شریف مرحوم کی اعلیٰ تربیت کے طفیل ہی میاں برادران پاکستان کی سیاست میں نمایاں کارناموں کے حامل ہوئے۔

بابر علی نائب صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ برمنگھم یوکے

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر پولیس گردی کروا کے موجودہ حکمرانوں نے اپنے غاصب اور کمزور ہونے کا ثبوت دیا ہے

راجہ قیوم فنانس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) برمنگھم یوکے

میرا قائد میاں نواز شریف جب چاہے پاکستان جاسکتا ہے کیونکہ پاکستان کے کروڑوں لوگ میاں نواز شریف کے لیے تن من دھن قربان کر سکتے ہیں میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر پاکستان نہ جانے کا فیصلہ میاں نواز شریف نے حکومت کی بھونڈی شرائط کی بناء پر کیا تھا۔

طاہر سند ھو ایڈووکیٹ جانثار کارکن مسلم لیگ (ن) یوکے

موجودہ حکومت نے میاں محمد شریف مرحوم کی نمازِ جنازہ داتا دربار میں ادا کرنے سے روک کر ایک دینی فریضہ کی ادائیگی میں حائل ہونے کی بھونڈی کوشش کی ہے۔

ایم ذوالفقار مسلم لیگ (ن) برمنگھم یوکے

میاں محمد شریف مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ ملکِ پاکستان کا ہر محنت کش اپنے اپنے فیلڈ میں بھرپور محنت کرے۔

افضل بٹ مسلم لیگ (ن) برمنگھم یوکے

میاں محمد شریف مرحوم کے قائم کردہ فلاح انسان کے ادارے ان کو ثواب پہنچانے کا بہتر وافضل ذریعہ ہے مرحوم ایک بڑے سماجی ورکر تھے۔

راجہ نثار (کوٹلی آزاد کشمیر) لوٹن یوکے

میاں محمد شریف نے جس طرح محنت کر کے اپنے خاندان کو فاقوں سے نکال کر مالدار بنادیا اس کی مثال پاکستان میں کم ہی ملتی ہے۔

مفتی محمد افضل نقشبندی برمنگھم یوکے

میاں محمد شریف مرحوم کی محنت کی عظمت کا واحد ثبوت ان کی محنت سے قائم کیا گیا صنعتی ایمپائر ہے۔

راجہ سجاد چیئرمین مسلم لیگ (ن) مانچسٹر یوکے

میاں محمد شریف مرحوم نے غربت کے دن بھی دیکھے اور امارت وحکومت بھی انجوائے کی مگر وہ اپنی غریبی کے دن کبھی نہ بھولے تھے۔

حاجی عبدالغفار سینئر رہنما مسلم لیگ (ن) مانچسٹر یوکے۔

میاں محمد شریف مرحوم ارب پتی ہونے کے باوجود انتہائی سادہ اور متقی زندگی گزار رہے تھے۔

صاحبزادہ فاروق القادری مرکزی رہنما مسلم لیگ (ن) یوکے

ایک دفعہ جلاوطنی کے دوران میاں محمد نواز شریف نے کہا کہ اباجی آپ پاکستان ہو آئیں تو انہوں نے جواب دیا ''نواز! میں تمہارے ساتھ ہی آیا تھا اور تم سب کے ساتھ ہی واپس جاؤں گا میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا'' مگر موت نے آخر کار ایک عظیم باپ کو اسکی اولاد سے چھین لیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

خواجہ محمد شفیق صدر پیپلز پارٹی یوکے

میاں محمد شریف مرحوم نے پسِ پردہ رہ کر پاکستانی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔

سید اشتیاق علی زیدی (مجلس یادگار سید ریاض حسین زیدی) لندن

میاں محمد شریف کی جلاوطنی میں موت اور تدفین کے موقع پر پولیس گردی پر بہت دکھ ہوا۔

بابر حسین آف میاں چنوں حال مقیم لندن

Marfat.com

میاں محمد شریف اس حوالے سے بھی خوش نصیب تھے کہ جلاوطن بھی ہوئے تو دیارِ حبیب خدا ﷺ میں۔ سبحان اللہ۔

سید غوث علی شاہ مرکزی مسلم لیگی رہنما حال مقیم لندن

میاں محمد شریف مرحوم سب کچھ برداشت کر لیتے تھے مگر جھوٹ برداشت نہیں کر سکتے تھے بڑے اصول پسند آدمی تھے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔

وحید راسب سیکرٹری اطلاعات پیپلز پارٹی برطانیہ

میاں محمد شریف مرحوم ایک بڑے سماجی ورکر تھے۔ مخیّر پاکستانیوں کو ان کی تقلید میں خلقِ خدا کی خدمت کرنی چاہیے۔

بشیر مان (ممتاز سماجی رہنما سکاٹ لینڈ) یو کے

میاں محمد شریف مرحوم عظیم قومی رہبر میاں محمد نواز شریف کے عظیم والد تھے اللہ غریقِ رحمت کرے (آمین)۔

لارڈ نذیر احمد ممبر برطانوی پارلیمنٹ یوکے

میاں محمد شریف مرحوم اپنے نوکروں سے بھی بیٹوں جیسا سلوک کرتے تھے اسلامی زندگی کا یہی پہلو ایک انقلابی اور اللہ کی بارگاہ میں قابلِ قبول پہلو ہے اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)۔

علامہ مولانا حافظ محمد جمشید نقشبندی سعیدی (لندن)

میاں محمد شریف مرحوم نے ایک با مقصد اور اصولوں والی زندگی گزاری اللہ رب العزت ان کا مقام بلند فرمائے۔ (آمین)۔

چودھری صدیق ملک چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) سیکنڈے نیویا ڈنمارک، ناروے۔ چیف ایڈیٹر ماہنامہ انقلاب لندن

میاں محمد شریف مرحوم آہنی عزم اور ہمدرد دل رکھتے تھے۔ **میاں محمد منیر** چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) ڈنمارک

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی ایک باشرع عاشقِ رسول کی سی زندگی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں آمین۔

چودھری ناصر محمود صدر پی پی ڈنمارک

میاں محمد شریف مرحوم دکھی انسانیت کے ہمدرد تھے جبھی تو انہوں نے انسانی فلاح کے لئے بے شمار ادارے اور ٹرسٹ قائم کیے ہوئے ہیں اللہ غریقِ رحمت کرے۔

چودھری محمد سرور آف گنجہ ڈنمارک

میاں محمد شریف مرحوم کے اعمال اور عزم کی داستان آج بھی ان کے قائم کردہ صنعتی یونٹ اور سکول و ہسپتال سنا رہے ہیں۔

ملک گلزار سینئر نائب صدر پی پی ڈنمارک

میاں محمد شریف تو اس دنیا سے سدھار گئے مگر فلاحِ انساں کے لیے ان کے ہاتھ سے قائم کردہ ادارے آج بھی اس دنیا کے باسیوں کی راحت کا سامان بن رہے ہیں اللہ غریقِ رحمت کرے (آمین)۔

راجہ محمد حنیف سینئر نائب صدر پی پی ڈنمارک

میاں محمد شریف مرحوم کی تربیت کے سبب ہی ان کے بیٹے پاکستانی سیاست میں کامیابیوں کے حقدار قرار پائے۔

خورشید زیدی جنرل سیکرٹری پی پی ڈنمارک

سید ثاقب امداد بخاری کوآرڈینیٹر مسلم لیگ (ن)، عمان **خواجہ طارق عسکری** نمائندہ ہفت روزہ عزم ڈنمارک

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی اعلیٰ تربیت کے سبب ہی ان کی اولاد عظمتِ انساں اور خدمتِ انساں کی قائل ہے۔

چودھری عظمت و کارکنان پی پی ڈنمارک

میاں محمد شریف مرحوم ایک دیندار اور پرہیزگار شخص تھے۔

چودھری افضال احمد آف شاہ پور ، چودھری ریاض گلیانہ ڈنمارک

پنجاب اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں میاں محمد شریف مرحوم کا کردار برسوں یاد رہے گا۔

سید مظہر بخاری، مجیب قریشی ڈنمارک

میاں محمد شریف مرحوم کو قدرت نے دولت و شہرت سے ہمکنار کیا مگر وہ اپنی اوقات نہ بھولے تھے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔

امجد ندیم رہنما مسلم لیگ (ن) مونگ منڈی بہاؤالدین **(ناروے)**

میاں محمد شریف مرحوم دیانت و شرافت پر یقین رکھتے تھے۔

علامہ بشیر الدین سیالوی وائس چانسلر الکرم یونیورسٹی مانچسٹر یوکے

میاں محمد شریف مرحوم کا یہ قول تھا کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جس کے لئے وہ کوشش کرے۔

حضرت علامہ الحاج **پیر سید معروف شاہ عارف** نوشاہی قادری۔ بانی ورلڈ اسلامک مشن و جمعیت تبلیغ اسلام یوکے۔

میاں محمد شریف ایک انسان دوست شخص تھے۔ **احسن پاشا** ڈپٹی چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) اوورسیز پاکستانیز

میاں محمد شریف نہایت محنتی اور ذمہ دار شخص تھے۔ **لیاقت حسین راجہ صدر مسلم لیگ (ن) ڈنمارک**

ایک نیک اور متقی مومن کے جسدِ خاکی کی بے حرمتی موجودہ حکومت کا شرمناک اقدام ہے۔

کمپیوٹر انجینئر جاوید اقبال بٹ (لالہ موسیٰ) مدینہ منورہ سعودی عرب

میاں محمد شریف مرحوم اپنے جذبات کے اظہار کے لئے اکثر میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنایا کرتے تھے۔

علامہ محمد قمر زمان اعظمی لندن یوکے

علامہ ظفر محمود فراشوی، پرنسپل جامعہ کریمیہ مانچسٹر

پیر زادہ امداد حسین شاہ، پرنسپل جامعہ الکرم برطانیہ

میاں محمد شریف مرحوم نے جب فولاد سازی کا کام شروع کیا تو یہ نہیں سوچا تھا کہ سیاست میں حصہ لیں گے بلکہ سیاست میں آنے کا فیصلہ انہوں نے حکمرانوں کے عتاب میں آنے کے بعد کیا۔ **عبدالرؤف نورانی لندن یوکے**

میاں محمد شریف مرحوم اکثر کہا کرتے تھے کہ

مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھُل لانا لاوے یا نہ لاوے

عدنان ملک نمائندہ پندرہ روزہ سائبان امریکہ **سید خواجہ السیدین لندن یوکے**

طارق سہیل نیویارک، **خرم چودھری** ورجینا، **علی اصغر بخاری** مشی گن نمائندہ ہفت روزہ عزم لاہور

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم اور ان کے خاندان کی ترقی کے پیچھے محیرّ العقول محنت کا ہاتھ ہے۔

قیصر محمود شیخ چیف آرگنائزر اوورسیز پاکستانیز مسلم لیگ (ن) ٹوکیو، جاپان

✍ انہیں کامل واکمل تو نہیں کہا جا سکتا البتہ شریف آدمی تھے۔ اللہ مغفرت کرے۔

طارق ملک ،طارق پرویز اختر، مسز کوکب اختر، محمد رفیق رہنما مسلم لیگ (ن) جرمنی

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے بغض وعداوت کے بحرِ ظلمات کو کامیابی سے عبور کیا۔ **افتخار احمد وڑائچ** صدر و کنوینئر پاکستان اتحاد

✍ کم سنی میں ہی میاں محمد شریف مرحوم کو اپنی ترجیحات کا ادراک ہو چکا تھا پس انہوں نے پڑھائی کے دوران ہی محنت کرنا شروع کر دی تھی

خالد شہباز چوہان، **سید ظفر علی** شاہ ،**محمد افضل** انجم، **محمد عدنان** ، کتالان ایسوسی ایشن بارسلونا

؎ رنج کتنا بھی کریں ان کا زمانہ والے جانے والے تو نہیں لوٹ کے آنے والے

چودھری وحید اکرم رہنما مسلم لیگ (ن) ہالینڈ

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی شخصیت اعتدال اور دیانت کے جواہر سے آراستہ تھی۔ **شیخ محمود** صدر حلقہ احباب فرانس

✍ میاں محمد شریف مرحوم زندگی کے مزاج دان اور وقت و زمانے کے نبض شناس تھے۔

چودھری ریاض پاپا سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) فرانس

✍ مسلسل محنت اور دیانتداری کے باعث زندگی اب میاں محمد شریف مرحوم کی خوشامد پیشہ کنیز کی طرح ان کی چاپلوسی کر کے گزر رہی تھی۔ **ساجد چودھری** شکاگو رپورٹر ہفت روزہ عزم لاہور **ملک شکیل الرحمان ایڈووکیٹ**

✍ محنت وخدمت ہی زندگی کی بہترین عافیت اور بلند ترین لذت ہوتی ہے۔ میاں محمد شریف مرحوم اس سے بہرہ مند ہوئے حق مغفرت کرے۔ **صاحبزادہ عتیق الرحمان صدر پریس کلب فرانس** نمائندہ نوائے وقت فرانس

✍ میاں محمد شریف مرحوم کا یہ معمول تھا کہ ہر کھانا کھانے کی ابتداء بسم اللہ اور اختتام الحمد للہ پر کرتے۔ اللہ غریقِ رحمت کرے (آمین)۔ **سہیل ضیاء بٹ سرپرست اعلیٰ نواز شریف فرینڈز کونسل سعودی عرب**

✍ میاں محمد شریف مرحوم کو آہنی اعصاب کے مالک کے طور پر زیادہ شہرت ملی۔

الحاج مبشر اقبال لون چیئر مین نواز شریف فرینڈز کونسل سعودی عرب

✍ نرم دلی اور خوش گفتاری میاں محمد نواز شریف کو میاں محمد شریف مرحوم سے ورثے میں ملی ہے۔

حافظ محمود الحسن، خالد محمود ، حافظ جاوید اقبال بٹ ، عہدیداران نواز شریف فرینڈز کونسل سعودی عرب

✍ میاں شریف مرحوم کی زندگی عزم اور ہمت سے عبارت ہے۔

آفتاب ملک مینجنگ ایڈیٹر ماہنامہ آفاق ٹورنٹو کنیڈا۔

مفتی محمد زبیر تبسم۔ مدیر اعلیٰ فیضان کرم اوسلو ناروے (خطیب غوثیہ مسلم سوسائٹی (رجسٹرڈ) ناروے

پیرزادہ محمد امداد حسین۔ چیئرمین مسلم چیریٹی یوکے۔

Marfat.com

ہمارے نزدیک تو وہ اب بھی زندہ ہیں کیونکہ ان جیسے انسانوں کے خادم لوگ کبھی نہیں مرتے۔

خالد محمود قریشی سینئر ایڈووکیٹ (سوئٹزرلینڈ)

فراست علی ملک صحافی مانچسٹر یو۔کے، **چودھری اعظم علی** ٹرانٹو، **منور والی داد** (برسلز)، **خرم شہزاد** (ڈربن) **اعجاز احمد بھٹی** پیرس، **عدنان فاروق** نیدرلینڈ نمائندگان ہفت روزہ عزم انٹرنیشنل **اے ڈی بٹ** ناروے۔

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر ہم شریف فیملی کے غم میں برابر کے شریک ہیں

محمد ارشد خان بانی مسلم لیگ (ن) سعودی عرب

شیخ امین شہزاد صدر مسلم لیگ طائف ریجن سعودی عرب

Marfat.com

پنجاب، اسلام آباد
اور آزاد جموں و کشمیر سے
تعلق رکھنے والی
سیاسی اور سماجی شخصیات کے
تاثرات

Marfat.com

مسلم لیگ (ن) اے آر ڈی کی مرکزی اور متحرک جماعت ہے۔اس جماعت کے لوگوں کے اکٹھ سے گھبرا کر موجودہ حکومت نے میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین پر پولیس گردی اور بے جا پابندیوں جیسے غیر جمہوری اقدامات کئے۔حکومت کے ان جارحانہ اقدامات سے 90 فیصد اکثریت کی حمایت کے دعوے کی قلعی کھل گئی ہے۔

مسٹر قاسم ضیا لیڈر آف دی اپوزیشن وممبر صوبائی اسمبلی صدر پی پی پی پنجاب

وہ قائداعظم ثانی میاں نواز شریف کے باپ تھے۔ان کی عظمت کو میرا دل کی گہرائیوں سے سلام۔

رانا تجمل حسین ممبر صوبائی اسمبلی مسلم لیگ (ن) لاہور

میاں محمد شریف پنجابیوں کے محسن تھے۔ **ملک محمد افضل کھو کھر** ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

میاں محمد شریف نے ملک میں لوہے کی صنعت کو جدید ٹیکنالوجی سے ہمکنار کر کے گویا دھرتی کا قرض چکا دیا تھا۔

چوھدری افضل سلطان ڈوگر ایم پی اے مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف پنجاب کو ایک صنعتی ایمپائر بنانا چاہتے تھے۔

چوھدری سجاد حیدر گجر ایم پی اے مسلم لیگ (ن) (گاؤں مریدکے) فاروق آباد ضلع شیخوپورہ۔

حکومت اتنی خوفزدہ ہوگئی کہ میاں محمد شریف کی تدفین میں بیٹوں کو شرکت سے روک دیا یہ اقدام غیر اخلاقی طرز حکومت کا عکاس ہے۔

سید مظفر حسن کاظمی۔ ایم پی اے پاکستان پیپلز پارٹی قصور

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کی تمام بہاریں ان کے اپنے ہی عزم اور محنت کی مرہونِ منت تھیں۔

محمد معین الدین ریاض قریشی ایم پی اے مسلم لیگ (ن) ملتان

متانت اور دانائی نے میاں محمد شریف کی شخصیت کو چار چاند لگا رکھے تھے۔

ابو نفیس احمد انصاری ایم پی اے مسلم لیگ (ن) ملتان

صنعت و حرفت میں اپنے ملک کو جدت دینا ان کا مشن تھا۔

سید مجاہد علی شاہ ایم پی اے مسلم لیگ (ن) ملتان

ایک روشن چراغ تھا جو بجھ گیا۔ **طاھر اقبال چوھدری ایم پی اے مسلم لیگ (ن) وھاڑی۔**

شریف فیملی کے ساتھ بھٹو فیملی والے سلوک کی کہانی دہرائی گئی ہے۔جو اس حکومت کے جابر ہونے کی واضح مثال ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر ایم پی اے و صدر ضلعی مسلم لیگ (ن) وھاڑی

مرحوم زبردست آدمی تھے اللہ غریقِ رحمت کرے۔(آمین)۔

مہر اعجاز احمد آچلانہ ایم پی اے متحدہ مجلس عمل لیہ

سردار ملک خالد واران ایم پی اے احمد پور شرقیہ، بہاولپور

Marfat.com

میاں محمد شریف کی تدفین کے لئے آنے والے ہر شخص کی تلاشی لینا حکومت کا ناجائز اقدام ہے۔

چوہدری محمد شفیق انور ایم پی اے مسلم لیگ (ن) رحیم یار خان

نوابزادہ نصراللہ بھی میاں محمد شریف کو بڑا سیاستدان مانتے تھے۔

مسز نیّر مرتضیٰ لون ایم پی اے مسلم لیگ (ن) گوجرانوالہ

میاں محمد شریف ایک غیور پنجابی اور محب وطن پاکستانی تھے۔

مسز پروین مسعود بھٹی ایم پی اے مسلم لیگ (ن) بہاولپور

میاں محمد شریف مرحوم اپنی زندگی کے آخری ایام میں اگرچہ جلاوطن تھے مگر اپنے ملک کے عوام کے دلوں میں ان کی قدر موجودہ حکمرانوں سے زیادہ تھی۔

مسز افشاں فاروق ایم پی اے مسلم لیگ (ن) فیصل آباد

میاں محمد نواز شریف معزول وزیراعظم پاکستان نے چاغی دھماکوں کا حکم میاں شریف کے حکم کے بعد ہی دیا تھا۔

مسز خالد منصور ایم پی اے مسلم لیگ (ن) فیصل آباد

میاں محمد شریف کی رحلت نہ صرف ایک بڑے صنعتکار کی موت بلکہ ایک سچے اور کھرے پاکستانی کی وفات ہے۔

مسز نگہت پروین میر ایم پی اے جہلم

میاں محمد شریف مرحوم محنت و ہمت کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ **مسز شہباز سلیم** ایم پی اے مسلم لیگ (ن) ڈیرہ غازی خان

پاکستان کی سیاسی تاریخ میاں محمد شریف کے ذکر کے بغیر ادھوری رہے گی۔ **مسٹر کامران مائیکل** ایم پی اے لاہور

حکم ربی ہے موت برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف کو کروٹ کروٹ جنت اور ان کی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)۔

مسز عابدہ جاوید ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

آنے والے کل کو بہ نسبت جانے والے کل کے ان کی زیادہ ضرورت تھی مگر تقدیر کا لکھا کون ٹالے؟

چوہدری جاوید حسن گجر ایم پی اے پیپلز پارٹی رحیم یار خان

میاں محمد شریف مرحوم کبھی کسی سیاسی جماعت کے رکن رہے نہ عہدیدار۔ مگر ملکی سیاست میں وہ کمال دکھائے کہ بادشاہ گر کہلائے۔

طاہر اختر ملک ایم پی اے پیپلز پارٹی سیالکوٹ

میاں محمد نواز شریف کی سیاست میں بے پناہ کامیابیوں کا راز یہ تھا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے حکم اور نصیحت کو اولیت دیتے تھے۔

راجہ محمد علی ایم پی اے مسلم لیگ (ن) اسلام آباد

میاں محمد شریف نے اپنی اولاد کو محنت میں عظمت کے اصول اور انکساری کے ساتھ ساتھ جرأت اور بہادری بھی سکھائی تھی۔

راجہ ارشد محمود ایم پی اے مسلم لیگ (ن) راولپنڈی

میاں محمد شریف کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ ان کی اولاد کے لئے آئین وقانون کی حیثیت رکھتا تھا۔

چوہدری محمد ایاز ایم پی اے مسلم لیگ (ن) راولپنڈی کینٹ

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف کی ولولہ انگیز رہنمائی کی بدولت ہی آج مسلم لیگ (ن) ملکی سیاست کے کوہ ہمالیہ پر ڈیرے لگائے بیٹھی ہے۔

ملک ابرار احمد ایم پی اے مسلم لیگ (ن) راولپنڈی

✍ 1970ء کے عشرے میں جب ان کی ملوں کو قومیا لیا گیا تو انہوں نے دوبارہ اسی عزم سے کاروبار شروع کر دیا جس سے ابتدا کی تھی۔

شیخ تنویر احمد ایم پی اے مسلم لیگ (ن) جہلم

✍ وہ صرف میاں محمد نواز شریف، عباس شریف اور شہباز شریف کے والد ہی نہ تھے بلکہ ملک عزیز کے لاکھوں بے کسوں کے سرپران کا جذبۂ سخاوت سایہ فگن تھا۔

ڈاکٹر ملک مختار احمد ایم پی اے مسلم لیگ (ن) سرگودھا

✍ صرف میاں محمد شریف کا انتقال ہوا ہے ان کے قائم کردہ اتفاق ہسپتال شریف میڈیکل کمپلیکس اور شریف ایجوکیشن کمپلیکس تو اسی طرح زندہ وقائم ہیں اور قائم رہیں گے انشاءاللہ۔

رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے مسلم لیگ (ن) فیصل آباد پارلیمانی لیڈر پنجاب اسمبلی

✍ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف پر مہربان تھا تبھی تو آج کروڑوں لوگ ان کے لئے دعائے خیر کر رہے ہیں۔

محمد نواز ملک ایم پی اے مسلم لیگ (ن) فیصل آباد

✍ جب تک میاں محمد شریف کے قائم کردہ رفاہی وفلاحی منصوبے قائم ہیں میاں شریف زندہ رہیں گے۔

شیخ اعجاز احمد ایم پی اے مسلم لیگ (ن) فیصل آباد

✍ میاں محمد شریف کی سیاسی واخلاقی سرپرستی اور تربیت نے ہی چاغی کے پہاڑوں کا رُخ سفید کر دیا تھا۔

چوھدری اظہر ندیم ایم پی اے مسلم لیگ ن) ٹوبہ ٹیک سنگھ

✍ غریب الوطن میاں محمد شریف کی رحلت سے ملک ایک مدبر صنعتکار سے محروم ہو گیا ہے۔

مسٹر عمران اشرف ایم پی اے مسلم لیگ (ن) سیالکوٹ

✍ وطن سے دور رہ کر بھی ان کا اوڑھنا بچھونا وطن کے سیاسی وسماجی حالات کی بہتری کی راہ متعین کرنا تھا۔

چودھری اصغر علی گوجر پارلیمانی لیڈر (ایم ایم اے) پنجاب اسمبلی **سمیع اللہ خان ایم پی اے پی پی پی لاھور**

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک درویش صفت انسان تھے۔

ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

✍ میاں محمد شریف نے ہمیشہ شرافت اور انسانیت کی خدمت کا درس دیا۔

بلال یٰسین ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاھور

✍ دکھ کی اس گھڑی میں ہم میاں فیملی کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

محمد آجاسم شریف ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاھور

✍ لاکھوں جنازے ہوتے ہیں کیا ان کے لئے درخواستیں دی جاتی ہیں۔

بیگم ریحانہ جمیل ایم پی اے مسلم لیگ لاھور

Marfat.com

میاں محمد شریف نے بے شمار رفاہی کام کئے لوگ انہیں برسوں یاد رکھیں گے۔

میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

نواز شریف، شہباز شریف اور کلثوم نواز کو میاں محمد شریف مرحوم کی میت کے ساتھ آنے کی اجازت نہ دیئے جانے پر حکومت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

چوہدری محمد اکرم گجر ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

میاں محمد شریف کی میت کو چوری کر کے رائیونڈ پہنچا دینا موجودہ حکومت کی بھونڈی حرکت ہے۔

رانا مشہود احمد خاں ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

میاں محمد شریف کے جسد خاکی کو اغوا کر لینا موجودہ حکومت کا ایک اور سیاہ کارنامہ ہے۔

مہر اشتیاق احمد ایم پی اے مسلم لیگ (ن) لاہور

ایک نیک اور متقی مومن کے جسد خاکی کی بے حرمتی حکمرانوں کی سنگدلی کی غماز ہے۔

سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے متحدہ مجلس عمل لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین سے میاں برادران کو دور رکھ کر موجودہ حکمرانوں نے اچھی روایت قائم نہیں کی۔

میثاق علی طاہر خیلی سابق پولیٹکل سیکرٹری محمد نواز شریف

ہم شریف برادران کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے۔

جناب الطاف حسن قریشی مدیر ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور

ہم شریف برادران کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

چوہدری ذوالفقار احمد راحت چیف ایڈیٹر ماہنامہ ہاٹ لائن انٹرنیشنل لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی لازوال سماجی خدمات سے بھرپور ہے۔

سید اقتدار گیلانی نمائندہ دی نیشن لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کی حکمت عملی صرف دیانتداری اور اللہ پر بھروسہ تھا۔

نصراللہ ملک (ممتاز صحافی) بیورو چیف ٹی وی اے آر وائی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین تھا۔

انور عزیز چوہدری (سابق وزیر بلدیات) چوہدری سلطان علی سابق وزیر (رہبر گجر برادری)

میاں محمد شریف مرحوم کو اعلیٰ شخصی اوصاف کے حامل تھے اللہ تعالیٰ مغفرت کرے (آمین)۔

ڈاکٹر خواجہ **عابد حسین نظامی ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت** ملی ایڈیشن 54 عبدالکریم روڈ لاہور۔

میاں محمد شریف مرحوم ایک متحرک اور منظم شخصیت تھے۔

ریاض صحافی چیف نیوز ایڈیٹر ، نیوز نیٹ ورک انٹرنیشنل عمر آرکیڈ کوئینز روڈ لاہور۔

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم کے قول وفعل میں تضاد نہ تھا اور وہ اپنے عزم اور ارادے کے پکے مسلمان تھے۔

محمد یحییٰ مجاھد ، مرکزی سیکرٹری اطلاعات جماعت الدعوۃ پاکستان ہیڈ آفس 4 لنک روڈ چوبرجی لاہور

✍ ماضی کے بڑے انسانوں کی طرح میاں شریف مرحوم نے بھی اپنی زندگی کا آغاز معمولی درجے سے کیا۔

شیخ توقیر نز یرایم ڈی شیخ نزیر اینڈ کمپنی لاھور

✍ میاں محمد شریف مرحوم جیسے دکھی انسانیت کے ہمدرد شخص کی موت واقعی ایک قومی نقصان ہے۔

چودھری سجاد صدر آواری ایمپلائزیونین آواری ھوٹل لاھور

✍ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کی روح کو ہمیشہ آسودہ رکھے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرغوب احمد کھیتران ،صدر عوامی جمھوری وطن پارٹی پنجاب .

✍ میاں محمد شریف مرحوم عزم وحوصلہ اور صبر واستقامت کے پیکر تھے۔

راناشوکت محمود با نی کارکن پاکستان پیپلز پارٹی شیخو پورہ حال مقیم لاھور

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے بیٹوں کے ذریعے ملکی سیاست میں بھی رواداری اور ملنساری کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

سردار محمد خان لغاری مدیر اعلیٰ ماھنامہ ''لا نبی بعد ی'' لاھور

چودھری محمد یعقوب مرکزی ناظم مالیات جے یو پی

✍ میاں محمد شریف مرحوم خدمتِ انسانیت میں کمربستہ تھے۔ **سردارعبدالقیو م خاں مجا ھداول آزاد کشمیر**

✍ میاں محمد شریف مرحوم ذہانت اور خلوص میں بے مثل تھے۔

سردار عتیق احمد خاں صدرمسلم کانفرنس آزاد کشمیر

سردار محمد طاھر تبسم۔ مرکزی سیکرٹری اطلاعات **آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس**

✍ میاں محمد شریف کی دکھی انسانیت کے لئے لازوال خدمات ہیں۔

مسٹرڈاکٹر الیگز ینڈرجان ملک بشپ آف لاھور

✍ دکھی انسانیت کے لئے لازوال خدمات انجام دے کر میاں محمد شریف امر ہو گئے ہیں۔

قبلہ مو لانا علامہ سید شبیر حسین شاہ حافظ آبادی

قبلہ سیداقبال شاہ نائب صدر جے یو پی پنجاب

✍ سخاوت وخدمتِ انسانیت ان کی شخصیت کے معتبر پہلو تھے۔ **حاجی بشیر احمد** چیئر مین ستارہ گروپ آف کمپنیز فیصل آباد

✍ زیرو سے ہیرو بننے کا سفر میاں محمد شریف نے کئی بار کیا۔ **سیٹھ محمد حسین داؤد** چیئر مین داؤد گروپ آف کمپنیز۔

✍ میاں محمد شریف کی وفات شریف خاندان کا بہت بڑا نقصان ہے۔ مسٹر **بھرام ڈی آواری کراچی**

محمد یوسف چوھان ،چیف ایگزیکٹو چوہان اسٹیٹ ایجنسی ڈی ایچ اے، لاہور

Marfat.com

اپنے ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لئے میاں محمد شریف نے ہمیشہ ایک جنگجو مجاہد کی طرح پیش قدمی کی۔

مسٹر افتخار احمد ملک چیئرمین گارڈ گروپ آف کمپنیز لاہور

غریبوں اور بے کسوں کی مدد کر کے وہ روحانی طمانیت حاصل کرتے تھے۔ **مسٹر جمیل اے مگو** ممتاز صنعت کار

بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی وہ گھبرائے نہیں بلکہ ہر بار نئے سرے سے تنکا تنکا اکٹھا کر کے آشیاں بناتے رہے۔

مسٹر طارق وحید بٹ (صنعتکار)

عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور حب الوطن کا جذبہ ان کی شخصیت پر حاوی تھا۔

مسٹر طلعت حق خان ایم ڈی میکس فوڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ شیخوپورہ

اجل نے میاں محمد شریف کی صورت میں شریف خاندان سے گوہر نایاب چھین لیا ہے۔

مسٹر ریاض احمد ٹاٹا۔ ممتاز صنعتکار کراچی

حالات کی سنگینی اور فراخی ان کے رویے پر کبھی اثر انداز نہ ہوئی تھی۔

مسٹر عامر شیرازی ڈائریکٹر اٹلس گروپ آف کمپنیز

جبر ہر جابر کی سرشت میں شامل ہوتا ہے مگر صبر کرنا عظیم کرداروں ہی کے حصے میں آتا ہے۔ وہ کردار جواہر ہو جاتے ہیں۔

مسٹر سیٹھ عابد حسین بزنس مین لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے عزم و عمل سے ملک بھر کے محنت کشوں کو ترقی اور خوشحالی کی راہ دکھائی ہے۔

مسٹر میاں عادل حسین چیئرمین عادل گروپ آف کمپنیز پرائیویٹ لمیٹڈ شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنا سب کچھ اپنے ہاتھ کی محنت سے بنایا۔

مسٹر حاجی بشیر احمد چیئرمین نیشنل گروپ آف کمپنیز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

اپنی حکمت اور دانائی سے وہ اپنے تمام چھوٹے بڑے بھائیوں میں نمایاں اور معتبر مقام رکھتے تھے۔

مسٹر میاں امجد فرزند علی چیئرمین فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن

میاں محمد شریف مرحوم ایماندار شخص تھے اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

مسٹر چوہدری احمد مختار چیئرمین سروس انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

جسٹس ریٹائر فخر النساء صدر پنجاب بار ایسوسی ایشن لاہور ہائی کورٹ لاہور۔

میاں محمد شریف مرحوم واقعی صاحب ایمان تھے۔

جانشین مفتی اعظم پاکستان **حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی**

ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور شیخوپورہ

استاذ العلماء

علامہ مولانا محمد یعقوب رضوی مدظلہ، حافظ قاری علامہ **عابد حسین رضوی** ناظم جامعہ رضویہ خانو چوک، شیخوپورہ

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم عام لوگوں کے لئے دل میں بہت درد رکھتے تھے۔

لائن میاں انور احسان (ٹھیکیدار) شیخوپورہ

مرحوم نے ایک معمولی آدمی سے زندگی کا جو سفر شروع کیا تھا اسے وہ کبھی نہ بھولتے تھے۔

حکیم جاوید اقبال (پسر حکیم شیخ اللہ رکھا رضوانی) بانی فیض عام دواخانہ سٹی فاروق آباد

مرحوم نے رائیونڈ میں غریب اور عام لوگوں کے لئے شریف میڈیکل اور ایجوکیشنل سٹی قائم کیا۔

الحاج قاری علامہ محمد یوسف سیالوی مرکزی رہنما ایم ایم اے امیر جمعیت علمائے پاکستان ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کو ان کے احترام کی وجہ سے شریف فیملی کے اکثر دوست اور بڑے بڑے **افسر** بھی انہیں اباجی کہتے تھے۔

مرزا منصور بیگ، شکیل اعوان، چوہدری تنویر خان عہدیداران مسلم لیگ (ن) راولپنڈی

وہ ڈسپلن کے اتنے سخت پابند تھے کہ اس سلسلے میں کسی کی پروانہ کرتے تھے۔

حاجی صابر حسین فنانس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی ہمت اور عزم سے کامیابی کی وہ منزلیں طے کیں جس کا اکثر لوگ محض خواب ہی دیکھ پاتے ہیں۔

شیخ زاہد حسین رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم سیاست اور امور مملکت میں بہت زیادہ آگاہی رکھتے تھے۔

رانا محمد عثمان خاں ناظم یونین کونسل بھدرو مینارہ (چھاپہ مینارہ، معراج پورہ شیخوپورہ)

میاں محمد شریف مرحوم کو اپنے وطن سے بے پناہ محبت تھی اس لیے انہوں نے وصیت کر رکھی تھی کہ مجھے جاتی امراء میں دفن کیا جائے۔

بابائے سیاست محمد رضا خان جمالی بانی کارکن پاکستان پیپلز پارٹی شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نے کبھی کسی کا حق نہیں مارا بلکہ وہ ایک انصاف پسند انسان تھے۔

شاہد طفیل (صحافی) کبیر خان بلوچ محلہ بستی بلوچاں شہر شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی سماجی کارکنوں کے لیے مشعل راہ تھی۔

محمد آصف مغل سیکرٹری اطلاعات ایم ایس ایف راولپنڈی ڈویژن

مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اپنی انہی خوبیوں کی بدولت وہ اس ملک کی معیشت اور سیاست میں ایک درخشاں ستارے کی طرح چمکتے رہے۔ **حاجی فلک شیر** ایڈووکیٹ آف جھگیاں

مرزا ذوالفقار علی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم شیخوپورہ (فاروق آباد)

سخاوت اور عبادت میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کا سرمایہ افتخار تھا۔

ملک عبدالرحمٰن پاشا نائب صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل شیخوپورہ (فاروق آباد)

حافظ عبدالرزاق سعیدی مہتمم دارالعلوم رحمانیہ لاری اڈہ فاروق آباد

Marfat.com

میں نے اپنی زندگی میں ان سے بہتر نظم وضبط پر سختی سے عمل کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔

محمد جھانگیر بھٹی (صحافی) جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ سٹی فاروق آباد

وہ ڈسپلن کے اتنے سخت پابند تھے کہ اس سلسلے میں کسی کی پروانہ کرتے تھے۔

حاجی صابر حسین فنانس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی ہمت اور عزم سے کامیابی کی وہ منزلیں طے کیں جس کا اکثر لوگ محض خواب ہی دیکھ پاتے ہیں۔

شیخ زاھد حسین رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات لائق تحسین ہیں ملک کی مخیّر شخصیات کو ان کی تقلید کرنی چاہیے۔

حاجی محمد حنیف طیب صدر نظام مصطفیٰ پارٹی پاکستان کراچی رکن اسلامی نظریاتی کونسل

رانا محمد عرفان مرکزی جوائنٹ سیکرٹری نظام مصطفیٰ پارٹی پاکستان۔

میاں شریف کا انتقال ان کے خاندان کے لئے بہت بڑا سیٹ بیک ہے۔

چوہدری محمد اکبر ورک صدر بارایسوسی ایشن ڈسٹرکٹ شیخوپورہ

وہ نوجوانوں سے ہمیشہ ایک باپ اور بزرگ کی طرح پیش آتے۔

مرزا وسیم غفور جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

میاں شریف صاحب کی شخصیت میں سادگی، پیار، اخلاق اور محبت جھلکتی تھی۔

چوہدری صابر حسین بھٹی، صوبائی رہنما مسلم لیگ (ن) سابق ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی فاروق آباد

میں نے انہیں کبھی پریشان نہیں دیکھا ڈسپلن ان کی شخصیت میں بہت نمایاں تھا۔

مجاہد مسلم لیگ **میاں کبیر "ماموں" جنرل کونسلر** (صحافی) **صدر مسلم لیگ (ن)** یوتھ ونگ سٹی فاروق آباد

ان سے جب بھی ملاقات ہوتی وہ نہایت خلوص اور محبت سے پیش آتے۔

اعجاز قادر چیمہ نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کا ایک ایک منٹ طے شدہ شیڈول کے مطابق گزرتا تھا۔

چوہدری صفدر مسعود جٹ رانا قاسم علی، میاں بابر جاوید، رانا محمد ندیم کارکنان مسلم لیگ (ن) سٹی شیخوپورہ

جس ذی روح نے ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے اسے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے مگر کچھ لوگ جب مرتے ہیں تو ان کی موت ایک عہد اور انجمن کی موت تصور کی جاتی ہے۔ **ممتاز علی خان المعروف مون خان** رہنما پاکستان پیپلز پارٹی (بھبراں) **چوہدری شہر یار چیمہ، چوہدری محمد عمر سندھو، چوہدری راشد محمود سندھو چوہدری محمد اعظم ھنجرا، چوہدری غریب عالم ھنجرا، چوہدری اظہر حسین ھنجرا، چوہدری امجد علی ھنجرا، کارکنان مسلم لیگ (ن) سٹی شیخوپورہ**

Marfat.com

میاں محمد شریف کے انتقال کی خبر سیاسی حلقوں میں نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی۔

خان محمد تقی خان سینئر ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) لائیر ز فورم شیخوپورہ

میاں شریف مرحوم کا خاندان آج جس مقام پر ہے یہ میاں شریف کی محنت اور کوششوں کا ثمر ہے۔

قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ الحاج **میاں فیض عالم صاحب سجادہ نشین** آستانہ عالیہ **کوٹلہ شریف صاحبزادہ حضرت میاں نوید عالم کوٹلوی، کوٹلہ شریف ،ضلع شیخو پورہ**

میاں صاحب کی ملکی سیاست پر گہری نظر تھی انہوں نے ہمیشہ حالات کو سدھارنے کے لئے اپنا کردار ادا کیا۔

حاجی غلام شبیر ہاشمی صدر پاکستان پیپلز پارٹی سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم نہایت شفیق انسان تھے وقت کی پابندی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

چودھری محمد عباس ورک مسلم لیگی رہنماسٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم بے محنتی اور ڈسپلنڈ انسان تھے۔

راجہ فلک شیر سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ سٹی فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم بہت کم بولتے تھے۔سب کی باتیں سنتے اور پھر اپنا فیصلہ سناتے تھے۔

حافظ محمد حسین بھٹی (ایجو کیشن کنسلٹنٹ) نمائندہ خبریں خانقاہ ڈوگراں

سید خالد زبیر بخاری نامہ نگار نوائے وقت خانقاہ ڈوگراں۔

میاں محمد شریف مرحوم اپنی رائے پر ہمیشہ قائم رہتے اور اپنی بات سے کبھی نہ پھرتے تھے۔

محمد عمر ابدالوی (بزنس مین) خادم قطب عالم علامہ پیر محمد عبدالکریم ابدالویؒ (مڑھ بلوچاں روڈ خانقاہ ڈوگراں)

میاں شریف مرحوم کی حکمت عملی سے میاں خاندان ایک دور میں اتفاق واتحاد کے حوالے سے یکتائے روزگار سمجھا گیا۔

مولانا محمد اسحاق قادری فنانس سیکرٹری انجمن غوثیہ گلی فقیر محمد بلوچ نزد صابری مسجد خالد روڈ شیخو پورہ، محمد یوسف چودھری (ر) ٹیچر گورنمنٹ لیاقت ہائی سکول شیخو پورہ (صحافی)۔

اہلِ علم وفضل کے لئے میاں شریف مرحوم ہمیشہ نیازمندی کا پیکر نظر آئے۔

سید علی عثمان گیلانی ،ڈسٹرکٹ رپورٹر روزنامہ جرأت روزنامہ تجارت شیخوپورہ (نمائندہ اے این این فاروق آباد)

میاں محمد شریف کی زندگی محنت خدمت کے ساتھ ساتھ وطن سے محبت کی زندہ اور عظیم مثالوں سے بھرپور ہے۔

قبلہ سید ریاض احمد شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان۔

میاں محمد شریف مرحوم ایک درویش صفت انسان اور فولادی عزم رکھنے والے بے مثال بزرگ تھے۔

چودھری محمد یوسف ولانہ ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی فاروق آباد

مرزا مقصود بیگ ،مقصود ہاؤس کوہاٹی بازار بنی چوک راولپنڈی

Marfat.com

وہ بہت کم بولتے تھے لیکن ٹو دی پوائنٹ بات کرتے تھے۔

امجدپرویز ایڈووکیٹ شیخوپورہ ،چودھری ولایت علی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ سابق جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کو اکثر حضرت داتا علی ہجویریؒ کے مزار کی جالیوں کے نزدیک کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہوئے دیکھا گیا مرحوم داتا صاحبؒ کے دیوانے تھے۔

چودھری اظہر ورک نائب ناظم سابق طالبعلم رہنما شیخوپورہ

میاں محمد شریف تو اللہ کو پیارے ہو گئے مگر قوی امید ہے کہ ان کے جاری کئے ہوئے دکھی انسانیت کی خدمت کے پراجیکٹ اسی طرح کام کرتے رہیں گے۔

حاجی منور حسین منج سابق ایم پی اے **خرم منور منج** ایم این اے

چوھدری شاہ نواز بھٹی ٹھیکیدار توڑی، توہ حبیب کالونی شیخوپورہ

میاں محمد شریف اپنے ملک کے نوجوانوں کو اقبال کے شاہین کی صورت میں دیکھنے کے خواہش مند تھے۔

پاکستان چیف کوچ لیاقت علی راجپوت بلیک بیلٹ سکس ڈاؤن فرام امریکہ پروپرائیٹر مدنی مدینہ جیولرز میاں شاپنگ سینٹر گلی زرگراں شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم نے تعلیم کے لئے مفت خدمات مہیا کر کے آئندہ نسلوں پر احسانِ عظیم کیا ہے۔

میاں محمد منشاء چیف ایگزیکٹو ایم ایچ ایم انٹر نیشنل ٹریو ل شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی محنت خدمت اور شرافت سے عبارت ہے۔

چودھری ناصر اسلام ٹھیکیدار وزیر اورکاں ، چودھری مشتاق احمد ورک دھامو نکے، چودھری عصمت اللہ ورک ، چودھری سطبین ورک، آف وزیرا ورکاں ضلع شیخوپورہ ۔

حقیر فقیر بشیر احمد تبسم قادری، قلندری، ہجروی، (ایوارڈ یافتہ) ماہرِ تعلیم، ادیب، سماجی شخصیت رسول پورہ غربی فاروق آباد

عمل اور دیانت داری کا وصف میاں محمد شریف کو باوقار کر گیا۔

چوھدری منورچوھان سینئر ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹ شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم اپنے کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے۔

شیخ عبدالمجید کشمیری ضلعی صدر مسلم لیگ (ن) لبیرونگ شیخوپورہ

حافظ محمداشرف کمبوہ نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم وقت کے پابند اور نظم وضبط کے قائل شخص تھے۔

مسلم لیگی رہنماچودھری طاھر معراج گجر سابق امیدوار صوبائی اسمبلی ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ملک مشتاق احمد ڈوگر سابق چیئرمین پاکستان بیت المال ضلع شیخوپورہ (خانپور)

Marfat.com

✍ تقسیم ہند کے دوران بھی میاں خاندان نے اہم اور متحرک کردار ادا کیا تھا۔

چودھری محمد رفیق سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سیالکوٹ۔

✍ میاں شریف مرحوم نے زندگی بھر محنت اور خدمت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

ممتاز مسلم لیگی رہنما صلاح الدین خان کھرل سابق ایم این اے۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم جب تک صحت مند رہے اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے۔

چوہدری **محمد اخلاق، چودھری صبور کسانہ، چودھری فہیم نواز**، کارکنان مسلم لیگ سٹی سیالکوٹ

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک نرم مزاج، خلیق، خوش گفتار اور حلیم الطبع انسان تھے۔

مفکر ملت علامہ قبلہ پیر عبدالقادر ایم اے، ایل ایل بی پرنسپل جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ سجادہ نشین دربار عالیہ غوثیہ قادریہ جنڈی شریف کھوٹہ صدر تنظیم اہلسنت انٹرنیشنل۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم خود بھی قابل فخر باپ تھے انہیں اولاد بھی قابل فخر ہی ملی۔

حاجی طارق محمود مہتمم جامعہ قاسمیہ رضویہ دندی آرائیں نزد سرائے عالمگیر، **علامہ سید نذیر حسین شاہ**، پرنسپل انجمن محمدیہ غوثیہ رجسٹرڈ وارڈ نمبر 4 سیالکوٹ کینٹ۔ **قبلہ مفتی عبدالعزیز**، پرنسپل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ الفرید ٹاؤن منڈی بہاؤالدین، **صاحبزادہ محمد بشیر الدین معظمی** ناظم اعلیٰ قمر العلوم سیالوی روڈ گجرات۔

✍ غربت کے دنوں میں میاں محمد شریف نے خود اپنے ہاتھوں سے لوہا کوٹ کر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔

میاں محمود حسین صدر مسلم لیگ (ن) سٹی سیالکوٹ

✍ میاں محمد شریف کی تدفین میں ان کے بیٹوں کو شرکت کی اجازت نہ دینے کا حکومتی اقدام ملکی سیاست میں دوررس نتائج مرتب کریگا۔

محمد ادریس باجوہ ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) ضلع سیالکوٹ

✍ مرحوم کی اصل شہرت ایک ممتاز صنعتکار اور فلاحی ورکر کی تھی۔

جناب ڈاکٹر ہارون رشید چودھری ڈائریکٹر فاؤنٹین ہاؤس لاہور فاروق آباد

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے اتفاق فاؤنڈری کے نام سے عظمت و ہمت کی انمٹ داستان رقم کی۔

چودھری شہباز احمد ورک، چودھری وقاص احمد ورک، (مرادیے کلاں)

چودھری شفقت ورک (اسٹیٹ لائف) لاہور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے کبھی فرقہ واریت یا نسلی تعصب کی بات پر توجہ نہ دی تھی۔

میاں محمد حنیف جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع سیالکوٹ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کہانیاں نہ سنتے تھے اور نہ سناتے تھے گھما پھرا کر بات کرنا یا سننا پسند نہیں کرتے تھے۔

محمد منیر تبسم (صحافی) رہنما مسلم لیگ (ن) جلال پور بھٹیاں

Marfat.com

اتنا پیار کرنے والا لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونے والا اور دکھی لوگوں کے سر پر دست شفقت رکھنے والا آج ہم سے بچھڑ گیا۔

چوہدری اسرار خان (صحافی) پنجاب کارسپانڈنٹس یونین آف جرنلسٹس پنجاب

مولانا علی اکبر قادری اعوان (ایجوکیشن کنسلٹ)

ملک اصغر علی اعوان ،ملک معراج اعوان .کالوکے۔

میاں محمد شریف کے دل میں ملک وملت اور اسلام کے لئے درد تھا۔

چوہدری فیصل منظور تاج ایڈووکیٹ سابق امیدوار قومی اسمبلی شکرگڑھ

ہمارے نزدیک تو وہ اب بھی زندہ ہیں کیونکہ ان جیسے انسانوں کے خادم لوگ کبھی نہیں مرتے۔

سید علی معظم رضوی (پریس رپورٹر) سلطان حمید راہی (سینئیر صحافی) زاهد محمود قریشی (صحافی) روزنامه پاکستان

میاں محمد شریف مرحوم عام لوگوں کے لئے دل میں بہت درد رکھتے تھے۔

ملک رحمت علی ڈوگر ناظم یوسی خان پور ضلع شیخوپورہ۔

مرحوم نے ایک معمولی آدمی سے زندگی کا جو سفر شروع کیا تھا اسے وہ کبھی نہ بھولتے تھے۔

چوهدری محمد انور نامہ نگار روزنامہ نوائے وقت فیروز والہ ضلع شیخوپورہ

مرحوم نے رائیونڈ میں غریب اور عام لوگوں کے لئے شریف میڈیکل اور ایجوکیشنل سٹی قائم کیا۔

جاوید اقبال لیگی رہنما، گلی کھوکھیانوالی، پرانا شہر، شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے بیٹوں کے ذریعے ملکی سیاست میں بھی رواداری اور ملنساری کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

سردار محمد خان لغاری مدیر اعلیٰ ماهنامه "لا نبی بعدی" لاهور چوهدری محمد یعقوب مرکزی ناظم مالیات جے یو پی

میں نے اپنی زندگی میں ان سے بہتر نظم وضبط پر سختی سے عمل کرنے والا شخص نہیں دیکھا۔

ڈاکٹر مرزا ایم اے عارف بی اے بیورو چیف ماہنامہ روشن کائنات تبصرہ لاہور

وہ ڈسپلن کے اتنے سخت پابند تھے کہ اس سلسلے میں کسی کی پروا نہ کرتے تھے۔

سکندر علی رانا، ایم ڈی الکتاب پرنٹنگ پریس 3-102 سٹیڈیم شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی ہمت اور عزم سے کامیابی کی وہ منزلیں طے کیں جس کا اکثر لوگ محض خواب ہی دیکھ پاتے ہیں۔

شیخ زاهد حسین رکن مجلس عامله مسلم لیگ (ن) سٹی فاروق آباد

کہتے ہیں موت بڑے بڑے ظالموں کے دل ہلا کر رکھ دیتی ہے لیکن جہاں دل ہی نہ ہو وہاں موت کیا اثر کرے؟

عامر رحمان ایڈووکیٹ کوآرڈی نیٹر ضلعی ناظم شیخوپورہ چیئرمین **رانا فضل الرحمان محمود** فاؤنڈیشن پاکستان

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی عمل اور ہمت سے لبریز ہے۔

عبدالحفیظ حریری ،معروف بزنس مین نمائندہ خبریں جنڈیالہ شیر خان **شیخو پورہ،**
پروپرائیٹر حاجی جنرل سٹور نزد بنک آف پنجاب لاہور روڈ شیخوپورہ

✍ ایک فلاحی معاشرے کا قیام میاں محمد شریف مرحوم کا مشن تھا وہ اس نصیب العین کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

میر محمد مرزا خان تالپور، عبدالرشید بلوچ، مخدوم سید ندیم شاہ ،شاھد جان، عبدالرشید چتر کارکنان مسلم لیگ (ن) راجن پور ،سردار پرویز خان گور چانی رھنما مسلم لیگ (ن) راجن پور.

✍ میاں محمد شریف مرحوم اپنے دور کے مثالی شخص تھے اللہ غریق رحمت کرے۔

خلیل احمد خان مشوری رھنما مسلم لیگ (ن) فاضل پور

✍ میاں محمد شریف کی زندگی عزم و ہمت اور محنت و استقامت کی زندہ تصویر ہے۔

عمران غوری سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ ضلع بھاولپور.

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے مفت علاج کے لئے ایک بڑا ہسپتال قائم کر کے عظیم سماجی کارنامہ سرانجام دیا ہے اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

قبلہ پیر امین الحسنات شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف سرگودھا۔**قبلہ پیر میجر ابراھیم.**

✍ میاں محمد شریف مرحوم اپنی اولاد کو بھی اصول پسندی انصاف اور سادگی کا درس دیتے رہے۔

قیوم خان کھچی نائب صدر مسلم لیگ (ن) یونین کونسل عالم پور تحصیل میلسی ضلع ملتان۔

✍ ایک فلاحی معاشرے کا قیام میاں محمد شریف مرحوم کا مشن تھا وہ اس نصیب العین کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

میر محمد مرزا خان تالپور، عبدالرشید بلوچ، مخدوم سیّد ندیم شاہ ،شاھد جان، عبدالرشید چتر کارکنان مسلم لیگ (ن) راجن پور ،سردار پرویز خان گور چانی رھنما مسلم لیگ (ن) راجن پور.

✍ ''بڑے لوگ چھوٹے گھروں میں پیدا ہوتے ہیں'' میاں محمد شریف کی زندگی اسی قول کے مصداق ہے۔

• **سردار ملک جھانگیر واران** ناظم یونین کونسل کوٹلہ موسیٰ خاں نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع بہاولپور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے تاحیات غریبوں اور مسکینوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا۔

راجہ محمد افضل خان، مرکزی رھنما مسلم لیگ(ن)پاکستان ۔چوھدری صفدر الرحمٰن سابق ایم ۔این۔اے مرکزی رھنمامسلم لیگ پنجاب ،سید جاوید علی شاہ مرکزی رھنمامسلم لیگ(ن)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

چوھدری محمد سعید ورک ایم این اے وپارلیمانی سیکرٹری دیھی ترقی و بلدیات، چوھدری محمد اکرم ورک صدر انجمن بھبود مریضاں ضلع شیخو پورہ چوھدری شاھد منظور گل سابق ایم این اے و صدر مسلم لیگ شیخو پورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم انسانی حقوق کے علمبردار تھے،

بیرسٹر سلطان محمود چوھدری، ڈاکٹر غلام نبی فائی، سردار طاھر عزیز، کرنل محمد فاروق ممتاز کشمیری قائدین۔

میاں محمد شریف کے نصیب کی بات ہے کہ نماز جنازہ بیت اللہ کے سامنے ادا کی گئی

بزرگ سیاستدان ملک عبد القیوم شیخ،(کارکن تحریک پاکستان)ملک اظھر قیوم حاجی فرخ قیوم ملک، جنرل کونسلر پراناشھر شیخو پورہ، چوھدری بلال احمد ورک، چوھدری الفت بشیر ورک استاد عبداللہ پھلوان رستم شیخو پورہ، عید محمد پان فروش ریگل چوک، حافظ شاھد علی، پروپرائیٹر تاج محل سویٹ لاھور روڈ شیخو پورہ۔

میاں محمد شریف کی زندگی محنت اور عوامی خدمت کے جذبے سے بھری ہوئی ہے۔

راجہ اشتیاق انجم نمائندہ روزنامہ جرأت لاھور، مرزا امتیاز علی نمائندہ انصاف لاھور، امجد علی بھٹی نمائندہ روزنامہ ایکسپریس۔ سید شوکت جیلانی نمائندہ روزنامہ دن لاھور، سید قاسم علی شاہ روزنامہ پاکستان لاھور، سید سرور بخاری نمائندہ روزنامہ خبریں لاھور "مرید کے"، آصف علی بٹ نمائندہ روزنامہ جرأت روزنامہ جنگ لاھور، رانا عبدالرزاق نمائندہ روزنامہ پاکستان۔(کالاشاہ کاکو)

میاں محمد شریف مرحوم اپنی اولاد کو انصاف وعدل اور خدمت وشرافت کا درس دیتے تھے

اسد بٹ کونسلر کینٹ بورڈ واہ، مسلم لیگی رھنما

میاں محمد شریف مرحوم عزم وحوصلہ اور صبر واستقامت کے پیکر تھے۔

راناشوکت محمود بانی کارکن پاکستان پیپلز پارٹی شیخو پورہ حال مقیم لاھور

میاں محمد شریف مرحوم بڑی سے بڑی آزمائش میں گھبرائے نہیں بلکہ اللہ کی رضا پر راضی رہے۔

چوھدری محمد اعجاز ورک ایڈووکیٹ مرکزی رہنما پاکستان پیپلز پارٹی سابق امیدوار قومی اسمبلی سٹی فیصل آباد

میاں محمد شریف مرحوم کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین تھا۔

انور عزیز چوھدری (سابق وزیر بلدیات) چوھدری سلطان علی سابق وزیر (رہبر گجر برادری)

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی ساری زندگی سخت اصولوں پر مبنی تھی۔
امجد خان ستی صدر مسلم لیگ (ن)اٹک، جاوید اقبال صمدانی صدر مسلم لیگ (ن)یوتھ ونگ تحصیل اٹک۔ عابد رضا، عبداللہ مسعود ،محمد خان، جمیل احمد ،افتخار احمد ،اقبال احمد ،وقار اعوان،چوھدری کامران گجر کارکنان مسلم لیگ (ن)اٹک۔

میاں محمد شریف مرحوم ملک میں ایسا نظام حکومت آنے کے خواہش مند تھے جس میں عام شہریوں کو ان کے مکمل سیاسی حقوق حاصل ہوں۔ **حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی لاہور**

میاں محمد شریف کی تدفین کے موقع پر حکمرانوں نے اپنی اخلاقی و دینی انحطاط کا ثبوت دیا۔
علامہ مولانا **محمد طاہر تبسم القادری ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ** شیخوپورہ ولاہور

میرے شوہر بریگیڈئیر (ر) جاوید اقبال کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ ایک بیٹے کی طرح میاں محمد شریف مرحوم کا جسدِ خاکی حرم شریف سے پاکستان لے کر آئے۔ **محترمہ عائشہ جاوید** صدر مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین لاہور

شریف خاندان کے اکثر لوگ تدفین کے وقت اپنے خاندانی سربراہ کا منہ نہ دیکھ سکے اس امر کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔
محترمہ بیگم نجمہ حمید صدر مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین پنجاب

میاں محمد شریف کی تدفین سے بیٹوں کو دور رکھ کر موجودہ حکومت نے ناقابلِ تلافی غلطی کی ہے۔
بیگم نسرین نواز سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین لاہور

موجودہ حکومت نے ایک باپ کی آخری خواہش بھی پوری نہ ہونے دی اللہ پوچھے گا۔
شہزادی شمیم کبیر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین لاہور

ارباب حکومت کی تنگ نظری ہے کہ ایک میّت کو بھی پولیس کے پہرے میں جہاز سے قبر تک لے جایا گیا۔
پروین بٹ ممتاز خاتون رہنما مسلم لیگ (ن) لاہور

حکمران کرتے کچھ اور کہتے کچھ ہیں۔ دوغلی پالیسی جابر حکمرانوں کا وطیرہ ہوتا ہے۔
راحت افزا کوآرڈی نیٹر شہباز شریف سیکرٹریٹ لاہور

میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف اپنے والد کی تدفین میں شامل نہیں ہوئے مگر میاں شریف کے لاکھوں ہم وطن بیٹوں نے انکے جنازہ میں شرکت کی۔ **فہمیدہ اقبال کارکن مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین لاہور**

طیاروں کو ہائی جیک اور زندہ لوگوں کو اغوا ہوتے تو سنا تھا مگر ایک میت کو ہائی جیک کرنے کا جرم موجودہ حکمرانوں نے اب متعارف کرایا ہے۔ **طاہرہ تبسم سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) لاہور**

میاں محمد شریف مرحوم ایک محب وطن پاکستانی تھے۔ فرعون کے بچے نے میرے قائدین کو اپنے عظیم والد کے جسدِ خاکی کیساتھ نہ آنے دیا۔ حکومت نے بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ **محترمہ اماں شاھدہ کوآرڈی نیٹر مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین لاہور**

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کی۔

عائشہ اصغر آفس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے ملکی تاریخ میں بڑے ادارے قائم کر کے ایک عظیم سماجی خادم ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

رخسانہ کوکب سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) لاہور

وہ ہمارے لئے محنت وریاضت اور ہمت واستقامت کی روشن مثال تھے۔

نوشاد حمید پولٹیکل سیکرٹری میاں شہباز شریف سیکرٹریٹ لاہور

طیاروں کو ہائی جیک اور لوگوں کو اغواء ہوتے تو دیکھا تھا مگر ایک میت کو ہائی جیک کر کے گویا جرائم کی دنیا میں ایک نیا اخلاقی جرم شامل کر دیا گیا ہے۔

رانا محمد اشرف میڈیا سیکرٹری شہباز شریف سیکرٹریٹ لاہور

عبد الرشید سندھو چیئر مین مسلم لگ (ن) لیبر ونگ لاہور

حکومت عوام کی نظر میں تنگ دل وتنگ نظر ثابت ہوئی ہے۔

چوہدری ریاض اختر ایڈووکیٹ شہباز شریف سیکرٹریٹ لاہور

ہر والد کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی اولاد اس کے جنازے کو کندھا دے اور اپنے ہاتھ سے لحد میں اتارے مگر موجودہ حکومت نے میاں محمد شریف مرحوم کی یہ آخری خواہش بھی پوری نہیں ہونے دی۔

سلمیٰ بٹ انچارج لیڈی ونگ شہباز شریف سیکرٹریٹ لاہور

میاں محمد شریف کی رحلت نے ان کے خاندان کو ہی دکھی نہیں کیا بلکہ پورے ملک کے عوام صدمے کا شکار ہیں۔

زبیدہ بھٹی، فہمیدہ ناز، اماں رضیہ، شہناز اشرف، راحت شوکت، زبیدہ عمر، محمد پرویز المعروف بودی پہلوان، شیخ شاہد اقبال، تنویر عالم بٹ، امجد نذیر بٹ ڈاکٹر آفتاب بٹ، شیخ آفتاب احمد، ناصر ڈار، ملک محمود الحسن، سردار محمد نسیم، ناصر خاں ناصری، اصغر کوکب، رشید احمد کونسلر، محمد رمضان، صابر طور، محمد ذکریا، محمد جہانگیر بلا، آصف پہلوان، شاہد محمود شازی، خالد غزالی، ارشد میر سندھو، سید دلشاد شاہ، غلام رسول مہر المعروف بلا ٹائر والا، رانا اشفاق احمد، مون بٹ، حافظ جہانگیر، راشد خاں، میاں خالد جمیل کارکناں شہباز شریف سیکرٹریٹ لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے زندگی بھر مستحق لوگوں کی مدد کی۔

اختر محمود ایڈووکیٹ سابق ایم پی اے وصدر مسلم لیگ (ن) راولپنڈی

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی زندگی آج کے سماجی ورکروں کے لئے ایک نمونہ عمل ہے۔

سردار محمد نسیم سابق ایم پی اے اقبال روڈ راولپنڈی

میاں محمد شریف **اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللہ** کی عملی مثال تھے۔

بابر اعوان، راجہ ارشد عہدیداران مسلم لیگ (ن) راولپنڈی

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے زندگی بھر مستحق لوگوں کی مدد کی۔ میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی زندگی آج کے سماجی ورکروں کے لئے ایک نمونہ عمل ہے۔ میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

حاجی عباس علی چوہان صدر

رانا محمد افضل راجپوت دوبئی والے جنرل سیکرٹری پی وائی او ضلع شیخوپورہ، پروپرائیٹرز دوبئی جیولرز ہمایوں بازار

رانا محمد ندیم عرف مٹھو منج ڈیرہ خورشید صدر سٹی، پی وائی او، شیخوپورہ، **رانا مجاھد علی** راجپوت برکی روڈ شیخوپورہ صدر تحصیل

✍ ملک کو اتنی بڑی صنعتی ترقی دینے والے میاں محمد شریف کی تدفین میں بیٹوں کو شرکت نہ کرنے دینا موجودہ حکومت کی غیر جمہوری اور غیر اخلاقی روایت ہے جبر کا دور جتنا بھی لمبا ہو جائے آخری فتح عوامی قوت کی ہی ہوگی۔

مرزا ھارون رشید بیگ سنگھار سنٹر فرحان جیولرز ہمایوں بازار شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف کی میت کے ساتھ ان کے اہل خانہ کی آمد کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کا شرائط عائد کرنا ان کے اخلاقی و سیاسی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔ **ملک غازی عباس سگھلا** ضلعی صدر ایم ایس ایف ضلع ساہیوال۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک عظیم سماجی ورکر تھے۔

مجاھد ملت مولانا علامہ حافظ محمد رفیق طاھر مومن آباد فاروق آباد.

ملک عمردراز (کوٹ نکہ) رکن ابو الفیضؒ فاؤنڈیشن پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد

✍ میاں محمد شریف کی مسلسل محنت اور انتھک جدوجہد نے انہیں امر کر دیا۔

ڈاکٹر امان اللہ صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل دریا خاں، **غلام علی انصاری** جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) دریا خان تحصیل **رانا محمد یامین** صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل کلورکوٹ، **رانا محمد شفیق** جنرل سیکرٹری، مسلم لیگ (ن) تحصیل کلورکوٹ **خادم حسین** صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل منکیرہ، **محمد شریف اللہ قریشی** جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل منکیرہ **سعید الحسن بخاری** صدر مسلم لیگ (ن) سٹی بھکر، **رانا محمد انور اختر**، جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی بھکر

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے تاحیات عمل کو ہی اہمیت دی۔

حافظ ارشد اقبال میگزین ایڈیٹر روزنامہ آفتاب لاہور **نوشاد احمد** سینئر سٹاف رپورٹر آن لائن نیوز ایجنسی لاہور۔

عمران اطھر مینجنگ ایڈیٹر روزنامہ جرأت تجارت ماہنامہ ویمن ٹائمز لاہور 14۔ ایبٹ روڈ لاہور۔

ڈاکٹر طاھر علی جاوید صوبائی وزیر صحت لاہور شکرگڑھ۔

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے تا حیات عمل کو ہی اہمیت دی۔

جہانگیر خان ترین وفاقی وزیر صنعت ،پیداوار و سماجی اصلاحات (اسلام آباد)

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی تمام زندگی اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے دائرہ میں رہ کر گزاری۔ اللہ غریق رحمت کرے۔

اعجاز الحق وفاقی وزیر زکوٰۃ عشر ومذہبی امور(اسلام آباد)

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

راؤ سکندر اقبال وفاقی وزیر دفاع و سنیئر وفاقی وزیر اسلام آباد (اوکاڑہ)

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے زندگی میں کبھی بھی فتنہ وفساد میں پڑ کر دنیا وآخرت کا نقصان کرنا بہتر نہ سمجھا تھا۔

میاں محمد ایوب صدر پیپلز یوتھ ونگ پنجاب

میاں محمد شریف مرحوم جیسے لوگ ہی اپنی دھرتی ماں کے ماتھے کا جھومر ہوا کرتے ہیں۔

ملک جاوید شہباز ھیرا، صدر شعبہ سماجی بہبود پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب فنانس سیکرٹری اے آر ڈی پنجاب

میاں محمد شریف ایک خلیق اور مشفق باپ اور متقی انسان تھے۔ **میاں عزیز الرحمان چن** صدر پیپلز پارٹی لاہور

میاں محمد شریف کی وفات نے دکھی کیا ہے اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

بیگم بیلم حسنین صدر پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب

میاں محمد شریف مرحوم پر اللہ کا خاص فضل تھا۔ وہ غریبوں کے دکھوں پر اکثر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔

ملک احسان گنجیال نائب صدر پاکستان پیپلز پارٹی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم اپنی زندگی میں پاکستان کو ایک ترقی یافتہ ملک کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔

محمد نعیم احمد مغل جنرل سیکرٹری پیپلز پارٹی موہنی روڈ لاہور

میاں محمد شریف مرحوم جیسے اعلیٰ اخلاق والے لوگ اب کم ہوتے جا رہے ہیں۔ عجب قحط الرجال آ گیا ہے۔

منیب حسین گوندل صدر پاکستان پیپلز پارٹی سیالکوٹ

میاں محمد شریف نے بے شمار دولت کمائی، اللہ نے اقتدار کو ان کے گھر کی لونڈی بنایا۔ انہیں اور ان کے خاندان کو عالمی سطح پر شہرت حاصل ہوئی مگر اس کے باوجود ان کے مزاج میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

ملک محمد عارف نائب صدر پاکستان پیپلز پارٹی سٹی سیالکوٹ

میاں محمد شریف مرحوم بہت کم غصہ میں آیا کرتے تھے۔

چوہدری امجد علی جٹ صدر پیپلز پارٹی سٹی زون 160 لاہور

رائے منصب علی خان کھرل ایم این اے ننکانہ صاحب

خالد متین (مجاہد ختم نبوت) ممتاز ادیب ننکانہ صاحب **حاجی عبد المجید رحمانی** صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم ابتداء ہی سے خدا ترس، غریبوں کے ہمدرد، انتہائی مخیر اور رحم دل تھے۔

چوہدری یعقوب کماہاں صدر پیپلز پارٹی زون 159 لاہور

✍ میاں محمد شریف مرحوم کو ناداروں، بیواؤں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی دل کھول کر مدد کرنے والے اللہ کے نیک بندے کی حیثیت سے خاصی مقبولیت ملی تھی۔ **چوہدری شاہد یعقوب کماہاں کارکن پیپلز پارٹی لاہور**

✍ میاں محمد شریف بہترین پلانر اور منتظم تھے۔

چوہدری ایاز عمران (ممبر ایگزیکٹو کمیٹی **پاکستان پیپلز پارٹی**) سابق ٹکٹ ہولڈر پی پی لاہور

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے خدمت خلق، صنعت وتجارت اور سیاست میں حیران کن کارنامے انجام دیئے۔

راؤ شجاعت علی جنرل سیکرٹری پیپلز پارٹی سٹی زون 160 لاہور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی وجہ شہرت ان کا سخی ہونا اور عظیم صنعت کار ہونا ہے۔

خواجہ محمد جمیل (نائب ناظم) یونین کونسل گوھد پور سیالکوٹ

✍ عیدِ سعید کے موقع پر میاں محمد شریف مرحوم لاکھوں پاکستانیوں کو عید گفٹ بھیج کر حضور ﷺ کی سنت تازہ کیا کرتے تھے اللہ غریق رحمت کرے۔ **زاہد بشیر چوہدری صدر پاکستان پیپلز پارٹی سیالکوٹ**

✍ میاں محمد شریف مرحوم کا قائم کردہ شریف میڈیکل کمپلیکس ملکی سطح پر نجی طور پر تیار کیا جانے والا سب سے بڑا فلاحی مرکز صحت ہے۔ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین۔ **ملک طارق اعوان** سینئر نائب صدر پاکستان پیپلز پارٹی سیالکوٹ سٹی

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے ہر جبر اور مصیبت کا مقابلہ محنت اور عزم سے کیا۔

حاجی محمد حنیف صدر مسلم لیگ (ن) لاہور سٹی

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کا مشن ہی خدمت خلق تھا۔

حاجی محمد ریاض ملک سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

✍ میاں محمد شریف مرحوم بے سہارا اور ضعیف العمر لوگوں کے لئے خصوصی مالی امداد کا انتظام کرتے اور ان کی عزت نفس کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ **میاں مرغوب احمد** جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

✍ غربت کی آغوش میں پرورش پانے والے میاں محمد شریف کو غریبوں سے خاص لگاؤ تھا۔

میاں خالد جمیل سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

سردار محمد الطاف ڈوگر، سردار عماد حسین ڈوگر ڈیرہ سردار الطاف ڈوگر، خانقاہ ڈوگراں

وحید الحق ہاشمی، ناظم، رہنما مسلم لیگ (ن) گوجرانوالہ

چودھری امتیاز احمد رہنما مسلم لیگ (ن) لاہور

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے ساری عمر اپنا خون پسینہ بہا کر اس ملک میں صنعتیں لگائیں اور ملک کو گندم میں خود کفیل کرنے کیلئے دوررس اقدامات کئے۔

خواجہ عمران نذیر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے ہزاروں مستحق بیواؤں اور یتیموں کے گھروں کے چولہے گرم رکھنے کے لئے ماہانہ وظائف مقرر کر رکھے تھے۔

ملک غلام سرور رکن جنرل کونسل مسلم لیگ (ن) لاہور

غم کی اس کڑی گھڑی میں بھی موجودہ حکمرانوں نے نہ صرف شریف خاندان کا دل دکھایا بلکہ سیاست میں انتقام کی روایت کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا۔ مگر میاں محمد نواز شریف نے وطن نہ آنے کا فیصلہ کر کے وسیع تر قومی مفاد کی راہ ہموار کی ہے۔

طاہر سندھو نائب صدر مسلم لیگ (ن) لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے غریبوں اور مزدوروں کے بچوں کو پڑھانے کے لئے شریف ایجوکیشن کمپلیکس قائم کیا۔

صبغت اللہ۔ نوید کمال بھٹی ، حاجی امجد علی مرزا نائب صدور مسلم لیگ (ن) لاہور سٹی۔

میاں محمد شریف مرحوم محنت اور دیانت کے قائل ایک عظیم انسان تھے۔

صلاح الدین جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کا پاکستانی قوم پر احسان ہے کہ انہوں نے ملک عظیم کو دو محب وطن اور شرافت کے پیکر سیاستدان دیئے۔

ماجد ظہور ایڈیشنل سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کو خراج تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر پاکستانی اپنے حلقہء اثر میں رہتے ہوئے دکھی لوگوں کی امداد و دلجوئی کرے اور اس کا اجر اپنے اللہ سے طلب کرے۔

عمران گورائیہ جوائنٹ سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے کہ جو اپنے اعلیٰ نصب العین کی وجہ سے بعد از موت بھی یاد رہتے ہیں۔

اظہر فاروقی ، جنید سہروردی، شہباز غوث ، حاجی عبدالمجید کارکنان سٹی مسلم لیگ لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے رہبانیت کی بجائے عملیت کو پسند کیا۔

شہزاد انور، چوہدری تنویر نثار گوجر، **میاں جمیل ، شوکی خان** کارکنان مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور

میاں محمد شریف مرحوم چاہتے تھے کہ قلعہ اسلام میں خلافت رائج ہو۔

حافظ ایاز احمد ، عثمان بٹ، شیخ کبیر تاج کارکنان مسلم لیگ (ن) سٹی لاہور۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم   تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

سید مشتاق احمد صدر مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ پنجاب۔ **کیپٹن (ر) ایم اے فاروقی رہنما لیبر ونگ پنجاب**

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات ان کی عظمت کی گواہی ہیں۔ اللہ غریق رحمت کرے۔

محمد ساجد منظور اعوان جاتی امراء رائیونڈ لاہور

Marfat.com

- میاں محمد شریف مرحوم نماز پنجگانہ کے پابند تھے وہ بچوں کو بھی نماز کی پابندی کی تلقین کیا کرتے تھے۔

قمر زمان ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم تخت بھائی

- میاں محمد شریف مرحوم کے لب پہ کبھی کسی اپنے پرائے کا شکوہ نہ آیا تھا۔

چوہدری مرتضیٰ مسعود نائب صدر مسلم لیگ (ن) ملکوال

- جنتی فرمانبردار اور صاحب اقبال اولاد اللہ تعالیٰ نے میاں محمد شریف مرحوم کو عطا کی بہت کم لوگوں کو عطا ہوتی ہے۔

محمد علی (فلمسٹار) چیئرمین زیب فاؤنڈیشن

- میاں محمد شریف مرحوم جیسا سخی تاجر شاید ہی پاکستانی عوام کو دوبارہ نظر آئے۔ **یوسف خاں سینئر فنکار**
- میاں محمد شریف مرحوم کی شفقت بھری مسکراہٹ کبھی نہ بھولے گی۔

اکرم راہی ، عارف لوہار، شیخ اصغر علی غازی مینارے والے

- میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کے عروج وزوال کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ میاں محمد شریف واقعی نائب اللہ فی الارض تھے۔

میاں اسد محمد سابق چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن)

- بڑے بڑے مصیبت اور پریشانی کے دنوں میں بھی میاں محمد شریف نے محنت اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔

جناب **حاجی امداد حسین سابق صدر مسلم لیگ (ن)** لاہور جنرل سیکرٹری اے آر ڈی لاہور

- میاں محمد شریف مرحوم عزم وعمل کے حوالے سے ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے۔

شیخ امجد عزیز سابق ایم پی اے لاہور

- میاں محمد شریف مرحوم کی شخصیت کا شمار پاکستان کی چند بڑی سماجی شخصیات میں ہوتا ہے۔

میاں راشد سابق ڈپٹی میئر مسلم لیگ (ن) لاہور

- ملکی تاریخ میں ان سے بڑا کوئی سماجی ورکر نہیں نظر آتا۔ **ڈاکٹر عبد الرشید** مخدومی انچارج مسلم لیگ ہاؤس لاہور
- میاں نواز شریف نے اپنے والد میاں محمد شریف مرحوم کی اعلیٰ تربیت کی بناء پر ہی مسلم لیگ کے تنِ مردہ میں جان ڈالی تھی۔

میاں محمود احمد مسلم لیگی رہنما شاہدرہ لاہور **میاں ذوالفقار علی راٹھور لیگی رہنما لاہور**

- میاں محمد شریف نے دولت واقتدار ہاتھ میں ہونے کے باوجود اپنا رشتہ غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ گہرا رکھا۔

خواجہ احمد حسان سابق میئر میونسپل کارپوریشن لاہور

- میاں محمد شریف مرحوم واقعی ایک سماجی خادم تھے۔

سید محمد مہدی نوجوان مسلم لیگی رہنما لاہور

- میاں محمد شریف نے ہسپتال اور سکول بنوا کر اپنی آخرت کا سامان اپنی زندگی میں ہی کر ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

فرخ شاہ **ایڈیٹر ماہنامہ شہ رگ پاکستان لاہور**۔ ترجمان میاں شہباز شریف سابق وزیر اعلیٰ پنجاب

Marfat.com

ہم میاں نواز شریف اور ان کے خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں کہ ان کے خاندان کا روشن آفتاب غروب ہوگیا۔

رانا اعجاز احمد حفیظ رابطہ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) لاہور

ہم میاں خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں کہ میاں محمد شریف جیسا عظیم سربراہ شاید ہی میاں خاندان کو دوبارہ مل سکے۔

میاں زاھد لطیف صدر مسلم لیگ (ن) پی پی 153 لاھور

میاں محمد شریف نے محنت میں عظمت کے اصولوں کو پالیا تھا اسی لئے کامیابی وکامرانی ان کے خاندان کا مقدر ٹھہری۔

چوھدری نصیر احمد بھٹہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

میاں محمد شریف مرحوم خدمت انسانیت اور شرافت کے قائل اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔

میاں نصیر احمد سابق ٹکٹ ھولڈر. لاھور کینٹ

وہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ نعت سن کر ان پر وجد طاری ہو جاتا تھا۔ اللہ رب العزت انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)۔

میاں عامر سھیل مسلم لیگی رھنما لاھور

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی آج کے صنعتکاروں کے لئے نمونہ عمل ہے۔

محمد سعید طاھر سلھری جنرل سیکرٹری پی پی 153 لاھور

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے زندگی میں کئی بار عروج اور کئی بار زوال دیکھا مگر یاد خُدا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

شفقت پاندہ رھنما مسلم لیگ (ن) لاھور

اپنی محنت پر بھروسہ اور اللہ کی رضا پر توکل کر کے میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی زندگی میں لاتعداد کامیابیاں حاصل کیں۔

رائے لیاقت کھرل، اظھر جمیل خان، ناصر صدیق علوی، **میاں ارشاد** لیگی عہدیداران لاہور

میاں محمد شریف مرحوم ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے ایک قانع مسلمان تھے۔

ڈاکٹر حسین شھزاد صدرومحمدالیاس خاں نائب صدر مسلم لیگ (ن) جوہر ٹاؤن لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کی قناعت اور محنت نے انہیں عظیم کر دیا تھا۔

طارق گل صدر مسلم لیگ (ن) اقلیتی ونگ جوہر ٹاؤن لاہور

میاں محمد شریف مرحوم خیر الناس من ینفع الناس کے قائل تھے۔

رانا محمد فاروق ممبر ٹاؤن کونسل داتا گنج بخش ٹاؤن لاہور

میاں محمد شریف محنت اور ریاضت کی بناء پر ہی دولت حاصل کرنے کے قائل تھے۔

منظور احمد چوھان لاھور

میاں محمد شریف مرحوم کو تاحیات اپنی محنت اور عزم کی بناء پر ہی دولت وعزت ملی۔

حاجی نذیر احمد خان نائب صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ لاہور

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی قناعت اور محنت نے انہیں عظیم کر دیا تھا۔

طارق گل صدر مسلم لیگ (ن) اقلیتی ونگ جوہر ٹاؤن لاہور

میاں محمد شریف الکاسب حبیب اللہ پر کاربند تھے۔ **رانا عمر دراز کونسلر** شاہدرہ ٹاؤن لاہور۔

میاں محمد شریف مرحوم مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیئے جانے کے قائل تھے۔

نرگس رانا صدر شعبہ خواتین مسلم لیگ (ن) شاہدرہ لاہور

میاں محمد شریف مرحوم اہل دانش و بینش کی ہمیشہ قدر کیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمد الیاس خان صدر مسلم لیگ (ن) شاہدرہ لاہور

اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

محمد صدیق بخاری مدیر ماہنامہ سوئے حرم لاہور53.وسیم بلاک حسن ٹاؤ ن لاہور

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات کے غم میں ہم برابر شریک ہیں اللہ مغفرت فرمائے۔

صاحبزادہ سید سلمان گیلانی صدارتی ایوارڈ یافتہ شاعر ادیب ممتاز دانشور لاہور

میاں محمد شریف مرحوم واقعی جنتی روح تھے۔اللہ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

چوھدری باقر حسین، میاں عثمان، میاں طارق، عمران گورائیہ رہنما مسلم لیگ (ن) شاہدرہ لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی زندگی بھر میں نہ ہی کبھی کم ہمتی کا مظاہرہ کیا اور نہ ہی رنج و غم میں مبتلا ہوئے بلکہ کئی بار صفر سے کام شروع کر کے کروڑوں روپے کمائے۔ **ملک ابرار صدر پی پی 138 مسلم لیگ (ن) لاہور**

میاں محمد شریف مرحوم اپنے ایمان پر قائم تھے اسی لئے کامیابیوں کے حقدار قرار پائے۔

راؤ **ارشاد جنرل سیکرٹری حلقہ پی پی 138 مسلم لیگ (ن) لاہور**

اپنے کام سے ان کی کمٹ منٹ ہمیشہ یاد رہے گی۔ چوہدری **خالد انور** سنیئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) پی پی 138 لاہور

میاں محمد شریف اپنے کام سے کام رکھنے والے باہمت انسان تھے۔

خواجہ **عارف راٹھور**، **ذاکر قریشی**، ملک **شکیل احمد**، **نصیر احمد** چودھری، ملک **قربان**، **عبدالحمید ریاض احمد** قریشی، چوہدری **اختر حسین**، میاں **رشید احمد** کارکنان مسلم لیگ (ن) حلقہ پی پی 138 لاہور

مصیبت میں گھبرانا ان کی عادت میں شامل نہ تھا۔

محمد اشرف، سید عابد حسین شاہ کارکنان مسلم لیگ (ن) حلقہ پی پی 138 لاہور

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی زندگی میں پانچ ہزار مساجد اپنے خرچ پر تعمیر کروائیں۔اللہ تعالیٰ ان کو اس عمل کا اجرِ صالح عطا فرمائے۔

راؤ یاسر اقبال سیکرٹری اطلاعات پیپلز پارٹی پنجاب،13 شامی روڈ لاہور کینٹ، **پاسٹر انور شہزاد** چیئرمین ہیومین کیئر ٹرسٹ، **جمیل اے چودھری** چیئرمین شیرانی ویلفیئر ٹرسٹ نشاط کالونی آر،اے بازار لاہور

Marfat.com

✍ حکومت نے میاں محمد شریف کی وفات کو سیاسی تعصب کی عینک سے دیکھا یہ افسوس ناک بات ہے

میاں اعجاز مومن جی مرکزی صدر پاکستان مسلم لیگ (م)۔لاہور

✍ میاں محمد شریف مرحوم مضبوط اعصاب کے مالک تھے۔

حکیم محمد عبدالباسط چشتی (فاضل الطب والجراحتہ) **چشتی دواخانہ چوک نسبت روڈ لاہور**

✍ غریب الوطن میاں محمد شریف کی رحلت سے ملک ایک ماہر صنعتکار سے محروم ہو گیا ہے۔

حاجی امان اللہ خاں آفریدی، اسداللہ خاں آفریدی، حاجی محمد خالد غزالی آفریدی

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر بھٹو خاندان کی کہانی دہرائی گئی۔

محمد ایاز خاں آفریدی ،نصیب اللہ آفریدی،ترجمان آفریدی خاندان لاہور

✍ میاں محمد شریف کی رحلت کے موقع پر ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اوران کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

رانا محمد ارشد خاں مرکزی صدر ایم ایس ایف ممبر ورکنگ کمیٹی مسلم لیگ (ن) پاکستان

✍ بزرگ محترم میاں محمد شریف مرحوم ومغفور ایک عظیم محبِ وطن، عاشق رسالت مآب ﷺ تھے ان کی وفات سے پاکستانی عوام کو گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ **چودھری شہباز احمد جنرل سیکرٹری ایم ایس ایف پنجاب**

✍ وہ ایک عظیم محب وطن ہونے کے علاوہ سچے عاشق رسول ﷺ بھی تھے اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مخلوق خدا کی خدمت میں سرگرم عمل رہتے تھے اللہ غریق رحمت کرے۔

سردار مرتضیٰ ڈوگر نائب صدر ایم ایس ایف پنجاب ، خالد ڈوگر صدر ایم ایس ایف فیصل آباد۔

✍ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ملک وقوم کے لئے میاں محمد شریف کی خدمات اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)۔

شہزاد احمد خان، جنرل سیکرٹری ایم ایس ایف لاہور ڈویژن

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے دھرتی کی آن اور محبت کو اپنے دل میں بسا لیا تھا۔

شیخ عمران لیاقت ، مرکزی سیکرٹری اطلاعات ایم ایس ایف (ملتان)

✍ میاں محمد شریف عظیم بزرگ تھے اللہ درجات بلند فرمائے (آمین)۔ **چودھری شفیق صدر** ایم ایس ایف پنجاب

✍ میاں صاحب انسان محنت کی عظمت اور کامیابی کا مظہر تھے۔میاں محمد شریف نے دکھی انسانیت کے بھلے کے لئے بہت بڑے پراجیکٹ شروع کر رکھے تھے جہاں آج بھی انسانیت کی خدمت کی جارہی ہے۔

خواجہ محمود احمد ایڈووکیٹ عہدیدار مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم پنجاب

Marfat.com

✍ مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے؟

راجہ ذوالقرنین ایڈووکیٹ، **ملک غلام رسول ایڈووکیٹ**، مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم پنجاب

✍ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

ایم نسیم کشمیری ایڈووکیٹ، ضیاء القمر بھٹی ایڈووکیٹ مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم پنجاب

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی ترقی بعض لوگوں کے لئے رشک اور کچھ عناصر کے لئے حسد کا باعث بنی تبھی تو ایک طبقہ ان کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ **قمر عباس ایڈووکیٹ، مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم پنجاب**

✍ میاں محمد شریف ایک سیلف میڈ انسان تھے۔ **میاں محمد جھانگیر** ایڈووکیٹ رہنما مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم

✍ پنجاب ہم اپنے قائدین کے والد کی وفات کے غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف کے درجات بلند فرمائے

چودھری محمد ندیم گورایہ (سانگلہ ہل) ایم ڈی نیامت کارپٹ کارپوریشن مکان نمبر 3 سٹریٹ نمبر 1 چغتائی پارک 39/40 نکلسن روڈ لاہور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کو دین کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔ وہ علماء کرام کی بے حد عزت و احترام کرتے تھے۔ بے شمار دینی مدارس کی سرپرستی بھی فرماتے تھے ان کی وفات یقیناً ایک قومی سانحہ ہے۔ ہم میاں فیملی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری غلطیوں کو معاف کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)۔

محمد احمد نورانی اسلام آباد، **مرزا فرحان اکرم بیگ** ملتان، **طلعت نبی چوھدری** فیصل آباد

آغا حیدر علی قزلباش کراچی، **عبدالنبی اجمل** بہاولپور، **ظفر حسن چوھدری** لیہ

بیورو چیفس ہفت روزہ عزم لاہور

روزی کلیار سابق طالب علم رہنما بستی بلوچاں شیخوپورہ **چودھری امجد علی جاوید** صدر مسلم لیگ (ن) ٹوبہ ٹیک سنگھ

ملک عبدالمجید ملک آثم میاں چنوں **میاں قیصر محمود** نائب صدر ایم ایس ایف، ٹوبہ ٹیک سنگھ

ملک محمد نعیم ڈوگر، ملک ندیم ڈوگر آف ندیم کوٹ، ہاؤسنگ کالونی، شیخوپورہ

قاری محمد جمیل، حاجی خلیل الحسنین کلاتھ ہاؤس مین بازار نزد جامع مسجد عیدگاہ شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے تاحیات غریبوں اور دکھی لوگوں کی خدمت کی

محترمہ فرزانہ مسعود خان صدر نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن شعبہ خواتین ضلع شیخوپورہ

پیر طالب حسین خلیفہ مجاز پیر صاحب آف دیول شریف راولپنڈی چیئرمین صابر نوید میموریل سوسائٹی پاکستان شیخوپورہ قاضی محمد اسلم کھوکھر چیئرمین بیت المال ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

میاں محمد شریف کی زندگی محنت اور ہمت سے عبارت ہے۔

بزرگ سیاستدان **چودھری مشتاق احمد ورک آف کلہ ورکاں**۔صدر پاکستان مسلم لیگ(ن) کسان ونگ ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف کی نماز جنازہ میں ان کے بیٹوں کو شرکت سے روک کر اور میت کی بے حرمتی کر کے جو ظلم کیا گیا وہ پوری قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا حکمرانوں کا انجام بہت قریب آ چکا ہے۔

چودھری عبدالرشید گجر سینئر ایڈووکیٹ ہائیکورٹ و سابق چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ وجنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ(ن)ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم جیسے عظیم لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔

محمد عارف خان سندھیلہ مرکزی چیئرمین جیوے نواز شریف تحریک سول لائن شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پاکستان میں سیاسی گھٹن کا نتیجہ ہے۔میاں محمد شریف مرحوم مسلسل جدوجہد، جرأت اور شرافت کا مجسمہ تھے۔وہ ایک فرشتہ صفت انسان اور محبِ وطن پاکستانی تھے۔اقتدار کے نشے میں بدمست حکمران نہ بھولیں کہ ایک دن سب کو مرنا ہے میاں محمد شریف کے فرزندان کو اپنے والد کی تدفین میں شرکت کی اجازت نہ دینا بنیادی انسانی حقوق پر شب خون اور مذہبی اقدار پر ناپاک حملہ ہے۔

ایس این خاور خان ایڈووکیٹ ہائیکورٹ سینئر لیگل ایڈوائزر تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن،صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و سنیئر نائب صدر پاکستان مسلم لیگ(ن)ضلع شیخوپورہ۔

ثابت ہو گیا ہے کہ مشرف حکومت کا جمہوری روایات پر یقین نہیں۔

رائے ہارون رشید بھٹی۔نائب صدر مسلم لیگ(ن)تحصیل ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

یہ کیسی جمہوری حکومت ہے کہ دینی فریضہ ادا کرنے والوں کو ہراساں کیا جائے۔

لائن راناعامر مقصود چودھری(پی ایچ ڈی) سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ(ن)ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف بادشاہ گر تھے جبھی تو بڑے بڑے لیڈر اور جرنیل ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔

حاجی میاں **محمد رفیق بٹالوی۔ بزرگ مسلم لیگی رہنما**

شالیمار زری ہاؤس بسم اللہ مارکیٹ مین بازار شیخوپورہ

میاں محمد شریف محنت اور مسلسل جدوجہد پر یقین رکھتے تھے۔

شیخ محمد رفیق ،رفیق بوٹ ہاؤس مین بازار شیخوپورہ

موجودہ حکمرانوں نے جلاوطن میاں خاندان سے وہ سلوک کیا کہ ہلاکو اور چنگیز خاں کی یاد تازہ ہوگئی۔

حاجی محمد نواز سابق ایم پی اے۔ صدر مسلم لیگ(ن) سٹی شیخوپورہ

Marfat.com

✍ حکمران لاشوں کی سیاست کر رہے ہیں مکافاتِ عمل سے نہیں بچ سکتے۔

خالد نواز ٹیپو (لخت جگر) حاجی محمد نواز سابق ایم پی اے

✍ سادگی اور قناعت میاں محمد شریف مرحوم کی شخصیت میں نمایاں تھے۔

چوہدری عمر مشتاق ورک۔ آف کلہ ورکاں نوجوان لیگی رہنما شیخوپورہ

✍ مشروط طور پر پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھنا قائداعظم ثانی کے شایان شان نہیں حکومتی شرائط پر پاکستان نہ آ کر میاں نواز شریف نے درست فیصلہ کیا۔

چوھدری محمد عثمان ورک ایڈووکیٹ ھائیکورٹ۔ (وزیرا ورکاں) نوجوان لیگی رہنما

✍ آہنی عزم رکھنے والے میاں محمد شریف واقعی مرد آہن تھے۔

انوار الحق بٹ۔ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی شیخو پورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم کے ہر رشتے دار کو ان پر فخر تھا۔

رائے سلیم الرحمٰن بھٹی ایڈووکیٹ، ٹکٹ ہولڈر پیپلز پارٹی حلقہ 172 پی پی

صدر پاکستان پیپلز پارٹی ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف نے ہی اپنی اولاد کو دینداری، عشقِ رسول ﷺ، سیاسی شعور اور بزرگوں کا احترام کرنا سکھایا تھا۔

ڈاکٹر ظفراللہ ملک ممبر فنانس کمیٹی پیپلز پارٹی پنجاب+ ٹکٹ ہولڈر پی پی شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف نے اپنی تمام عمر پاکستان میں فولاد کی صنعت کو مضبوط اور جدید کرنے پر صرف کر دی۔

سردار محمد عرفان ڈوگر۔آف ککڑ گل صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف انتہائی ملنسار اور خدا ترس انسان تھے۔

چوھدری نصراللہ خاں جھمٹ۔ سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے انتہائی نیک انسان تھے۔

قبلہ سید پیر محمد ثقلین شیرازی مدظلہ' چیچو کی ملیاں ضلع شیخپورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے زندگی بھرنادار اور دکھی لوگوں کی امداد کی۔

چوھدری کامران احمد ورک صدر یوتھ ونگ مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

✍ حکومت عوامی اعتماد سے عاری ہے اسی لئے بوکھلا کر اپنے مخالفوں کو نمازِ جنازہ سے روک رہی ہے۔

رانا خلیل احمد گادی۔ نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

✍ بیٹوں کو باپ کی تدفین سے روک کر حکومت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کا انسانیت پر یقین نہیں۔

شاھجھان خان لودھی۔ نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

شریف خاندان کو پاکستانی شہری ہونے کے باجود وطن واپس نہ آنے دینا جمہوری واخلاقی اقدار کے منافی ہے۔

چو دھری محمد سعید اختر رانجھا نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کی خواہش تھی کہ شریف زرعی فارم میں مسجد اور مدرسہ قائم کیا جائے مگر جبراً ملک بدری سے وہ ایسا نہ کر سکے اب وہاں ان کا مزار ہے۔ **چو دھری منعم ضیاء سند ھو**۔ جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم عشقِ رسول ﷺ کے دیوانے تھے حق مغفرت کرے۔

میاں لیاقت علی ناظم آرائیا نوالہ سٹی شیخوپورہ

اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ (آمین)۔

شہزاد اکبر بٹ مسلم لیگی رہنما سٹی شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم ہزاروں غریبوں کے غمگسار تھے۔ **خان اظہر نواز خان۔ سماجی شخصیت شیخو پورہ**

میاں محمد شریف مرحوم کم گو اور خوش اخلاق شخصیت کے مالک تھے۔

رانا آصف محمود ایڈووکیٹ ناظم یوسی رحمت کالونی شیخو پورہ

اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

ملک محمد یونس اعوان رہنما مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ، امجد علی بھٹی، سلمان عاصی گھنگ روڈ سٹی شیخوپورہ، محمد ماجد علی سلہری جنرل سیکرٹری المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی، مصطفائی مرکز لبرٹی مارکیٹ، بالمقابل بلدیہ گیٹ شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم غریبوں کے حقیقی ہمدرد تھے۔

پروفیسر چوھدری لیاقت علی دودھرا، حکیم محمد اشفاق دودھرا

چوھدری شوکت علی دودھرا، فاروق آباد

میاں محمد شریف مرحوم ایک بذلہ سنج شخصیت کے مالک تھے۔

تیمور خان رہنما مسلم لیگ (ن) جنڈیالہ شیرخان ضلع شیخوپورہ

رانا خالد حسین ریٹائرڈ فوجی ڈیرہ شریحاں والاغازی مینارہ

چو ھدری حامد یسین گل نمبردار سابق (طالب علم (رہنما) موجودہ رہنما مسلم لیگ (ن) گل والا رسول پور جٹاں

میاں محمد شریف کی صورت میں میاں فیملی کو ایک گوہر نایاب مل گیا تھا۔

کامران خان، سیٹھ لیاقت علی، تنویر احمد کارکنان مسلم لیگ (ن) جنڈیالہ شیرخان ضلع شیخوپورہ

سیٹھ لیاقت علی میر، رہنما مسلم لیگ (ن) سٹی، شیخوپورہ

Marfat.com

✍ ۔ کیسے چپ چاپ چلے جاتے ہیں جانے والے۔

محمد انور انصاری صدرمسلم لیگ (ن) صفدرآباد ضلع شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم علم اور اہلِ علم کی بہت زیادہ قدر کیا کرتے تھے۔

رانا محمدافضل زرگر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) صفدرآباد ضلع شیخوپورہ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم پر اللہ تعالیٰ بے پناہ رحمتیں کرے۔(آمین)۔

حاجی صابرحسین بٹ کارکن مسلم لیگ (ن) صفدرآباد ضلع شیخو پورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایثار و خدمت کے جذبہ سے سرشار تھے۔

زاہد پرویز بٹ صدر مسلم لیگ (ن) سٹی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم دکھی انسانیت کے حقیقی خادم تھے۔

میاں نعیم طارق جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کسی دانشور صحافی اور مخلص ماہر سیاسیات و سماج کی طرح غیر جانبدار اور بالکل درست سمت میں تنقید کیا کرتے تھے۔

چودھری طارق محمود باجوہ سابق امیدوار صوبائی اسمبلی سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی پرورش و پرداخت محنت اور غربت کے ماحول میں ہوئی۔ وہ اپنے ایام غربت کبھی نہ بھولتے تھے۔

جاویدانور، انیس چودھری ، وسیم حسن ننھا سانگلہ ہل مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ ضلع شیخوپورہ

✍ حقیقت پسندی اور اظہارِ حقیقت کا جوہر میاں محمد شریف میں بہت نمایاں تھا۔

عابد حسین بٹ ، فیض رسول ڈوگر، محمدافضل بوٹا مسلم لیگ (ن) سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم شخصیت و کردار علم و عمل اور خدمت و اخلاق کی تمام خوبیوں کے مالک تھے۔حق مغفرت کرے۔

چوہدری **محمد بوٹا سماجی رہنما غازی مینارہ**

✍ میاں شریف مرحوم ملک وقوم کے لئے عظیم سرمایہ تھے۔

چودھری خالد محمود ورک آف بدووركاں ضلع شیخو پورہ

چوہدری خالد محمود ورک سابق طالب علم رہنما آف وزیر ورکاں

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے بس ایک ملاقات میں مجھے اپنا گرویدہ کرلیا تھا۔ وہ انسان کی قدر کرتے تھے۔

رانا محمد ندیم سماجی شخصیت شیخوپورہ

✍ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

عبدالقیوم واھلہ ابن علامہ حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری

Marfat.com

اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کے اہل خانہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

شہزاد الحسن طور چیف ایگزیکٹیو ماشاء اللہ ڈیپارٹمنٹل سٹور حبیب کالونی شیخوپورہ

میاں محمد شریف کی موت میاں خاندان ہی نہیں بلکہ پوری قوم کا نقصان ہے۔

علی اسد اللہ ٹیپو (ایجوکیشن کنسلٹ) حبیب کالونی شیخوپورہ

سکندر شہباز بلوچ نمائندہ روزنامہ صحافت لاہور ،شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی قابلِ تقلید ہے۔

چوہدری جاوید جٹ (چھاپہ مینارہ) **چوہدری شفقت بشیر** ورک ذیلدار، **پرانا شہر شیخوپورہ**

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کی دل آزاری نہ کی مگر ڈکٹیٹر حکومت نے ان کی میت کی بے حرمتی کی۔

چودھری شہباز احمد ورک سینئر ایڈووکیٹ نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے۔

چوھدری خلیل احمد ورک سینئر نائب صدر ایم ایس ایف پنجاب (شیخوپورہ)

ملک میں ہلاکو اور چنگیز خان جیسی حکومت قائم ہے مگر حکمران جمہوریت کا راگ الاپ رہے ہیں۔ جنازوں کو روکنا کہاں کی انسانیت ہے۔

سیٹھ محمد حنیف (بزنس مین) نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع شیخوپورہ

موجودہ حکمران کسی کی خوشی غمی میں بھی جمہوری طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنے سے عاری ہیں جبھی تو جنازہ روکا گیا۔

حاجی خالد محمود اعوان۔ ایڈیشنل جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف کی پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لئے خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔

سردار محمد الیاس ڈوگر ایڈووکیٹ ہائیکورٹ صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل صفدر آباد ضلع شیخوپورہ

اللہ تعالیٰ میاں شریف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)۔

ڈاکٹر عبدالرزاق۔ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل صفدرآباد ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف کی زندگی خدمتِ خلقِ خدا اور عشقِ رسولِ خدا ﷺ سے عبارت تھی۔

میجر(ر) سردار ذوالفقار حسین شاہ۔ صدر مسلم لیگ (ن) ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

زندگی کے آخری ایام میں میاں محمد شریف مرحوم کا زیادہ تر وقت بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں عبادات میں گزرا اللہ غریقِ رحمت کرے۔ (آمین)۔

محمد اشرف ڈار۔ سینئر نائب صدر مسلم لیگ تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم کو نعتِ رسولِ مقبول ﷺ سننے کا ہر وقت جنون رہتا تھا۔

سید فریاد حسین شاہ۔ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل فیروز والہ ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔

سردار محمد عباد ڈوگر۔ سابق وائس چیئر مین ضلع کونسل شیخوپورہ (خانقاہ ڈوگراں)

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے ارادہ اور عمل کی بنیاد پر زندگی میں جو چاہا وہ حاصل کر لیا۔

راؤ شاھد منظور چیئرمین مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر پولیس گردی نے موجودہ جمہوریت کا چہرہ بے نقاب کر دیا ہے۔

جمشید بٹ۔ صدر مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف کی تدفین سے ان کے بیٹوں کو دور رکھنا سراسر ناانصافی ہے۔

رائے ندیم عثمان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم جیسے مخیر شخص کی وفات قوم کے لیے باعثِ رنج ہے۔

سید آغا رضا مسلم لیگی رھنما سید والا ضلع شیخوپورہ

میاں محمد شریف ایک دیانتدار اور اصول پرست تاجر تھے۔

ملک محمد یوسف کونسلر سٹی صدر مسلم لیگ (ن) نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف نے قوم کو دو عظیم سپوت دے کر تکمیل پاکستان کے لئے بہت بڑا کام کیا۔

محمد حسین کھوکھر، صوفی نذیر احمد نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ (رانا تنویر حسین گروپ)۔

میاں محمد شریف مرحوم کی تمام زندگی عزم اور محنت سے عبارت ہے۔

ملک یوسف چوھان مسلم لیگی رھنما، واربرٹن ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم نادار اور بے کس مریضوں کو اپنا نام ظاہر کئے بغیر موت وحیات کی کش مکش سے بچا لیتے تھے۔

سیٹھ **محمد حنیف نائب صدر مسلم لیگ (ن) واربرٹن،**

صوفی محمد یوسف صدر مسلم لیگ (ن) فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم کی تمام زندگی عزم اور ہمت سے بھرپور ہے۔

رانا لعل خان نائب صدر مسلم لیگ لعل حویلی بچیکی ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کر کے صنعت کے میدان میں اعلیٰ مقام حاصل کیا تھا۔

چودھری طارق محمود باجوہ لیگی رھنما سابق ٹکٹ ہولڈر صوبائی اسمبلی۔ سانگلہ ہل

میاں محمد شریف ایک عظیم سماجی شخصیت تھے۔

محمد ادریس باجوہ ایڈووکیٹ۔ رائے محمد سلیم کھرل بچیکی ضلع شیخوپورہ۔

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم مہمان نواز، رحم دل، اور مخیر شخص تھے۔ حق مغفرت کرے۔

حاجی عرفان الحسن بھٹی نائب صدر لیبرونگ (ن) ضلع شیخوپورہ (سانگلہ ہل)

میاں محمد شریف مرحوم شرافت کا پیکر تھے۔

حاجی **امین گادی** صدر ،**نصیر احمد چغتائی** سینئر صحافی وسیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم اور انکے خاندان نے نہ صرف قیام پاکستان میں مہاجرین کی خدمت کی بلکہ بعدازاں تکمیلِ پاکستان کے لئے بھی لوہے کی صنعت میں نمایاں کام سرانجام دیا۔

رانا عباس علی خاں، ناظم شرقپور شریف **رانا محمد اسحاق** (راؤ جہانزیب قوی خاں گروپ) ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم کی شرافت کی تعریف ان کے مخالف بھی کرتے ہیں۔

چوہدری اختر علی گورائیہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ صوبائی لیگی رہنما (فیروزوالہ) مریدکے ضلع شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر ہمیں نہایت افسوس ہوا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)۔

رانا سخاوت علی، بابر افتخار ناظم، سردار ہاشم خان، اعظم باجوہ، چودھری رحمت علی، صوفی وارث علی، ملک اصغر ناظم (قلعہ کالروالا رانا تنویر حسین گروپ)۔

محنت وعظمت میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ حق مغفرت کرے۔ خدمتِ خلق کا کوئی نہ کوئی منصوبہ ہروقت ان کے ذہن میں گردش کرتا رہتا تھا

میاں محمد پرویز صدر مرکزی انجمن تاجراں ضلع شیخوپورہ حاجی چوہدری محمد اکرم سرہندی پروپرائٹر سرہندی ٹریڈرز لاہور روڈ شیخوپورہ **محمد زاھد** میسرز زاہد اینڈ برادرز ریپئرنگ ورکس فیصل آباد روڈ شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم انتہائی خوش اطوار اور خوش مزاج آدمی تھے۔

غلام دستگیر خاور ۔شاھی ،شازی ،پیر زادہ شاہ حسین سٹی پان شاپ نزد خانو چوک لاہور روڈ شیخوپورہ **طارق بشیر خان (نمائندہ جنگ) جنڈیالہ شیر خاں۔ مظفر علی خان محمد ندیم جوئیہ (روزنامہ لیڈر) عظیم نوشاھی نمائندہ خبریں بھکھی حافظ محمد امین** نمائندہ روزنامہ پاکستان جنڈیالہ شیر خاں، **کریم الدین خلجی** مدیر اعلیٰ تخلیقات صدر پریس کلب شیخوپورہ۔

میاں برادران کی عزت دولت شہرت کا راز میاں محمد شریف مرحوم کی حکمتِ عملی میں پوشیدہ تھا۔

شیخ محمد شفیق عابد مرکزی رہنما اہلحدیث یوتھ فورس ریگل چوک شیخوپورہ

میاں محمد شریف قوم کے سچے ہمدرد تھے۔

حاجی منیر احمد (بزنس مین) سر پرست اعلیٰ اہلحدیث یوتھ فورس رحمت کالونی شیخوپورہ

حاجی میاں عبدالخالق سابق کونسلر رحمت کالونی رہنما مسلم لیگ (ن) سٹی شیخوپورہ

Marfat.com

- میاں محمد شریف مرحوم نے فلاحی ادارے قائم کر کے اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

سردار بابر حسین ڈوگر، ناظم ککڑ گل ضلع شیخوپورہ

- میاں محمد شریف مرحوم دورِ حاضر کے درویش تھے۔ **لائن چودھری امتیاز اشرف** اولکھ، اولکھ کمیشن شاپ غلہ منڈی شیخوپورہ
- میاں محمد شریف مرحوم ایک اعلیٰ اوصاف کی حامل شخصیت کے مالک تھے۔

سردار محمد سرور ڈوگر، آف ککڑ گل (ہاؤسنگ کالونی) شیخوپورہ

- اللہ غریقِ رحمت کرے بڑے کمال کے آدمی تھے۔

سردار عبدالقیوم ڈوگر ایڈووکیٹ ہاؤسنگ کالونی شیخوپورہ

- میاں محمد شریف مرحوم کا ذاتی طرزِ زندگی انتہائی سادہ تھا

سردار مخدوم حسین ڈوگر ،سردار محمد شہزاد ڈوگر ایم ڈی کلفٹن فارم ککڑ گل ضلع شیخوپورہ

- اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور شریف خاندان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

سردار ظہور احمد ڈوگر ایم ڈی ظہور فارم (شیرو کے سٹاپ)

سردار اظہار الحق ڈوگر ناظم یونین کونسل شیروکے خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

- میاں محمد شریف کی سماجی خدمت پوری قوم کے قابلِ فخر و لائقِ تقلید ہے۔

سردار سرفراز احمد ڈوگر آف مانگا ڈوگراں فاؤنڈر مثالی کیڈٹ ہائی سکول فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

- میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی مسلسل کوشش اور محنت سے عبارت ہے۔

سردار محمد الطاف ڈوگر، ڈیرہ الطاف ڈوگر شیرو کے سٹاپ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

- میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی اپنے خاندان اور ملک کے غریب خاندانوں کے لئے وقف تھی۔

سردار محبوب حسین ڈوگر سابق مشیر وزیراعلیٰ پنجاب ،سردار محمد یاسر ڈوگر آف ککڑ گل حافظ آباد روڈ تحصیل وضلع شیخوپورہ

- میاں محمد شریف کی وفات پر ہم شریف خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

رانا شہناز احمد خاں ایڈووکیٹ (بزنس مین) کالوکے ضلع شیخوپورہ،
رانا زاہد محمود خان ایڈووکیٹ ، قائداعظم بلاک بالمقابل سیشن کورٹ ضلع کچہری شیخوپورہ

- میاں محمد شریف مرحوم نہایت سادہ اور صاف گو شخص تھے۔

چودھری افتخار احمد بھٹی (ممتاز سماجی رہنما ڈیرہ بوہلیاں والا) **گھنگ روڈ چودھری ناصر محمود گجر** غازی بینارہ ، **چودھری سرفراز احمد گجر (ٹیچر)** گورنمنٹ ہائی سکول غازی بینارہ، **چودھری صفدر علی گجر**، نور پورہ اسٹیشن ماچھیکے ضلع شیخوپورہ۔

Marfat.com

میاں فیملی کے در پر پھلنے پھولنے والے کئی سیاستدانوں کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ اپنے محسن کے جنازہ میں ہی شرکت کر لیتے۔

چوہدری خالد صدیق گجر ناظم رئیس غازی مینارہ

محمد اقبال بھٹہ رکن ایگزیکٹو کونسل ابوالفیض فاؤنڈیشن پاکستان حبیب کالونی شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم محنت اور ہمت کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔

ملک محمد بوٹا بیورو چیف روزنامہ وفاق وبانی وسینئر وائس چیئرمین پریس کلب۔ **رانا محمد اشرف خاں** بیورو چیف روزنامہ اسلام **ملک محمد اقبال** نمائندہ روزنامہ دن، انصاف، لیڈر شرقپور شریف

عظیم احمد یزدانی (ناظم) ڈسٹرکٹ رپورٹر روزنامہ دن، شیخوپورہ، آفتاب گیلانی، ماجد علی ملہی (اے این این) شیخوپورہ۔

محمد اشفاق بٹ رپورٹر روزنامہ ایکسپریس شیخوپورہ (ریگل چوک)، **صاحبزادہ پیر محمد ریاض اکبر** رپورٹر روزنامہ انصاف شیخوپورہ ابنِ پیر حضرت علامہ محمد اکبر علی نقشبندی معصومیؒ خلیفہ مجاز دربارِ عالیہ موہری شریف کھاریاں ضلع گجرات

میاں محمد شریف رہبانیت کے سخت مخالف تھے اسی لئے ان کی زندگی مسلسل جدوجہد سے عبارت ہے۔

رانا عارف محمود مدیر پندرہ روزہ نعرۂ حق شیخوپورہ

رانا شبیر احمد شبیر شاعر ادیب دانشور شیخوپورہ۔

محمد ندیم گورائیہ راہنما مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ شیخوپورہ

سماجی خدمت کے حوالے سے میاں محمد شریف مرحوم کی کاوشیں لائق تحسین ہیں۔

لائن میاں محمد ادریس ڈسٹرکٹ گورنر 30SA ستارہ کیمیکل گروپ آف انڈسٹریز فیصل آباد

انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنے والے میاں محمد شریف کی وفات پر ہم سوگوار ہیں۔

چوہدری منیر احمد ورک صدر سٹی لائنز کلب شیخوپورہ۔

لائن چوہدری نوید اقبال کلیار شیخوپورہ۔

دکھی اور مستحق لوگوں کی امداد اور خدمت کے عظیم کارناموں نے میاں شریف کو عظیم کر دیا ہے۔

لائن ڈاکٹر محمد افضل فاطمہ سٹی میڈیکل سنٹر لاہور روڈ شیخوپورہ،

لائن چوہدری محمد اقبال ساہی (جھگیاں) **لائن میاں محمد ظفر اقبال** شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف مرحوم نے سماجی فلاح اور انسانی ہمدردی کی عظیم مثالیں قائم کی ہیں۔

لائن چوہدری مسعود اکرم جسل۔ لائن شاہد مشتاق۔ لائن اعجاز الحق ڈوگر شیخوپورہ۔

لائن میاں انور احسان۔ لائن میاں طارق شریف، لائن ڈاکٹر حافظ متین شیخوپورہ

الحاج حاجی محمد اکرم ایم ڈی فاروق میڈیسن کمپنی، تاجر رہنما شیخوپورہ

رانا محمد اکرم ایم ڈی رانا ٹریڈرز ریلوے روڈ، شیخوپورہ،

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے طب اور تعلیم کے میدان میں بڑے بڑے رفاعی ادارے قائم کر کے پاکستانی سماجی ورکروں کے سر فخر سے بلند کر دیئے ہیں۔

لائن الحاج محمد طارق چودھری (چٹی کوٹھی والے) چیف ایگزیکٹو چودھری محمد حسین شہید فری آئی ٹرسٹ ہسپتال، شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نبی آخر الزمان ﷺ کو کائنات کی سب سے مقدس اور سچی ہستی سمجھ کر آپ کی ذات سے عشق کرتے تھے۔

علامہ شبیر احمد سیالوی جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم نے ساری زندگی دیانت اور اللہ کی اطاعت میں گزاری۔

صاحبزادہ علامہ سید محمد احمد شاہ جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

دور ابتلاء میں وہ انتہائی ضعیف ہونے کے باوجود بھی اپنے خاندان کے حوصلوں کو بڑھاتے رہے اللہ غریق رحمت کرے۔

صاحبزادہ علامہ حافظ و قاری محمد یاسین اعظم جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ

ان کا کہنا تھا کہ مصیبت انسان کے ایمان کو اور دل کو کھوٹ سے پاک کر دیتی ہے کتنا بڑا قول ہے مرحوم کا۔

پروفیسر علامہ ذوالفقار علی بھیروی گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ شیخوپورہ

میاں محمد شریف مرحوم اپنی اولاد کے حقیقی آئیڈیل اور خاندان کے محور و مرکز تھے۔

مولانا علامہ عبدالباسط شیخوپوری خطیب جامع مسجد ربانی اہلحدیث (حافظ عبداللہ والی)

دکھی انسانیت کے لئے میاں محمد شریف مرحوم نے جو خدمات انجام دیں وہ دیگر پاکستانیوں کے لیے قابلِ تقلید ہیں۔

پروفیسر حکیم محمد رفیع۔ دواخانہ قصر الحکمت مدینہ مارکیٹ خادم حسین روڈ لنڈا بازار شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف ایک سچے عاشق رسولؐ اور متقی مسلمان تھے اللہ غریق رحمت کرے۔

حکیم ڈاکٹر چودھری محمد حنیف گل ہومیوپیتھک دواخانہ گوجرانوالہ روڈ رحمت کالونی شیخوپورہ

امجد نذیر بٹ مرکزی رہنما انجمن تاجران شیخوپورہ

رانا محمد اشرف خان صدر ایپکا، ڈسٹرکٹ شیخوپورہ

نوید شہزاد المعروف گڈو ملک، پروپرائیٹر ناصر شوز مارکیٹ گلی ککے زئیاں، شیخوپورہ

میاں ظہور احمد بودلہ چیف ایگزیکٹو نعرہ حق لاہور شیخوپورہ

خان محمد نوید اختر خان مسلم لیگی رہنما ضلع شیخوپورہ

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے مسلسل محنت کر کے نہ صرف اپنے خاندان کو بلکہ ملک کو لاکھوں روپے کا فائدہ پہنچایا۔

صاحبزادہ پیرحکیم صمارت خان قادریہ دواخانہ گلی نمبر ۲، نزد شبستان چوک بھکھی روڈ شہر شیخوپورہ۔ **پیرِ طریقت رھبرِ شریعت الحاج حکیم محمد شریف ھاشمی مد ظلہٗ سر پرست اعلیٰ شریعت کالج ھاشمی جامعۃ البنات 12۔ ھاشمی روڈ حبیب کالونی شیخوپورہ ،الحاج حکیم شاہ** نواز ہاشمی، **الحاج پیر طریقت رھبرِ شریعت قاری خالد جاوید ھاشمی، ھاشمی دواخانہ داتا شاہ جمال روڈ شیخو پورہ۔**

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات کی بناء پر انہیں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

حکیم رانا محمداعجاز یونانی دواخانہ برکی روڈ دوسھرہ گراؤنڈ شیخوپورہ۔

میاں محمد شریف پاکستان کے دکھی لوگوں کے دکھ بانٹ کر خوش ہوتے تھے۔

محمد رضوان زاھد رمضان بیگ ہاؤس گلی حکیماں نزد جوہر پارک شہر شیخوپورہ **محمد عارف کمبوہ چیف ایگزیکٹواکبر ھسپتال گوجرانوالہ روڈ شیخوپورہ**

میاں محمد شریف مرحوم ایک عظیم سماجی ورکر تھے۔

امتیاز علی خان ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) عارف والا

میاں محمد شریف جیسے عظیم باپ کی وفات کا صدمہ میاں برادران کے لئے بہت بڑا دھچکا ہے اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)۔

خرم اللہ سھو جنرل سیکرٹری ایم ایس ایف ضلع ساھیوال

میاں محمد شریف کی میت کے ساتھ ان کے اہل خانہ کی آمد کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کا شرائط عائد کرنا ان کے اخلاقی وسیاسی دیوالیہ پن کا ثبوت ہے۔

شاھد عتیق جٹ سٹی صدر ایم ایس ایف ساھیوال

میاں محمد شریف کی تدفین کو خالص مذہبی فریضہ کے طور پر انجام دینا چاہتی تھی مگر حکومت نے اپنی اخلاقی گراوٹ کا ثبوت دے ہی دیا۔

محمد ندیم جنرل سیکرٹری ایم ایس ایف سٹی ساھیوال۔

میاں محمد شریف مرحوم واقعی مردِ آہن تھے۔ مصیبت میں گھبرانا تو انہوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

دیوان مشتاق احمدصدرمسلم لیگ (ن) ضلع منڈی بہاؤالدین۔

میاں محمد شریف اصول پرست، خوددار اور درویش انسان تھے۔

حاجی عثمان احمد صدرمسلم لیگ (ن) سٹی منڈی بہاؤالدین

ملک کو اتنی بڑی صنعتی ترقی دینے والے میاں محمد شریف کی تدفین میں بیٹوں کو شرکت نہ کرنے دینا موجودہ حکومت کی غیر جمہوری اور غیر اخلاقی روایت ہے جبر کا دور جتنا بھی لمبا ہو جائے آخری فتح عوامی قوت کی ہی ہوگی۔

مھر بلال، عزت رسول چودھری کارکنان مسلم لیگ (ن) منڈی بہاؤالدین۔

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کی میت پر سیاست کرنے والا حاکم اپنی موت بھی بھول گیا ہے۔

چودھری محمد اکرم گوندل سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی منڈی بہاؤالدین،

چودھری عابد حسین جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ ضلع منڈی بہاؤالدین۔

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات کی وجہ سے مرحوم قابلِ احترام ہیں۔

سید محمد علی زیدی ہسپتال روڈ منڈی بہاؤالدین

میاں محمد شریف مرحوم نے ہزاروں غریبوں کی امداد کر کے اپنے لئے جنت کی دعاؤں کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔

مرزا عبدالقیوم فنانس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) پنجاب۔

میاں محمد شریف مرحوم نے کشادہ دستی کا قرینہ عام کیا۔ **احتشام احمد چیمہ**، ٹکٹ ہولڈر این اے 65 سرگودھا۔

غرباء اور مساکین کی حاجت روائی ان کا شیوہ تھا۔

ملک صلاح الدین ایڈووکیٹ ایڈیشنل جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) منڈی بہاؤالدین

میاں محمد شریف مرحوم نے صنعت کے میدان میں بے شمار روزگار کے ذرائع پیدا کیے۔

محترمہ نجمہ وڑائچ ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) خواتین سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے آہنی عزم کا لوہا منوالیا تھا۔

چودھری حامد حمید سابق میئر بلدیہ سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم غریب نواز تو تھے ہی ان کی مہمان نوازی بھی کمال تھی۔

شیخ آصف اقبال سٹی نائب ناظم مسلم لیگ (ن) سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم شرعی فرائض بڑی ذمہ داری سے ادا کرتے تھے۔

بیرسٹر فاروق بہاؤالحق نائب صدر سٹی مسلم لیگ (ن) سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم کی زبان سے کبھی خلاف شرع بات نہ سنی گئی۔ **سید منصور علی شاہ** مسلم لیگ (ن) سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم جمعہ اور عیدین کی نمازوں کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے۔

حاجی خالد اقبال مسرت ایڈووکیٹ سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم نے ساری زندگی سادگی سے گزاری۔

وسیم نور جائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سرگودھا۔

میاں محمد شریف مرحوم فضول خرچی کی حد تک مہمان نواز تھے۔

زاھد بشیر چیمہ صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ سرگودھا۔

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم پر تا قیامت نزولِ رحمتِ حق ہو (آمین)۔

ناصر محمود سہگل لیگی رہنما (ن) سرگودھا

✍ اچھی اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ہوتی ہے۔ اس حوالے سے میاں محمد شریف خوش قسمت ہیں۔

چودھری عبدالرشید لیگی رہنما (ن) سرگودھا۔

مہر ارشد حبیب نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی بھلوال

✍ میاں محمد شریف مرحوم ہر وقت پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے تحفظ اور سلامتی کی دعا مانگتے رہتے تھے۔

چودھری محمد اکبر خان صدر مسلم لیگ (ن) نارووال۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی رحلت سے قوم ایک عظیم سماجی ورکر سے محروم ہوگئی ہے۔

ملک طارق اعوان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع نارووال۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم پاکستان کو ایک خوشحال ملک کی صورت میں دیکھنا چاہتے تھے۔

رانا عبدالمنان، سید اظہر الحسن لیگی رہنما نارووال۔

✍ میاں محمد شریف کی شرافت کی وجہ سے ہی ہر طالع آزما نے انہیں تر نوالہ سمجھا۔

وحید احمد ملک عہدیدار پنجاب کونسل سیالکوٹ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے انسانی فلاح کے بڑے بڑے پراجیکٹ قائم کر کے اپنی آخرت سنوار لی ہے۔

ریاض محمود باجوہ. سابق صدر ایوانِ صنعت وتجارت گوجرانوالہ۔

میاں محمد شریف مرحوم ایک پرعزم اور محنتی انسان تھے۔ **فاروق افضل**، چیئرمین پاکستان سلک ملز ایسوسی ایشن گوجرانوالہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک باکردار انسان تھے۔

عمران خالد بٹ، کلیم احمد بھٹی، سلمان خالد پومی بٹ اینڈ برادرز گوجرانوالہ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے ہمیشہ وطن کی فلاح و بہبود کے لیے لازوال خدمات سرانجام دیں

سردار شمشاد ڈوگر (مثالی زمیندار) نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

✍ میاں محمد شریف کی وفات ایک قومی سانحہ ہے۔ ہم میاں فیملی میں غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ابو عمار زاھد الراشدی خطیب جامع مسجد مرکزی گوجرانوالہ

✍ غربت اور تنگدستی سے اپنی محنت کی بنیاد پر دولت واقتدار حاصل کرنے والے میاں محمد شریف واقعی عظیم انسان تھے۔

ملک محمد حنیف صدر مسلم لیگ (ن) گجرات۔

✍ سکول، ہسپتال اور مسجدیں بنانے والے میاں محمد شریف نے تمام عمر انسانیت کی خدمت کی۔

چودھری محمد حنیف جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) گجرات۔

Marfat.com

ان کی حکمت اور دور اندیشی نے انہیں ہمیشہ کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔ **میاں علی ممتاز** صدر مسلم لیگ (ن) جھنگ۔

میاں محمد شریف مرحوم عزم و ہمت کی زندہ تصویر اور حوصلہ وضبط کا منبع تھے۔

حاجی دستگیر سہگل ،شیخ نسیم الٰهی، ملک صدیق حیدر کھوکھر رہنما مسلم لیگ (ن) جھنگ۔

میاں محمد شریف مرحوم وطن کی ہواؤں سے دور دیارِ حبیبؐ میں انتقال کر گئے ،اللہ مغفرت کرے۔

رانا نورالحسن صدرمسلم لیگ (ن) سٹی ملتان .

میاں برادران کا اتحاد آج کے خاندانوں کے لئے ایک مثال ہے۔

بیگم ششماد نوراللہ صدر مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین ضلع ملتان

میاں محمد شریف مرحوم جیسے لوگ بار بار پیدا نہیں ہوتے ،اللہ غریقِ رحمت کرے۔

مولانا سلطان عالم انصاری مسلم لیگ (ن) ملتان ،صدر ہائی کورٹ بار ایسوی ایشن ملتان

میاں محمد شریف مرحوم عظیم قائد میاں محمد نواز شریف معزول وزیر اعظم پاکستان کے والد ہونے کے ناطے پورے ملک کے لئے قابلِ احترام تھے۔اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ **رفیق رجوانہ سابق سنیٹر (ملتان)**

میاں محمد شریف مرحوم ایک عظیم والد، عظیم صنعتکار اور پرعزم مزدور تھے اللہ غریقِ رحمت کرے۔

حاجی محمد بوٹا سابق ایم این اے ملتان .

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات کو جتنا بھی خراجِ تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ **حسان الدین قریشی** لیگی رہنما ملتان

خدائے ذوالجلال میاں محمد شریف مرحوم کو جنت الفردوس اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔(آمین)

اللہ نواز درانی لیگی رهنما ملتان

میاں محمد شریف کی سماجی خدمات صدیوں یاد رہیں گی۔ **بلال احمد بٹ لیگی رهنما ملتان**

لوہے کی صنعت میں میاں محمد شریف کی خدمات لازوال ہیں۔ **غازی محمد اکبر** ،رہنما پاکستان پیپلز پارٹی کلچرل ونگ ملتان

صنعت کے میدان میں میاں محمد شریف مرحوم کی لازوال خدمات ہیں صنعت کی دنیا میں انہوں نے لاکھوں افراد کو روز گار دیا انکی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے لاتعداد بیوگان، یتیموں اور بے سہارا لوگوں کی امداد کی۔ان کی زندگی آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے ان کی وفات سے قوم کا بھاری نقصان ہوا ہے۔

چوهدری خالد سعید گل رہنما مسلم لیگ (ن) این اے 83 فیصل آباد

چوهدری محمد اشرف کمبوه ایم پی اے، گوجرانوالہ۔

راجه پرویز اشرف ایم این اے گجرات

Marfat.com

میاں محمد شریف اس آہن گر کا نام ہے جو اپنے اندر فولادی عزم رکھتا تھا۔"جس نے ایک انسان کی جان بچائی گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی"میاں محمد شریف مرحوم زندگی بھر اس حدیث کی اطاعت کرتے رہے۔اپنی قابلیت اور کاروباری صلاحیتوں کی بناء پر میاں محمد شریف اپنے کیرئیر کے شروع میں ہی باوقار شخصیت کے طور پر معروف ہو چکے تھے۔

راؤانیس الرحمان سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) ملتان۔

حاجی احسان الدین قریشی سابق ایم پی اے ،ملک انور علی، صوبائی جوائنٹ سیکرٹری بلال بٹ ضلعی آرگنائزر، سید زمان شاہ، شیخ اطہر ممتاز ضلعی نائب صدر، شاہد لودھی، منیر اختر لنگاہ، صوبائی رہنما مسلم لیگ (ن) ملتان۔

میاں محمد شریف مرحوم لین دین کے کھرے اور بھرپور انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔

محترمہ بیگم سلطانہ شاہین صدر شعبہ خواتین مسلم لیگ (ن) سٹی ملتان

میاں محمد شریف مرحوم کو اپنے کام اور مشن سے عشق تھا۔

بیگم عذرا واجد جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی ملتان

میاں محمد شریف مرحوم کے جذبۂ خدمتِ انسان کو میرا سلام۔

بیگم شامی سلطان نائب صدر مسلم لیگ (ن) شعبہ خواتین پنجاب

میاں محمد شریف مرحوم نے تاحیات دکھی انسانیت کی خدمت کی۔

بیگم نگہت رفیع ، تسلیم اختر، سکینہ بیگم، حاجرہ بیگم، رشیدہ بیگم، لیگی خواتین ملتان

بعض ضرورت مندوں کو علم بھی نہ ہو پاتا تھا کہ میاں محمد شریف مرحوم ان کی ضرورت پوری کر دیتے تھے۔

رانا فرمان علی صدر مسلم لیگ (ن) خانیوال ملتان

میاں محمد شریف مرحوم ایک ایسے بادشاہ گر تھے جنہیں وقتِ نزع ایامِ جلاوطنی سے نبرد آزما ہونا پڑا۔

رانا محمد اجمل نون مرکزی رہنما مسلم لیگ (ن) لودھراں ملتان

حاجی طاہر امیر خان غوری صدر مسلم لیگ (ن) لودھراں ملتان

میاں محمد شریف اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

ڈاکٹر مظہر امیر خان غوری رہنما مسلم لیگ (ن) لودھراں ملتان

مصیبت میں گھبرانا ان کی عادت میں شامل نہ تھا۔ حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد ہدایت اللہ** قصوری ملتان

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے ملازموں کو ہمیشہ عزت اور شفقت دی۔

چودھری محمد نصیب گجر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) لودھراں ملتان

میاں محمد شریف مرحوم ایک محبِ وطن انسان تھے۔

چودھری غضنفر عباس گھلو مسلم لیگی رہنما دو کوٹہ

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے محنت میں عظمت کے اصولوں کو پالیا تھا۔

قاری عبدالرحمان قریشی، کنور محمد یاسین، میاں شکیل احمد، حاجی اسلم، عباس چودھری ،عبدالجبار جٹ، ملک رحمت اللہ عمردین ہاشمی ایڈووکیٹ کارکنان مسلم لیگ (ن) لودھراں۔

دکھی لوگوں اور مستحق مساکین کے لیے میاں شریف مرحوم کے جذبات لافانی تھے۔

محمد سلیم اختر کھوسہ رھنما مسلم لیگ (ن) سنانواں

غریبوں سے ان کی ہمدردی ہمیشہ یادر ہے گی قوم ایک سچے عاشق رسولؐ سے محروم ہوگئی ہے۔حق مغفرت کرے۔ (آمین)

رانا شوکت طور ،ڈاکٹر ملک عبدالکریم ندیم سیکرٹری جنرل پریس کلب سنانواں

اللہ تعالیٰ مغفرت کرے میاں شریف بڑے کام کے آدمی تھے۔

مسٹر بیرسٹر **تاج محمد لنگاہ سربراہ پاکستان سرائیکی پارٹی**

حق مغفرت کرے انسانوں کے بہت بڑے ہمدرد تھے۔ **چودھری محمد عارف** صدر مسلم لیگ (ن) سٹی کوٹ ادو

میاں محمد شریف مرحوم اپنے قومی حقوق وفرائض سے بخوبی آگاہ تھے۔

محمد ھارون خان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی کوٹ ادو

میاں محمد شریف مرحوم کی شہرت اور عروج صرف اور صرف ان کی محنت اور ان کے دورویش مزاج ہونے کی وجہ سے تھی۔

محمد جمیل خان لاھوری نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی کوٹ ادو

اہلِ نظر ہمیشہ میاں شریف مرحوم کی لافانی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کریں گے۔

ڈاکٹر قاضی عبدالرحمان سابق چیئر مین خدمت کمیٹی کوٹ ادو

میاں محمد شریف مرحوم اپنی ذات کے اندر ایک تربیتی ادارے کی حیثیت رکھتے تھے۔

ملک ارشد جاوید ایڈووکیٹ نعیم جاوید شیخ ، ذوالفقار احمد کوٹ ادو

میاں محمد شریف مرحوم نے بے شمار فلاحی کام کئے جن کا ثمر انہیں روزِ محشر تک ملتا رہے گا۔

چودھری محمدطاھر غیور اشرف ،عبداللہ قریشی، عارف غفار کارکنان مسلم لیگ (ن) کوٹ ادو

میاں محمد شریف مرحوم نے تاعمر اپنے ہاتھوں سے محنت کرنے کو ترجیح دی۔

محمد حسین خان لودھی ناظم یونین کونسل نمبر 4 بھاولپور

میاں محمد شریف محنت اور محنت کشوں سے محبت کرتے تھے۔

حاجی محمد رمضان بھٹی، مرکزی رہنما جمعیت علماء اسلام ،**حاجی محمدافتخار بھٹی**

ایم ڈی شالیمار ھوٹل ڈیرہ غازی خان

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم جھوٹ اور منافقت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ **سردار معظم ڈوگر** ،بزنس مین خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ

میاں محمد شریف مرحوم ایک شریف النفس اور بردبار انسان تھے۔

حاجی محمد رمضان صدر مسلم لیگ (ن) سٹی فتح پور، سید محمد طاہر شاہ، ملک خالد محمود رہنما مسلم لیگ (ن) ڈیرہ غازی خان ڈویژن

میاں محمد شریف مرحوم اپنے زمانۂ طالب علمی میں ہی اپنے گھر والوں کے پیارے اور بڑے بھائیوں کی آنکھوں کا تارا بن گئے تھے۔

چودھری بشارت رندھاوا صدر مسلم لیگ یوتھ ونگ ضلع لیہ **میاں جاوید اصغر، ڈاکٹر خبیر، چودھری رشید احمد گجر، چودھری محمد اشرف** سابق ممبر ضلع کونسل لیہ

میاں محمد شریف مرحوم نے زندگی بھر سادگی سے بسر کی ان کی کوئی ہوٹل لائف یا نائٹ لائف نہ تھی۔

چودھری مشتاق احمد سابق چیئرمین خدمت کمیٹی تحصیل کروڑ

میاں محمد شریف مرحوم کے دفتر کے آگے روزانہ درجنوں لوگ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے۔

مولوی لیاقت علی گجر، یونس جاوید چیمہ، ڈاکٹر جهانزیب خان سید الطاف حسین شاہ رہنما ایم ایس ایف لیہ

میاں محمد شریف مرحوم اپنے وفادار دوستوں کی شان میں ہمیشہ اضافہ کرتے رہتے تھے۔

شیخ لیاقت رفیق جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) پنجاب ڈیرہ غازی خان

میاں محمد شریف نے ہمیشہ دکھی انسانیت کی خدمت کو ترجیح دی۔

سردار دوست محمد خان کھوسہ صدر مسلم لیگ (ن) ڈیرہ غازی خان

میاں محمد شریف مرحوم ایثار اور خدمت کے لافانی جذبات سے سرشار تھے۔

سردار حسنین خان کھوسہ سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) ملتان ڈویژن (ڈیرہ غازی خان)

میاں محمد شریف مرحوم علم اور عمل والوں کے مداح تھے۔

چودھری محمد حنیف سینئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) ڈیرہ غازی خان

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی اولاد کو بھی خدمت انسان کا درس دیا تھا۔

شیخ محمد ولی ساجد ایڈووکیٹ ضلعی جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ڈسٹرکٹ راجن پور۔

میاں محمد شریف ایک ایسے آہن گر کا نام ہے جس نے ہر مصیبت اور مشکل مرحلہ میں اپنے خدا سے مدد طلب کی۔

مجاهد حسین بخاری، صابر خان ایڈووکیٹ ، کامران خان چانڈیو، محمد اسلم خان چلکوانی، کارکنان مسلم لیگ (ن) ڈیرہ غازی **خان۔ شیخ محمد ساجد کونسلر صدر** مخدوم جاوید ہاشمی رہائی کمیٹی ضلع ڈیرہ غازی خان **امیر محمد خان بلبل** رہنما مسلم لیگ (ن) یونین کونسل بہادر گڑھ

میاں محمد شریف محنت و شرافت کے قائل تھے۔ **سلطان محمود ڈاھا ، عمران احمد** رہنما مسلم لگ (ن) ڈیرہ غازی خان

✍ میاں محمد شریف مرحوم اہلِ علم اور علمائے دین کی قدر کرتے تھے۔

محمدعثمان عباسی صوبائی رھنمامسلم لیگ (ن) وسابق ڈپٹی سپیکر احمد پور شرقیہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی اولاد کو نہ صرف عوام کی خدمت بلکہ شرافت کا درس بھی دیا۔

محمد قاسم قریشی سٹی ناظم احمد پورشرقیہ ،میاں عمر عباسی

طلال میاں ،عباسی میاں، معین الدین عباسی تحصیلدار احمد پورشرقیہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم جیسے عظیم والد کی وفات پر ہم میاں محمد نواز شریف اور ان کے خاندان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

میاں محمدیونس صدرمسلم لیگ (ن) احمد پور شرقیہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک اعلیٰ بصیرت رکھنے والے باصلاحیت منتظم تھے۔

جان محمد چوھان صدر عوامی ویلفیئر ،محمداسلم لودھی، ڈاکٹر وحیدعباسی بخاری،

✍ **محمود اختر انصاری ،محمدارشد راجپوت ، رانا سردار محمد ایڈووکیٹ ،**

افضل مسعود ایڈووکیٹ ، میاں رحیم بخش، فیاض محمدعباسی انصاری احمد پور شرقیہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی ملک کے سماجی ورکروں کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔

ملک محمد رمضان جنجوعہ ایڈووکیٹ ،شھزادسھیل خاکوانی، چودھری سردار محمد،

محمدآصف گوندل ، محمدامجد بھٹی، محمدایوب سیال، مھر عبدالحمید ،راناشاھد

رفیق ، شیخ خلیل الرحمان، منورعلی قریشی کارکنان مسلم لیگ احمد پورشرقیہ

✍ میاں محمد شریف مرحوم غریبوں کے ہمدرد اور مستحق لوگوں کے محسن تھے اللہ غریق رحمت کرے۔

یاسین صدیقی صدر،شفیق خان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) بھاولپور

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی وفات پر ہم میاں محمد نواز شریف اور دیگر اہلِ خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

چودھری سعود مجید رھنما مسلم لیگ (ن) بھاولپور

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی محنت عظمت اور ذہانت سے شریف خاندان کو قوم کا محبوب خاندان بنا دیا ہے۔

راجه عتیق صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل بھاولنگر

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک سنجیدہ اور متحمل مزاج شخصیت کے مالک تھے۔

انیس الرحمان گیلانی ضلعی صدرمسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ

و چودھری طاھر عمران پاشا، طاھر محمود کارکنان مسلم لیگ (ن) ضلع بہاول نگر،

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم ایک منصف مزاج اور رحم دل شخصیت تھے۔

عبدالرشید بلوچ صدر مسلم لیگ (ن) ضلع راجن پور

میاں محمد شریف مرحوم کی اعلیٰ سطح پر سماجی خدمت نے انہیں امر کر دیا ہے۔ اللہ غریق رحمت کرے۔

عطاء الحق قاسمی صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ علی پور راجن پور

میاں محمد شریف مرحوم کی وفات کے متعلق یہ ہی کہوں گا کہ۔

جانے والے تیری مرقد پہ کھڑا سوچتا ہوں   خواب ہی ہو گئے تعبیر بتانے والے!

محمد سلطان رفیق قریشی، ناصر نصیر، باسط جاوید، شیخ تنویر

،غلام مرتضیٰ کارکنان مسلم لیگ (ن) راجن پور

میاں محمد شریف نے پنجاب کو ایک عظیم لیڈر عطا کر کے محسنِ قوم کا خطاب پالیا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود ناظم ضلع رحیم یار خان

میاں محمد شریف دولت مند ہونے کے باوجود سادہ مزاج اور سخی تھے۔

محمد ظہور چوہان ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) جھنگ

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین میں بیٹوں کو شرکت کی اجازت دے دینی چاہیے تھی۔

چودھری محمد خورشید زمان سابق پارلیمانی سیکرٹری دفاع، سید رفعت محمود زیدی مسلم لیگی رہنما جہلم

میاں محمد شریف مرحوم نظریہء پاکستان اور تکمیلِ پاکستان کے لئے تاحیات کوشاں رہے۔

سید نصرت اللہ بخاری، آصف علی ملک ایڈووکیٹ ، ملک سہیل خان ،

ملک محمد افضل زرگر، آصف ضیاء ایڈووکیٹ

حاجی منیر احمد نوازش لیڈران مسلم لیگ (ن) جہلم

میاں محمد شریف مرحوم ایک دیانتدار اور جفاکش انسان تھے۔

علی شاہ لئیق ،عمران شیخ ، مسعود الرحمان ملک، غلام حسین ،

ضیغم محمود، حاجی احمد دین، ممتاز بھٹی صوبیدار(ر) حیات محمد جہلم۔

میاں محمد شریف مرحوم جذبہ ایثار سے مالا مال تھے۔

شوکت محمود بھٹی صدر مسلم لیگ (ن)ضلع راولپنڈی ،ڈاکٹر محمد عارف

قریشی قائم مقام صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ ضلع راولپنڈی

میاں محمد شریف مرحوم نے انتہائی سادہ زندگی گزاری۔

ڈاکٹر غلام رسول رہنما مسلم لیگ (ن) ڈھوک حسو راولپنڈی

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم خدمتِ انسان کے قائل تھے۔

شیخ حسن ریاض ، شیخ ندیم احمد ،محمود صراف نمبردار ، شوکت اقبال جنجوعہ ،راجہ محمد یعقوب ،راجہ ظہور اکبر ، راجہ رفاقت حسین ،ملک غلام مرتضیٰ ،راجہ سعید احمدایڈووکیٹ عہدیداران مسلم لیگ (ن) راولپنڈی

میاں محمد شریف مرحوم اپنے خاندان کے نامور سپوت تھے۔

راجہ محمد ایوب صدر مسلم لیگ (ن) واہ کینٹ ،

راجہ محمد سیعد اصلاحی کمیٹی ڈھوک حسو راولپنڈی، مسلم لیگی رہنما حاجی ملک امتیاز احمد ٹیکسلہ

میاں محمد شریف مرحوم کی خدمات سماجی ورکروں کے لئے ایک زندہ مثال ہے۔

چودھری محمدریاض سابق صوبائی وزیراور مرکزی لیگی رہنما گوجر خان ضلع راولپنڈی،**نیاز احمد راٹھور ایڈووکیٹ سپریم کورٹ صدر راولپنڈی بنچ بار ایسوسی ایشن ، نائب صدر میاں عبد الرئوف ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ، جنرل سیکرٹری بشارت اللہ خاں ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ، جوائنٹ سیکرٹری شائستہ الطاف ایڈووکیٹ سپریم کورٹ راولپنڈی بنچ بار ایسوسی ایشن۔**

میاں محمد شریف جیسے عظیم لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں

ڈاکٹر مشهود اسلم ڈار،پرنسپل دانش گروپ آف ایجوکیش لاهور۔

ہر مصیبت میں شاکراور ثابت قدم رہنا ہی میاں محمد شریف مرحوم کی کامیابی کا زینہ ہے۔

چودھری سمیع اللہ مسلم لیگی رہنما بھاولپور

اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف کو جنت الفردوس اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

چودھری ممتاز مسلم لیگی رہنما بہاولپور

ملک بھر کے اہلِ قلم اور دنیا بھر کے میڈیا نے جن الفاظ میں میاں محمد شریف مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے ہمیں اس پر فخر ہے۔

سیٹھ **عقیل الرحمان سابق ایم این اے بھاولپور۔**

میاں محمد شریف مرحوم کی قیادت میں شریف خاندان جس طرح عزت اور شہرت کی بلندیوں پر پہنچا یہ دنیا کے لئے ایک بڑی مثال ہے۔

میاں طارق سلیم جنرل سیکرٹر ی مسلم لیگ (ن) سٹی حاصل پور۔

پاکستان کی ترقی وخوشحالی اور صنعت سازی کے فروغ کے لئے میاں محمد شریف کی خدمات کو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

چودھری زاهد ریاض کمبوہ صدر مسلم لیگ (ن) سٹی بھکر۔

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنی اولاد کو ہمیشہ شرافت اور انسانیت کی خدمت کا درس دیا۔
عبدالحمید خاں خنانخیل مسلم لیگی رہنما جنڈانوالہ بھکر۔

اس دکھ کی گھڑی میں میاں شریف کے لواحقین کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔
آفتاب احمد گلو ایڈووکیٹ ،سعید احمد قریشی سیکرٹری نشر و اشاعت مسلم لیگ (ن) دریا خاں ضلع بھکر

میاں محمد شریف مرحوم شریف فیملی کے لئے شجر سایہ دار تھے اللہ غریق رحمت کرے۔
محمد فیاض خوشابی مسلم لیگی رہنما کندیاں ضلع میانوالی۔

میاں محمد شریف جیسے عظیم آدمی کے متعلق مجھ جیسا عام بندہ کیا رائے دے سکتا ہے مرحوم واقعی بڑے آدمی تھے۔
ملک لعل خاں کھڑیال سابق ایم این اے اٹک۔

میاں محمد شریف مرحوم کی تمام زندگی عزم و ہمت اور محنت و استقامت سے لبریز تھی۔
رانا محمد اسحاق خاں ناظم تحصیل کونسل پتوکی ضلع قصور۔

میاں محمد شریف مرحوم نہ صرف اپنی اولاد بلکہ اپنے ملک کے لاتعداد لوگوں کی اولاد کے محسن تھے۔
وسیم اختر شیخ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع قصور۔

احسان اور نیکی کی بہتی ہوئی ندی کے مانند میاں محمد شریف مرحوم ہمیشہ زندہ رہیں گے۔
حاجی طارق محمود سیال لیگی رہنما قصور۔

نیکی اور احسان جیسے اوصاف ان کی ذات کے کمال اوصاف میں سے تھے۔ **سلیم اکرم ایڈووکیٹ قصور۔**

ہر دم جستجوئے منزل میں رہنا ان کی شخصیت کا خاص وصف تھا۔ **راؤ نوید عامر لیگی رہنما قصور۔**

غربت و تنگدستی میں آنکھ کھولنے والے میاں محمد شریف نے اپنے خاندان کو اقتدار اور دولت سے مالا مال کر کے نمایاں زندگی گزاری ہے۔
پرویز اقبال بٹ صدر مسلم لیگ (ن) سٹی پتوکی ضلع قصور

اپنے عزم و عمل سے مٹی کو سونا بنانے والے میاں محمد شریف کے انتقال سے ملک عزیز محنت و ریاضت پر یقین رکھنے والے ایک متوکل سخی سے محروم ہو گیا ہے ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ **محمد پرویز شاھد** رہنما مسلم لیگ (ن) پتوکی ضلع قصور۔

جبر کا مقابلہ مردانگی سے کرنا بڑے آدمیوں کا خاصا ہے میاں محمد شریف نے بھی زندگی کے ہر مشکل مرحلہ میں صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔
ناصر صدیق چودھری رہنما مسلم لیگ (ن) پتوکی ضلع قصور۔

میاں محمد شریف مرحوم ایک مشفق باپ ایک مدبر قائد، ایک ہمدرد انسان، ایک عظیم خادمِ قوم اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سچے مسلمان تھے۔
رانا محمد خاں سابق پارلیمانی سیکرٹری صدر مسلم لیگ (ن) ضلع قصور۔

میاں محمد شریف مرحوم ظاہری زیب و زیبائش پر یقین رکھنے والے آدمی نہیں تھے۔
ھیبت خاں نیازی نائب صدر مسلم لیگ (ن) لیبرونگ پنجاب (قصور۔)

Marfat.com

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک خداترس آدمی تھے ان کی تربیت کے اثرات ان کی اولاد میں بھی پائے جاتے ہیں۔

جمیل احمد خاں جنرل سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ (ن) سٹی قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے جان لیا تھا کہ جنگل کے سفر میں کبھی مڑ کر نہیں دیکھنا۔

حاجی عنایت علی انصاری صدر مسلم لیگ (ن) قصور سٹی۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم آہنی عزم رکھنے والے جفاکش آہن گر تھے۔

فیض مجید قادری نائب صدر سٹی مسلم لیگ (ن) قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم وقت کے بے حد پابند تھے۔

ظفر اقبال چوھان صدر مسلم لیگ (ن) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم ہر جمعہ کی صبح داتا گنج بخشؒ کے مزار پر باقاعدگی سے حاضری دیا کرتے تھے۔

راؤ یوسف جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم ہر طبقہ فکر کے لوگوں سے کشادہ پیشانی سے ملتے۔ انہوں نے کبھی کوئی اختلافی یا فروعی بات نہ کی تھی۔

چودھری خضر حیات جوئیہ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل قصور۔

✍ میاں محمد شریف بلاشبہ ایک بڑے آدمی تھے۔ اللہ مغفرت کرے (آمین)۔

ملک علی اصغر نائب صدر مسلم لیگ (ن) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم رہبانیت اور چودھراہٹ کی بجائے محنت اور عمل کو ترجیح دیتے تھے۔

ملک محمد شفیق صدر مسلم لیگ یوتھ ونگ (ن) کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم اپنے تمام بھائی بہنوں میں واحد پڑھے لکھے محنت کش تھے۔

عبدالستار انصاری صدر مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ کوٹ رادھا کشن ضلع قصور۔

✍ بڑے بھائی بھی محمد شریف مرحوم کا احترام کرتے تھے۔

مولوی عنایت علی جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) لیبرونگ کوٹ رادھاکشن ضلع قصور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم بااصول شخص تھے۔

ملک علی اصغر، ملک محمد شفیق کوٹ رادھا کشن مسلم لیگ (ن) ضلع قصور۔

✍ انتہائی چھوٹے درجے سے کاروبار شروع کر کے اربوں روپے کے پراجیکٹ تیار کرنا میاں محمد شریف کے عزم اور جدوجہد کے بے مثال ہونے کی واضح مثال ہے صنعت کے میدان میں ان کی خدمات ملک پاکستان کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔ اللہ غریقِ رحمت کرے۔

سکندر دولتانہ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) وہاڑی،

لیاقت دولتانہ، زاھد دولتانہ۔

Marfat.com

✍ ناکامیوں سے نہ گھبرانے والے میاں محمد شریف کی وفات سے ملک واقعی ایک مردِ آہن سے محروم ہو گیا ہے۔

زاھد جندران جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل وھاڑی۔

✍ موت اٹل حقیقت ہے مگر زندگی ایک انمول عطیہ ہے اس امر کا اندازہ میاں محمد شریف مرحوم کی وفات حسرت آیات سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ غریق رحمت کرے۔ **محترمہ شاھدہ دولتانہ، کاشف قریشی** رہنما مسلم لیگ (ن) وہاڑی۔

✍ ہزاروں مساجد تعمیر کروانے والے میاں شریف اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا کرتے تھے۔

محمد رفیق ڈوگر صدر مسلم لیگ (ن) سٹی بورے والا

✍ اللہ تعالیٰ میاں محمد شریف مرحوم کو جنت الفردوس اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

سردار اطھر سعید ڈوگر ایڈووکیٹ بورے والا

✍ اچھی اولاد اللہ رب العزت کی طرف سے ایک نعمت مترکبہ سے کم نہیں ہوتی۔ میاں محمد شریف مرحوم و مغفور اس حوالہ سے ایک خوش نصیب انسان تھے۔ اللہ غریق رحمت کرے۔

ملک عاشق علی شجرا، مظھرراں، بلال بٹ، شاھد لودھی، ملک انور علی، ریاض لطیفی، مجاھد بھٹہ، شاھین شفیق، عذرا واجد، اطھر ممتاز، کارکنان مسلم لیگ (ن) ملتان۔ غلام رسول زیدی، غفار پاشا چیف آرگنائزر مسلم لیگ (ن) بورے والا

✍ میاں محمد شریف کی رحلت میاں خاندان کے لئے بہت بڑا نقصان ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

شھباز خان دولتانہ مرکزی رھنما ایم ایس ایف لڈن

✍ میاں محمد شریف مرحوم کا اعلیٰ کردار اور وقار ہی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ **افضل خان دولتانہ** صدر ایم ایس ایف لڈن

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے تعلیم صحت رہائش اور روزگار کے حوالے سے بے شمار رفاہی کام کئے اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

شاھد سیال خادم حسین، اللہ رکھا غلام رسول لیگی کارکنان لڈن

✍ میاں محمد شریف مرحوم ملکی سیاست کے مروجہ انداز سیاست کو تبدیل کر کے خلافت رائج کروانا چاہتے تھے۔

قبلہ دیوان عظمت سید محمد چشتی سابق ایم پی اے پاکپتن شریف سجادہ نشین حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ۔

سردار منصب علی ڈوگر سابق ایم پی اے پاکپتن شریف۔ چودھری عنایت اللہ صدر مسلم لیگ (ن) سٹی پاکپتن

✍ میاں شریف مرحوم نے ساری زندگی دکھی انسانیت کی خدمت کی۔

خان امتیاز احمد خان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع پاکپتن۔

Marfat.com

وہ میاں فیملی کے سر کا تاج تھے۔اللہ غریق رحمت کرے۔

سید الیاس حسین ہمدانی صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل پاکپتن۔

وہ قوم کے محسن تھے انہوں نے ملک کی صنعت کو جدید ضوابط سے آگاہ کیا۔

رانا زاہدحسین سابق پارلیمانی سیکرٹری آرگنائزر مسلم لیگ (ن) ضلع پاکپتن۔

میاں محمد شریف کے حالات زندگی پر غور کریں تو ایک بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ میاں صاحب مرحوم ایک انقلابی شخصیت کے مالک تھے۔انہوں نے نہ صرف میاں فیملی کے اندر بلکہ ملک کے اندر بھی انقلاب برپا کردیا۔اور لوہے کی صنعت میں ترقی کے ساتھ ساتھ قوم کو نواز شریف جیسا ہیرا عطا کیا۔میاں محمد شریف کی رحلت سے پاکستان کی سیاسی تاریخ میں انقلاب کی ابتدا ہوچکی ہے اب چوروں کو بھاگنے کی راہ بھی نہیں ملے گی۔اب راج کرے گی خلق خدا۔

میاں قمرالزمان جموں سابق وائس چیئر مین ضلع کونسل پاکپتن سنیئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) ضلع پاکپتن۔

میاں محمد شریف مرحوم کی تمام اولاد قابل فخر ہے ہم میاں فیملی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ہمیشہ انکی فیملی کے لیے دعا گو رہیں گے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے والد کی وفات پر صبر وتحمل کی توفیق دے (آمین)۔

میاں محمد منیر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سٹی اوکاڑہ ممبر پاکستان کرکٹ بورڈ کونسل، مینجر پاکستان کرکٹ ٹیم، سابق چیئرمین بلدیہ اوکاڑہ، سابق صدر کرکٹ ایسوسی ایشن لاہور ڈویژن، صدر کرکٹ ایسوسی ایشن اوکاڑہ رکن مسلم لیگ (ن) پنجاب کونسل۔سابق ٹکٹ ہولڈر سٹی اوکاڑہ۔

خدا ترسی اور وطن سے محبت ان کی شخصیت کا خاص پہلو تھا۔اچھی اولاد انسان کے اعمال خیر میں تسلسل کا باعث بنتی ہے اور اپنے اجداد کا نام روشن کرتی ہے۔ **شیخ مشتاق احمد صدر مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ سٹی اوکاڑہ۔**

میاں محمد شریف مرحوم کی سادگی ضرب المثل تھی۔

رانا محمد نوید امانت علی بھولا ، شیخ صداقت علی،

رانا عبدالرشید، عبدالرفیق، دلدار ڈوگر، ارشاد غنی، رانا محمد صدیق

کارکنان مسلم لیگ (ن) اوکاڑہ۔

میاں محمد شریف مرحوم نے ایک بھرپور زندگی گزاری، حق مغفرت کرے۔

شیخ لیاقت علی جنرل کونسلر، مسز شیخ لیاقت علی لیڈی کونسلر اوکاڑہ۔

میاں محمد شریف مرحوم اربابِ اقتدار سے مناسب فاصلے پر رہنا پسند کرتے تھے۔

،چوھدری زاھد حمیدرھنما مسلم لیگ یوتھ ونگ سٹی اوکاڑہ۔

میاں محمد شریف ایک حقیقت تھے کہانی ہوگئے۔اللہ مغفرت کرے۔

مھر زاھد طور رھنما مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ پنجاب۔

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم کا نعم البدل ملنا محال ہے۔
رانا جاوید اقبال سابق وائس چیئرمین بلدیہ اوکاڑہ ، میاں غلام رسول چودھری عبدالغنی ، محمد اقبال کارکنان مسلم لیگ (ن) اوکاڑہ ۔

میاں محمد شریف مرحوم کا غریبوں کے ساتھ ایک اٹوٹ رشتہ تھا۔
مرزا عبدالغفور ،حاجی سجاد فریدی ، ڈاکٹر ظفر اقبال ایم بی بی ایس سابق جنرل کونسلر، **چودھری عبدالرشید شیخ ،کرامت علی، ذوالفقار علی بابر لیبر کونسلر اوکاڑہ۔**

میاں محمد شریف مرحوم اکثر ملازموں کی کوتاہیوں پر فراخدلی کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔
ندیم احمد انصاری لیبر کونسلر، رانا بابر علی، عاشق علی میو جنرل کونسلر اوکاڑہ ۔

میاں محمد شریف مرحوم رواداری اور اسلامی اخوت کے قائل تھے۔
اسرار احمد انصاری جنرل کونسلر اوکاڑہ

میاں محمد شریف مرحوم نے کبھی کوئی فروعی اختلاف کی بات نہ کی تھی۔ **چودھری اکبر علی خاں** ناظم سٹی اوکاڑہ۔
چودھری شاھد حمید ایڈووکیٹ رکن مجلس شوریٰ اوکاڑہ۔

میاں محمد شریف ایک آئیڈیل باپ تھے تو میاں محمد نواز شریف اور شہباز شریف بھی ایک آئیڈیل اولاد ثابت ہوئے
محمد عارف چودھری سابق چیئرمین بلدیہ اوکاڑہ ۔

میاں محمد شریف جیسے خوددار اور غریبوں کے حقیقی ہمدرد کی وفات قومی سانحہ ہے۔
ملک شوکت حیدر نوناری ایڈووکیٹ دیپالپور ۔

آہ! جاتی امراء کا ہیرو پیوند خاک ہوگیا۔
لیاقت علی شیخ ایڈووکیٹ مسلم لیگی رھنما دیپالپور ۔

بیٹوں کو باپ کی تدفین میں شرکت کی اجازت نہ دے کر حکومت نے غیر اخلاقی اور غیر جمہوری رویہ اپنایا ہے وقت اس کا حساب ضرور لے گا۔ **ملک ندیم کامران صدر مسلم لیگ (ن) ضلع ساھیوال**

جنرل مشرف فرعون بنے ہوئے ہیں ظلم و زیادتی کی انتہا کردی ہے۔ **طاھر حمید صدر مسلم لیگ (ن) ساھیوال**

میاں محمد شریف کی وفات قومی سانحہ ہے پاکستان کی ترقی و خوشحالی میں ان کی گرانقدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔
سید عمران احمد شاہ صوبائی رھنما مسلم لیگ (ن) ساھیوال۔

میاں محمد شریف بے پناہ سیاسی سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ **آئی زیڈ بھٹی مسلم لیگ (ن)** یوتھ ونگ سٹی ساہیوال

Marfat.com

✍ صنعتی میدان میں میاں محمد شریف نے قیام پاکستان کے قبل سے لے کر سابقہ صدی عیسوی کے آخری عشرے تک جس طرح محنت اور جدت کے ساتھ خدمات انجام دیں ان خدمات کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میاں محمد شریف مرحوم ملکی صنعت کی ترقی کے سرخیل تھے۔ **جناب حاجی پیر احسان الحق ادریس مد ظلہ** جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ساہیوال۔

✍ زر پرستوں اور آمروں نے کئی بار میاں محمد شریف کو ناکام کرنے کی کوشش کی مگر نادار عوام کی دعائیں انہیں اوپر ہی اوپر لے جاتی رہیں۔ **ساجد علی بھٹی صدر مسلم لیگ (ن) کسان ونگ ضلع ساھیوال۔**

✍ غریب الوطنی میں بھی وطن کے غریبوں کا خیال ہمیشہ میاں محمد شریف کے دامن گیر رہتا۔

میاں اسد مسعود سابق ایم این اے ساھیوال۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے لوہے کی صنعت میں پاکستان کو نہ صرف خود کفیل کیا بلکہ اس صنعت میں جدت کو بھی رواج دیا۔

چودھری فضل حسین، چودھری ذوالفقار، ظفر اوپل، خالد کھوکھر، شیخ شفقت، ڈاکٹر صفدر مرزا، انعام اللہ بٹ، چودھری اذن قدیر، عمر فاروق، اکبر ماسٹر گل حسن، جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) شکرگڑھ ضلع نارووال

✍ میاں محمد شریف کی زندگی میں کئی سبق اور منزلیں پوشیدہ ہیں۔

مہر محمد فیاض سابق امیدوار صوبائی اسمبلی دینہ ضلع جہلم۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم ایک عام انسان تھے مگر ان کی خوبیوں کا پلڑا بھاری تھا۔

چوھدری خالد سعید گل، ایم اے سیاسیات، ڈسٹرکٹ مسلم لیگی رہنما فیصل آباد **میاں عنصر محمود** سابق چیئرمین بلدیہ دینہ ضلع جہلم۔

✍ قومی زندگی میں نمایاں کردار ادا کرنے کے خواہشمند نوجوان میاں محمد شریف کی زندگی سے کئی سبق سیکھ سکتے ہیں۔

نواب زادہ راجہ اقبال مھدی مرکزی رھنما مسلم لیگ (ن)۔ ملک مصدق حسین اسلم صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل پنڈدادنخان۔

✍ میاں محمد شریف نظم وضبط کے پابند اور واضح نظریات رکھنے والے شخص تھے۔

ملک صداقت علی خان، صدر مسلم لیگ (ن) کھوڑ، محمد ارشد، خلیل الرحمان اعوان، مشتاق احمد اعوان، حیدر عمران، حیدر بٹ، ساجد حسین، فدا حسین بٹ، عبدالرحیم مسلم لیگ (ن) کھوڑ۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم نے تاحیات کسی کی پگڑی نہیں اچھالی، کسی کی پشت لہولہان نہیں کی۔

شیخ غلام احمد صمدانی صدر مسلم لیگ (ن) سٹی اٹک

✍ میاں محمد شریف عروج میں اترائے نہ مصیبت میں گھبرائے۔

ڈاکٹر وسیم احمد صدیقی، عبداللہ مسعود نائب صدر مسلم لیگ (ن) سٹی اٹک۔

Marfat.com

میاں محمد شریف نے فرزندِ اقبال کا ساتھ دے کر قومی اتحاد اور وقار کی بنیاد رکھی تھی۔

وحید مراد،صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ، جمیل احمد، وقاراحمد اعوان ، عابد رضا افتخار احمداعوان، چودھری کامران گجر، محمداقبال خالد،ندیم افضل، ملک منیر، ملک عامررضا، ملک آصف ککو، سلیم لاجو، ظفراقبال چودھری ،جاوید اقبال بھولا امجدخان محمد سلیم راجو،محمداقبال خان، صوفی پرویز ملک،ملک فیاض طاہرمحمود،عبداللہ مسعود لیگی کارکنان سٹی اٹک۔

☆☆☆

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

چودھری سلیم الٰہی گجر

نائب صدر مسلم لیگ (ن) سندھ و مرکزی چیئرمین اوورسیز ایمپلائمنٹ
پروموٹرز ایسوسی ایشن پاکستان و چیف ایگزیکٹو میلو انٹرپرائزز کراچی

Marfat.com

صوبہ سندھ سے
تعلق رکھنے والی
سیاسی وسماجی شخصیات
کے
تاثرات

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم.......... متقی اور نیک شخصیت

دراصل میاں محمد شریف کی شخصیت ہمہ جہت ہے اگر آپ ان کی شخصیت کے ایک پہلو کا ذکر کریں تو بے شمار پہلو رہ جائیں گے۔ میری نظر میں ان کی شخصیت کا پہلا اہم اور روشن پہلو یہ ہے کہ وہ ایک سیلف میڈ انسان تھے۔ انہوں نے نہ صرف اپنے خاندان بلکہ اپنے تمام بھائیوں کے خاندان کو مالی طور پر مستحکم کیا اور ان سب میں صنعتی اعتبار سے ایک اچھا اور محنتی انسان بننے کی صلاحیتیں پیدا کیں وہ اس میدان میں بحیثیت ایک صنعتکار کے غیر معمولی صلاحیت کے مالک تھے۔ اس کے علاوہ دوسرا اہم پہلو مرحوم کی شخصیت کا یہ تھا کہ وہ ایک مذہبی رجحان رکھنے والے متقی دیندار اور نیک شخصیت کے مالک تھے اور خوف خدا اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ ان میں بہت زیادہ تھا۔ جس کی بنا پر زندگی کے ہر شعبے میں ان کی کارکردگی بہت نمایاں، اصولوں پر مبنی اور قابلِ تقلید تھی۔ خاص طور پر انہوں نے اپنے بچوں اور آگے ان کے بچوں کو جو تربیت دی وہ سب کے سامنے ہے اور اس امر کا سب سے بڑا اظہار یہ ہے کہ اس کے باوجود کہ ان کی اولادوں نے نہ صرف مالی طور پر اپنے آپ کو بڑا مستحکم پایا بلکہ بعد میں اقتدار بھی ان کے ہاتھوں میں آیا لیکن کبھی بھی ان کے خاندان کے کسی شخص کے اعمال سے غرور، تکبر اور نخوت کا اظہار نہیں ہوا بلکہ عجز و انکساری، ہمدردی اور حب الوطنی ان کی تمام اولاد میں بکثرت موجود ہے یہ بھی میاں محمد شریف کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ تھا۔

مرحوم کی شخصیت کا ایک پہلو یہ بھی رہا کہ وہ اپنی اولاد خاص طور پر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے لئے ایک مشعل راہ بنے رہے اور بہت سے مشکل اور مصیبت کے اوقات میں انہوں نے اپنے بچوں کو صحیح سمت میں چلنے کے نادر و نایاب مشورے دیئے اور جن کی وجہ سے انہوں نے اپنی سیاسی اور سماجی زندگی میں بے شمار کامیابیاں حاصل کیں۔ ایک اور بات جو ہمیشہ ان کے خاندان کے ہر فرد میں نظر آئی جو یقیناً مرحوم کی تربیت کا نتیجہ تھی وہ یہ تھی کہ ان کے خاندان کے ہر شخص کو لوگوں نے بزرگوں کا بے انتہا ادب کرتے ہوئے پایا۔ ہمارے اسلامی عقیدے کے مطابق انسان کی کامیابیوں میں بہت بڑا عمل دخل اس کے والدین اور بزرگوں کی دعاؤں کا ہوتا ہے۔ میاں نواز شریف کی تمام کامیابیاں بھی میاں محمد شریف مرحوم کی دعاؤں اور تربیت کی مرہون منت ہیں۔

ممنون حسین

چیف آرگنائزر پاکستان مسلم لیگ (ن) سندھ

سابق صدر چیمبر آف کامرس کراچی سابق گورنر سندھ

Marfat.com

ممنون حسین

چیف آرگنائزر پاکستان مسلم لیگ (ن) سندھ

سابق گورنر سندھ وسابق صدر چیمبر آف کامرس کراچی

Marfat.com

مخدوم شاہ نواز

مرکزی نائب صدر و آرگنائزنگ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سندھ

Kodwavi 8936 atif Ows P4. 29-04-2005

Marfat.com

میاں محمد شریف عظیم شخصیت کے مالک تھے

قائد مسلم لیگ میاں نواز شریف کے محبوب والد میاں محمد شریف مرحوم جہدِ مسلسل پر یقین رکھتے تھے۔اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود جدید کاروبار کے تمام رموز سے واقف تھے۔ان کے کاروباری حریف بھی ان کی کارکردگی اور سوجھ بوجھ کے معترف تھے۔وہ وقت کے پابند اور اپنے ملازموں کے ہمدرد تھے۔کسی پارٹی کے رکن یا عہدیدار نہیں تھے۔کبھی کسی سطح کے سیاسی انتخابات یا مہم میں حصہ نہیں لیا۔کسی جلسے جلوس میں شریک نہیں ہوئے کبھی کوئی سیاسی بیان بازی نہیں کی۔مگر پھر بھی ملک کی سیاست پر ان کا جتنا گہرا اثر رہا،اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔وہ صحیح معنوں میں ایک عہد ساز شخصیت کے مالک تھے۔انہوں نے ملک کی معیشت کو آگے بڑھانے میں بھی بے حد مؤثر اور فعال کردار ادا کیا ہر قسم کے مشکل حالات کو خندہ پیشانی اور صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کیا۔خاندان کے اندر سخت نظم وضبط نافذ کیا۔ان کے دور میں پورا خاندان کھانے کے لئے ایک ہی دسترخوان پر جمع ہوتا تھا۔وہ تہجد گزار، بے حد متقی اور اسلامی شعائر کی مکمل پابندی کرنے والے عظیم شخصیت تھے۔میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں نے ملک کی سیاست،معیشت اور دوسرے شعبوں پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔وہ جب تک جئے بھرپور طریقے سے زندگی گزاری،دومرتبہ ملک چھوڑنا پڑا مگر کبھی شکوہ کناں نہ ہوئے۔میاں محمد شریف نے ایک محنت کش کے طور پر بے پناہ ریاضت کی۔ابتدائی دور میں تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری بھی کرتے رہے۔انہوں نے زندگی میں جتنی محنت کی اس کی مثال عام آدمی نہیں دے سکتا۔صبح چار بجے اٹھ کر کام پر جانا اور رات گئے تک کام کرنا انہی کا کمال تھا۔مرحوم نے ملک کے اندر فولاد کے علاوہ شوگر کی ملیں بھی لگائیں متعدد فیکٹریوں کے مالک ہونے کے باوجود ان کی طبیعت میں غرور یا تکبر پیدا نہ ہوا۔ان کی ذاتی زندگی بہت سادہ تھی غذا اور لباس بھی بہت سادہ تھے۔انہوں نے دو ہسپتالوں کے علاوہ متعدد مساجد بھی تعمیر کروائیں، بے شمار رفاہی اور فلاحی اداروں اور مستحق افراد کی اعانت کی۔بے شمار مستحق افراد نے ان کے ہسپتالوں میں مفت علاج کی سہولتیں حاصل کیں۔میاں محمد شریف مرحوم کی اولاد ان کا جتنا احترام کرتی تھی اس کی مثال اب کم ملتی ہے۔ان کے تینوں بیٹے اور ان کی اولادیں میاں محمد شریف کے سامنے ہمیشہ مؤدب رہتی تھیں۔وطن عزیز میں پروگرام کے مطابق ان کی نماز جنازہ داتا دربار لاہور میں ادا کی جانی تھی،تاہم موجودہ حکومت نے ان کی میت لاہور ائیرپورٹ سے ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے سیدھی رائے ونڈ پہنچادی جس سے داتا دربار کے احاطہ میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا پڑی۔مگر مرحوم کے بیٹوں اور دیگر لواحقین نے مشروط طور پر پاکستان آنا قبول نہ کرکے اپنے خاندان کی روایتی شرافت اور عظمتِ کردار کا واضح ثبوت دیا ہے۔

مخدوم شاہنواز

آرگنائزنگ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سندھ

Marfat.com

اپنے ہم وطنوں کے دکھوں پر میاں شریف مرحوم تڑپ جایا کرتے تھے

میاں محمد شریف نے اپنی زندگی کا آغاز معمولی درجے سے کیا۔مگر مسلسل محنت اور لگن سے لوہے کی معمولی بھٹی سے کاروبار شروع کرنے والے میاں شریف نے ایک دن اتفاق فونڈری کھڑی کردی۔ جو اس وقت ملک کا دوسرا بڑا صنعتی ادارہ تھا۔انہوں نے ڈھاکہ میں بھی انجینئرنگ فیکٹری لگائی۔بھٹو دور میں جب صنعتوں کو قومیانے کا سلسلہ شروع ہوا تو اتفاق فونڈری بھی حکومت کی تحویل میں چلی گئی۔لیکن میاں محمد شریف جنہوں نے ساری زندگی صرف صنعت کاری سیکھی تھی نے ہمت نہ ہاری اور کاروبار کو نئے سرے سے منظم کرنے میں جُت گئے۔ بھائیوں کے ساتھ مل کر انہوں نے کچھ ہی عرصہ میں لاہور میں چھ نئے کارخانے اتفاق برادرز، اتفاق ٹیکسٹائل ملز، خالد سراج انڈسٹریز لمیٹڈ، نواز شہباز لمیٹڈ، جاوید پرویز لمیٹڈ اور ادریس اینڈ کمپنی قائم کردیئے۔کاروبار بھائیوں میں تقسیم ہونے کے بعد میاں محمد شریف نے ایک بار پھر شریف گروپ قائم کرکے نئی صنعتیں لگائیں۔

میاں محمد شریف مرحوم کی یہ عظمت اور بلند کرداری تھا کہ وہ اپنے اردگرد بسنے والے انسانوں کے دکھوں اور تکالیف پر تڑپ جایا کرتے تھے۔انہوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں یتیموں، بیواؤں اور بے سہارا افراد کے وظائف مقرر کررکھے تھے۔مزدوروں اور غریبوں کے بچوں کے لئے شریف ایجوکیشن کمپلیکس اور دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے شریف میڈیکل سٹی، میڈیکل کمپلیکس بنوایا جہاں دل کے امراض، زچہ بچہ، گردوں اور دوسری تمام سنگین بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔میاں محمد شریف جلاوطن کئے جانے سے قبل باقاعدگی سے اتفاق ہسپتال جایا کرتے تھے اور مریضوں کے بیڈ پر جاکر تیمارداری کرتے۔رائیونڈ میں زرعی فارم کے ساتھ انہوں نے شریف مسجد بھی تعمیر کروائی۔مذہب اور مشرقی اقدار کے ساتھ گہری وابستگی ان کی شخصیت کا خاصا تھا۔غریب الوطنی کے دور میں بھی مردآہن میاں محمد شریف مرحوم نے ہار نہ مانی اور سعودی عرب میں ایک سٹیل مل کھڑی کردی۔ یہ ان کی وطن سے محبت کا عالم تھا کہ انہوں نے اولاد کو اپنے مرنے کے بعد رائیونڈ میں تدفین کی وصیت کررکھی تھی۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔آمین۔

سید محمد حیدر شاہ

ترجمان مسلم لیگ (ن) سندھ

Marfat.com

غریب پروری میاں محمد نواز شریف کو وراثت میں ملی ہے

دراصل میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد عباس شریف کو دین داری، عشقِ رسول ﷺ، سیاسی شعور اور بزرگوں کا احترام کرنا اپنے والد سے ورثے میں ملا ہے۔ میاں محمد نواز شریف اپنے نام کی طرح بہت نرم دل اور نواز نے والے واقع ہوئے ہیں۔ اسی لئے اپنے دور حکومت میں غریب افراد کا سہارا بننے اور انصاف فراہم کرنے وہ ملک کے دور دراز علاقوں میں غریبوں اور حقداروں کے گھر تک گئے جہاں آج تک پچاس سالوں میں کوئی نہ جا سکا۔ اور نہ ہی کسی نے ایسا کر کے دکھایا۔

میاں محمد عباس شریف گو کہ سیاسی طور پر نمایاں نہیں ہوئے لیکن ان میں بھی دوسرے بھائیوں کی طرح اپنے والد کی خوبیاں بھری پڑی ہیں۔ ان تینوں بھائیوں کی تربیت ان کے والد گرامی نے قائد اعظمؒ کے ارشاد کے مطابق ایمان، اتحاد اور تنظیم کے سنہرے اصولوں پر کی ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ایک باپ اپنی اولاد کو وراثت میں جو چیز سب سے بہترین دیتا ہے وہ ہے اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ بے شک میاں محمد شریف نے اپنی اولاد کو وراثت میں یہی بہترین چیز عطا کی اور تینوں بھائی اس معاملے میں بہت خوش قسمت ہیں۔

میاں محمد شریف فولادی عزم و ہمت کے مالک تھے۔ ان کی ہمت دیکھ کر مخالف لرز اٹھتے تھے۔ وہ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اور رحم دلی کے ساتھ پیش آتے اور دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کرتے۔ میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعظم بنے تو ان لوگوں کا جنہوں نے اس خاندان سے زیادتیاں کی تھیں خیال تھا کہ اب ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔ مگر میاں محمد شریف نے انہیں معاف کیا۔ میاں محمد شریف کی شخصیت و کردار میں پاکیزگی اور شرافت بھری ہوئی تھی۔ اس مومن صفت انسان نے زمانے کے مطابق خود کو پورا اتارتے ہوئے اور اسلام کو نہ چھوڑتے ہوئے اپنی زندگی بسر کی۔ ایسے لوگوں کا مرنا جینا، ان کا عروج و زوال ان کی زندگی میں کم و بیش برابر ہوتا ہے۔ جس طرح آفتاب ایک طرف غروب ہوتا ہے تو دوسری طرف طلوع ہوتا ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز میں میاں محمد شریف کو ایک ایسا وقت بھی درپیش آیا جب انہیں وطن کو خیر باد کہہ کر سعودی عرب جانا پڑا۔ تمام املاک اور کاروبار کو چھوڑ کر وطن سے جانا کوئی خوشی کی بات تو نہ تھی لیکن ایسا کرنے والے مومن دل کے لوگ ہی ہو سکتے ہیں جو ہر حال میں اللہ کی خوشنودی کو ترجیح دیتے ہیں۔ قدرت کا بھی اصول ہے کہ وہ اپنے پیاروں کو بڑے وقار سے اپنے قریب کر لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آمین۔

چودھری سلیم الٰہی گجر نائب صدر مسلم لیگ (ن) سندھ
مرکزی چیئر مین اوورسیز ایمپلائمنٹ پروموٹرز ایسوسی ایشن پاکستان
چیف ایگزیکٹو میلو انٹر پرائز ز کراچی

Marfat.com

مرحوم ایک اصول پسند اور دیندار شخص تھے

وہ شخص جس کے صنعتی ادارے حکومت کو اربوں روپے سالانہ ٹیکس دیا کرتے تھے جس کا سیاست سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا اس نے جب اپنی مٹی میں دفن ہونا چاہا تو اس کی اجازت نہ ملی اور جب ملی تو یوں کہ اس کا جلوسِ جنازہ بھی نکلنے نہ دیا گیا۔ طیارے ہائی جیک ہوتے تو سنا تھا اب یہ بھی ہوا کہ سرکاری ہیلی کاپٹر میں ایک غیر سیاسی بزرگ کا جنازہ ہائی جیک ہوا۔ مرحوم میاں محمد شریف ایک اصول پسند دیندار اور انتہائی مخیّر انسان تھے لیکن اس سے بڑھ کر وطن پرست تھے۔ انہوں نے ایک ایسی سرزمین پر آخری سانس لی جہاں آخری دم دینا لوگ ایک سعادت خیال کرتے ہیں اور جہاں دفن ہونا لوگوں کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن میاں محمد شریف کے لئے وطن کی مٹی میں دفن ہونا ایک بڑی سعادت تھی ان کے گھر والوں کو جس قدر بھی دلاسہ دیا جائے وہ کم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں اپنی خوش نصیبی پر بھی ناز کرنا چاہیے کہ وہ ایک بڑے باپ کے پسماندگان ہیں۔ میاں شریف کی آخری خواہش کی تکمیل میں حکومتِ پاکستان کی اور حکمرانوں کی جانب سے جو روڑے اٹکائے گئے۔ میاں محمد شریف کو میڈیا نے "مردِ آہن" کا خطاب دے رکھا ہے۔ پنجاب بھر کے غرباء و مساکین اور بے کس لوگ انہیں مشفق غنی اور دردمند سخی کے روپ میں دیکھ چکے ہیں۔ صنعت کار انہیں محنتی اور پرعزم کاروباری شخص کے طور پر جانتے ہیں۔ سیاستدانوں کی نظر میں وہ ناقابل تسخیر رہے ہیں۔ عوام و خواص نے انہیں دیکھا کہ وہ کئی سکول اور ہسپتال قائم کر چکے ہیں۔ پتہ نہیں کتنے سال ہوئے ہیں کہ ہر سال لاہور کے کثیر تعداد غریب گھروں میں میاں محمد شریف کی طرف سے عید و بقر عید کے موقع پر پرخلوص تحفہ خود بخود پہنچ جاتا تھا۔ پتہ نہیں کتنے لوگ ان سے رقم لے کر اپنا کاروبار شروع کر چکے ہیں اور آج وہ کروڑوں میں کھیل رہے ہیں۔ ملکی تاریخ نے دیکھا کہ میاں محمد شریف نے اس نوزائیدہ ملک کو صنعتی ترقی کی راہ دکھائی۔ میاں محمد شریف نے اپنے بچوں کو نہ صرف اسلامی احکام کا پابند بنایا بلکہ انہیں بھی مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا درس دیا۔

ملک ریاض احمد اعوان

جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سندھ

صدر ٹرانسپورٹ فیڈریشن پاکستان

کوآرڈی نیٹر سپریم کونسل آف آل پاکستان ٹرانسپورٹرز

نائب صدر مرکزی تنظیم اعوان سندھ

ذخیرہ

Marfat.com

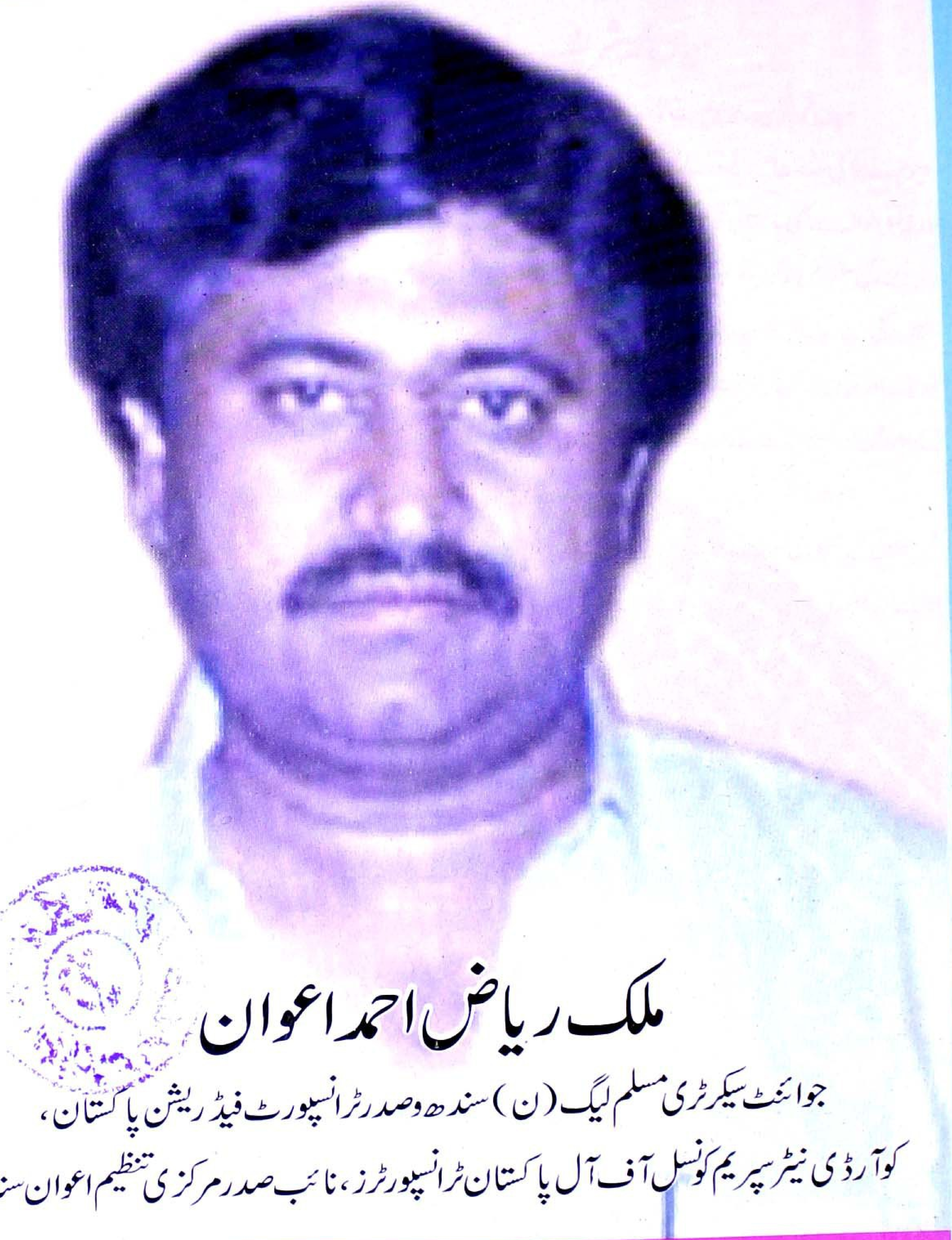

ملک ریاض احمد اعوان

جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) سندھ وصدر ٹرانسپورٹ فیڈریشن پاکستان،
کوآرڈی نیٹرسپریم کونسل آف آل پاکستان ٹرانسپورٹرز، نائب صدر مرکزی تنظیم اعوان سندھ

Marfat.com

سلیم انجم

جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) مینارٹی ونگ سندھ

Marfat.com

میاں محمد شریف نے پاکستانی قوم کی عظیم خدمت کی

میاں محمد شریف مرحوم نے تاحیات دکھی انسانیت کی خدمت کی ۔ بڑے بڑے ہسپتال اور تعلیمی ادارے قائم کر کے میاں محمد شریف مرحوم نے سماجی خدمت کرنے والے مخیّر لوگوں کے لئے انتہائی شاندار اور عظیم مثالیں قائم کی ہیں ۔ مرحوم نے سماجی خدمت کے ساتھ ساتھ دینی اور مذہبی حوالہ سے بھی پاکستانی قوم کی عظیم خدمت کی ہے ۔ مرحوم نے بے شمار مساجد اور دینی مدارس کی دل کھول کر امداد کی ، کئی دکھی لوگوں کے دکھ دور کئے ، کئی مقروض لوگوں کو سہولتیں بخشیں ، کئی بیماروں کا علاج کیا ، کئی محتاجوں کی حاجتیں پوری کیں ، کئی ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کیں ، کئی بے سہاروں کا سہارا بنے ، کئی افراد ، اداروں ، تنظیموں اور خاندانوں کی کفالت کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے بیٹوں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی صورت میں قوم کو انتہائی ایماندار مخلص اور محبّ وطن سیاستدان عطا کیئے اور تاحیات اپنے بیٹوں کی رہنمائی کر کے اور وطن اور اسلام کے لئے اپنے عظیم جذبے کو پوری دنیا پر عیاں کر دیا ۔

موجودہ حکمرانوں نے میاں محمد شریف مرحوم کی آخری رسومات ادا کرنے سے میاں محمد نواز شریف اور ان کے اہل خانہ کو روک کر اپنے غیر اخلاقی غیر جمہوری اور جابر ہونے کا ثبوت دیا ہے ۔ جبکہ میاں برادران نے اپنے والد کی تدفین کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کر کے اپنے بڑے اور جمہوری ہونے کا ثبوت دیا ہے ۔ جبر کا دور چاہے جتنا بھی لمبا ہو جائے آخری فتح عوام اور عوامی قیادت کی ہوگی ۔

سلیم انجم

جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) مینارٹی ونگ سندھ

میاں محمد شریف مرحوم صرف نام ہی کے شریف نہیں تھے بلکہ فی الحقیقت مجسمۂ شرافت تھے ۔ رب ذوالجلال والاکرام نے انہیں ایمانداری ، دیانتداری ، بردباری ، رواداری ، وضعداری ، غمگساری ، غریب پروری ، علم پروری ، ہمدردی ، دردمندی ، دلجوئی ، دلنوازی ، مہربانی ، شفقت ، محبت ، مرّوت ، خداترس اور پرہیزگاری جیسی صفات محمودہ سے نواز رکھا تھا ۔

شبیّر میمن

صوبائی رہنما مسلم لیگ (ن) سندھ

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم سچے عاشق رسول تھے

مرحوم میاں محمد شریف مرحوم ایک شریف النفس انسان تھے۔روز مرہ زندگی میں اعتدال،تہجد گزاری،خوفِ خدا،بے شمار یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کی خاموشی سے مدد کرتے وہ ہزاروں پاکستانیوں کے لیے وسیلہ روزگار بنے انہوں نے اربوں کی لاگت سے غریب ومحروم طبقات کو طبی سہولیات پہنچانے کے لئے ہسپتال تعمیر کروائے وہ محروم اور دکھی انسانیت کے ہمدرد تھے۔عام مریضوں کے بستر پر جاکر ان کا حال پوچھتے اور پھر مریضوں کے لئے وہ سب کچھ کرتے جولوگ عام طور پر اپنے لئے کرتے ہیں۔

میاں محمد شریف مرحوم کی نمازِ جنازہ حرم شریف میں کعبہ شریف کے نزدیک حجراسود کے مقام کے بالکل سامنے ادا کی گئی۔یہ وہ مقام تھا جہاں نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر حجراسود کو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب فرمایا تھا۔میاں محمد شریف کا جنازہ اس جگہ پڑھائے جانے میں تینوں بھائیوں کے لئے انتقال کے بعد بھی والد گرامی کی جانب سے اشارہ تھا کہ "سارے بھائی متحد رہیں اور ہمیشہ امن قائم کرنے کے لئے کوشاں رہیں"۔نبی کریم ﷺ کا اس مقام پر کھڑے ہوکر حجراسود کو بوسہ دینا اور میاں محمد شریف کا جسدِ خاکی اس مقام پر رکھے جانا اللہ سے محبت کرنے والے اور ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ کی نشانی ہے۔نماز فجر کے بعد نماز جنازہ میں حرم شریف میں موجود لاکھوں افراد نے شرکت کی۔جنازے کے بعد جب میت کو لے جایا جارہا تھا تو حرم میں موجود تمام مسلمان دائیں بائیں مؤدبانہ کھڑے تھے جن میں زیادہ تر وہ لوگ شامل تھے جو انہیں نہیں جانتے تھے لیکن اللہ کا نظام ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کی پہچان کا انتظام خود ہی کردیتا ہے۔

چودھری محمد افضل گجر

صدر مسلم لیگ (ن) لیبر ونگ سندھ

جوائنٹ سیکرٹری اے آر ڈی سندھ

میاں محمد شریف مرحوم کو ان کی وصیت کے مطابق دفنانے کے لئے پاکستان لایا گیا۔اس موقع پر تینوں بھائی اپنے والد کی میت کے ہمراہ نہ آسکے۔اس درد کو ایک مسلمان اہلِ دل ہی محسوس کرسکتا ہے۔وہ اقوام بدقسمت ہوتی ہیں جو ایسی نیک روحوں کو اپنے وطن سے دور کردیتی ہیں اور ایسا کرنا رحمت سے منہ موڑنے کے مترادف ہوتا ہے۔میاں محمد شریف کی عظمت کو سلام کہ پھر بھی اپنے وطن کی خاک میں ملنا پسند کیا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

سید حفیظ الدین

صوبائی رہنما مسلم لیگ (ن) سندھ

Marfat.com

صوبہ سرحد اور بلوچستان
کی ممتاز شخصیات
کے
تاثرات

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم انتہائی نیک سیرت، شریف النفس انسان، تہجد گزار و پرہیزگار مسلمان اور پاکباز و دیانتدار تاجر تھے۔
سراج الحق (سابق ناظم اسلامی جمعیت طلباء پاکستان) سینئر صوبائی وزیر صوبہ سرحد

میاں محمد شریف مرحوم مٹی کو اپنی محنت سے سونا بنانے کا ہنر جانتے تھے۔
صاحبزادہ پیر سید صابر حسین شاہ صدر مسلم لیگ (ن) صوبہ سرحد، سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد

وہ قوم کا سرمایہ تھے ایک قومی لیڈر کے عظیم باپ تھے صنعت کے میدان میں ملک کو ترقی سے ہمکنار کر کے میاں محمد شریف نے عظیم کام سرانجام دیا ہے ان کی عظیم جدوجہد ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔
جاوید ابراہیم پراچہ سابق ایم این اے و مرکزی رہنما مسلم لیگ (ن) صوبہ سرحد (کوہاٹ)

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے سلسلے میں شریف برادران کو پاکستان نہ آنے دینا موجودہ حکومت کا ظالمانہ اقدام ہے۔
مسز امتیاز سلطان بخاری صدر مسلم لیگ (ن) خواتین ونگ صوبہ سرحد۔

موت وحیات کا سلسلہ تو ازل سے جاری ہے اور تاابد جاری رہے گا مگر میاں محمد شریف جیسے انسانیت کے ہمدرد لوگ صدیوں تک زندہ رہتے ہیں۔ **مفتی نوید العصر سیکرٹری اطلاعات** مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ صوبہ سرحد

آخری عمر میں انہیں جلاوطنی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا مگر اس صابر شخص کے لب پر شکوہ نہیں آیا۔ بلکہ اسے بھی خداوند کریم کی طرف سے آزمائش ہی تصور کیا۔ **لیلیٰ تبسم، ڈاکٹر امتیاز سلطان** بخاری، **وراثیہ بی بی** رہنما مسلم لیگ (ن) سرحد

میاں محمد شریف بڑے خوش قسمت ہیں کہ دیار حبیبؐ میں جاں بلب ہوئے اور آغوش وطن میں پیوند خاک۔ اللہ غریق رحمت کرے۔
نگہت جبیں قاضی، جویریہ افضل، رفعت ناہید، انجم آراء خواتین لیگی رہنما سرحد

الحاج میاں محمد شریف نے اپنی محنت ذہانت اور معاملہ فہمی سے ایک بہت بڑی صنعتی ایمپائر قائم کی۔
گل ناز شاہ، پروین اختر، یاسمین رستم، سبیلہ خاتون، مہرالنساء بیگم، لیگی خواتین رہنما صوبہ سرحد

غربت و تنگدستی سے امارت و اقتدار تک کا سفر کرنے والے میاں محمد شریف اپنے ایام عسرت کو کبھی نہ بھولے تھے۔
ارباب خضر حیات خاں مرکزی لیگی رہنما (پشاور)۔

میاں محمد شریف وہ نام ہے جس نام کو دوست اور دشمن ہر ایک نے عزت دی۔ حق مغفرت کرے۔
محمد اشرف ڈار ایڈیٹر روزنامہ صبح پشاور

وطن سے دوری اور اپنے ملک پر غاصبانہ تسلط کا غم میاں محمد شریف کو آخری دنوں میں بے چین کئے رہتا تھا۔
الماس خان لیگی رہنما پشاور۔

میاں محمد شریف کی وفات سے شریف خاندان کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ ملک کا ہر محب وطن پاکستانی اپنے دل میں محسوس کر رہا ہے
جہانزیب خان صوبائی سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) سرحد
ڈاکٹر محمد اقبال مسلم لیگی رہنما (ن) ڈیرہ اسماعیل خاں۔

Marfat.com

✍ میاں شریف ٹھنڈے مزاج اور انتہائی بردبار شخصیت کے مالک تھے۔

موسم خان آفریدی جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) پشاور

✍ میاں محمد شریف مرحوم بات کے پکے اور وعدے کے پابند تھے۔

انعام اللہ خان ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ صوبہ سرحد۔

✍ پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد شریف کے جنازہ کو خالصتاً مذہبی فریضہ کے طور پر انجام دینا چاہتی تھی جبکہ جنرل مشرف اور ان کے کاسہ لیس عناصر نے اس ایشو سے سیاسی مفاد حاصل کرنے کی بھونڈی کوشش کی ہے۔

ذکاء اللہ خان صدر مسلم لیگ یوتھ ونگ (ن) پشاور ڈویژن۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کو دوست دشمن ہر ایک نے عزت دی۔

سید آل آمر پیر زادہ مدیر ماھنامہ آوازِ حق پشاور دارالعلوم جامعہ غوثیہ معینیہ بیرون یکہ توت پشاور صوبہ سرحد

✍ میاں محمد شریف مرحوم خدمت خلق اور شرافت کے قائل تھے۔

یوسف ایوب خا ن سابق صوبائی وزیر مسلم لیگ (ن) ھری پور۔

✍ پرامن لیگیوں کو جنازہ کی اجازت نہ دے کر نمازِ جنازہ کی جگہ تبدیل کر کے حکومت نے اپنی رخصتی کی نوید سنائی ہے۔

بابرخان صدرایم ایس ایف ضلع ھری پور۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم سبزہ وہریالی کے بڑے دلدادہ تھے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھہ صدر مسلم لیگ (ن) ضلع ایبٹ آباد

✍ شمیم زرعی فارم میں اپنی جائے مدفن میاں محمد شریف مرحوم نے بہت عرصہ پہلے تجویز کر رکھی تھی۔

ظفر اللہ خان ایم پی اے، ملک عمران خان ایم پی اے لکی مروت۔

حاجی معروف صدرمسلم لیگ (ن) جمرود۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے سلسلہ میں حکومت سے کسی بھی قسم کی درخواست کرنا میرے قائد میاں نواز شریف کی شان کے خلاف تھا۔

وسیم خان آفریدی جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) جمرو د۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم تعمیرِ پاکستان کے لئے فولادی عزم رکھتے تھے۔

جاہول خان نفیس جوائنٹ سیکرٹری مسلم لیگ (ن) جمرود۔

✍ میاں محمد شریف مرحوم کی زندگی عزم وہمت سے عبارت ہے۔

حکیم فقیر سید محمود شاہ ھاشمی قادری چارسدہ

حیدر خان ھوتی جنرل سیکرٹری اے این پی، **ملک نوید خان** رہنما اے این پی مانسہرہ،

Marfat.com

سیاسی مخالفوں کو نماز جنازہ میں شرکت سے روکنا بزدلانہ حکومتی طرز عمل ہے۔

حاجی ساجد گل صدر سٹی مسلم لیگ (ن) چار سدہ۔

یہ کیسی جمہوریت ہے کہ سیاسی مخالفوں کو جنازہ میں شرکت سے روکا جائے۔

میاں ہمایوں شاہ کاکا خیل صدر مسلم لیگ (ن) ضلع چارسدہ۔

میاں محمد شریف مرحوم کی تدفین کے موقع پر حکومتی اقدام سے علم ہوگیا ہے کہ یہاں ہلاکو خان کی جمہوریت قائم ہے۔

شہر یار جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع چارسدہ۔

میاں محمد شریف کی نماز جنازہ کی جگہ تبدیل کر کے جمہوری روایات کو دھوکہ دیا گیا ہے۔

حاجی حیات اللہ ،جواداللہ، ممتاز خان، عھدیداران مسلم لیگ (ن) ضلع چارسدہ۔

دینی فریضہ ادا کرنے والوں کو روکنے والے حکمرانوں کو خدا ضرور پوچھے گا۔

الحاج حیات اللہ مھمند صدر مسلم لیگ (ن) تحصیل تنگی ضلع چارسدہ۔

میاں محمد شریف نے تمام عمر کسی سوالی کو خالی نہیں لوٹایا اللہ رب العزت انہیں اجر عطا فرمائیں۔ (آمین)۔

سید ابدال باچہ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل چھوٹا لاھور ضلع صوابی۔

ہمارے خاندان کو شریف خاندان سے خاص انس ہے میرے خاندان کی طرف سے میاں محمد شریف مرحوم کی روح کو ایک ہزار قرآن مجید کا ثواب پہنچایا گیا ہے۔ اللہ غریق رحمت کرے آمین۔ **مسعود جبار ناظم تحصیل کونسل صوابی۔**

میت کے ساتھ آنے کی مشروط پیشکش کو ٹھکرا کر قائد عوام نواز شریف نے بڑا فیصلہ کیا ہے۔ حکمران منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔

عبدالفھیم خان لیگی رھنما صوابی۔

میاں محمد شریف عظیم انسان تھے انہوں نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔

حاجی صفدر خان کرم خیل سنیئر نائب صدر مسلم لیگ (ن) صوابی۔

میاں محمد شریف مرحوم کی سماجی خدمات لائقِ دادو تحسین ہیں۔

شیر زمان خان صدر مسلم لیگ(ن) تحصیل تخت بھائی

میاں محمد شریف ایمانداری سچائی اور استقامت کا پیکر تھے۔

حاجی ایوب سنیئر نائب صدر مسلم لیگ(ن) تحصیل تخت بھائی۔

پاکستانی قوم ایک اصول پرست اور فرشتہ صفت بڑے آدمی سے محروم ہوگئی ہے۔

حلیم خان جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل تخت بھائی۔

میاں محمد شریف نے زندگی بھر اسلام سے محبت، رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کوشش اور ملک وقوم کے لئے تڑپ جاری رکھی

شیر قیوم مست خیل پریس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) تحصیل تخت بھائی۔

Marfat.com

میاں محمد شریف کی کمٹڈ اور مرنجاں مرنج شخصیت کو قوم صدیوں یاد رکھے گی۔

قمرزماں خان ایڈووکیٹ صدر مسلم لیگ (ن) لائیرز فورم تخت بھائی۔

شریف فیملی کے لیے بہت بڑے دکھ کی بات ہے کہ اس کا محسن سربراہ چلا گیا۔ **محمداقبال خان** مسلم لیگی رہنما تخت بھائی

میاں محمد شریف مرحوم کی تربیت کا ہی اعجاز تھا کہ بیٹے ملکی سیاست میں اسقدر اہم عہدوں پر پہنچے۔

زرخان صدر مسلم لیگ (ن) مھمند۔

موت ایک حقیقت ہے میاں محمد شریف نے قابل فخر زندگی گزاری۔

شاھجھان لودھی خان خٹک رہنما مسلم لیگ (ن) کرک

اللہ غریق رحمت کرے بڑے عزم اور عمل والے آدمی تھے۔

حاجی نوروز خان ،جاوید اختر ایڈووکیٹ ، معین الدین ، صفدر اقبال ،شریف خٹک، گل شاھد خان، آزاد خان، ملک ھارون کارکنان مسلم لیگ (ن) کرک

میاں محمد شریف کی موت سے شریف خاندان ایک بے مثل سرخیل سے محروم ہو گیا ہے اللہ غریق رحمت کریں۔

محمد اصغر پراچه جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع کوھاٹ

میاں محمد شریف مرحوم کا نصب العین انسانیت کی بہتری اور خدمت تھا۔

سردار احمد گل محسود صدر مسلم لیگ (ن) ٹانک صوبه سر حد ،سردار حاجی محمد خان نامور سیاسی وسما جی شخصیت جنو بی و زیرستا ن

میاں محمد شریف جیسے باپ کی وفات میاں محمد نواز شریف کے لے ایک بڑا دھچکا ہے اللہ رب العزت انہیں حوصلہ اور صبر عطا فرمائے۔ آمین۔ **گلفراز خان ناظم کاٹلنگ صوبه سرحد**

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے بیٹوں کو باپ کے جنازے سے دور رکھ کر دشمن چین نہیں پائیں گے۔

الحاج محمد ایصال خان صدر مسلم لیگ (ن) ضلع مالاکنڈ۔

میاں محمد شریف مرحوم سبزہ و ہریالی کے بڑے دلدادہ تھے۔ **ضیاء اللّٰہ خان** سابق امیدوار قومی اسمبلی این اے 35 مالاکنڈ۔

میاں محمد شریف مرحوم نے قوم کو وہ بیٹا عطا کیا ہے جو اس ملک کی تقدیر بدل سکتا ہے میاں محمد شریف واقعی محسن قوم تھے۔

سید ولی شاہ آفریدی مرکزی سیکرٹری اطلاعات مسلم لیگ (ن) فاٹا۔

بڑے سے بڑا مخالف بھی میاں محمد شریف مرحوم کے معاشرتی وسماجی کردار پر حرف گیری نہیں کرسکتا۔

محمد سعید بٹ ایڈو وکیٹ صدر مسلم کانفرنس صوبه سرحد

شرافت علی مبارک، ارشد قریشی رہنما مسلم لیگ (ن)، پشاور

Marfat.com

میاں محمد شریف مرحوم اتنے انصاف پسند تھے کہ چاہے بڑا ہو یا چھوٹا جو حق پر ہوتا اس کا ساتھ دیتے تھے۔

باسط عمران صوبائی رہنما ایم ، ایس ، ایف صوبہ سرحد

میاں محمد شریف مرحوم ایک مدبر، کم گو اور صالح شخص تھے۔ **محمد اعظم آفریدی ناظم پشاور**

میاں محمد شریف مرحوم کا ملکی سیاست میں کردار مثالی کردار ہے۔

حاجی امداد علی کھوسہ ممبر مسلم لیگ (ن) سنٹرل ورکنگ کمیٹی جعفر آباد بلوچستان۔

میاں محمد شریف علماء و مشائخ کے قدر دان اور اسلامی تاریخ میں دلچسپی رکھتے تھے۔

زینت بلوچ، روبینہ جبیں بٹ، سابق ٹکٹ ہولڈر مسلم لیگ (ن) بلوچستان۔

میاں محمد شریف مرحوم نے مالدار ہونے کے باوجود سادہ زندگی بسر کی۔

عطاء اللہ محمدزئی صدر ،احمد بلوچ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) ضلع کیچ (بلوچستان)

میاں محمد شریف مرحوم نے اپنے نوکروں کو بھی اپنے بیٹوں اور بھائیوں جیسا مقام اور عزت دی۔

عبدالرؤف بلوچ سیکرٹری اطلاعات ،

عدیل احمد سیکرٹری آفس مسلم لیگ (ن) ضلع کیچ بلوچستان

ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے میاں محمد شریف اس حوالہ سے بڑے خوش قسمت ہیں جو ماہِ رمضان کے مقدس ایام میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم دینی مدارس کی دل کھول کر امداد کیا کرتے تھے۔ آج ان کی رحلت پر ہزاروں دینی مدارس میں ان کی بلندی درجات کے لئے قرآن پاک کی تلاوت و قرأت جاری ہے۔

ملک رفیق اعوان نائب صدر مسلم لیگ (ن)، بلوچستان

سیّد آل خان ناصر جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن)، صوبہ بلوچستان (کوئٹہ)،

نصیب اللہ یار زئی، صوبائی رہنما مسلم لیگ (ن) بلوچستان

ڈاکٹر عبداللہ ظفری۔ حاجی محمد اقبال کٹی خیل رہنما مسلم لیگ۔

حاجی نور محمد صدر پاکستان مسلم لیگ (ن)، نوشہرہ

حاجی گل نواز رہنما مسلم لیگ (ن)، نوشہرہ

الطاف حسین نیازی، جنرل سیکرٹری مسلم لیگ (ن) نوشہرہ

محمود مصطفی، فنانس سیکرٹری مسلم لیگ (ن) کینٹ نوشہرہ

جمعہ خان، ناظم نوشہرہ

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

قومی ترانہ

پاک سر زمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد
تو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان

مرکزِ یقین شاد باد

پاک سر زمین کا نظام قوت اخوت عوام
قوم، ملک ، سلطنت پائندہ تابندہ باد

شاد باد منزلِ مراد

پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال جانِ استقبال

سایہء خدائے ذوالجلال

Marfat.com

Marfat.com

حق گو کالم نویس علامہ عبدالستار عاصم کی ایک اور تصنیف

تاریخ پنجاب

50 جلدوں پر مشتمل اس عظیم تاریخی کتاب میں
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کے تاریخی
سیاسی اور سماجی حالات کی تصویر کشی
اس طرح کی گئی ہے کہ پنجاب بھر کے ظالم
رشوت خور، قاتل، ڈکیت اور اجارہ دار طبقہ
کے مکروہ چہرے بے نقاب ہو جائیں گے۔

عنقریب شائع ہو رہی ہے

القلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل

Mob: 0333-4393422, www.asim.com.pk
E-mail:asim666321@yahoo.com

Marfat.com